جدید تصحیح و
اضافہ شدہ ایڈیشن

ائمہ کرام، طلباء و مقررین کے لئے نہایت مفید و مکمل مجموعہ

اصلاحی خطبات و رسائل

جلد نہم

44) صلہ رحمی کی فضیلت اور قطع رحمی کی مذمت قصص اور واقعات کے تناظر میں
45) پردے کی ضرورت واہمیت، فوائد وثمرات اور خواتین اسلام کے ایمان افروز واقعات
46) مہمان نوازی کی فضیلت، فوائد وثمرات اور اسلاف امت کے پر تاثیر واقعات
47) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور سلف کی گستاخی اور استہزاء کرنے والوں کا عبرتناک انجام
48) نکاح کی اہمیت وفضیلت، فوائد وثمرات اور اسلاف کے پر تاثیر واقعات

تالیف
مولانا محمد نعمان ستار

فہرست

صلہ رحمی سے متعلق صحابہ کرام اور سلف کے بیس اقوالِ زریں

قطع تعلقی کا بھیانک انجام نصوص اور واقعات کے تناظر میں

۴۵...... پردے کی ضرورت واہمیت، فوائد وثمرات اور خواتین اسلام کے ایمان افروز واقعات

قرآن کریم کی روشنی میں پردے کی اہمیت وتاکید

احادیث مبارکہ کی روشنی میں پردے کی اہمیت وتاکید

صحابیات کی پاک دامنی اور پردے کے اہتمام کے پرتاثیر واقعات

۴۶......مہمان نوازی کی فضیلت، فوائد وثمرات اور اسلافِ امت کے پرتاثیر واقعات

قرآن کریم کی روشنی میں مہمان نوازی کی اہمیت وترغیب

احادیث مبارکہ کی روشنی میں مہمان نوازی کی اہمیت وفضیلت

حضرات صحابہ کرام کے مہمان نوازی کے پرتاثیر واقعات

اسلافِ امت کے مہمان نوازی کے پرتاثیر واقعات

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے گستاخوں کا عبرتناک انجام

۴۴......صلہ رحمی کی فضیلت اور قطع رحمی کی مذمت نصوص اور واقعات کے تناظر میں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾(البقرة:۲۷)

وَفِي مَقَامٍ آخَرَ:

﴿وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِمِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَاأَمَرَاللّٰهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ﴾ (الرعد:۲۵)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ،أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ،فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. ❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ. ❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے آپ کے سامنے قرآنِ مجید کی دو آیات اور احادیث مبارکہ میں سے دو احادیث

❶صحیح البخاری: کتاب البیوع،باب من أحب البسط فی الرزق، رقم الحدیث:۲۰۶۷

❷صحیح البخاری: کتاب الأدب،باب إثم القاطع،رقم الحدیث: ۵۹۸۴

آپ کے سامنے پڑھیں، ان میں شریعت نے جس بات کا حکم دیا ہے وہ صلہ رحمی کرنا ہے۔

صلہ رحمی کا معنی ومفہوم

رشتہ داروں سے تعلق جوڑنا، اپنے نسبی عزیزوں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا، ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، ان کے احوال کی رعایت کرنا، اپنی وسعت کے بقدر ان کے ساتھ مالی تعاون کرنا، ان کی خدمت کرنا، ان کی ملاقات کے لیے جاتے رہنا، خوشی اور غم میں ان کے ساتھ شریک ہونا وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ ان کیساتھ بہتر تعلقات قائم رکھنا اور ان کی ہمدردی وخیر خواہی کے جذبات سے ہر وقت سرشار رہنا۔

چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

صِلَةِ الرَّحِم، وَهِيَ كِنَايَةٌ عَنِ الإحْسان إِلَى الأقْرَبينَ، مِنْ ذَوِي النَّسَبِ وَالْأَصْهَارِ، وَالتَّعَطُّفِ عَلَيْهِمْ، والرِّفْقِ بِهِمْ، وَالرِّعَايَةِ لِأَحْوَالِهِمْ. ❶

ترجمہ: صلہ رحمی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے کنایہ ہے، چاہے اُن کے ساتھ تعلق نسبی حوالے سے ہو یا سسرال کے اعتبار سے ہو، اُن کے ساتھ شفقت اور نرمی کا برتاؤ کرنا اور اُن کے احوال کی رعایت رکھنا (صلہ رحمی کہلاتا ہے۔)

قرآن کریم کی روشنی میں صلہ رحمی کی ترغیب اور قطع رحمی کی مذمت

قطع رحمی والے نقصان اٹھانے والے ہیں

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾(البقرة:۲۷)

❶النهاية في غريب الحديث: حرف الواو، وصل، ج۵ ص ۱۹۱

ترجمہ: وہ جو اللہ سے کیئے ہوئے عہد کو پختہ کرنے کے بعد بھی توڑ دیتے ہیں اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹ ڈالتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں ایسے ہی لوگ بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اس سے مراد رشتہ داروں کے وہ حقوق پامال کرنا ہے جنہیں صلہ رحمی کہا جاتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کی تین صفات بیان کی ہیں، ایک یہ کہ وہ اللہ سے کیا ہوا عہد توڑتے ہیں، دوسرے یہ کہ وہ رشتہ داروں کے حقوق پامال کرتے ہیں اور تیسرے یہ کہ زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ ان میں سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق ہے یعنی نہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ عقیدہ رکھتا ہے جو رکھنا چاہیے اور نہ اس کی وہ عبادت کرتا ہے جو ان پر فرض ہے، دوسری اور تیسری چیز کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اللہ تعالیٰ نے مختلف رشتوں کے جو حقوق مقرر فرمائے ہیں، ان کی ٹھیک ٹھیک ادائیگی سے ہی ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے، اگر ان رشتوں کو کاٹ کر باپ، بیٹے، بھائی بھائی، شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے حقوق پامال کرنا شروع کر دیں تو وہ خاندانی نظام تباہ ہو جاتا ہے جس پر ایک صحت مند تمدن کی بنیاد قائم ہوتی ہے، لہذا اس کا لازمی نتیجہ زمین میں فساد کی صورت میں نکلتا ہے، اسی لئے قرآنِ کریم نے رشتوں کو کاٹنے اور زمین میں فساد مچانے کو سورہ محمد میں بھی ایک ساتھ ملا کر ذکر فرمایا ہے۔ (۱)

رشتہ داروں کی حق تلفی میں اللہ سے ڈرو

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللَّـهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّـهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ۱)

(۱) آسان ترجمہ قرآن: ص ۴۹، ۵۰

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو، اور رشتہ داریوں (کی حق تلفی سے) ڈرو، یقین رکھو کہ اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔

صلہ رحمی قائم کرنے والے عقل مند لوگ ہیں

قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَنْ يُوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ﴾ (الرعد: ۲۱)

ترجمہ: وہ لوگ (عقل مند ہیں) جو اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں، اور معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے، اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے، یہ لوگ انہیں جوڑے رکھتے ہیں، اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اور حساب کے برے انجام سے خوف کھاتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کو قائم رکھنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے انہیں پوری طرح ادا کرتے ہیں، اس میں رشتہ داروں کے تمام حقوق بھی داخل ہیں اور دینی رشتے سے جو حقوق پیدا ہوتے ہیں وہ بھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیائے کرام پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے ان سب پر ایمان بھی لاتے ہیں اور جن کی اطاعت کا حکم دیا ہے، ان کی اطاعت بھی کرتے ہیں۔ ❶

دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق لوگ

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهِ وَيَقْطَعُوْنَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَنْ يُوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ أُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾ (الرعد: ۲۵)

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۵۳۸

ترجمہ: اور (دوسری طرف) جولوگ اللہ سے کیے ہوئے عہد کو مضبوطی سے باندھنے کے بعد توڑتے ہیں اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے، انہیں کاٹ ڈالتے ہیں، اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، تو ایسے لوگوں کے حصے میں لعنت آتی ہے، اور اصلی وطن میں برا انجام انہی کا ہے۔

ان آیات میں اُن سرکش اور نافرمان بندوں کی ایک خصلت تو یہ بتلائی گئی کہ ''اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِه'' یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے عہد میں وہ عہد بھی داخل ہے جو اَزل میں حق تعالیٰ کی ربوبیت اور وحدانیت کے متعلق تمام پیدا ہونے والی روحوں سے لیا گیا تھا، جس کو کفار و مشرکین نے دنیا میں آ کر توڑ ڈالا، اور اللہ کے ساتھ سینکڑوں، ہزاروں رب اور معبود بنا بیٹھے اور وہ تمام عہد بھی اس میں داخل ہیں جن کی پابندی عہد لا الہ الا اللہ کے ضمن میں انسان پر لازم ہو جاتی ہے، کیونکہ کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' دراصل ایک عظیم معاہدہ کا عنوان ہے، جس کے تحت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بتلائے ہوئے تمام احکام کی پابندی اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے ان سے پرہیز کا عہد بھی آ جاتا ہے، اس لئے جب کوئی انسان کسی حکم خداوندی یا حکم رسول سے انحراف کرتا ہے تو اس عہد ایمانی کی عہد شکنی کرتا ہے۔

دوسری خصلت ان نافرمان بندوں کی یہ بتلائی گئی: ''وَيَقْطَعُوْنَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوْصَلَ''، یعنی یہ لوگ ان تعلقات کو قطع کر دیتے ہیں جن کو قائم رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ ان میں انسان کا وہ تعلق بھی شامل ہے جو اس کو اللہ جل شانہ اور اس کے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ہے، اس کا قطع کرنا یہی ہے کہ ان کے احکام کی

خلاف ورزی کی جائے اور رشتہ داری کے وہ تعلقات بھی اس میں شامل ہیں جن کو قائم رکھنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی قرآنِ کریم میں جا بجا ہدایت کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے ان حقوق وتعلقات کو بھی توڑ ڈالتے ہیں، مثلاً ماں باپ، بھائی بہن، پڑوسی، اور دوسرے متعلقین کے جو حقوق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے انسان پر عائد کئے ہیں یہ لوگ ان کو ادا نہیں کرتے۔

تیسری خصلت یہ بتلائی ہے: ''وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ'' یعنی یہ لوگ زمین میں فساد مچاتے ہیں اور یہ تیسری خصلت درحقیقت پہلی ہی دو خصلتوں کا نتیجہ ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے عہد کی پرواہ نہیں کرتے اور کسی کے حقوق وتعلقات کی رعایت نہیں کرتے، ظاہر ہے کہ ان کے اعمال وافعال دوسرے لوگوں کے لئے مضرت اور ایذاء کا سبب بنیں گے، لڑائی جھگڑے، قتل وقتال کے بازار گرم ہوں گے، یہی زمین کا سب سے بڑا فساد ہے، سرکش اور نافرمان بندوں کی یہ تین خصلتیں بتلانے کے بعد ان کی سزا یہ بتلائی گئی ہے، ''اُولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ'' یعنی ان کے لئے لعنت ہے اور برا ٹھکانا ہے، لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دور اور محروم ہونے کے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اس کی رحمت سے دور ہونا سب عذابوں سے بڑا عذاب اور ساری مصیبتوں سے بڑی مصیبت ہے۔ (۱)

اللہ تمہیں احسان اور حسن سلوک کا حکم دیتا ہے

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۹۰)

(۱) معارف القرآن: ج۵ ص۲۲۲، ۲۲۳

ترجمہ: بیشک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

رشتہ داروں کو اُن کا حق دو

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا﴾ (الإسراء: ۲۶)

ترجمہ: اور رشتہ دار کو اس کا حق دو، اور مسکین اور مسافر کو (ان کا حق) اور اپنے مال کو بیہودہ کاموں میں نہ اڑاؤ۔

صلہ رحمی گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (النور: ۲۲)

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ اہلِ خیر ہیں اور مالی وسعت رکھتے ہیں، وہ ایسی قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے، اور انہیں چاہیے کہ معافی اور درگزر سے کام لیں۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تمہاری خطائیں بخش دے؟ اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

"وَلَا يَأْتَلِ" ائتلاء کے معنٰے قسم کھانے کے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے واقعہ میں مسلمانوں میں سے حضرت مسطح اور حضرت حسان رضی اللہ عنہما

مبتلا ہو گئے تھے، جن پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نزول آیات برات کے بعد حد قذف جاری فرمائی۔ حضرت مسطح اور حسان رضی اللہ عنہما دونوں ہی جلیل القدر صحابی غزوہ بدر کے شرکاء میں سے ہیں، مگر ایک لغزش ہو گئی جس سے توبہ صادقہ نصیب ہوئی اور حق تعالیٰ نے جس طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برات نازل فرمادی اسی طرح ان مؤمنین کی توبہ قبول کرنے اور معاف کرنے کا بھی اعلان فرمادیا۔

حضرت مسطح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے عزیز بھی تھے اور مفلس بھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی مالی مدد کیا کرتے تھے، جب واقعہ افک میں ان کی ایک گونہ شرکت ثابت ہوئی تو صدیقہ کے والد کی شفقت پدری اور بیٹی کو ایسا سخت صدمہ پہنچانے کی وجہ سے طبعی طور پر حضرت مسطح سے رنج پیدا ہو گیا اور قسم کھا بیٹھے کہ آئندہ ان کی کوئی مالی مدد نہیں کریں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی خاص فقیر کی مالی مدد کرنا کسی خاص مسلمان پر علی التعیین واجب نہیں اور جس کی مالی مدد کوئی کرتا ہے اگر وہ اس کو روک لے تو گناہ کی کوئی وجہ نہیں، مگر صحابہ کرام کی جماعت کو حق تعالیٰ دنیا کے لئے ایک مثالی معاشرہ بنانے والے تھے، اس لئے ایک طرف جن لوگوں سے لغزش ہوئی ان کو سچی توبہ اور آئندہ اصلاحِ حال کی نعمت سے نوازا۔ دوسری طرف جن بزرگوں نے طبعی رنج وملال کے سبب ایسے غریب فقیر کی مدد ترک کرنے کی قسم کھالی ان کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم اس آیت میں دی گئی کہ ان کو یہ قسم توڑ دینا اور اس کا کفارہ ادا کر دینا چاہیے۔ ان کی مالی امداد سے پیچھے ہٹنا اِن کے بلند مقام کے مناسب نہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا ان کو بھی چاہیے کہ عفوودرگزر سے کام لیں۔

چونکہ حضرت مسطح کی مالی امداد کرنا کوئی شرعی واجب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ذمہ نہیں تھا، اس لئے قرآن کریم نے عنوان یہ اختیار فرمایا کہ اہل علم وفضل جن کو

اللہ نے دینی کمالات عطا فرمائے ہیں اور جن کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وسعت و گنجائش بھی ہے ان کو ایسی قسم نہیں کھانی چاہیے۔ آیت میں دو لفظ ’’اُولُوا الْفَضْلِ‘‘ اور ’’و السَّعَةِ‘‘ اسی معنے کے لئے آئے ہیں۔

اس آیت کے آخری جملے میں جو ارشاد ہوا کہ ’’اَلا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ‘‘ یعنی کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرما دے، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا: ’’وَاللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ اَن يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِیْ‘‘ یعنی بخدا میں ضرور چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما دے اور فوراً حضرت مسطح کی مالی امداد جاری فرمادی اور یہ بھی فرمایا اب کبھی یہ امداد بند نہ ہوگی۔ ❶

صلہ رحمی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی علامت ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الروم: ۳۸)

ترجمہ: لہذا تم رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی جو لوگ اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں، ان کے لیے یہ بہتر ہے، اور وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

قطع رحمی اللہ کی ناراضگی کی علامت ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ .

❶ معارف القرآن: ج ٦ ص ٧٦، ٤٧٧٤/صحیح البخاری : کتاب المغازی، باب حديث الإفک، رقم الحديث: ٤١٤١/صحيح مسلم : كتاب التوبة، باب فی حدیث الإفک وقبول توبة القاذف، رقم الحديث : ٢٧٧٠

أُولَئِکَ الَّذِینَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ ﴾ (محمد: ۲۲، ۲۳)

ترجمہ: پھر اگر تم نے (جہاد سے) منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ، اور اپنے خونی رشتے کاٹ ڈالو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے، چنانچہ انہیں بہرا بنا دیا ہے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔

یعنی ایسے آدمی جو زمین میں فساد پھیلائیں اور رشتوں قرابتوں کو قطع کریں ان پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے یعنی ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔ حضرت فاروق اعظم نے اسی آیت سے ام الولد کی بیع کو حرام قرار دیا، یعنی وہ مملوکہ کنیز جس سے کوئی اولاد پیدا ہو چکی ہو اس کو فروخت کرنا اس اولاد سے قطع رحمی کا ذریعہ ہے جو موجب لعنت ہے اس لئے ام ولد کی فروخت کو حرام قرار دیا۔ ❶

یتیم قرابت دار کے ساتھ تعاون کی فضیلت

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ. وَمَا أَدْرَاکَ مَا الْعَقَبَةُ. فَکُّ رَقَبَةٍ. أَوْ إِطْعَامٌ فِی یَوْمٍ ذِی مَسْغَبَةٍ. یَتِیمًا ذَا مَقْرَبَةٍ. أَوْ مِسْکِینًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ (البلد: ۱۱ تا ۱۶)

ترجمہ: پھر وہ اس گھاٹی میں داخل نہیں ہوسکا، اور تمہیں کیا پتہ کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی کی گردن (غلامی سے) چھڑا دینا ہے، یا پھر کسی بھوک والے دن میں کھانا کھلا دینا کسی رشتہ دار یتیم کو، یا کسی مسکین کو جو مٹی میں رل رہا ہو۔

❶ معارف القرآن: ج ۸ ص ۵۵، ۵۶ / المستدرک علی الصحیحین: کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ محمد، ج ۲ ص ۴۹۶، رقم الحدیث: ۳۷۰۸. قال الحاکم: هذا الحدیث صحیح الإسناد و وافقه الذهبی.

احادیث مبارکہ کی روشنی میں صلہ رحمی کی ترغیب اور قطع رحمی کی مذمت

صلہ رحمی ایمان کا تقاضہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ،وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ،وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ. ❶

ترجمہ: جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ مہمان کا اکرام کرے، اور جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے، جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔

جنت میں لیجانے والے اعمال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے کام کے بارے میں دریافت کیا کہ جب اس پر عمل کیا جائے تو جنت میں داخلہ نصیب ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْشِ السَّلَامَ،وَأَطْعِمِ الطَّعَامَ،وَصِلِ الْأَرْحَامَ،وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ،ثُمَّ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ. ❷

ترجمہ: سلام کو رواج دو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات کو قیام کرو جب لوگ سو رہے ہوں، تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

---

❶ صحیح البخاری: كتاب الأدب، باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه، رقم الحديث: ٦١٣٨

❷ مسند أحمد: مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ج١٣ ص٣١٤، رقم الحديث: ٧٩٣٢

صلہ رحمی کا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ، قَالَتِ الرَّحِمُ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَهُوَ لَكِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ. أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ﴾ (محمد: ۲۲، ۲۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا (یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو ان کی پیدائش سے پہلے ہی ان صورتوں کے ساتھ اپنے علم اَزلی میں مقدر کردیا جن پر وہ پیدا ہوں گی) جب اس سے فارغ ہوا تو رحم یعنی رشتہ ناتا کھڑا ہوا، پروردگار نے فرمایا: کہہ کیا چاہتا ہے؟ رحم نے عرض کیا: یہ قطع رحمی کے خوف سے تیری پناہ کے طلب گار کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے (یعنی کہ میں تیرے روبرو کھڑا ہوں اور تیرے دامنِ عزت وعظمت کی طرف دستِ سوال دراز کیے ہوئے ہوں، تجھ سے اس امر کی پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی شخص مجھ کو کاٹ دے اور میرے دامن کو جوڑنے کے بجائے اس کو تار تار کردے،) پروردگار نے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں ہے جو شخص (رشتہ داری اور عزیزوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے ذریعہ) تجھ کو قائم و برقرار رکھے اور اس کو میں بھی اپنے احسان وانعام اور اجر و بخشش کے ذریعہ قائم و برقرار رکھوں اور جو شخص رشتہ داری اور حقوق کی پامالی کے ذریعہ تجھ کو منقطع کردے، میں بھی (اپنے احسان وانعام) کا تعلق اس سے منقطع کرلوں؟ رحم نے عرض کیا کہ پروردگار! بے شک میں اس پر راضی

ہوں، پروردگار نے فرمایا: اچھا یہ وعدہ تیرے لیے ثابت و برقرار ہے۔

پھرآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرتم چاہوتو قرآنی آیت پڑھ لو (جسکا ترجمہ یہ ہے) پھر اگرتم نے جہاد سے منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ اور اپنے خونی رشتے کاٹ ڈالو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دور کردیا ہے، چنانچہ انہیں بہرہ بنادیا ہے اور انکی آنکھیں اندھی کردی ہیں۔ ❶

صلہ رحمی والے کو اللہ جوڑتا ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے:

أَنَا الرَّحْمَنُ وَهِيَ الرَّحِمُ، شَقَقْتُ لَهَا اِسْمًا مِنِ اسْمِي، مَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ. ❷

ترجمہ: میں اللہ ہوں، میں رحمان ہوں (یعنی صفتِ رحمت کے ساتھ متصف ہوں) میں نے رحم یعنی رشتے ناتے کو پیدا کیا ہے اور اس کے نام کو اپنے نام یعنی رحمٰن کے لفظ سے نکالا ہے، لہذا جو شخص رحم کو جوڑے گا یعنی رشتہ ناتا کے حقوق ادا کرے گا، تو میں بھی اس کو (اپنی رحمت خاص کے ساتھ) جوڑوں گا، اور جو شخص رحم کو توڑے گا یعنی رشتے ناتے کے حقوق ادا نہیں کرے گا میں بھی اس کو (اپنی رحمت خاص سے) جدا کردوں گا۔

صلہ رحمی عمر اور رزق میں برکت کا سبب ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب من وصل وصله الله، رقم الحديث: ۵۹۸۷

❷ سنن أبي داود: كتاب الزكاة، باب في صلة الرحم، رقم الحديث: ۱۶۹۴

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُّبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ،أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. ❶

ترجمہ: جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دے اور اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت دے، اُسے چاہیے کہ صلہ رحمی کو قائم رکھے۔

قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کرو

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَاعُقْبَةُبْنَ عَامِرٍ: صِلْ مَنْ قَطَعَكَ،وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ،وَأَعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ. ❷

ترجمہ: اے عقبہ بن عامر! جو تجھ سے (رشتہ داری اور تعلق) توڑے تو اس سے جوڑ، اور جو تجھے محروم کرے تو اسے عطا کر، جو تجھ پر ظلم کرے تو اُسے معاف کر۔

رشتہ داری عرش سے معلق ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُولُ مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ،وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ. ❸

ترجمہ: رشتہ داری عرش کے ساتھ لٹکائی ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ تعالیٰ اُسے جوڑے گا اور جس نے مجھے توڑا اللہ تعالیٰ اُسے توڑے گا۔

صلہ رحمی غیبی معاونت کا ذریعہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، اے اللہ کے

---

❶ صحيح البخاری: كتاب البيوع،باب من أحب البسط فی الرزق، رقم الحديث:۲۰۶۷

❷ مسندأحمد: حديث عقبة بن عامر الجهنی، ج۲۸ ص ۶۵۴ ،رقم الحديث: ۱۷۴۵۲

❸ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب،باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها،رقم الحديث: ۲۵۵۵

رسول! میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں جن سے میں تعلق جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں، میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں اور میں ان سے بردباری کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بداخلاقی سے پیش آتے ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ،فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذٰلِكَ. ❶

ترجمہ: اگر تو واقعی ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے،تو گویا کہ تو ان کو جلتی ہوئی راکھ کھلا رہا ہے اور جب تک تو ایسا ہی کرتا رہے گا اللہ کی طرف سے ایک مددگار ان کے مقابلے میں تیرے ساتھ رہے گا۔

صلہ رحمی کے تین بڑے فائدے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ،فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ،مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ،مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ. ❷

ترجمہ: تم اپنے انساب میں سے اتنا سیکھو کہ جس کے ذریعہ تم اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرسکو، بے شک قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا باہمی محبت کا سبب، کثرتِ مال کا ذریعہ اور درازیِ عمر کا باعث بنتا ہے۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها، رقم الحديث: ٢٥٥٨

❷ سنن الترمذي: أبواب البر والصلة، باب ما جاء في تعليم النسب، رقم الحديث: ١٩٧٩

والدین اگر غیر مسلم ہوں تب بھی صلہ رحمی کرو

سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میری والدہ میرے پاس آئیں، وہ مجھ سے حسن سلوک کی خواہشمند تھیں، جب کہ وہ ابھی تک مشرک تھیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

أَفَأَصِلُ أُمِّي؟

کیا میں اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ. ❶

جی ہاں! اپنی والدہ کیساتھ صلہ رحمی کرو۔

رشتہ داریاں نبھانے سے قائم رہتی ہیں

حضرت سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا، تو آپ ان کے ساتھ بہت دور چلے گئے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعْرِفُوا أَنْسَابَكُمْ تَصِلُوا أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّهُ لَا قُرْبَ لِرَحِمٍ إِذَا قُطِعَتْ، وَإِنْ كَانَتْ قَرِيبَةً، وَلَا بُعْدَ لَهَا إِذَا وُصِلَتْ وَإِنْ كَانَتْ بَعِيدَةً. ❷

ترجمہ: اپنے حسب ونسب کو پہچانو اور رشتہ داریاں قائم رکھو، کیونکہ رشتہ منقطع ہو جائے تو قربت نہیں ہوتی، خواہ وہ رشتہ قریبی ہی کیوں نہ ہو، اور اگر جوڑ دیا جائے تو اس سے

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها: باب الهدیة للمشرکین، رقم الحدیث: ۲۶۲۰

❷ المستدرک علی الصحیحین: کتاب العلم، ج ۱ ص ۱۶۵، رقم الحدیث: ۳۰۱. قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ

کوئی بُعد نہیں رہتا، خواہ دور ہی کا کیوں نہ ہو۔

صلہ رحمی کرنے والا فقر واحتیاج سے محفوظ رہتا ہے

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَعْجَلَ الطَّاعَةِ ثَوَابًا صِلَةُ الرَّحِمِ، حَتَّى إِنَّ أَهْلَ الْبَيْتِ لِيَكُونُوا فَجَرَةً، فَتَنْمُو أَمْوَالُهُمْ، وَيَكْثُرُ عَدَدُهُمْ إِذَا تَوَاصَلُوا، وَمَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يَتَوَاصَلُونَ فَيَحْتَاجُونَ. ❶

ترجمہ: اطاعت کا سب سے جلدی اجر پانا وہ رشتہ داروں سے تعلق قائم رکھنا ہے، یہاں تک کہ گھر والے فاجر ہوں تب بھی اُن کے مال میں اضافہ ہوگا اور ان کی تعداد بڑھے گی، جب تک وہ رشتہ داریاں قائم رکھیں گے۔ اور نہیں کوئی گھر والے جو صلہ رحمی کریں اور وہ محتاج ہو جائیں؟ (یعنی صلہ رحمی کرنا فقر وفاقہ اور تنگدستی کو دور کرنے کا ذریعہ ہے۔)

صلہ رحمی کی برکات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُعَمِّرُ بِالْقَوْمِ الدِّيَارَ، وَيُثْمِرُ لهم الْأَمْوَالَ، وَمَا نَظَرَ إِلَيْهِمْ مُنْذُ خَلَقَهُمْ بُغْضًا لَهُمْ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بعض قوموں کو لمبی عمر دیتا ہے اور ان کے مال میں اضافہ کرتا ہے، حالانکہ اللہ نے انہیں ان کی تخلیق کے وقت سے ہی ناپسند کیا ہوتا ہے۔

---

❶ صحیح ابن حبان: کتاب البر والإحسان، باب صلة الرحم وقطعها، ج ۲ ص ۱۸۲، رقم الحديث: ۴۴۰

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کس وجہ سے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بِصِلَتِهِمْ أَرْحَامَهُمْ. ❶

ترجمہ: یہ ان کی صلہ رحمی (رشتہ داروں سے حسن سلوک) کی وجہ سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات وصیتیں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے سات باتوں کی نصیحت فرمائی:

أَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ، وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ، وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُونِيْ، وَلَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ، وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا، وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا، وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَأَمَرَنِي أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ. ❷

ترجمہ: (۱) مجھے مسکینوں سے محبت کرنے اور ان کے قریب رہنے کا حکم دیا گیا۔ (۲) اور یہ کہ میں ان لوگوں کی طرف دیکھوں جو مجھ سے کم ہیں، اور ان کی طرف نہ دیکھوں جو مجھ سے زیادہ ہیں۔ (۳) مجھے صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا گیا، چاہے رشتہ داروں نے منہ

❶ المعجم الكبير للطبراني: ج۱۲ ص۸۵، رقم الحديث: ۱۲۵۵۶/ قال المنذري: رواه الطبراني بإسناد حسن (الترغيب والترهيب: ج۳ص۲۲۸، رقم الحديث: ۳۷۹۹)/ قال الهيثمي: رواه الطبراني وإسناده حسن. (مجمع الزوائد: ج۸ص۱۵۲، رقم الحديث: ۱۳۴۵۷)

❷ مسند أحمد: أحاديث أبي ذر الغفاري، ج۳۵ص۳۲۷، رقم الحديث: ۲۱۴۱۵

موڑ لیا ہو۔(۴)اور مجھے کسی سے کچھ نہ مانگنے کا کہا گیا۔(۵) مجھے حق کہنے کا حکم دیا گیا، چاہے وہ کڑوا ہی کیوں نہ ہو۔(٦) اور مجھے اللہ کی خاطر کسی کی ملامت سے نہ ڈرنے کا کہا گیا۔(۷) مجھے یہ بھی کہا گیا کہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' کا کثرت سے ذکر کروں، کیونکہ یہ عرش کے نیچے خزانے میں سے ہے۔

سلام کے ذریعے صلہ رحمی کو فروغ دو

انصار میں ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ:

بُلُّوا أَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ. ❶

ترجمہ: اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو، اگرچہ سلام کے ذریعے کیوں نہ ہو۔

قاطع رحمی والے کے اعمال قبول نہیں ہوتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

إِنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ تُعْرَضُ كُلَّ خَمِيسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ. ❷

ترجمہ: ہر جمعرات کی شام کو یعنی جمعہ کی رات کو لوگوں کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں، قرابت توڑنے والے کے اعمال کو قبول نہیں کیا جاتا۔

---

❶مسند الشهاب: بلو أرحامكم بالسلام، ج ۱ ص ۳۷۹، رقم الحديث: ٦٥٣/شعب الإيمان: صلة الأرحام، ج ۱۰ ص ۳٤٦، رقم الحديث: ۷٦۰۲/قال الحافظ: إسناده حسن إلا أنه مرسل، (المطالب العالية: ج ۱۱ ص ۲۷۵، رقم الحديث: ۲۵۲۱)/قال الألباني: وهذا إسناد صحيح، ولكنه مرسل. (سلسلة الأحاديث الصحيحة: ج ۴ ص ۳۷۸، الرقم: ۱۷۷۷)

❷مسند أحمد: مسند أبي هريرة، ج ۱٦ ص ۱۹۱، رقم الحديث: ۱۰۲۷۲

قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ. ❶

ترجمہ: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

دو گناہوں کی سزا آخرت سے پہلے دنیا میں بھی ملتی ہے

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللَّهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ. ❷

ترجمہ: کوئی گناہ اس بات کے زیادہ لائق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس کے ارتکاب کرنے والے کو دنیا میں بھی اس کی سزا دے اور (مرتکب کے لئے) آخرت میں بھی سزا کو ذخیرہ کر کے رکھے، (ہاں دو گناہ اس بات کے لائق ہیں کہ اُن کے مرتکب کو دنیا میں سزا دی جاتی ہے) ایک تو ظلم کرنا اور دوسرا قطع تعلقی کرنا۔

ان آیات واحادیث سے معلوم ہوا کہ صلہ رحمی کی شریعت میں بڑی تاکید ہے اور قطع تعلقی پر نصوص میں بڑے سخت الفاظ میں وعیدیں آئی ہیں، جیسا کہ ماقبل میں اُن احادیث کا تذکرہ ہوا۔

حسن معاشرت دین کا اہم باب ہے

دیکھیں! دین اسلام پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے، پہلی چیز عقائد ہیں، دوسری چیز عبادات ہیں، تیسری چیز معاملات ہیں، چوتھی چیز معاشرت ہے، اور پانچویں چیز اخلاقیات ہیں۔

❶ سنن أبی داود: كتاب الزكاة، باب فی صلة الرحم، رقم الحديث: ١٦٩٦

❷ سنن أبی داود: كتاب الأدب، باب النهی عن البغی، رقم الحديث: ۴٩٠٢

ہمارے ماحول میں دیندار اُسے کہا جاتا ہے جوصرف عبادات کا اہتمام کرے خصوصاً جو نماز کا اہتمام کرے، مسجد میں آئے جائے، اُسے دیندار کہتے ہیں، حالانکہ دیندار کہنے کا درست اِطلاق اس وقت ہوگا جب انسان کے اندر دین کے پانچوں شعبے پائیں جائیں، پانچوں شعبے موجود ہوں۔ پانچوں باتوں میں ایک اہم چیز معاشرت ہے، معاشرت انسان کی اچھی ہونی چاہیے اور معاشرت میں اہم چیز ہے عزیز واقارب کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک ہے، ہمارے معاشرے میں اس چیز کی بڑی کمی نظر آتی ہے، بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جو شریعت کے اس حکم پر عمل کرتے ہیں، الحمدللہ عبادات کا اہتمام ہے، صوم وصلاۃ کی پابندی ہے لیکن صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی کمی نظر آتی ہے، ہمارے ماحول میں بفضل اللہ لوگ مسجد سے تعاون کرتے ہیں، مدارس سے کرتے ہیں، دیگر رفاہی کاموں میں حصہ لیتے ہیں، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ اپنے رشتہ داروں سے تعاون کرو، اُن پر خرچ کرو تو لوگ اس کو اتنا ثواب نہیں سمجھتے، غیروں پر خرچ کردیتے ہیں، جب کہ اپنے قرابت دار جو مستحق بھی ہوتے ہیں انہیں نظرانداز کردیتے ہیں، حالانکہ دین میں صلہ رحمی کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے۔

صلہ رحمی قائم کرنے کی صورتیں

(۱) ادائے حقوق (۲) کفالت (۳) ولایت (۴) میراث کی تقسیم (۵) اہلِ قرابت پر مال خرچ کرنا (۶) بڑوں کا ادب واحترام (۷) چھوٹوں پر شفقت (۸) ہدیہ دینا (۹) ہبہ کرنا (۱۰) دعوت کرنا (۱۱) عیادت کرنا (۱۲) جنازے میں شرکت کرنا (۱۳) تعزیت کرنا (۱۴) ہمدردی کرنا (۱۵) رشتہ داروں میں نکاح کرنا (۱۶) اہلِ قرابت سے میل جول رکھنا (۱۷) خیر کواہی کرنا (۱۸) اہلِ قرابت کی دلجوئی کرنا۔

یہ چند معروف صورتیں ہیں جن کو اختیار کرنے سے صلہ رحمی قائم ہوگی۔

قطع رحمی کی صورتیں

قطع رحمی صلہ رحمی کی ضد ہے اسکا مطلب ہے رشتے ناطے توڑنا،اسکی عملی زندگی میں بہت سی صورتیں ہیں،جن میں چندایک درج ذیل ہیں:

(۱)رشتہ داروں سے بدگمانی کرنا۔(۲)ان کی غیبت کرنا۔(۳)چغل خوری کرنا۔(۴)ان سے بدزبانی سے پیش آنا۔(۵)ضرورت کے وقت رشتہ داروں کی مدد نہ کرنا۔(۶)جوجس مرتبے کا رشتہ ہے اس کا لحاظ نہ رکھنا۔(۷)بداخلاقی سے پیش آنا۔(۸)باہم میل جول نہ رکھنا۔(۹)غم وخوشی میں شرکت نہ کرنا۔(۱۰)تحائف قبول نہ کرنا۔(۱۱)دعوت قبول نہ کرنا۔(۱۲)عیادت نہ کرنا۔(۱۳)تعزیت نہ کرنا۔(۱۴)حسد کرنا وغیرہ۔

صلہ رحمی سے متعلق صحابہ کرام اور سلف کے بیس اقوالِ زریں

اپنے نسب اور رشتہ داروں کو پہنچانو

۱......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تَعَلَّمُوا أَنْسَابَكُمْ، ثُمَّ صِلُوا أَرْحَامَكُمْ، وَاللَّهِ إِنَّهُ لِيَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ أَخِيهِ الشَّيْءُ، وَلَوْ يَعْلَمُ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ مِنْ دَاخِلَةِ الرَّحِمِ، لَأَوْزَعَهُ ذَلِكَ عَنِ انْتِهَاكِهِ. ❶

ترجمہ:اپنے نسب (خاندانی تعلقات) کوسیکھو،پھر اپنے رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔اللہ کی قسم!اگرکسی شخص اوراس کے بھائی کے درمیان کوئی اختلاف ہوجائے،تواگراسے معلوم ہوجائے کہ ان کے درمیان رحم (خونی رشتہ) کا تعلق ہے،تو یہ بات اسے اس رشتے کوتوڑنے سے روک دے گی۔

❶الأدب المفرد:باب تعلموا من أنسابكم ماتصلون به أرحامكم،ص ۳۹،رقم الحديث: ۷۲

قطع تعلقی والے سے صلہ رحمی کرو

۲......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْوَصْلُ أَنْ تَصِلَ مَنْ وَصَلَكَ، ذٰلِكَ الْقِصَاصُ، وَلٰكِنَّ الْوَصْلَ أَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ. ❶

ترجمہ: جوڑنے والا وہ نہیں کہ جو رشتہ جوڑے اس کے ساتھ وہ بھی جوڑے، یہ تو بدلہ ہے، لیکن جوڑنے والا وہ ہے جو رشتہ توڑے تو تم اُس سے جوڑو۔

صلہ رحمی میں خرچ کرنا مجھے زیادہ پسند ہے

۳......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَأَنْ أَصِلَ أَخًا مِنْ إِخْوَانِي بِدِرْهَمٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِعِشْرِيْنَ دِرْهَماً، وَلَأَنْ أَصِلَ أَخًا بِعِشْرِيْنَ دِرْهَماً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ، وَلَأَنْ أَصِلَ أَخًا بِمِائَةِ دِرْهَمٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ رَقَبَةً. ❷

ترجمہ: میرے لیے یہ بات زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں اپنے بھائیوں میں سے کسی بھائی کی مدد ایک درہم سے کروں، بہ نسبت اس کے کہ میں بیس درہم صدقہ کروں۔ اور اگر میں اسے بیس درہم دوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں سو درہم صدقہ کروں۔ اور اگر میں اسے سو درہم دوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں کسی غلام کو آزاد کروں۔

صلہ رحمی مال میں برکت اور محبوبیت کا ذریعہ ہے

۴......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

❶شعب الإيمان: صلة الأرحام، ج ۱۰ ص ۳۳۶، الرقم: ۷۵۸۶

❷قوت القلوب: الفصل الثالث والثلاثون، ج ۲ ص ۱۸۲ / إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكاة، الفصل الثاني، ج ۱ ص ۲۲۰

مَنِ اتَّقَى رَبَّهُ،وَوَصَلَ رَحِمَهُ،أُنسِئَ لَهُ فِي عُمُرِهِ،وَثَرَى مَالُهُ،وَأَحَبَّهُ أَهْلُهُ. ❶

ترجمہ: جو اپنے رب سے ڈرا اور صلہ رحمی قائم کی، تو اس کی عمر میں اضافہ کیا جاتا ہے اور اسکا مال بڑھ جاتا ہے اور اس کے اہل وعیال اس سے محبت کریں گے۔

صلہ رحمی ظلِ عرش کا سبب ہے

۵......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فِي ظِلِّ عَرْشِ الرَّحْمَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :وَاصِلُ الرَّحِمِ يُمَدُّ لَهُ فِي عُمُرِهِ وَيُوَسَّعُ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَرِزْقِهِ،وَامْرَأَةٌ مَاتَ زَوْجُهَا وَتَرَكَ يَتَامَى فَتَقُومُ هِيَ عَلَى الْأَيْتَامِ حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ أَوْ يَمُوتُوا، وَالرَّجُلُ اتَّخَذَ طَعَامًا فَدَعَا إِلَيْهِ الْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ. ❷

ترجمہ: تین شخص قیامت کے دن کے عرش کے سایہ میں ہونگے: پہلا صلہ رحمی کرنے والا کہ اس کی عمر بڑھا دی جاتی ہے اور اسکی قبر اور رزق میں وسعت پیدا کردی جاتی ہے۔ دوسری وہ عورت جس کا شوہر انتقال کر جائے اور وہ یتیموں کو چھوڑے، یہ عورت اسکی پرورش کرے حتی کہ اللہ ان کو مستغنی کردے یا وہ وفات پا جائیں۔ اور تیسرا وہ شخص جس نے کھانا پکایا اور یتیموں اور مساکین کو اس کی دعوت دی۔

قطع رحمی سے متعلق قسم کا کفارہ دیں

۶......حضرت حسن رحمہ اللہ اللہ تعالی کے اس قول ”وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ“ کے تحت فرماتے ہیں:

---

❶ الأدب المفرد: باب من وصل رحمه أحبه أهله، ص ۳۵، الرقم: ۵۹

❷ تنبیه الغافلین: باب صلة الرحم، ص ۱۳۸، الرقم: ۱۶۶

لَاتَـعُتَلُّوا بِاللّٰهِ،لَايَقُلُ أَحَدُكُمُ:إِنِّي آلَيُتُ أَنُ لَاأَصِلَ رَحِمًا،وَلَا أَسُعَى فِي صَلَاحٍ،وَلَاأَتَصَدَّقَ مِنُ مَالِي،كَفِّرُ عَنُ يَمِيُنِكَ وَائُتِ الَّذِي حَلَفُتَ عَلَيُهِ. ❶

ترجمہ:اللہ کے نام کی قسم نہ کھاؤ،تم میں سے کوئی نہ کہے کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں صلہ رحمی نہیں کروں گا اور نہ اصلاح کی کوشش کروں گا اور نہ اپنے مال سے صدقہ کروں گا،پس اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور جس (خیر کے کام کی نہ کرنے) کی قسم کھائی ہے وہ کرلے۔

تین چیزوں میں مسلمان کافر برابر ہیں

۷......حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةُ أَشُيَاءَ الُكَافِرُ وَالُمُسُلِمُ فِيهِنَّ سَوَاءٌ،مَنُ عَاهَدُتَهُ ثِقُ لَهُ بِعَهُدِكَ،مُسُلِمًا كَانَ أَوُ كَافِرًا،فَإِنَّمَا الُعَهُدُ لِلّٰهِ.وَمَنُ كَانَتُ بَيُنَكَ وَبَيُنَهُ قَرَابَةٌ فَصِلُهُ،مُسُلِمًا كَانَ أَوُ كَافِرًا.وَمَنِ ائُتَمَنَكَ عَلَى أَمَانَةٍ فَأَدِّهَا،مُسُلِمًا كَانَ أَوُ كَافِرًا. ❷

ترجمہ:تین چیزیں کافر اور مسلمان دونوں میں برابر ہیں:پہلی جس سے تم نے عہد کیا تو اسکو پورا کرو،چاہے مسلمان ہو یا کافر،اس لیے کہ عہد اللہ کے لیے ہوتا ہے۔دوسری تمہارے اور کسی کے درمیان رشتہ داری ہوتو صلہ رحمی کرو،چاہے وہ کافر ہو یا مسلمان۔ تیسری جس نے تم کو امانت دی تو اسکو ادا کرو،چاہے وہ کافر ہو یا مسلمان۔

رشتہ داروں میں ایک درہم بہ نسبت غیروں پر ہزاروں درہم سے بہتر ہے

۸......حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶شعب الإيمان:صلة الأرحام،ج۱۰ص۳۴۸،الرقم:۷۶۰۴

❷تنبيه الغافلين:باب صلة الرحم،ص۱۳۵،الرقم:۱۶۳

لَدِرْهَمٌ أَضَعُهُ فِي قَرَابَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَلْفٍ أَضَعُهَا فِي فَاقَةٍ. ❶

ترجمہ: میرے لیے ایک درہم جو میں اپنے رشتہ داروں میں سے کسی پر خرچ کروں، وہ ہزار درہم سے زیادہ پسندیدہ ہے جو میں کسی غیر رشتہ دار کو دوں۔

پھر جب ایک شخص نے پوچھا: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! اگر میرے رشتہ دار میرے جیسے ہوں مالداری میں، پھر بھی یہ حکم ہے، حضرت عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاں، اگر وہ تم سے زیادہ مالدار ہوں تب بھی! (یعنی صلہ رحمی میں خرچ کرنا بہ نسبت دوسرے مستحقین کے زیادہ افضل ہے، اگر رشتہ دار مالدار ہوں تو نفلی صدقہ، قربانی، عقیقہ وغیرہ میں انہیں شریک کیا جاسکتا ہے۔)

مال عزتِ نفس کی حفاظت اور صلہ رحمی کے لئے ہے

۹......حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے موت کے وقت دینار چھوڑے اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَجْمَعْهَا إِلَّا لِأَصُونَ بِهَا دِينِي، وَأَصِلَ بِهَا رَحِمِي، وَأَكُفَّ بِهَا وَجْهِي، وَأَقْضِيَ بِهَا دَيْنِي لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَجْمَعُ الْمَالَ لِيَكُفَّ بِهِ وَجْهَهُ، وَيَصِلَ بِهِ رَحِمَهُ، وَيَقْضِيَ بِهِ دَيْنَهُ، وَيَصُونَ بِهِ دِينَهُ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے انہیں صرف اپنے دین کی حفاظت، صلہ رحمی اور اپنی عزت کی حفاظت اور قرضے کی ادائیگی کے لئے جمع کیا تھا۔ اُس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو مال جمع نہ کرے کہ اِس کے ذریعے اپنی عزت کی حفاظت، صلہ رحمی، قرضوں کی ادائیگی اور اپنے دین کی حفاظت نہ کرسکے۔

صلہ رحمی کے ثمرات فساق بھی پاتے ہیں

۱۰......محمد بن علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ مكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا: باب ما جاء في صلة الرحم، ص ۸۳، الرقم: ۲۴۷

❷ إصلاح المال لابن أبي الدنيا: ص ۴۰، الرقم: ۶۸/ شرح السنة للبغوي: ج ۱۴ ص ۲۹۱

إِنَّ أَهْلَ البَيتِ لَيَتَبَارُّوْنَ فِيُنَمِّي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَموَالَهُم،وَإِنَّهُم لَفَجَرَةٌ. ❶

ترجمہ: یقیناً اہل وعیال آپس میں خیر خواہی کرتے ہیں تو اللہ ان کے مال کو بڑھا دیتا ہے، حالانکہ یہ لوگ فاجر ہوتے ہیں۔

صلہ رحمی مشکلات میں آسانی کا ذریعہ ہے

۱۱...... حضرت کعب احبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالَّذِي فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ،وَبَنِي إِسْرَائِيلَ،إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ،اتَّقِ رَبَّكَ،وَصِلْ رَحِمَكَ،أُمِدَّ لَكَ فِي عُمُرِكَ وَأُيَسِّرْكَ فِي يُسْرِكَ،وَأَصْرِفُ عَنْكَ عُسْرَكَ. ❷

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس نے موسی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لیے دریا میں راستہ بنایا، تورات میں یہ بات لکھی ہے کہ تم اپنے رب سے ڈرو، اور صلہ رحمی قائم کرو، تو میں تمہاری عمر کو بڑھاؤں گا اور تمہاری مشکلات میں آسانی پیدا کروں گا اور تم سے دشواری کو پھیر دوں گا۔

صلہ رحمی کے لئے اٹھنے والے قدموں کی فضیلت

۱۲...... حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَعَلَّمُوا أَنَّهُ مَامِن خُطوَةٍ بَعْدَالْفَرِيضَةِ أَعظَمُ أَجْرًامِن خُطْوَةٍ إِلَى ذِي رَحِمٍ. ❸

ترجمہ: جان لو کہ فرض عبادت کے بعد کوئی قدم ایسا نہیں جو اس قدم سے زیادہ اجر والا ہو جو رشتہ داروں سے تعلق جوڑنے کے لیے اٹھایا جائے۔

❶مكارم الأخلاق لابن أبى الدنيا: باب ما جاء فى صلة الرحم،ص ٧٢، الرقم: ٢٠٩

❷تنبيه الغافلين: باب صلة الرحم،ص ١٣٥ ،الرقم: ١٦٣

❸مكارم الأخلاق لابن أبى الدنيا: باب ما جاء فى صلة الرحم،ص ٨٢، الرقم: ٢٤٥

صلہ رحمی ہر حال میں برقرار رکھیں

۱۳......ابن محیریز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ رشتہ داری کا کیا حق ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

تُسْتَقْبَلُ إِذَا أَقْبَلَتْ وَتُتَّبَعُ إِذَا أَدْبَرَتْ. ❶

ترجمہ: جب وہ قریب آئے تو اسے قبول کیا جائے، اور جب وہ دور ہو جائے تو اس کا پیچھا کیا جائے (کہ تعلق برقرار رہے۔)

صلہ رحمی وقتی نہیں دائمی تعلق کا نام ہے

۱۴......حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا:

مَوَدَّةُ يَوْمٍ صِلَةٌ، وَمَوَدَّةُ شَهْرٍ قَرَابَةٌ، وَمَوَدَّةُ سَنَةٍ رَحِمٌ مَائِيَّةٌ، مَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللَّهُ. ❷

ترجمہ: ایک دن کی محبت تعلق ہے، ایک ماہ کی محبت قرابت ہے، اور ایک سال کی محبت خونی رشتہ ہے۔ جس نے اِسے کاٹا اللہ اُسے کاٹ دے گا۔

رشتوں کو نبھاؤ چاہے تھوڑا وقت دے کر ہو

۱۵......حضرت مروذی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص کو لے کر گیا جو سرحد سے آیا تھا۔ اس نے کہا: میرے کچھ رشتہ دار مراغہ شہر میں رہتے ہیں، کیا آپ کے خیال میں مجھے واپس سرحد جانا چاہیے، یا پہلے اپنے رشتہ داروں سے ملنے جانا چاہیے؟ میں خاص طور پر آپ سے یہی پوچھنے آیا ہوں، امام احمد رحمہ اللہ نے جواب دیا"**صِلُوْا أَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ**" اپنے رشتہ داروں

---

❶ مكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا: باب ما جاء في صلة الرحم، ص ۸۵، الرقم: ۲۵۶

❷ إحياء علوم الدين: كتاب آداب الألفة والإخوة......الخ، ج ۲ ص ۱۸۵

سے تعلق جوڑو، چاہے صرف سلام ہی کے ذریعے کیوں نہ ہو۔ اللہ سے استخارہ کرو اور جا کر ان سے ملاقات کرو۔ ❶

صلہ رحمی دراصل حقوق کی ادائیگی شفقت ومحبت کے ساتھ ہے

۱۶......امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صِلَةُ الرَّحِمِ هِيَ أَدَاءُ الْوَاجِبِ لَهَا إِلَيهَا: مِنْ حُقُوقِ اللّٰهِ الَّتِي أَوْجَبَ لَهَا وَالتَّعَطُّفُ عَلَيهَا بِمَا يَحِقُّ التَّعَطُّفُ بِهِ عَلَيهَا. ❷

ترجمہ: صلہ رحمی یہ ہے کہ واجبات کو ادا کرنا، ان حقوق میں سے ہے جو اللہ نے اس کے لیے لازم کیے ہیں، اور اس پر شفقت ومہربانی کرنا جس شفقت اور حسن سلوک کا وہ مستحق ہے۔

دنیا سے تین چیزیں مفقود ہوگئیں ہیں

۱۷......حضرت حارث محاسبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَقَدْنَا ثَلاثَةَ أَشْيَاءَ حُسْنَ الْوَجْهِ مَعَ الصِّيَانَةِ، وَحُسْنَ الْقَوْلِ مَعَ الْأَمَانَةِ، وَحُسْنَ الْإِخَاءِ مَعَ الْوَفَاءِ. ❸

ترجمہ: تین اشیاء دنیا سے مفقود ہوچکیں: (۱) خوبصورتی جس کے ساتھ کمال خلق پایا جاتا ہو۔ (۲) سچائی جس کے ساتھ امانت پائی جاتی ہو۔ (۳) اچھا بھائی چارہ جس کے ساتھ وفاداری بھی ہو۔

---

❶ الآداب الشرعية: ج ۱ ص ۴۷۷، ۴۷۸/ الجامع لعلوم الإمام أحمد: باب صلة الأرحام، ج ۲۰ ص ۱۲۳

❷ تفسير الطبری: سورة البقرة، آیت نمبر ۲۷ کے تحت، ج ۱ ص ۴۱۵

❸ الرسالة القشيرية: باب الفتوة، ج ۲ ص ۳۹۸

اپنے اعمال کو حقیر اور اللہ کی عنایات کو زیادہ سمجھیں

۱۸......حضرت عبداللہ بن محمد رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْخَلْقُ اسْتِصْغَارُ مَا مِنْکَ وَاسْتِعْظَامُ مَا مِنْهُ إِلَيْکَ. ❶

ترجمہ: ایک عمدہ خصلت یہ ہے کہ جو نیک اعمال تجھ سے سرزد ہوں تو ان کو حقیر سمجھے اور جو عنایات اللہ کی طرف سے تجھ پر ہوں ان کو تو بڑا سمجھے۔

رشتوں کو نرمی اور محبت کے ساتھ نبھاؤ

۱۹......مثنّٰی بن جامع رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا: اگر کسی کی رشتہ دار عورتیں اس کی عزت نہیں کرتیں تو اس کے لیے ان کے ساتھ نیکی کا کیا طریقہ ہونا چاہیے؟ اور کتنی بار ان سے ملاقات کرنی چاہیے؟ امام احمد رحمہ اللہ نے جواب دیا: ’’اَللُّطْفُ وَالسَّلَامُ‘‘ نرمی اور سلام کافی ہے۔ ❷

صلہ رحمی کے اثرات طویل عرصہ تک برقرار رہتے ہیں

۲۰......علامہ زمخشری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ يُبْقِي أَثَرَ وَاصِلِ الرَّحِمِ فِي الدُّنيَا طَوِيلًا فَلَا يَضمَحِلُّ سَرِيعًا كَمَا يَضمَحِلُّ أَثَرُ قَاطِعِ الرَّحِم. ❸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ رشتہ داری جوڑنے والے کے اثر کو دنیا میں طویل عرصے تک برقرار رکھتا ہے، اور یہ تیزی سے ختم نہیں ہوتا، جیسے رشتہ توڑنے والے کا اثر مٹ جاتا ہے۔

---

❶الرسالة القشيرية: باب الفتوة، ج ۲ ص ۳۹۸

❷الآداب الشرعية: ج ۱ ص ۴۷۷، ۴۷۸ / الجامع لعلوم الإمام أحمد: باب صلة الأرحام، ج ۲۰ ص ۱۲۳

❸الفائق في غريب الحديث: ج ۱ ص ۲۳ / فتح الباري: كتاب الأدب باب من بسط له في الرزق بصلة الرحم، ج ۱۰ ص ۴۱۶ / مرقاة المفاتيح: ج ۷ ص ۳۰۸۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلہ رحمی اور حسن سلوک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرنا

حضرت ابوالطفیل فرماتے ہیں:

رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَۃِ،قَالَ أَبُو الطُّفَیْلِ:وَأَنَا یَوْمَئِذٍ غُلَامٌ أَحْمِلُ عَظْمَ الْجَزُورِ،إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَۃٌ حَتّٰی دَنَتْ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،فَبَسَطَ لَھَارِدَاءَ ہُ،فَجَلَسَتْ عَلَیْہِ، فَقُلْتُ:مَنْ ھِیَ؟فَقَالُوا:ھٰذِہٖ أُمُّہُ الَّتِی أَرْضَعَتْہُ. ❶

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جعرانہ کے مقام پر دیکھا کہ گوشت تقسیم فرما رہے ہیں، ابوالطفیل فرماتے ہیں کہ اس وقت میں لڑکا تھا اور اونٹ کی ہڈی اٹھایا کرتا تھا۔ اس دوران ایک عورت سامنے آئی یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگئی، آپ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھائی وہ اس پر بیٹھ گئی، میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس کا ابوطالب کے بچوں کی کفالت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ (نبوّت سے پہلے) قریش شدید قحط میں مبتلا ہوئے حتیٰ کہ انھیں پرانی ہڈیاں تک کھانی پڑیں، اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس بن عبدالمطّلب رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوش حال قریش میں کوئی نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے چچا جان! آپ جانتے ہی ہیں کہ آپ کے بھائی ابوطالب کے بچے بہت

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی برا لوالدین، رقم الحدیث: ۵۱۴۴/الأدب المفرد: باب حسن العھد، ص ۱۳۷، رقم الحدیث: ۱۲۹۵

زیادہ ہیں اور آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ قریش پر سخت قحط آیا ہوا ہے۔ آیئے! ان کے پاس جاتے ہیں اور ان کے کچھ بچے ہم سنبھال لیتے ہیں۔ چنانچہ ان دونوں حضرات نے جا کر ابو طالب سے کہا: اے ابو طالب! آپ اپنی قوم کا (برا) حال دیکھ ہی رہے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ بھی قریش کے ایک فرد ہیں (قحط سے آپ کا حال بھی برا ہو رہا ہے)، ہم آپ کے پاس اس لیے آئیں ہیں تا کہ آپ کے کچھ بچے ہم سنبھال لیں۔ ابو طالب نے کہا: (میرے بڑے بیٹے) عقیل کو میرے لیے رہنے دو اور باقی بچوں کے ساتھ تم جو چاہو کرو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور حضرت عباس نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو لے لیا۔ یہ دونوں اِن حضرات کے پاس اس وقت تک رہے جب تک یہ مال دار ہو کر خود کفیل نہ ہو گئے۔ حضرت سلیمان بن داود راوی کہتے ہیں کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ ❶

نادار صحابہ کے ساتھ حسن سلوک دیکھ کر حضور کا چہرہ خوشی سے چمک گیا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ دیہاتی آدمی اونی کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوئے، آپ نے ان کی بدحالی دیکھ کر ان کی حاجت وضرورت کا اندازہ لگا لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی، پس لوگوں نے صدقہ میں کچھ دیر کی، تو آپ کے چہرہ اقدس پر کچھ ناراضگی کے آثار نمودار ہوئے، پھر انصار میں سے ایک آدمی دراہم کی تھیلی لے کر حاضر ہوا، پھر دوسرا آیا، پھر صحابہ نے متواتر اتباع شروع کر دی یہاں تک

❶ كشف الأستار عن زوائد البزار: كتاب البر والصلة، باب صلة الأرحام، ج ۲ ص ۳۷۳، رقم الحديث: ۱۸۷۸ / حياة الصحابة: ج ۳ ص ۲۹۳

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ. ❶

ترجمہ: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا پھر اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو اس کے لئے اس عمل کرنے والے کے برابر ثواب لکھا جائے گا اور ان کے ثواب میں سے کچھ کمی نہ کی جائے گی، اور جس آدمی نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا پھر اس پر عمل کیا گیا تو اس پر اس عمل کرنے والے کے گناہ کے برابر گناہ لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی والدہ کے ساتھ حسن سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت نے گھر آنے کی اجازت طلب کی، اور یہ وہ عورت تھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا، یعنی آپ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ تھیں، جب وہ گھر آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أُمِّي، أُمِّي ثُمَّ بَسَطَ لَهَا رِدَاءَهُ فَقَعَدَتْ عَلَيْهِ. ❷

❶ صحيح مسلم: كتاب العلم، بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً وَمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ، رقم الحديث: ١٠١٧

❷ مكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا: باب ماجاء في صلة الأرحام، ص ٧٣، الرقم: ٢١٣

ترجمہ: میری والدہ آ گئیں، میری والدہ آ گئیں، پھر آپ نے اُن کے لئے چادر بچھائی تو وہ اس چادر پر بیٹھیں۔

حضراتِ صحابہ کرام کے صلہ رحمی کے ایمان افروز واقعات

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا والدہ سے صلہ رحمی اور استقامت

حضرت سعد بن مالک (المعروف سعد بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی ماں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا اور اِن کی مکمل اطاعت کرتا تھا، جب مجھے خدا نے اسلام کی طرف ہدایت کی تو میری والدہ مجھ پر بہت بگڑیں اور کہنے لگیں: بچے یہ نیا دین تو کہاں سے نکال لایا ہے؟ سنو! میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی اور یوں ہی بھوکی مر جاؤں گی۔ میں نے اسلام کو نہ چھوڑا، میری ماں نے کھانا پینا ترک کر دیا اور ہر طرف سے لوگ مجھ پر آوازیں کسنے لگے کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے۔ میرا دل بہت تنگ ہوا، میں نے اپنی والدہ کی خدمت میں بار بار عرض کیا، خوشامدیں کیں، سمجھایا کہ خدا کے لیے اپنے ضد سے باز آ جاؤ، یہ تو ناممکن ہے کہ میں دین محمد کو چھوڑ دوں، اس بحث وتمحیص میں میری والدہ پر تین دن کا فاقہ گزر گیا اور اس کی حالت بہت خراب ہوگئی، تو میں اِن کے پاس گیا اور میں نے کہا:

يَا أُمَّهُ تَعْلَمِينَ وَاللَّهِ لَوْ كَانَتْ لَكِ مِائَةُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِينِي هَذَا لِشَيْءٍ، فَإِنْ شِئْتِ فَكُلِي وَإِنْ شِئْتِ لَا تَأْكُلِي، فَأَكَلَتْ. ❶

ترجمہ: میری اچھی اماں جان! سنو (تم مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہو لیکن میرے

❶ تفسیر ابن کثیر: سورۃ لقمان آیت نمبر ۱۵ کے تحت، ج ۶ ص ۳۰۵ / تفسیر البغوی: ج ۳ ص ۵۵۱

دین سے زیادہ عزیز نہیں ہو۔) واللہ! ایک نہیں تمہاری ایک سو جانیں ہوں اور اسی بھوک پیاس میں ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تو بھی میں آخری لمحہ تک اپنے سچے دین اسلام کو نہ چھوڑوں گا۔ پس اب تمہاری مرضی ہے چاہے تم کھاؤ یا نہ کھاؤ، (تو انہوں نے مایوس) ہو کر کھانا پینا شروع کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنے والدہ سے صلہ رحمی کے سبب ہدایت کے لئے بیتاب ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھیں، میں انکو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا، ایک دفعہ میں نے انکو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا، تو میں روتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا وہ انکار کرتی تھی، آج جب دعوت دی تو آپ کو برا بھلا کہا، آپ انکے حق میں ہدایت کی دعا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ.

ترجمہ: اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دیدے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نکلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی خوشخبری دوں، (زبانِ حال سے یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھتا ہوں حضور کی دعا پہلے پہنچتی ہے یا میں پہنچتا ہوں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے گھر میں پہنچے دروازہ پر دستک دی، تو اندر سے پانی کے گرنے کی آواز آرہی تھی، تو سمجھ گئے کہ ان کی والدہ غسل کر رہی ہیں، تو والدہ نے کہا، اے ابوہریرہ! ٹھہرو، حضرت ابوہریرہ ٹھہر گئے، والدہ نے غسل کیا، لباس پہنا اور دروازہ کھول کر کہا:

يَاأَبَا هُرَيْرَةَ! أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ❶

ترجمہ: اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور خوشی سے رورہے تھے اور کہا، اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کی دعا قبول کردی، ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت مل گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اللہ کا شکرادا کیا۔

غیر مسلم عزیز واقارب کے ساتھ حسن سلوک

حضراتِ صحابہ کرام حسن سلوک اور صلہ رحمی صرف اُن عزیز واقارب مسلمان ہوں، بلکہ صحابہ کرام اپنے ان اعزہ واقارب کے ساتھ بھی جو کافر تھے اسی قسم کا فیاضانہ برتاؤ کرتے تھے۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک ریشمی جوڑا دیا، توانہوں نے اس کو اپنے ایک مشرک بھائی کے پاس بھیج دیا جو اس وقت مکہ میں رہائش پذیر تھا۔ ❷

اپنی خادموں کو زیورات ہدیہ کرنا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غلاموں کے ساتھ بالکل مساویانہ برتاؤ کرتے تھے اور جو خود پہنتے تھے وہی ان کو بھی پہناتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی لڑکیوں کی طرح اپنی لونڈیوں کو بھی سنہرے زیورات پہناتے تھے۔ ❸

❶صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل أبى هريرة الدوسى رضى اللّٰه عنه،رقم الحديث: ٢٤٩١

❷سنن أبى داود: كتاب الصلاة،باب اللبس للجمعة،رقم الحديث: ١٠٧٦

❸مؤطامالک: كتاب الزكاة،مالا زكوة فيه من الحلى والتبر والعنبر، ج٢ ص ٣٥٢، الرقم: ٨٥٩

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا غلاموں کے ساتھ نہایت حسن سلوک

معرور رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو اور ان کے غلام کو ایک ہی قسم کی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا، تو میں نے کہا کہ کاش! آپ اس چادر کو لے کر پہنتے اور اس غلام کو دوسرا کپڑا دے دیتے، تو آپ کے لئے ایک جوڑا ہو جاتا، تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے اور ایک آدمی کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی، اس کی ماں عجمی تھی، میں نے اس کو برا بھلا کہا، تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میری شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تو نے فلاں کو اُس کی ماں کے ساتھ عار دلائی ہے، میں نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ایسا آدمی ہے جس میں اب تک جاہلیت کی بات باقی ہے، میں نے پوچھا کہ میری اس بڑی عمر میں بھی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

هُمْ إِخْوَانُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ جَعَلَ اللَّهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ. (1)

ترجمہ: وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھوں میں دے دیا ہے اور جس کے ہاتھوں میں اس کے بھائی کو دے دے، تو جو خود کھاتا ہے اِسے کھلائے اور جو خود پہنتا ہے اِس کو پہنائے اور اس کو ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اِس سے نہ ہو سکے، اور اگر تکلیف دے تو پھر اس کے کرنے میں خود بھی اِس کے ساتھ مدد کرے۔

اِس کے بعد سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ غلاموں کے ساتھ نہایت حسن سلوک کرتے تھے، جو خود کھاتے وہ انہیں کھلاتے، جو لباس خود پہنتے وہ انہیں پہناتے، ایسا برتاؤ رکھتے

(1) صحیح البخاری: کتاب الأدب: باب ما ینهی من السباب واللعن، رقم الحدیث: ٦٠٥٠

کہ یوں لگتا کہ یہ اِن کی اولاد ہیں یا کوئی نہایت قریبی عزیز ہے، حالانکہ وہ اِن کے غلام ہوتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا صلہ رحمی قائم کرنا

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سواری پر جا رہے تھے، چلتے چلتے سامنے ایک دیہاتی شخص آئے، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے نیچے اترے اور اس کو اپنی سواری پر بٹھایا، اپنے سر سے عمامہ لیا اور اسکے سر پر رکھا، اور نہایت اعزاز واکرام کیا، پھر اس کو الوداع کیا، تو جو اِن کے ساتھ خادم تھے انہوں نے پوچھا کہ یہ تو ایک دیہاتی آدمی ہے، یہ تو معمولی چیزوں اور اکرام پر بھی راضی ہو جاتے ہیں، اور آپ نے اس کا اتنا اکرام کیا، سواری بھی دی، عمامہ بھی دیا، اعزاز واکرام بھی کیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کے والد میرے والد کے دوست تھے، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ. [1]

ترجمہ: نیکیوں میں ایک بڑی نیکی یہ ہے کہ تم اپنے والد کے دوست کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی نادر مثال

ایک بار حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ کے جسم پر دو مختلف قسم کے کپڑے تھے اور ان کے غلام کے بدن پر بھی اسی قسم کے مختلف کپڑے تھے، ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ لوگ ایک ایک کپڑا ایک دوسرے سے بدل لیتے تو ہم رنگ ہو کر پورا حلہ یعنی جوڑا ہو جاتا، وہ بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

[1] صحیح مسلم: كتاب البر والصلة، باب صلة أصدقاء الأب والأم، رقم الحديث: ٢٥٥٢

أَطعِمُوهُم مِمَّا تَأكُلُونَ وَاكسُوهُم مِمَّا تَلبَسُونَ. ❶

ترجمہ: غلاموں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔

یعنی اس طریقہ سے دونوں کپڑے ہم رنگ ہو جاتے، لیکن اس سے کپڑوں میں اختلاف ہو جاتا اور مساوات زائل ہو جاتی۔ یعنی اتنی احتیاط کہ جو کپڑا خود پہنا ہے وہی غلام کو پہنایا ہے۔ فرماتے تھے کہ میں انہیں دنیا کے ساز و سامان میں دے دوں یہ بہتر ہے کہ قیامت کے دن وہ میرے نیک اعمال میں سے لیں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عزیز واقارب پر خرچ کرنے کی ترغیب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینے میں سب انصاریوں سے زیادہ مالدار تھے، یعنی کھجور کے درخت سب سے زیادہ ان کے باغ میں تھے، اور سب مالوں میں ان کو ایک باغ بہت پسند تھا، جس کو بیرحاء کہتے تھے اور وہ مسجد نبوی کے سامنے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں جایا کرتے تھے اور وہاں کا صاف پانی پیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری:

﴿لَن تَنَالُوا البِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (آل عمران: ۹۲)

ترجمہ: تم نیکی کے مقام تک اس وقت تک ہرگز نہیں پہنچو گے جب تک ان چیزوں میں سے (اللہ کیلئے) خرچ نہ کرو جو تمھیں محبوب ہیں۔

تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "لَن تَنَالُوا البِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ" اور مجھے اپنے سب مالوں میں بیرحاء پسند ہے، وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، اللہ سے اس کا

❶ الأدب المفرد: باب اکسوھم مماتلبسون، ص ۷۵، الرقم: ۱۸۷

بہتر بدلہ چاہتا ہوں اور وہ بیرحاء اللہ کے پاس ذخیرہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَخٍ، ذَلِکَ مَالٌ رَابِحٌ، ذَلِکَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّی أَرَی أَنْ تَجْعَلَهَا فِی الْأَقْرَبِینَ. ❶

ترجمہ: واہ واہ، یہ مال تو بڑا اجر لانے والا ہے یا بڑے نفع والا ہے، اور میں سن چکا ہوں جو تم نے اس مال کے بارے میں کہا ہے، میرے نزدیک تم اس مال کو اپنے عزیزوں میں بانٹ دو۔ (پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے عزیزں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کردیا۔)

دیکھیں! صدقے کے مصارف اور بھی تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رشتہ داروں میں تقسیم کا کہا، اس سے ایک تو صدقے کا ثواب ملے گا اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب ملے گا۔

والدہ کے ساتھ صلہ رحمی مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ عزیز ہے

حضرت عیسی بن معمر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص اپنی ماں کو لے کر جارہا ہے اور اُسے اپنی پیٹھ پر بٹھا کر بیت اللہ کے چاروں طرف چکر لگا رہا ہے اور کہہ رہا ہے:

أَحْمِلُ أُمِّی وَهِیَ الْحَمَّالَةُ تُرْضِعُنِی الدَّرَّةَ وَالْعُلَالَةَ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَأَنْ أَكُونَ أَدْرَكْتُ أُمِّی فَوَلِيتُ مِنْهَا مِثْلَ مَا وَلِيتَ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ. ❷

❶ صحیح البخاری: کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الأقارب، رقم الحدیث: ۱۴۶۱

❷ البر والصلۃ لابن الجوزی: اَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِی ذِکْرِ الْمَعْقُولِ فِی بِرِّ الْوَالِدَیْنِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ، ص ۴۱، رقم الحدیث: ۱

ترجمہ: میں اپنی ماں سے ملوں اوران کی دیکھ بھال کروں جیسا کہ تو ان کی دیکھ بھال کرتا ہے یہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ عزیز ہے۔

والدہ کے ساتھ حسن سلوک پر جنت میں قرأت کی آواز سنائی دی گئی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: نِمْتُ،فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ،فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَأُ،فَقُلْتُ:مَنْ هَذَا؟ قَالُوا:هَذَا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ.فَقَالَ:رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَذَاكَ الْبِرُّ،كَذَاكَ الْبِرُّ،وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ.❶

ترجمہ: میں سویا، پس میں نے خودکو جنت میں دیکھا،تو وہاں قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنائی دی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں، نیک اعمال کابدلہ اسی طرح ہوتا ہے، نیک اعمال کابدلہ اِسی طرح ہوتا ہے، دراصل وہ اپنی والدہ کے ساتھ نہایت حسن سلوک کرتے تھے۔

غلاموں کودن میں ستر دفعہ معاف کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہم خدام کے قصور کتنی مرتبہ معاف کردیا کریں، آپ نے کچھ دیر سکوت کے بعدارشادفرمایا: ’’ اعْفُوا عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً‘‘ دن میں ستر بارانہیں معاف کرو۔❷

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غلاموں پرشفقت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کامعمول تھا کہ وہ ہفتہ میں ایک بار ہفتہ کے دن عوالی تشریف

❶مسند أحمد: مسند النساء، ج ۴۲ ص ۱۰۰ ،رقم الحديث: ۲۵۱۸۲

❷سنن أبی داود: كتاب الأدب،باب فی حق المملوک،رقم الحديث: ۵۱۶۴

لے جایا کرتے تھے، اگر وہاں کسی غلام کو ایسے کام میں مصروف دیکھتے جو اس کی طاقت سے باہر ہوتا تو اسے دوسرا کام سپرد کردیتے۔ ❶

خلیفہ وقت ہوکر خادموں کے آرام کا خیال کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اٹھ کر خود وضو کا پانی لے لیا کرتے تھے، لوگوں نے کہا، اگر آپ کسی خادم سے کہہ دیتے تو وہ یہ کام کردیتا، بولے:

لَا، اللَّيلُ لَهُم يَستَرِيحُونَ فِيهِ. ❷

ترجمہ: نہیں، رات کے وقت یہ لوگ آرام کرتے ہیں۔

غلام کی سستی وکاہلی اور آقا کی رضائے الٰہی

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو بلایا، مگر اس نے جواب نہ دیا، آپ نے دوبارہ، سہ بارہ بلایا، اس نے پھر بھی جواب نہ دیا۔ آپ خود اٹھ کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور اِسے لحاف میں لپٹا ہوا پایا، فرمایا: اے غلام! کیا تو میری آواز نہیں سن رہا ہے؟ جواب دیا ہاں سن رہا ہوں، پھر پوچھا: جواب کیوں نہیں دیتا؟ اس نے جواب دیا: مجھے یقین تھا کہ آپ مجھے سزا نہیں دیں گے۔ لہٰذا میں نے سستی کی، یہ جواب سن کر حضرت علی نے فرمایا:

امْضِ فَأَنْتَ حُرٌّ لِوَجهِ اللّٰـهِ تَعَالَى. ❸

ترجمہ: جا تو اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آداب الالفة والإخوة والصحبة المعاشرة مع اصناف الخلق، ج۲ ص ۲۱۹، ۲۲۰

❷ الطبقات الكبرى: ترجمة: عثمان بن عفان، ج۳ ص ۴۴، رقم الترجمة: ۱۴

❸ الرسالة القشيرية: باب الفتوة، ج۲ ص ۳۹۹

صحابہ کرام کا غلاموں کے ساتھ حسن سلوک

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غلاموں کو زدوکوب کو نہایت برا سمجھتے تھے۔ ایک بار ایک شخص نے اپنے باندی کے منہ پر تھپڑ مارا، حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: طمانچہ کے لئے تم کو صرف اس کا چہرہ ہی ملا تھا، تمہیں معلوم نہیں کہ یہ چہرہ جسم میں قابل احترام ہے۔ فرمایا کہ ہمارا ایک غلام تھا، ایک مرتبہ ہم میں سے کسی نے اُسے تھپڑ مارا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کے آزاد کرنے کا حکم دیا (یعنی اِس کی تلافی یہ ہے کہ اب تم اِس غلام کو آزاد کرو۔ ❶

غلام پر لعنت بھیجنے والے کو تنبیہ کرنا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین لونڈیوں اور غلاموں کو نامناسب بات بھی کہنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک بار رات کو عبدالملک اٹھا اور اپنے خادم کو آواز دی، اس نے آنے میں دیر لگائی، تو اس نے اس پر لعنت بھیجی، حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا اس کے محل میں تھیں، صبح ہوئی تو کہا کہ تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَومَ الْقِيَامَةِ. ❷

ترجمہ: لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن سفارش کرنے والے یا گواہ نہ ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خادمہ پر لعنت کرنے پر تنبیہ کرنا

ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ایک دوست سے ملنے آئے وہ

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الأيمان، باب صحبة المماليك وكفارة من لطم عبده، رقم الحديث: ١٦٥٨

❷ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، رقم الحديث: ٢٥٩٨

موجود نہ تھے، ان کی اہلیہ سے پانی مانگا، اس نے لونڈی کو ہمسایہ کے گھر بھیجا کہ دودھ مانگ لائے، لونڈی نے آنے میں دیر لگائی تو اس نے اس پر لعنت بھیجی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر سے نکل آئے، ان کے جب دوست آئے تو آپ نے اِن سے کہا کہ تمہاری گھر والی نے لونڈی پر لعنت بھیجی، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لعنت بے محل ہوتی ہے تو خود لعنت بھیجنے والے کی طرف لوٹ کر آتی ہے:

فَخَشِيتُ أَن تَكُونَ الخَادِمُ مَعذُورَةً فَتَرجِعَ اللَّعنَةُ فَأَكُونَ سَبَبَهَا. ❶

ترجمہ: اس لئے مجھے خوف پیدا ہوا کہ شاید وہ خادم معذور ہو اور وہ لعنت آپ کی اہلیہ کی طرف لوٹ آئے اور میں اس کا سبب بنوں (اس خیال سے گھر سے باہر نکل آیا۔)

غلام کی جگہ خود آٹا گوندھ رہے ہیں

صحابہ کرام غلاموں سے کبھی سخت کام نہیں لیتے تھے، ایک بار ایک شخص حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے آٹا گوندھ رہے ہیں، اس نے کہا حضرت غلام کہاں ہے؟ بولے:

بَعَثنَاهَا لِحَاجَةٍ فَكَرِهنَا أَن نَجمَعَ عَلَيهَا عَمَلَينِ. ❷

ترجمہ: ہم نے اس کو ایک کام کے لئے بھیجا ہے، اس لئے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ اس سے دو کام لوں۔

غلاموں کی وفاداری اور آقا کا حسن سلوک

اسی حسن سلوک کا یہ نتیجہ تھا کہ غلام صحابہ کرام پر جان دیتے تھے اور ان کے ارشادات کی

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، ج٦ ص ٤٢١، رقم الحديث: ٣٨٧٦

❷ الطبقات الكبرى: ترجمة: سلمان الفارسي، ج٤ ص ٦٧، ٦٨، رقم الترجمة: ٣٥٩

بطیب خاطر تعمیل کرتے تھے، افلح نامی شخص حضرت ابوایوب انصاری کا غلام تھا، انہوں نے اس کو مکاتب بنا کر آزاد کرنا چاہا تو تمام لوگوں نے اس کو مبارک باد دی لیکن بعد میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کتابت کو فسخ کرنا چاہا اور اس کے یہاں کہلا بھیجا کہ تمہیں مثل سابق غلام کی حالت میں رہنا ہوگا، افلح کے اہل وعیال نے کہا کہ تم پھر غلام بننا پسند کرو گے؟ حالانکہ خدا نے تم کو آزاد کر دیا تھا، لیکن اس نے کہا کہ میں ان کی کسی بات کا انکار نہیں کر سکتا، چنانچہ خود اس معاہدہ کو فسخ کر دیا، اس کے چند دنوں کے بعد حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَنْتَ حُرٌّ وَمَا كَانَ لَكَ مِنْ مَالٍ فَهُوَ لَكَ.

ترجمہ: تم آزاد ہو اور جو کچھ تمہارے پاس مال میں سے ہے وہ تمہارا ہے (یعنی تم اس کے مالک ہو۔) ❶

غلام کو اپنے ساتھ سوار کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہے اور اس کا غلام پیادہ پا سواری کے پیچھے دوڑ لگا رہا ہے، فرمایا:

يَا عَبْدَ اللّٰهِ، احْمِلْهُ خَلْفَكَ فَإِنَّمَا هُوَ أَخُوكَ رُوحُهُ مِثْلُ رُوحِكَ فَحَمَلَهُ، ثُمَّ قَالَ لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَزْدَادُ مِنَ اللّٰهِ بُعْدًا مَا مَشَى خَلْفَهُ. ❷

ترجمہ: اے اللہ کے بندے! اسے بھی اپنے ساتھ بٹھالے، یہ بھی تو تیرا بھائی ہے، اس کے جسم میں بھی وہی روح حلول کیے ہوئے ہے جو تیرے جسم میں ہے، اس شخص نے

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: أفلح مولى أبي أيوب، ج۵ ص ٦٤، رقم الترجمة: ٦٧٢

❷ إحياء علوم الدين: كتاب آداب الالفة والإخوة والصحبة المعاشرة مع اصناف الخلق، ج٢ ص ٢١٩، ٢٢٠

غلام کو اپنے پیچھے بٹھالیا، اس کے بعد آپ نے فرمایا: جس شخص کے پیچھے لوگ پیدل بھاگ رہے ہوں سمجھ لو وہ شخص اللہ عزوجل سے دور ہوتا چلا جارہا ہے۔

زہر دینے والے کو معاف کردیا

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی ایک باندی نے ان سے کہا: میں ایک سال سے مسلسل آپ کو زہر دے رہی ہوں لیکن آپ پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا، فرمایا: تم زہر کیوں دے رہی ہو؟ اس نے کہا: اس مقصد کے لئے کہ آپ مرجائیں اور مجھے آزادی مل جائے ۔ یہ سن کر آپ نے خفگی کا اظہار نہیں کیا ،نہ اسے سزا دی ، بلکہ اُسے آزاد کردیا (اور کوئی سزا بھی نہیں دی۔) [1]

صحابیات کے صلہ رحمی کے ایمان افروز واقعات

صحابیات کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ صلہ رحمی کی ترغیب

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خیرات کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اور کچھ نہ ہو تو زیور ہی خیرات کرو۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا نے یہ حکم سن کر اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو: اگر کچھ حرج نہ ہو تو جو کچھ مجھے خیرات کرنا ہے وہ میں تمہیں کو دے دوں ،تم بھی تو محتاج ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ خود تم جا کر پوچھو، یہ مسجد نبوی کے دروازے پر حاضر ہوئیں ، وہاں دیکھا کہ ایک عورت اور کھڑی تھیں اور وہ بھی اسی ضرورت سے آئی تھیں ، ہیبت کے مارے ان دونوں کو جرأت نہ پڑتی تھی کہ اندر جا کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتیں ،حضرت

[1] إحياء علوم الدين: كتاب آداب الالفة والإخوة والصحبة المعاشرة مع اصناف الخلق، ج ٢ ص ٢١٩، ٢٢٠

بلال رضی اللہ تعالی عنہ نکلے، تو ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر کہو: دوعورتیں کھڑی پوچھتی ہیں کہ ہم لوگ اپنے خاوندوں اور یتیم بچوں پر جو ہماری گود میں ہوں صدقہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ چلے تو انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ تم یہ نہ کہنا کہ ہم کون ہیں؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ جا کر یہ مسئلہ پوچھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون پوچھتا ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: ایک قبیلہ انصاری کی بی بی ہے اور ایک زینب (رضی اللہ تعالی عنہا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون زینب؟ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَعَمْ، لَهَا أَجْرَانِ، أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ. ❶

ترجمہ: جی ہاں! ان کو دوہرا ثواب ملے گا، قرابت کی پاسداری کا علیحدہ اجر وثواب اور صدقہ کرنے کا علیحدہ اجر۔

اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں کیساتھ مالی تعاون کرنے پر ڈبل اجر ہے، ایک تو صدقے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا، اسلئے اپنے عزیز اقارب میں، رشتہ داروں میں جو مستحق ہوں اِن کے ساتھ خفیہ تعاون کیا جائے، اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ ڈبل اجر دیں گے، اگر ایک بھائی اپنی بہن سے تعاون کرتا ہے اس پر دُگنا اجر ملتا ہے، بھائی اپنی بہن کو زکوۃ بھی دے سکتا ہے، بہن اپنے بھائی کو زکوۃ بھی دے سکتی ہے، زکوۃ دینا بھی جائز ہے لیکن اگر یہ ویسے ہی تعاون کرے تو اس پر دُگنا اجر ہے، اسلئے رشتہ داروں پر خرچ کریں، اس میں دگنا ثواب ہے، اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔

❶ صحیح البخاری: کتاب الزکاة، باب الزکاة علی الزوج والأیتام فی الحجر، رقم الحدیث: ۱۴۶۶

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا صلہ رحمی میں عمر بھر کے لئے گھر دینا

وَ كَانَتْ حَفْصَةُ قَدْ أَسْكَنَت بِنْتَ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ مَاعَاشَتْ. ❶

ترجمہ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا گھر زید بن خطاب کی بیٹی کو عمر بھر کے لیے دیا تھا۔

غیر مسلم قرابت دار کے لئے جائیداد کی وصیت

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک یہودی قرابت دار کے لئے ایک جائیداد کی وصیت کی تھی۔ ❷

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دس ہزار دراہم دے دیئے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر فیاض تھیں کہ جو کچھ ہاتھ آجاتا تھا اس کو صدقہ کر دیتی تھیں، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو فیاضی سے روکنا چاہا تو اس قدر برہم ہوئیں کہ ان سے بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس سے بھی زیادہ فیاض تھیں، حضرت عائشہ کا معمول یہ تھا کہ جمع کرتی جاتی تھیں جب معتد بہ سرمایہ جمع ہوجاتا تھا تو اس کو تقسیم کردیتی تھیں، لیکن حضرت اسماء کل کے لئے کچھ نہیں رکھتی تھیں روز خرچ کردیا کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت منکدر بن عبداللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، بولیں کہ تمہارا کوئی لڑکا ہے؟ انہوں نے کہا ''نہیں''

لَوْ كَانَ عِنْدِيْ عَشَرَةَ آلافِ دِرْهَمٍ لَوَهَبْتُهَالَكَ قَالَ فَمَاأَمُسَتْ حَتّٰى

❶ مؤطا مالک: كتاب الأقضية، القضاء فى العمرى، ج۴ ص ۱۰۹۵، الرقم: ۲۸۰۰

❷ سنن الدارمى: كتاب الوصايا، باب: الوصية لأهل الذمة، ج۴ ص ۲۰۷۹، الرقم: ۳۳۴۱

بَعَثَ إِلَيهَامُعَاوِيَةُ بِمَالٍ فَقَالَتْ: مَاأَسرَعُ مَاابْتُلِيتُ وَبَعَثَتْ إِلَى الْمُنكَدِرِ بِعَشَرَةِآلافِ دِرْهَمٍ فَاشْتَرَى مِنْهَاجَارِيَةً فَهِيَ أُمُّ وَلَدِهِ مُحَمَّدٌ وَعُمَرُ وَأَبِي بَكْرٍ. ❶

ترجمہ: فرمایا اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو میں تم کو دے دیتی، حسنِ اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس دراہم بھیجے، بولیں کس قدر جلدی میری آزمائش پوری ہوئی، فوراً آدمی بھیج کران کو بلوایااوردس ہزار درہم دیدیئے، انہوں نے اس رقم سے لونڈی خریدلی، اوراس ام ولد سے محمد، ابوبکراورعمر پیدا ہوئے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عزیزواقارب کے ساتھ صلہ رحمی

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے اعزہ واقارب کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کرتی تھیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

وَلَم أَرَامرَأَةً قَطُّ خَيرًا فِي الدِّينِ مِن زَينَبَ، وَأَتقَى لِلَّهِ وَأَصدَقَ حَدِيثًا وَأَوصَلَ لِلرَّحِمِ. ❷

ترجمہ: میں نے زینب سے زیادہ دین دار، پرہیزگار، زیادہ سخی اورزیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہیں دیکھی۔

عزیزواقارب میں بارہ ہزار درہم تقسیم کردیئے

ایک بارحضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ان کا سالانہ وظیفہ جس کی تعداد بارہ ہزار درہم تھی بھیجی، تو انہوں نے یہ رقم اپنے

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: منكدر بن عبد الله، ج۵ ص ۲۰ / صفة الصفوة: الطبقة الرابعة من أهل المدينة، ترجمة: محمد بن المنكدر بن عبد الله، ج ۱ ص ۳۷۸

❷ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة رضى الله عنهم، باب فى فضل عائشه رضى الله عنها، رقم الحديث: ۲۴۴۲

عزیز واقارب میں تقسیم کردی۔ ❶

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک لاکھ درہم کی جائیداد صلہ رحمی میں خرچ کرنا

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک جائیداد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وراثتاً پائی تھی، جس کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ پر خرید لیا، لیکن انہوں نے اس رقم کو قاسم بن محمد رحمہ اللہ اور ابن ابی عتیق رحمہما اللہ پر ہبہ کردی۔ ❷

صلہ رحمی کرنے پر دگنا اجر ملتا ہے

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے ایک لونڈی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیے بغیر آزاد کردی، پھر جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آپ کے گھر آنے کی تھی، انہوں نے خدمت نبوی میں عرض کیا، یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کردی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا تم نے آزاد کردیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ. ❸

ترجمہ: اگر اس کے بجائے تم نے اپنے ننھیال والوں کو دے دیتیں تو تمہیں اس سے زیادہ اجر وثواب ملتا۔ (یعنی دگنا ثواب ملتا، ایک صدقہ کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کرنے کا۔)

---

❶ أسد الغابة: ترجمة: زينب بنت جحش، ج٧ ص ١٢٦، رقم الترجمة: ٦٩٥٥

❷ صحيح البخاری: كتاب الهبة، باب هبة الواحد للجماعة، ج٣ ص ١٦١

❸ صحيح البخاری: كِتَابُ الهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا، بَابُ هِبَةِ المَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا وَعِتْقِهَا،......الخ، رقم الحديث: ٢٥٩٢

ماموں پرخرچ کرنے میں زیادہ اجر ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میں یہ غلام آزاد کرنا چاہتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَعْطِهِ خَالَكِ الَّذِي فِي الْأَعْرَابِ يَرْعَى عَلَيْهِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِأَجْرِكِ. ❶

ترجمہ: تم یہ غلام اپنے اس ماموں کو دے دو جو دیہات میں رہتے ہیں، یہ ان کے جانور چرایا کرے گا اس میں تمہیں ثواب زیادہ ملے گا۔

اسلافِ امت کے صلہ رحمی اور حسن سلوک کے ایمان افروز واقعات

حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کا والدہ کے ساتھ حسن سلوک پر اعزاز واکرام

حضرت اسیر بن جابر رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب بھی یمن کے حلیف قبائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے دریافت کرتے: کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟ ایک دن اویس بن عامر کو پا ہی لیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم اویس بن عامر ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: قرن قبیلے کی شاخ مراد سے ہوں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تمہیں برص کی بیماری لاحق تھی، جواب ختم ہو چکی ہے، صرف ایک درہم کے برابر جگہ باقی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تمہاری والدہ ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

---

❶ قال الهيثمي: رواه البزار ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد: كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وقطعها، ج۸ ص ۱۵۳، رقم الحديث: ۱۳۴۷۰

پھرحضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حدیث سنائی: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشادفرمایا:

يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ، مِنْ مُرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ، كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ.

ترجمہ: تمہارے پاس یمن کے قبائل کے ساتھ اویس بن عامر آئیں گے، اس کا تعلق قرن قبیلے کی شاخ مراد سے ہوگا، اسے برص کی بیماری لاحق تھی جو کہ ختم ہو چکی ہے، صرف ایک درہم کے برابر باقی ہے، وہ اپنی والدہ کے ساتھ نہایت حسن سلوک کرتا تھا، وہ اگر اللہ تعالی کے نام کی قسم کھائیں تو رب العالمین اُس کی لاج رکھتے ہوئے اُسے پورا فرما دیں گے، پس اگر تم طاقت رکھو کہ اُن سے اپنے لئے استغفار کی درخواست کرو تو اُن سے کرو۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں، تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟

انہوں نے کہا: میں کوفہ جانا چاہتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا کوفہ کے گورنر کے نام خط نہ لکھ دو؟ (آپ اسی کی مہمان نوازی میں رہو گے، وہ آپ کا خیال رکھے گا)

توانہوں نے کہا: میں گم نام رہوں تو مجھے زیادہ پسند ہے۔

راوی کہتے ہیں: جب آئندہ سال حج کے موقع پر انکے قبیلے کے سربراہ کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت اویس

قرنی رحمہ اللہ کے بارے میں استفسار کیا، تو اس نے جواب دیا کہ میں انہیں کسمپرسی اور ناداری کی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بھی حدیث نبوی سنائی، یہ شخص بھی جب واپس حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کے پاس آیا، تو کہا: میرے لیے دعائے استغفار کردو، حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ نے کہا: تم ابھی نیک سفر سے آئے ہو تم میرے لیے استغفار کرو، اس نے پھر کہا: میرے لیے استغفار کرو، حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ نے پھر وہی جواب دیا: تم ابھی نیک سفر سے آئے ہو تم میرے لیے استغفار کرو، اور مزید یہ بھی کہا کہ کہیں تمہاری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تو نہیں ہوئی؟

آدمی نے کہا: ہاں میری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے۔

تو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ نے ان کیلئے استغفار کیا، اور پھر لوگوں کو اویس قرنی کے بارے میں معلوم ہونا شروع ہو گیا، تو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ اپنا علاقہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ❶

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا والدہ کے ساتھ حسن سلوک

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ اپنی والدہ کے ساتھ بہت نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے۔ یہاں تک کہ ان سے کہا گیا کہ آپ تو اپنی والدہ کے ساتھ لوگوں میں زیادہ نیکی کا برتاؤ کرنے والے ہیں لیکن ہم آپ کو اپنی والدہ کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھتے، والدہ جب کھا کر فارغ ہو جاتی ہیں پھر آپ کھاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ اس پر انہوں نے کہا:

---

❶ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أويس القرنی، رقم الحديث: ۲۵۴۲ / حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: أويس بن عامر القرنی، ج ۲ ص ۷۹

أَخَافُ أَنْ تَسْبِقَ يَدِيْ إِلَى مَا قَدْ سَبَقَتْ عَيْنُهَا إِلَيْهِ فَأَكُوْنُ قَدْ عَقَقْتُهَا. ❶

ترجمہ: میں ڈرتا ہوں اس بات سے کہ کہیں میرا ہاتھ اس چیز کی طرف سبقت نہ لے جائے جس کی طرف میری ماں کی آنکھیں سبقت لے گئیں ہوں اور اس طرح میں نافرمانوں میں سے ہوجاؤں۔

حسن سلوک میں اپنی گرفتاری دی اور قید وبند کی صعوبتوں میں انتقال ہوگیا

علی بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ جب سپاہی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو ڈھونڈنے آیا اور پوچھا کہ مجھے ابراہیم چاہیے، تو ابراہیم تیمی رحمہ اللہ نے یہ جاننے کے باوجود کہ وہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی تلاش میں ہیں، خود کو ابراہیم کہہ کر پیش کردیا، تاکہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو تکلیف نہ دی جائے، چنانچہ سپاہی نے انہیں گرفتار کرلیا۔

حجاج نے انہیں قید خانے میں ڈالنے کا حکم دیا، جہاں نہ سورج کی روشنی آتی تھی اور نہ ہی سردی سے بچاؤ کا کوئی انتظام تھا۔ قیدیوں کو زنجیروں سے باندھا جاتا تھا، قید کی سختیوں سے ابراہیم تیمی رحمہ اللہ کی حالت بدل گئی، یہاں تک کہ جب ان کی والدہ ان سے ملنے آئیں تو انہیں پہچان نہ سکیں اور ان کی آواز سننے پر پہچان پائیں۔ اسی قید خانے میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اسی رات حجاج نے خواب میں کسی کو کہتے سنا:

مَاتَ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: هَلْ مَاتَ اللَّيْلَةَ أَحَدٌ بِوَاسِطٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ مَاتَ فِي السِّجْنِ. ❷

---

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: زين العابدين، ج٣ص ٢٦٨

❷ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من أهل الكوفة من التابعين ومن بعدهم، ترجمة: إبراهيم بن يزيد التيمي، ج٢ ص ٥٢، رقم الترجمة: ٤١٣

ترجمہ: آج رات جنتی لوگوں میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا ہے۔صبح ہونے پر حجاج نے دریافت کیا کہ کیا واسط میں کسی کی موت ہوئی؟ بتایا گیا کہ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ کا قید میں انتقال ہو گیا ہے۔

فضیلت کا تقاضا ہے کہ آپ مجھے راضی کریں

حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور محمد بن علی بن ابی طالب کے درمیان کسی بات میں اختلاف ہو گیا اور اس اختلاف نے اس قدر طول پکڑا کہ دونوں نے آپس میں گفتگو تک چھوڑ دی، آنا جانا بند ہو گیا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو محمد بن حنفیہ نے اپنے بھائی حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا:

أَبِی وَأَبُوکَ عَلِیٌّ ، وَأُمِّی امْرَأَةٌ مِنْ بَنِی حَنِیفَةَ، وَلَا یُنْكَرُ شَرَفُهَا فِی قَوْمِهَا ، وَلَكِنْ أُمُّکَ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ أَحَقُّ بِالْفَضْلِ مِنِّی، فَصِرْ إِلَیَّ حَتَّی تَرْضَانِیِّ. [1]

ترجمہ: میرے اور آپ کے والد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، اور میری امی جان بنوحنیفہ کی ایک خاتون تھیں، جن کی شرافت وعزت ان کی قوم میں مخفی نہیں، مگر آپ کی والدہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں (جن کے درجہ کو میری والدہ نہیں پہنچ سکتیں) اور آپ مجھ سے افضل ہیں۔ (اس فضیلت کا تقاضا ہے کہ) آپ میرے پاس آئیں اور مجھے راضی کریں (تاکہ ہمارے اور آپ کے تعلقات اَز سرِ نو بحال ہو سکیں)۔

خط پڑھتے ہی حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سنبھالی، جوتا پہنا اور اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کے پاس پہنچ کر انہیں راضی کر لیا۔

---

[1] سنہرے اوراق: ص ۴۷/ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: محمد بن علی بن أبی طالب، ج ۵۴ ص ۳۳۳/ مختصر تاریخ مدینة دمشق: ج ۲۳ ص ۹۶

امام ابوالحسن نوری رحمہ اللہ کا ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک اور رہائی کا غیبی انتظام

ابوعلی وفاق رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب غلام خلیل نے خلیفہ کے پاس صوفیہ کی چغلی لگائی تو خلیفہ نے ان کی گردنیں اڑادینے کا حکم دیا۔

حضرت جنید رحمہ اللہ نے فقہ کے ذریعے سے اپنے حال کو چھپائے رکھا، کیونکہ وہ ابوثور رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق فتوی دیا کرتے تھے۔لیکن خلیفہ نے حضرت شحام، رقام اور امام نوری رحمہم اللہ اور دیگر لوگوں کو گرفتار کرلیا اور ان کی گردنیں اڑانے کے لئے چمڑا بچھادیا۔امام نوری رحمہ اللہ آگے بڑھے، جلاد نے کہا کیا جانتے ہو کسی چیز کی طرف قدم رکھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں جانتا ہوں ۔جلاد نے پھر پوچھا: پھر اتنی جلدی کیوں کررہے ہو؟ جواب دیا: میں اپنے ساتھیوں کو ایک ساعت کی زندگی کے لئے اپنے اوپر ترجیح دیتا ہوں ۔ یہ دیکھ کر جلاد حیران ہوگیا اور اس نے خلیفہ کو اس بات کی خبر دی، خلیفہ نے حکم دیا کہ ان کو پھر قاضی کے پاس لے جاؤ تا کہ ان کے حال کی چھان بین کرے۔ قاضی نے امام ابوالحسین نوری رحمہ اللہ سے فقہ کے چند مسئلے پوچھے، تو امام نوری رحمہ اللہ نے سب کے جوابات دے کر فرمایا:

فَإِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى عِبَادًا إِذَا قَامُوا قَامُوا بِاللَّهِ، وَإِذَا نَطَقُوا نَطَقُوا بِاللَّهِ، وَسَرَدَ أَلْفَاظًا أَبْكَى الْقَاضِي، فَأَرْسَلَ الْقَاضِي إِلَى الْخَلِيفَةِ وَقَالَ: إِن كَانَ هَؤُلاءِ زُنَادِقَةً فَمَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مُسْلِمٌ. ❶

ترجمہ: اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں، جب کھڑے ہوں گے تو اللہ کے حکم کے ساتھ کھڑے ہوں گے اور بولیں گے تو اللہ کے حکم سے بولیں گے اور ایسی فصیح اور مؤثر گفتگو کی کہ قاضی وقت بھی رونے لگ گئے، قاضی نے خلیفہ وقت کو پیغام بھیجا کہ اگر یہ

❶ الرسالة القشيرية: باب الفتوة، ج ۲ ص ۴۰۴

لوگ زندیق ہیں تو پھر رُوئے ارض پر کوئی مسلمان نہیں ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے اہل مکہ پر دس ہزار اشرفیاں تقسیم کر دیں

ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ ایک مرتبہ سواری پر سوار ہو رہے تھے، ایک شخص نے جلدی سے رکاب پکڑ لی (تاکہ چڑھنے کی سہولت ہو) امام شافعی رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ:

يَا رَبِيعُ، أَعْطِهِ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ عَنِّيْ. ❶

ترجمہ: میری طرف سے اس شخص کو چار اشرفیاں دے دو اور کمی کی معذرت بھی کر دینا۔

اور عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ حج کے لیے تشریف لے گئے، دس ہزار اشرفیاں آپ کے پاس تھیں، مکہ مکرمہ سے باہر آپ کا خیمہ لگا ہوا تھا۔ صبح کی نماز کے بعد آپ نے وہیں خیمہ میں ایک کپڑا بچھا کر وہ اشرفیاں اس پر ڈال دیں اور (اہلِ مکہ میں سے) جو جو ملنے کے لیے آتا رہا ایک ایک مٹھی اس کو دیتے رہے، ظہر کے وقت تک وہ سب ختم ہو گئیں۔

خادمہ کے ہاتھوں بیٹے کے جھلسنے کے باوجود معاف کر کے آزاد کر دیا

حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ تم نے اخلاق کسی سے سیکھے؟ فرمایا: حضرت قیس بن عاصم منقری رحمہ اللہ سے، کسی نے سوال کیا: ان کے اخلاق کسی حد تک پہنچ چکے تھے، فرمایا: ایک بار وہ اپنے گھر میں بیٹھے تھے کہ ان کی خادمہ سیخ لے کر آئیں۔ جس پر بھنا ہوا گوشت تھا۔ سیخ اِس کے ہاتھ سے قیس بن عاصم رحمہ اللہ کے بیٹے کے جسم پر گری، جس سے وہ اِسی وقت جھلس کر مر گیا، تو لونڈی نہایت خوفزدہ ہو گئی کہ اب میری کیا سزا ہو گی، تو قیس بن عاصم رحمہ اللہ نے اِس سے کہا:

❶ فضائل صدقات: حصہ دوم، ساتویں فصل، ص۷۲۰/ إتحاف السادة المتقين: ج۸ ص ۱۸۹

لَا رَوْعَةَ عَلَيْکَ، أَنْتَ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللّٰہِ تَعَالٰی.❶

ترجمہ: تجھے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے، تو اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔

بھتیجے کے مانگنے پر چچا کیوں رویا؟

محمد بن سوقہ رحمہ اللہ سے ان کے بھتیجے نے کچھ مانگا، جس پر وہ رو پڑے۔ بھتیجے نے کہا: اللہ کی قسم، چچا! اگر مجھے علم ہوتا کہ میرے مانگنے سے آپ کو اس قدر تکلیف ہوگی تو میں کبھی آپ سے نہ مانگتا۔ محمد بن سوقہ رحمہ اللہ نے جواب دیا:

مَا بَکَيْتُ لِسُؤَالِکَ، إِنَّمَا بَکَيْتُ لِأَنِّی لَمْ أَبْتَدِئْکَ قَبْلَ سُؤَالِکَ.❷

ترجمہ: میں تمہارے مانگنے کی وجہ سے نہیں رویا، بلکہ اس بات پر رویا کہ میں تمہیں تمہارے سوال سے پہلے ہی کچھ نہ دے سکا۔

ضرورت کے لئے کہو نہیں کاغذ پر لکھ دو

حضرت مطرف رحمہ اللہ نے اپنے بھائیوں سے کہا:

يَا أَبَا فُلَانٍ! إِذَا کَانَتْ لَکَ حَاجَةٌ فَلَا تُکَلِّمْنِی وَاکْتُبْهَا فِیْ رُقْعَةٍ، فَإِنِّی أَکْرَهُ أَنْ أَرٰی فِی وَجْهِکَ ذُلَّ السُّؤَالِ.❸

ترجمہ: اے ابا فلاں! جب تمہیں مجھ سے کوئی ضرورت ہو تو مجھے زبانی نہ کہو، بلکہ اسے کاغذ پر لکھ کر بھیج دو، کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تمہارے چہرے پر سوال کی وجہ سے عاجزی دیکھوں۔

---

❶ الرسالة القشيرية: باب الفتوة، ج۲ ص۳۹۸/ إحياء علوم الدين: کتاب آداب الألفة والإخوة......الخ، ج۲ ص۲۲۰

❷ صفة الصفوة: ذکر المصطفين من أهل الکوفة من التابعين ومن بعدهم، ترجمة: محمد بن سوقة، ج۲ ص۶۸، رقم الترجمة: ۴۲۹

❸ سير أعلام النبلاء: الطبقة الأولى، ترجمة: مطرف بن عبد اللّٰه، ج۵ ص۱۰۹، رقم الترجمة: ۴۴۵

چور کو ضرورت مند سمجھ کر حسن سلوک میں چشم پوشی

ایک بار چور زبردستی حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کے گھر گھس گئے اور جو کچھ انہیں وہاں ملا، اٹھا کر لے گئے۔ پھر میں نے اپنے ایک ساتھی کو کہتے سنا کہ اس نے شیخ ابو عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کو فرماتے سنا کہ:

اجْتَزْتُ بِالسُّوقِ فَوَجَدْتُ جَبَّةً عَلَى مَن يَزِيدُ، فَأَعْرَضْتُ وَلَمْ أَلْتَفِتْ إِلَيْهِ. ❶

ترجمہ: میں بازار میں سے گزرا تو میں نے اپنا جبہ ایک شخص کو پہنے ہوئے دیکھا اور وہ اس کی بولی لگا رہا تھا (نیلام کر کے فروخت کر رہا تھا) میں نے (جاننے کے باوجود کہ یہ چور ہے اور اس کے پاس میرا جبہ ہے) لیکن میں نے اِس کی طرف توجہ نہیں کی اور اعراض کر کے چلا گیا۔

والدہ کے حسن سلوک پر بیٹے کی دشمنوں سے حفاظت

خلیفہ المقتدر باللہ کے وزیر ابوالحسن بن فرات نے ایک مرتبہ ابوجعفر بن بسطام سے کہا کہ یہ تمہاری روٹی کا کیا قصہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس کا واقعہ یہ ہے کہ میری والدہ نہایت نیک سن رسیدہ عورت تھیں، میری پیدائش کے وقت ہی سے اس کی عادت ہو گئی تھی کہ میں جس بستر میں سوتا تھا ہر رات اس کے نیچے ایک روٹی رکھ دیا کرتی تھی اور صبح میری طرف سے روٹی کو صدقہ کر دیا کرتی تھی، اور میں بھی اب تک ایسا ہی کر رہا ہوں۔ یہ سن کر وزیر ابن الفرات نے کہا میں تم سے بدظن تھا اور گرفتار کرنا چاہتا تھا، تین رات سے مسلسل خواب دیکھتا تھا کہ تم سے جنگ کر رہا ہوں تا کہ گرفتار کروں، مگر تمہارے ہاتھ میں ڈھال کی مانند روٹی رہتی تھی، جس سے میرا تیر تم کو نہ لگتا تھا۔ جاؤ اب تم مامون ہو۔ ❷

❶ الرسالة القشيرية: باب الفتوة، ج ٢ ص ٣٩٩

❷ البر والصلة لابن الجوزي: الباب السابع والأربعون، ص: ٢٢۴

حسن سلوک میں مکان اور قیمت دونوں دے دیئے

عبداللہ بن عامر بن کریز رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن عقبہ اموی رحمہ اللہ سے ان کا مکان اپنی ضرورت سے نوّے ہزار درہم میں خریدا، جب وہ فروخت ہوگیا اور خالد کے گھر والوں کواس کی خبر ہوئی تو ان کو رنج اور صدمہ بہت ہوا۔ رات کو کچھ رونے کی آواز عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ کے کان میں پڑی۔ اپنے گھر کی مستورات سے پوچھا کہ یہ رونے کی آواز کہاں سے آرہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ خالد کے گھر والوں کو اپنے مکان کے فروخت ہونے کا صدمہ ہورہا ہے۔ اسی وقت عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ نے اپنے غلام کو ان کے پاس بھیجا اور یہ کہلوایا کہ مکان تمہاری نذر ہے اور قیمت جو میں دے چکا ہوں وہ بھی اب واپس نہ ہوگی۔ (یعنی مکان بھی رکھ لیں اور قیمت بھی۔) ❶

نصیحت اور صلہ رحمی ترک نہ کرو

فضل بن عبدالصمد رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا: ایک شخص کے بھائی اور بہنیں غصب شدہ زمین میں رہتے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک اسے ان سے ملاقات کے لیے جانا چاہیے؟ امام احمد رحمہ اللہ نے جواب دیا:

نَعَم یَزُورُهُم، وَیُرَاوِدُهُم عَلَی الْخُرُوجِ مِنهَا، فَإِن أَجَابُوا إِلَی ذَٰلِکَ وَإِلَّا لَم یَقُم مَعَهُم وَلَا یَدَعُ زِیَارَتَهُم. ❷

ترجمہ: ہاں، انہیں ضرور ملنے جائیں اور انہیں اس زمین سے نکلنے کی ترغیب دیں۔ اگر وہ بات مان لیں تو ٹھیک، ورنہ ان کے ساتھ وہاں نہ رہیں، لیکن ملاقات کرنا ترک نہ کریں۔

❶ فضائل صدقات: حصہ دوم، ساتویں فصل، ص ۱۳/۷/ إتحاف السادة المتقین: ج ۸ ص ۱۸۶

❷ الآداب الشرعية: ج ۱ ص ۴۷۸/ الجامع لعلوم الإمام أحمد: باب صلة الأرحام، ج ۲۰ ص ۱۲۳

اولاد کے حسن سلوک سے متعلق حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ کی فصیح گفتگو

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ سے اولاد کے متعلق ان کی رائے جاننی چاہی تو انہوں نے فرمایا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِثْمَارُ قُلُوبِنَا وَعِمَادُ ظُهُورِنَا وَنَحْنُ لَهُم أَرْضٌ ذَلِيلَةٌ وَسَمَاءٌ ظَلِيلَةٌ، وَبِهِم نَصُولُ عَلَى كُلِّ جَلِيلَةٍ فَإِن طَلَبُوا فَأَعْطِهِمْ، وَإِن غَضِبُوا فَأَرْضِهِمْ يَمْنَحُوكَ وُدَّهُم وَيُحِبُّوكَ جُهْدَهُمْ وَلَا تَكُنْ عَلَيْهِم ثِقْلًا ثَقِيلًا فَيَمَلُّوا حَيَاتَكَ، وَيَوَدُّوا وَفَاتَكَ، وَيَكْرَهُوا قُرْبَكَ. (1)

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! ہمارے بچے ہمارے باغہائے دل کے پھل ہیں، ہماری کمزور وناتواں زندگی کا سہارا ہیں، ہم ان کے لیے نرم زمین اور سایہ دار آسمان کی طرح ہیں، ان ہی کی وجہ سے ہم بڑی بڑی مہمات سر کر لیتے ہیں، اگر وہ کچھ مانگیں تو انہیں دے دیا کرو، ناراض ہوں تو منا لیا کرو، اس طرح تم ان کی چاہت حاصل کر لو گے، تم ان پر سختی مت کرو ورنہ وہ تمہارے وجود سے دل برداشتہ ہو کر تمہاری موت کی تمنا کریں گے اور تمہاری قربت سے گریز کرنے پر مجبور ہوں گے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خیالات سن کر فرمایا: اللہ کی قسم! میں آپ کے آنے سے پہلے دل ہی دل میں یزید پر پیچ وتاب کھا رہا تھا۔ جب احنف رحمہ اللہ چلے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کے پاس دولاکھ درہم اور کپڑے کے دوسو تھان بھجوائے، بیٹے نے والد کے اس عطیے کا نصف اپنے لیے رکھ لیا اور نصف اپنے محسن حضرت احنف رحمہ اللہ کے پاس بھیج دیا۔

(1) إحياء علوم الدين: كتاب آداب الالفة والاخوة والصحبة المعاشرة مع اصناف الخلق، ج۲ ص۲۱۸/تاريخ مدينة دمشق: ج۶۵ ص۴۰۲، ۴۰۳

اللہ کی خاطر دھوکہ بھی قبول ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اگر اپنے کسی غلام کو اچھی طرح نماز پڑھتے دیکھتے تو اسے آزاد کردیتے۔ غلاموں کو اس بات کا پتہ چل گیا تو دکھاوے کے طور پر اچھی طرح نماز پڑھنے لگے، آپ کو معلوم ہوتا آپ انہیں آزاد کردیتے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ یہ لوگ آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور دل سے نہیں پڑھتے، بلکہ آزادی کی خاطر اِس طرح پڑھتے ہیں، تو آپ نے فرمایا:

مَنْ خَدَعَنَا فِي اللّٰهِ اِنْخَدَعْنَا لَهُ. ❶

ترجمہ: جو شخص ہمیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دیتا ہے تو ہم اُس کے دھوکہ میں آجاتے ہیں۔

غیر مسلم مجوسی کے کھوٹے دراہم کی پردہ پوشی

حضرت عبداللہ خیاط رحمہ اللہ کا ایک مجوسی گاہک تھا، آپ اس کے کپڑے سیتے اور وہ آپ کو کھوٹے دراہم دیتا۔ حضرت عبداللہ رحمہ اللہ انہیں لے لیا کرتے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کسی کام کے لئے دکان سے اٹھ کر چلے گئے۔ مجوسی کھوٹے دراہم لے کر آیا اور آپ کے شاگرد کو دیئے، اس نے قبول نہ کئے۔ پھر اس نے کھرے دراہم اداء کئے۔ جب عبداللہ رحمہ اللہ واپس آئے تو آپ نے پوچھا کہ مجوسی کی قمیص کہاں ہے؟ شاگرد نے سارا قصہ سنا دیا۔ آپ نے کہا:

بِئْسَمَا عَمِلْتَ، إِنَّهُ مُذْ مُدَّةٍ يُعَامِلُنِي بِمِثْلِهَا، وَأَنَا أَصْبِرُ عَلَيْهِ، وَأُلْقِيهَا فِي بِئْرٍ لِئَلَّا يَغُرَّ بِهَا غَيْرِي. ❷

ترجمہ: تو نے بہت برا کیا ہے۔ وہ مدت سے میرے ساتھ اس قسم کا معاملہ کیا کرتا تھا

❶ الرسالة القشيرية: باب الفتوة، ج ٢ ص ٣٩٨

❷ الرسالة القشيرية: باب الفتوة، ج ٢ ص ٤٠١

اور میں صبر کرتا اور درہموں کو ایک کنوئیں میں ڈال دیتا تاکہ کسی اور کو دھوکا نہ دے سکے۔

دوست کی ضرورت پوری کر کے رونے لگ گئے

ایک شخص نے اپنے دوست کے گھر آ کر دستک دی، جب دوست باہر نکلا تو اس نے پوچھا، کیسے آنا ہوا؟ اس نے جواب دیا: مجھ پر چار سو درہموں کا قرض ہے، دوست گھر میں داخل ہوا، اور چار سو درہم لا کر اُس کو دے دیئے، پھر روتا ہوا گھر کے اندر واپس آیا، تو اس کی بیوی نے اسے روتا دیکھ کر کہا: اگر تجھے اتنی بڑی رقم دینا ناگوار تھی تو کوئی عذر کر لیتے یا کم دے دیتے، تو خاوند نے جواب میں کہا:

إِنَّمَا أَبْكِيْ لِأَنِّي لَمْ أَتَفَقَّدْ حَالَهُ حَتَّى أَحْتَاجَ إِلَى مَفَاتِحِي بِهِ. ❶

ترجمہ: میں روپوں کے لئے نہیں رو رہا ہوں، بلکہ اس لئے رو رہا ہوں کہ میں نے پہلے ہی اس کی خبر گیری کیوں نہیں کی تاکہ اِسے اِس کی ضرورت ہی نہ پڑتی کہ وہ میرے گھر مانگنے کے لئے آتا (یعنی کاش مجھے پہلے سے معلوم ہوتا اور میں اِس کے گھر پہنچاتا اور اُسے تکلیف نہ ہوتی۔)

رشتہ داروں کیساتھ صلہ رحمی کرنے پر اللہ نے دنیا میں انعامات سے نوازا

ڈاکٹر عبد الغنی فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ میں ایک شخص عبد الرحمٰن کو ذاتی طور پر جانتا ہوں، وہ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور سرکاری ملازم تھا، تنخواہ کے سوا اس کی آمدنی کا کوئی معمولی سا بھی ذریعہ نہ تھا، مگر اللہ نے اسے بہت بڑا دل عطا فرمایا تھا اور وہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر اپنے والدین اور غریب رشتہ داروں کی مدد کرتا تھا، خصوصاً اس نے اپنی تین غریب بہنوں کی خوب خدمت کی، جس کے نتیجے میں اللہ نے اسے خوب نوازا اور حیرت انگیز طور پر اسے تیزی کے ساتھ ترقیاں ملتی رہیں حتی کہ وہ

❶ الرسالة القشيرية: باب الفتوة، ج ٢ ص ٤٠٦

ملازمت کے بیسویں گریڈ تک پہنچ گیا۔

اپنے آبائی گاؤں میں عبدالرحمٰن کے دو بڑے بھائی بھی رہتے تھے، یہ خود ملازمت کے سلسلے میں لاہور میں مقیم تھا اور والد کی وفات کے بعد والدہ اسی کے ساتھ رہتی تھیں، گاؤں میں اس کے حصے میں تین کمروں کا ایک مکان آیا تھا اور دنیاوی اعتبار سے اس مکان کے سوا اس کی کوئی جائیداد نہ تھی، نہ زمین نہ پلاٹ نہ کوئی دکان، یہی اس کا کل اثاثہ تھا، اب چونکہ والدہ اس کے پاس شہر میں رہتی تھیں اور مکان خالی پڑا تھا اس لئے بڑے بھائی نے وہ خریدنے کی خواہش ظاہر کی اور اس نے بہت سستی قیمت پر یعنی صرف بیس ہزار روپے میں مکان بھائی کے حوالے کر دیا۔

یہ بات مارچ ۱۹۸۳ء کی ہے۔ بیس ہزار روپے کی رقم عبدالرحمٰن نے زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی، اس کی بہت سی ضروریات تھیں، مالی مسائل تھے لیکن اس نے کمال ایثار سے کام لیا اور یہ ساری کی ساری رقم اپنی بڑی بہن کی بیٹی کی شادی میں صرف کر دی، اس کا بہنوئی بہت نالائق اور غیر ذمہ دار آدمی تھا، بیوی بچوں پر کچھ بھی خرچ نہیں کرتا تھا اور ان کی کفالت بھی عبدالرحمٰن کے ذمہ تھی، چنانچہ اس نے بھانجی کا سارا ضروری جہیز بنایا، شادی کے جملہ انتظامات کئے اور بارات کو کھانا وغیرہ کھلا کر بیٹی کو عزت سے رخصت کر دیا۔

اس واقعہ کو تین ہی مہینے گزرے تھے کہ جون ۱۹۸۳ء میں حیرت انگیز طور پر عبدالرحمٰن کو لاہور کی ایک بہت اچھی بستی میں دس مرلے کا بنا بنایا کھلا روشن اور ہوادار مکان مل گیا، وہ ذاتی وسائل سے عمر بھر بھی کوشش کرتا تو اس بستی میں تین مرلے کا پلاٹ بھی نہیں خرید سکتا تھا، مگر اللہ کا یہ وعدہ بھی تو اٹل ہے کہ جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا، اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے

رزق دے گا جہاں اس کا وہم وگمان بھی نہ ہو۔(سورہ طلاق،آیت نمبر:۲۔۳) ❶

قطع تعلقی کا بھیانک انجام نصوص اور واقعات کے تناظر میں

بغض وکینہ رکھنے والوں کی مغفرت نہیں ہوتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تُفتَحُ أَبوَابُ الْجَنَّةِ يَومَ الْإِثْنَيْنِ وَيَومَ الْخَمِيْسِ،فَيُغفَرُ لِكُلِّ عَبدٍ لَا يُشرِكُ بِاللَّهِ شَيْأً إِلَّا رَجُلًا كَانَت بَينَهُ وَبَينَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ،فَيُقَالُ: أَنظِرُوا هَذَينِ حَتَّى يَصْطَلِحَا،أَنظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَ،أَنظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا. ❷

ترجمہ: جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں، پھر ہر ایک بندے کی مغفرت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، لیکن جو شخص اپنے بھائی سے کینہ رکھتا ہے اس کی مغفرت نہیں ہوتی اور حکم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو دیکھتے رہو جب تک کہ صلح کرلیں، ان دونوں کو دیکھتے رہو جب تک کہ صلح کرلیں، ان دونوں کو دیکھتے رہو جب تک کہ صلح کرلیں۔ (جب صلح کرلیں گے تو ان کی مغفرت ہوگی)۔

قطع تعلقی دخولِ جہنم کا سبب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ،فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ

❶ مکافات عمل: ص ۳۴

❷ صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب،باب النهى عن الشحناء والتهاجر،رقم الحديث: ٢٥٦٥

دَخَلَ النَّارَ. ❶

ترجمہ: مسلمان کے لئے تین دن سے زائد اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلقی جائز نہیں ہے، جس نے تین دن سے زائد قطع تعلقی کی اور اِس حال میں موت آگئی تو وہ جہنم میں جائے گا۔

قطع رحمی قبولیت دُعا سے مانع ہے

امام اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا:

أَنْشُدُ اللّٰهَ قَاطِعَ رَحِمٍ لَمَا قَامَ عَنَّا، فَإِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَدْعُوَ رَبَّنَا، وَأَبْوَابُ السَّمَاءِ مُرْتَجَةٌ دُونَ قَاطِعِ رَحِمٍ. ❷

ترجمہ: میں قطع رحمی کرنے والے کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس سے اُٹھ کر چلا جائے، کیونکہ ہم اپنے رب سے دعا کرنے لگے ہیں اور آسمان کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کے لیے بند رہتے ہیں (تو اس کی وجہ سے ہماری دعا بھی قبول بھی نہیں ہوگی۔)

برزخی حالات پر منکشف ہونے والی عورت کی شہادت

حضرت مغیرہ بن حذف رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ رؤیہ بنت بیجان نے بیان کیا کہ وہ سخت بیمار ہوئیں، یہاں تک کہ لوگ یہ سمجھے کہ اِن کا انتقال ہوگیا ہے، تو انہوں نے اس کو غسل دیا، کفن پہنایا، اچانک اس نے حرکت کر کے سب کی طرف دیکھا اور کہا کہ:

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فیمن یھجر أخاہ المسلم، رقم الحدیث: ۴۹۱۴

❷ المعجم الکبیر: ج۹ ص۱۵۸، رقم الحدیث: ۸۷۹۳/قال الھیثمی: رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح إلاأن الأعمش لم یدرک زمن ابن مسعود (مجمع الزوائد: کتاب البر والصلۃ، باب صلۃ الرحم وقطعھا، ج۸ ص۱۵۱، رقم الحدیث: ۱۳۴۵۱)

أَبشِرُوا فَإِنِّي وَجَدتُ الأَمرَ أَيسَرَ مِمَّا كُنتُم تُخَوِّفُونِي وَوَجَدتُّ لَا يَدخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ وَلَا مُدمِنُ خَمرٍ وَلَا مُشرِكٌ. ❶

ترجمہ: خوشخبری سنوتم جس درجے کا خوف مجھے دلایا کرتے تھے، میں نے معاملے کو اس سے کہیں زیادہ آسان پایا ہے، اور میں نے دیکھا ہے کہ کوئی قطع رحمی کرنے والا، شراب کا عادی یا مشرک جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

بہن سے قطع تعلق کی بناء پر عذاب میں گرفتار

ایک مال دار شخص حج کرنے گیا وہاں پر اس نے ایک مشہورِ زمانہ دیانت دار اور امانت دار آدمی کے پاس عرفہ سے واپسی تک کے لیے ہزار دینار رکھوائے، اس کے بعد وہ وقوف عرفہ کے لیے چلا گیا، جب واپس آیا تو امانت دار شخص کا انتقال ہو چکا تھا، اس نے اس امانت دار شخص کی اولاد سے اپنے دیناروں کا پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ہمیں تو اس کا کوئی علم نہیں۔ اس نے مکہ مکرمہ کے بڑے بڑے علمائے کاملین سے رجوع کیا تو انہوں نے فرمایا کہ نصف شب کو زم زم کے پاس جاؤ اور اس امانت دار شخص کا نام لے کر پکارو، اگر وہ نیک اور جنتی لوگوں میں سے ہوا تو پہلی پکار پر ہی جواب دے گا۔

اس شخص نے زم زم کے کنارے پر کھڑے ہو کر اس کو آواز دی مگر کوئی جواب نہیں آیا، وہ علماء کے پاس واپس آیا اور جواب نہ آنے کی خبر دی، تو انہوں نے کہا: ''إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' ہمیں تو خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ وہ امانت دار جہنم میں نہ چلا گیا ہو، آپ یمن چلے جاؤ وہاں ایک کنواں ہے جسے چاہِ برہوت کے نام سے لوگ جانتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ کنواں جہنم کے منہ پر واقع ہے، وہاں جا کر رات کو اس امانت دار کا نام لے کر آواز دو۔ وہاں پر ضرور جواب مل جائے گا، وہ شخص یمن چلا گیا لوگوں سے

❶ من عاش بعد الموت لابن أبي الدنيا: ص ۲۰، الرقم: ۱۴

پوچھ پوچھ کر ''چاہِ برہوت'' تک پہنچا، رات کو امانت دار کا نام لے کر آواز دی تو اس نے جواب دیا، اس شخص نے کہا کہ میری اشرفیاں کہاں ہے؟ امانت دار نے کہا میں نے انہیں اپنے گھر کی فلاں جگہ پر زمین میں دفنا رکھا ہے، کیوں کہ میں نے اپنی اولاد کو امانت دار نہ سمجھا۔ لہٰذا تم جاؤ اس جگہ کو کھودو، تمہیں تمہاری اشرفیاں مل جائیں گی:

فَقَالَ لَهُ مَا الَّذِی أَنْزَلَک هَاهُنَا وَقَدْ كُنْتَ يُظَنُّ بِكَ الْخَيْرُ؟ قَالَ كَانَ لِي أُخْتٌ فَقِيرَةٌ هَجَرْتُهَا وَكُنْتُ لاأَحْنُو عَلَيْهَا فَعَاقَبَنِي اللَّهُ تَعَالَى بِسَبَبِهَا. ❶

ترجمہ: اس شخص نے کہا یہ تو بتاؤ کہ تم یہاں جہنمیوں کی جگہ کیسے پہنچے؟ جب کہ لوگوں کا گمان تمہارے نیک اور جنتی ہونے کا تھا، امانت دار نے کہا میری ایک تنگ دست اور غریب بہن تھی میں نے اس سے قطع تعلق کیے رکھا تھا، اس پر کبھی رحم نہیں کھایا، نہ کبھی صلہ رحمی کا خیال کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا میں مجھے اس جگہ جہنمیوں کے درمیان پہنچا دیا۔

والدہ کے ساتھ قطع تعلقی کے سبب جسم مفلوج ہو گیا اور بیوی نے بے وفائی کر لی

پشاور کے علی خان لکھتے ہیں: ہمارے ایک قریبی رشتہ دار خاندان میں تین بھائی اور دو بہنیں ہیں، سب کی شادیاں ہو چکی ہیں، والد وفات پا گیا ہے، ماں زندہ ہے اور ضعیف ہے، اسے سب سے چھوٹے بیٹے سے خاص محبت تھی، اور وہ اسی کے ساتھ اپنے آبائی گھر میں رہ رہی تھی، لیکن بدقسمتی سے بہو کی اپنی ساس سے نہ بنی اور اس نے خاوند سے مطالبہ کیا کہ میں تمہاری ماں کے ساتھ اس گھر میں نہیں رہ سکتی، یا اسے رکھ لو یا مجھے رکھ لو، نتیجہ یہ ہوا کہ بیٹے نے ایک دن ماں سے کہہ دیا کہ آپ کی وجہ سے میرا گھر برباد ہو جائے گا، نتیجہ یہ ہوا کہ ماں کو اپنا مکان چھوڑ کر اپنی بیٹی کے ہاں پناہ لینی پڑی۔

❶ الزواجر عن إقتراف الكبائر: الثالثة بعد الثلاثمائة: قطع الرحم، ج۲ ص ۱۳۰ / تنبيه الغافلين: باب: صلة الرحم، ص ۱۳۷

اس واقعے کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ یہ چھوٹا بیٹا فالج میں مبتلا ہوگیا، اس کے جسم کا دایاں حصہ بیکار ہوگیا، زبان بھی بند ہوگئی، چنانچہ اس کے لئے اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا محال ہوگیا۔ پیشاب پاخانہ بھی چارپائی ہی پر کرنا پڑتا، ہرطرح کا علاج ہوا، مگر کوئی دوا کارگر نہ ہوئی، بیوی نے کچھ عرصہ تو خدمت کی، مگر پھر اس کے تیور بدلنے لگے اور وہ اس کی تیمارداری سے پہلوتہی کرنے لگی اور پھر تو یہ نوبت آئی کہ گھر میں غیرمردوں کی آمدورفت شروع ہوگئی، اور ایک روز بیوی نے برملا خاوند سے کہہ دیا کہ وہ اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی، وہ ایک دن اسٹام پیپر اور وکیل کو ساتھ لے آئی طلاق نامہ پر اس کا انگوٹھا لگوایا اور اسے انتہائی علالت اور معذوری کی حالت میں چھوڑ کر چلی گئی، جاتے ہوئے گھر کا سارا قیمتی سامان بھی لے گئی۔

اس بدنصیب نے بیوی کی خاطر ماں کو گھر سے نکالا تھا، مگر صلے میں اسے بدترین نوعیت کی بیماری اور بیوی کی بیوفائی ملی۔ دنیا بھی برباد، آخرت بھی برباد۔ ❶

والدین کی توہین کے سبب پاگل ہوگیا اور سوءِ خاتمہ

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ میرے پڑوسی مہدی خان گوندل صاحب نے بتایا: یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے۔ محمد خان میرا تایا زاد بھائی تھا، بہت بدتمیز، لڑاکا، جھگڑالو، ماں باپ سے لڑتا ہی رہتا، ایک مرتبہ اس نے باپ کو زمین پر گرا کر مارا، ماں کو گالیاں دیتا، الزام تراشی کرتا اور طرح طرح کے طعنے دیتا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ والدین سے مسلسل کشمکش اور محاذ آرائی کی وجہ سے اس کی شادی بھی نہ ہوئی۔ اس نے جمع پونجی بینک میں رکھی ہوئی تھی، اس کے سود سے روزمرہ کا گزارہ چلاتا تھا، پٹواری سے مل کر اسے رشوت دے کر اس نے دس بیگھے زمین بھی ناجائز الاٹ کرالی تھی۔

❶ مکافات عمل: ص ۲۵۲ بحوالہ ماہنامہ ''عبقری'' لاہور مارچ، ۲۰۰۹ء

عجیب بات ہے کہ جب تک اس کے والدین زندہ رہے وہ کسی بڑی مصیبت میں مبتلا نہ ہوا مگر ماں باپ کے مرتے ہی اس پر اللہ کی ناراضگی بارش کی طرح برسنے لگی، اس کے پیٹ میں اس قدر شدید درد ہوتا تھا کہ وہ ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح چیختا تھا اور بری طرح زمین پر لوٹتا تھا، بار بار کہتا تھا میرے پیٹ میں کوئی بلا ہے، اسے چیر کر باہر نکالو، میرا آپریشن کراؤ، میرا آپریشن کراؤ۔

چنانچہ متعلقہ سارے ہی ٹیسٹ کرائے گئے، ایکسرے، الٹراساؤنڈ وغیرہ، لیکن سب ٹیسٹ بالکل صاف تھے، بالآخر اس کے مسلسل اصرار پر اسے سی ایم ایچ راولپنڈی لے جایا گیا، وہاں اس کا آپریشن ہوا، لیکن حیرت انگیز طور پر اس کے پیٹ سے کچھ بھی برآمد نہ ہوا، سب ڈاکٹر اس بات پر حیران تھے، ۱۹۸۰ء میں اس آپریشن پر آٹھ ہزار روپے خرچ ہوئے تھے۔

محمد خان نے اپنی اس پُراسرار بیماری کا سیالکوٹ کے گاؤں روڑس کے حکیموں سے بھی علاج کرایا، وہ اس مقصد کے لئے وہاں بہت دن تک مقیم رہا، لیکن اسے کچھ بھی افاقہ نہ ہوا، اس طرح محمد خان دس سال تک پیٹ درد کی اذیت ناک بیماری میں مبتلا رہا، جنرل ہسپتال راولپنڈی کے ڈاکٹر مبشر سے بھی علاج کرایا، لیکن درد بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی اور آخر کار وہ پاگل ہوگیا، اس کی یادداشت ختم ہوکر رہ گئی، کھانا تک بھول جاتا تھا لیکن عجیب بات تھی کہ چونکہ اسے پیسے سے بے پناہ محبت تھی، اس لئے اسے نوٹ دکھائے جاتے تو اس کی یادداشت کچھ عود کر آتی اور وہ کھانے کی طلب کر لیتا ورنہ دو دو دن اسے کھانا یاد ہی نہ آتا تھا۔

آخری علاج کی خاطر محمد خان کی بڑی بہن اسے میو ہسپتال لاہور لے آئی لیکن یہاں بھی اسے کوئی افاقہ نہ ہوا، کمزوری بڑھتی چلی گئی اور جب معاملہ زیادہ بگڑ گیا تو اسے

واپس گاؤں لے جایا گیا جہاں وہ ۱۹۹۴ء میں فوت ہوگیا۔

مہدی خان گوندل صاحب نے بتایا کہ میں تو اس وقت گاؤں میں نہ تھا، لیکن خاندان کے لوگوں نے اور رشتہ دار خواتین نے بتایا کہ اس کی موت کا منظر بڑا ہی ہیبت ناک تھا، اسے تشنج کے شدید دورے پڑتے تھے، ہڈیوں کے کڑکڑانے کی آواز آتی تھی، زبان بند تھی اور اذیت کی شدت سے اس کی آنکھیں باہر کو اُبل آئی تھیں اور بے پناہ خوف اس کے چہرے سے امنڈ رہا تھا، موت کے روز صبح فجر سے لے کر تقریباً گیارہ بجے تک کم ازکم چار گھنٹے اس پر جان کنی کا ایسا عالم طاری رہا کہ عورتیں ساری کی ساری خوفزدہ ہوکر وہاں سے چلی گئیں، صرف مرد بیٹھے رہ گئے جن کی موجودگی میں بڑی ہی مشکلوں سے اسے زندگی سے چھٹکارا ملا۔ ❶

اِن آیات، احادیث اور سلف کے واقعات سے اندازہ ہوا کہ صلہ رحمی کی شریعت میں بڑی ترغیب ہے، اور عزیز واقارب پر خرچ کرنے پر ڈبل ثواب ہے، ایک صلہ رحمی کرنے کا، اور ایک صدقہ کرنے کا، تو اگر عزیز واقارب میں کوئی مستحق ہو تو اُسے ترجیح دیں، اسی طرح عزیز واقارب کے ساتھ خوشی، غمی میں ساتھ دیا جائے، اور اگر انتقال ہو جائے تو تجہیز وتکفین اور دیگر ضروریات میں حسب توفیق تعاون کیا جائے۔ اسی طرح قطع تعلقی سے اجتناب کیا جائے، آج معاشرے میں بہت سے نیک لوگ بھی اپنے بہن بھائیوں، اور رشتہ داروں کے ساتھ عرصہ دراز سے ناراض ہوتے ہیں، حالانکہ حدیث میں جو تین دن سے زیادہ ناراض ہو اِس حال میں موت آجائے تو اِس کے لئے جہنم کی وعید ہے۔

تو بہرحال صلہ رحمی کو قائم کرنے کی مکمل کوشش کی جائے، اگر کسی سے ناراضگی ہے تو

❶ مکافات عمل: ص ۲۴۵ تا ۲۴۷

اُسے اللہ کی رضا کے لئے معاف کیا جائے، معافی سے عزت بڑھ جاتی ہے، عفوودرگزر کرنا، سہ جانا، برداشت کرنا، معاف کرنا یہ صفات اللہ تعالی کو بہت پسند ہیں، اس کی وجہ سے انسان عند اللہ وعندالناس محبوب ومقبول بن جاتا ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۴۵...... پردے کی ضرورت واہمیت، فوائد وثمرات اور خواتین اسلام کے ایمان افروز واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمَّابَعْد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّامَاظَهَرَ مِنْهَاوَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّالِبُعُولَتِهِنَّ أَوْآبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْأَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْإِخْوَانِهِنَّ أَوْبَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْبَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِالتَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِالطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَايُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًاأَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(النور:۳۱)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾(الأحزاب:۳۳)

وَفِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیبِهِنَّ ذَلِکَ أَدْنَى أَنْ یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَکَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِیمًا﴾(الأحزاب: ۵۹)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ. ❶

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِیبَاتِ فَإِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِی مِنْ أَحَدِکُمْ مَجْرَى الدَّمِ، قُلْنَا وَمِنْکَ؟ قَالَ وَمِنِّی وَلَکِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِی عَلَیْهِ فَأَسْلَمُ. ❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی چند آیات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث پڑھیں، ان تمام آیات اور احادیث میں اسلام نے پردے کے بارے میں نہایت تاکید کے ساتھ اُمت کو حکم دیا ہے، قرآن وسنت میں پردے کا بڑی تاکید کے ساتھ حکم دیا گیا ہے، یہ حکم کسی عالم یا مولوی کا بتایا ہوا نہیں ہے، یہ حکم اس ذات کا ہے جس رب نے کائنات کو بنایا، مجھے اور آپ کو پیدا کیا، جس نے مرد اور عورت کو پیدا کیا، جو انسان کے تمام خواہشات، خیالات اور وساوس کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے، اس رب نے پردے کا حکم دیا ہے، یہ کسی انسان کا حکم اور رائے نہیں ہے، بلکہ یہ احکم الحاکمین کا امر ہے اور احادیث میں اِس کی بڑی تاکید ہے۔

❶سنن الترمذی: أبواب الرضاع: باب، رقم الحدیث: ۱۱۷۳

❷سنن الترمذی: أبواب الرضاع: باب، رقم الحدیث: ۱۱۷۲

پردے کا حکم کب نازل ہوا؟

عورتوں اور مردوں میں بے محابا اختلاط تو دنیا کی پوری تاریخ میں آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی زمانے میں درست نہیں سمجھا گیا، اور صرف اہل شرائع ہی نہیں دنیا کے عام شریف خاندانوں میں ایسے اختلاط کو روا نہیں رکھا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر مدین کے وقت جن عورتوں کا اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لئے الگ روکے ہوئے کھڑے ہونے کا ذکر ہے، اس کی وجہ یہی بتلائی گئی ہے کہ ان عورتوں نے مردوں کے ہجوم میں گھسنا پسند نہ کیا، سب کے بعد بچے ہوئے پانی پر قناعت کی۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا جن کے نکاح کے وقت پہلی آیت حجاب نازل ہوئی ہے، اس کے نازل ہونے سے پہلے بھی جامع ترمذی کی روایت میں ان کی گھر میں نشست کی یہ صورت بیان کی ہے، ''وَزَوْجَتُهُ مُوَلِّيَةٌ وَجْهَهَا إِلَى الْحَائِطِ'' یعنی آپ کی اہلیہ اپنا رخ دیوار کی طرف پھیرے ہوئے بیٹھی تھیں۔ ❶

اس سے معلوم ہوا کہ نزول حجاب سے پہلے بھی عورتوں مردوں میں بے محابا اختلاط اور بے تکلف ملاقات و گفتگو کا رواج شریف اور نیک لوگوں میں کہیں نہ تھا۔ قرآن کریم میں جاہلیت اولیٰ اور اس میں عورتوں کے تبرج و ظہور کا ذکر ہے وہ بھی عرب کے شریف خاندانوں میں نہیں بلکہ لونڈیوں اور آوارہ عورتوں میں تھا، عرب کے شریف خاندان اس کو معیوب سمجھتے تھے۔ عرب کی پوری تاریخ اس کی شاہد ہے۔ ہندوستان میں ہندو، بدھ مت اور دوسرے مشرکانہ مذاہب والوں میں عورتوں مردوں کے درمیان بے محابا اختلاط گوارا نہ تھا۔ یہ مردوں کے دوش بدوش کام کرنے کے دعوے اور بازاروں اور سڑکوں

❶ سنن الترمذی: أبواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الأحزاب، رقم الحدیث: ۳۲۱۸

پر پریڈ کرنے اور تعلیم سے لے کر ہر شعبہ زندگی میں مرد وزن کے بے تکلف اختلاط ضیافتوں اور کلبوں میں بے تکلف ملاقاتوں کا سلسلہ صرف یوروپین اقوام کی بے حیائی اور فحاشی کی پیداوار ہے، جس میں یہ اقوام بھی اپنے ماضی سے ہٹ جانے کے بعد مبتلا ہوئی ہیں، قدیم زمانے میں ان کی یہ صورت نہ تھی۔ حق تعالیٰ نے جس طرح عورت کی جسمانی تخلیق کو مردوں سے ممتاز رکھا ہے اسی طرح ان کی طبیعتوں میں ایک فطری حیاء کا جوہر بھی رکھا ہے، جوان کو فطری طور پر عام مردوں سے الگ تھلگ رہنے اور تستر پر آمادہ کرتی ہے۔ اور یہ فطری اور طبعی حیا کا پردہ عورتوں مردوں کے درمیان ابتداء آفرینش سے حائل رہا ہے، ابتداء اسلام میں بھی باہمی پردہ کی یہی نوعیت تھی۔

پردہ نسواں کی یہ خاص نوعیت کہ عورتوں کا اصل مقام گھروں کی چار دیواری ہو اور جب کسی شرعی ضرورت سے باہر نکلنا ہو تو پورے بدن کو چھپا کر نکلیں، یہ ہجرت مدینہ کے بعد ۵ ہجری میں جاری ہوا ہے۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ باتفاق علمائے امت اس پردہ کے متعلق پہلی آیت وہ ہے جو اوپر مذکور ہوئی ہے، اور یہ آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح اور حرم نبوی میں داخلہ کے وقت نازل ہوئی ہے۔ اس نکاح کی تاریخ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”**الإصابة**“ میں اور علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ”**الإستيعاب**“ میں دو قول نقل کئے ہیں کہ ۳ ہجری میں ہوا یا ۵ ہجری میں ہوا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ۵ ہجری کو ترجیح دی، امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ۵ ہجری کا قول نقل کیا ہے۔ ❶

---

❶ الإصابة: حرف الزاء، القسم الأول، ج۳ ص ۴۹۴/ الإستيعاب: ج ۱ ص ۷۵۹/ طبقات ابن سعد: ج ۸ ص ۱۱۴

قرآنِ کریم میں پردہ نسواں اور اس کی تفصیلات کے مطابق سات آیتیں نازل ہوئی ہیں، چار سورہ احزاب میں اور تین سورۃ نور میں گزر چکی ہیں۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ پردہ کے متعلق سب سے پہلے نازل ہونے والی یہی آیت ہے: ”لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ“، سورہ نور کی تینوں آیتیں اور سورہ احزاب کے شروع کی آیت جس میں ازواج مطہرات کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھروں میں بیٹھیں، ”وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ“، یہ سب اگر چہ ترتیب قرآن میں پہلے ہے مگر نزول کے اعتبار سے مؤخر ہیں۔ سورہ احزاب کی پہلی آیت میں اس کی تصریح موجود ہے کہ یہ حکم اس وقت دیا گیا جب کہ ازواج مطہرات کو منجانب اللہ اختیار دیا گیا تھا کہ اگر دنیا کی وسعت چاہتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق لے لیں اور آخرت کو ترجیح دے کر معیشت میں موجودہ حالت پر قناعت کریں تو نکاح میں رہیں۔

اس واقعہ تخییر میں یہ بھی مذکور ہے کہ جن ازواج کو یہ اختیار دیا گیا تھا ان میں حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ ان کا نکاح اس آیت سے پہلے ہو چکا تھا، یہ آیت بعد میں نازل ہوئی ہے۔ اسی طرح سورہ نور کی آیتیں جن میں پردہ کے متعلق تفصیلات ہیں، یہ اگر چہ ترتیب قرآنی میں مقدم ہیں مگر نزول کے اعتبار سے وہ بھی اس کے بعد قصہ افک کے ساتھ نازل ہوئی ہیں جو غزوہ بنی المصطلق یا مریسیع سے واپسی میں پیش آیا تھا، یہ غزوہ ۶ ہجری میں ہوا ہے، اور پردہ شرعی کے احکام اس وقت سے جاری ہوئے ہیں جبکہ حضرت زنیب رضی اللہ عنہا کے نکاح میں آیت پردہ نازل ہوئی، سورہ نور کی آیات متعلقہ حجاب سورہ نور میں گزر چکی ہیں۔ ❶

❶ معارف القرآن: ج ۷ ص ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸

یہاں یہ بتادینا ضروری ہے کہ اول اسلام میں پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا بلکہ ہجرت کے بعد پانچویں سال میں حکم نازل ہوا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس کی بڑی فکر تھی اوران کی دلی خواہش تھی کہ پردہ کا حکم نازل ہو، انہوں نے مختلف طور پر اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی جن قلبی خواہشوں کو رب العزت نے شرفِ قبولیت بخشا ان میں سے ایک حجاب کا مسئلہ بھی ہے۔ صحیحین میں یہ روایت موجود ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی:

يَا رَسُولَ اللَّهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ. ❶

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نیک اور بد ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ امہات المومنین کو پردہ کرنے کا حکم دیتے تو اس پر پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

اوران کی اسی درخواست کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ﴾ (الأحزاب: ۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم نبی کے گھروں میں بغیر اجازت نہ جاؤ۔

قرآن کریم کی روشنی میں پردے کی اہمیت وتاکید

کس کس سے پردے کا حکم ہے

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ

❶ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب قوله: لا تدخلوا بيوت النبي إلا أن يؤذن لكم......الخ، رقم الحديث: ۴۷۹۰

زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(النور: ۳۱)

ترجمہ: اور مؤمن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی سجاوٹ کو کسی پر ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو خود ہی ظاہر ہو جائے، اور اپنی اوڑھنیوں کے آنچل اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں، اور اپنی سجاوٹ اور کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے، یا اپنے باپ، یا اپنے شوہروں کے باپ کے، یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے، یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں، یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے، یا اپنی عورتوں کے، یا ان کے جو اپنے ہاتھوں کی ملکیت میں ہیں، یا ان خدمت گزاروں کے جن کے دل میں کوئی (جنسی) تقاضا نہیں ہوتا، یا ان بچوں کے جو ابھی عورتوں کے چھپے ہوئے حصوں سے آشنا نہیں ہوئے اور مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ انہوں نے جو زینت چھپا رکھی ہے وہ معلوم ہو جائے، اور اے مؤمنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

اس آیت میں بارہ افراد ہیں جن سے پردہ نہیں، باقی سب سے پردے کا حکم ہے، وہ بارہ افراد یہ ہیں:

(۱) شوہر (۲) باپ (۳) سسر (۴) اپنے بیٹے (۵) شوہر کے بیٹے (۶) بھائی (۷) بھتیجے (۸) بھانجے (۹) اپنے عورتیں (۱۰) غلام (۱۱) خادم جن کو جنسی خواہشات نہ ہوتی ہو (۱۲) بچوں سے جو ابھی تک سمجھ نہ رکھتے ہوں۔ ان بارہ افراد سے پردہ نہیں، باقی سب سے پردے کا حکم ہے۔

عورتیں گھروں میں ٹھہری رہیں

قرآنِ کریم میں اللہ رب العزت نے ازواج مطہرات سے ارشاد فرمایا:

﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا. وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الأحزاب: ۳۲، ۳۳)

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، لہذا تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو، کبھی کوئی ایسا شخص بیجا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے، اور بات وہ کہو جو بھلائی والی ہو۔ اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی بار جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اے نبی کے اہل بیت! (گھر والو) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے، اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو۔

ان آیات میں چند ہدایات ازواج مطہرات کو دی گئیں۔ یہ سب ہدایات اگرچہ ازواجِ مطہرات کے لئے مخصوص نہیں بلکہ تمام ہی مسلمان عورتیں ان کی مامور ہیں، مگر

یہاں ازواجِ مطہرات کو خصوصی خطاب کر کے اس پر متوجہ کیا ہے کہ یہ اعمال واحکام جو سب مسلمان عورتوں کے لئے لازم وواجب ہیں آپ کو ان کا اہتمام دوسروں سے زیادہ کرنا چاہیے، آیت میں ''لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ'' سے یہی خصوصیت مراد ہے۔

پہلی ہدایت عورتوں کے پردہ سے متعلق آواز اور کلام پر پابندی ہے۔

''فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ'' یعنی کسی غیر محرم سے پس پردہ بات کرنے کی ضرورت بھی پیش آئے تو کلام میں اس نزاکت اور لطافت کے لہجہ سے بتکلف پرہیز کیا جائے جو فطرت عورتوں کی آواز میں ہوتی ہے۔ مطلب اس نرمی اور نزاکت سے وہ نرمی ہے جو مخاطب کے دل میں میلان پیدا کرے، جیسا کہ اس کے بعد فرمایا ہے: ''فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ'' یعنی ایسی نرم گفتگو نہ کرو جس سے ایسے آدمی کو طمع اور میلان پیدا ہونے لگے جس کے دل میں مرض ہو، مرض سے مراد نفاق ہے یا اس کا کوئی شعبہ ہے۔ اصلی منافق سے تو ایسی طمع سرزد ہونا ظاہر ہی ہے، لیکن جو آدمی مؤمن مخلص ہونے کے باوجود کسی حرام کی طرف مائل ہوتا ہے وہ منافق نہ سہی مگر ضعیف الایمان ضروری ہے، اور یہ ضعف ایمان جو حرام کی طرف مائل کرتا ہے درحقیقت ایک شعبہ نفاق ہی کا ہے۔ ایمان خالص جس میں شائبہ نفاق کا نہ ہو اس کے ہوتے ہوئے کوئی حرام کی طرف مائل نہیں ہوسکتا۔ (۱)

خلاصہ اس پہلی ہدایت کا عورتوں کے لئے اجنبی مردوں سے اجتناب اور پردہ کا وہ اعلیٰ مقام حاصل کرنا ہے کہ جس سے کسی اجنبی ضعیف الایمان کے دل میں کوئی طمع یا میلان پیدا ہوسکے اس کے پاس بھی نہ جائیں۔

دوسری ہدایت مکمل پردہ کرنے کی ہے ''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

(۱) التفسیر المظہری: ج۷ ص ۳۳۸

الْـجَـاهِلِيَّةِ الْأُولَى“ یعنی بیٹھو اپنے گھروں میں اور زمانہ قدیم کی جاہلیت والیوں کی طرح نہ پھرو، یہاں جاہلیتِ اولیٰ سے مراد وہ جاہلیت ہے جو اسلام سے پہلے دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس لفظ میں اشارہ ہے کہ اس کے بعد دوسری بھی کوئی جاہلیت آنے والی ہے، جس میں اس طرح کی بے حیائی و بے پردگی پھیل جائے گی، وہ شاید اس زمانہ کی جاہلیت ہے، جس کا اب مشاہدہ ہر جگہ ہو رہا ہے۔

اس آیت میں پردہ کے متعلق اصلی حکم یہی ہے کہ عورتیں گھروں میں رہیں (یعنی بلا ضرورتِ شرعیہ باہر نہ نکلیں) اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جس طرح اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت کی عورتیں علانیہ بے پردہ پھرتی تھیں ایسے نہ پھرو۔ لفظِ تبرج کے اصلی معنی ظہور کے ہیں اور اس جگہ مراد اس سے اپنی زینت کا اظہار ہے غیر مردوں پر، جیسا کہ دوسری آیت میں ”غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ“ آیا ہے۔

اس آیت سے پردہ کے متعلق دو باتیں معلوم ہوئیں، اول یہ کہ اصل مطلوب عنداللہ عورتوں کے لئے یہ ہے کہ وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں، ان کی تخلیق گھریلو کاموں کے لئے ہوئی ہے ان میں مشغول رہیں، اور اصل پردہ جو شرعاً مطلوب ہے وہ حجاب بالبیوت ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر بضرورت کبھی عورت کو گھر سے نکلنا ہی پڑے تو زینت کے اظہار کے ساتھ نہ نکلے، بلکہ برقع یا جلباب جس میں پورا بدن ڈھک جائے وہ پہن کر نکلے۔ ❶

کوئی چیز مانگیں تو پردے کے پیچھے سے مانگیں

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ

❶ معارف القرآن: ج ۷ ص ۱۴۹، ۱۵۰

لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾(الأحزاب: ۵۳)

ترجمہ: اور جب تمہیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہوتو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ طریقہ تمہارے دلوں کو بھی اوران کے دلوں کو بھی زیادہ پاکیزہ رکھنے کا ذریعہ ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین چیزوں میں اپنے رب کے ساتھ موافقت کی ہے، ایک یہ کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى.

ترجمہ: اگرہم مقام ابراہیم کونماز کی جگہ بنالیں۔

اللہ رب العزت کی جانب سے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾(البقرة: ۱۲۵)

ترجمہ: تم مقام ابراہیم کونماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔

دوسرے یہ کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

لَوْ أَمَرْتَ نِسَاءَ كَ أَنْ يَّحْتَجِبْنَ، فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالفَاجِرُ.

ترجمہ: آپ ازواجِ مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم دیں، اس لئے ان سے ہر نیک و بدآ کر گفتگو کرتا ہے۔ (تو اس پرآیتِ حجاب نازل ہوئی۔)

تیسرے یہ کہ جب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں باہمی غیرت ورشک بڑھنے لگا تو میں نے ان سے کہا:

عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ. ❶

❶ صحيح البخاري: كتاب الصلاة، بَابُ مَا جَاءَ فِي القِبْلَةِ، وَمَنْ لَمْ يَرَ الإِعَادَةَ عَلَى مَنْ سَهَا، فَصَلَّى إِلَى غَيْرِ القِبْلَةِ، رقم الحديث: ۴۰۲

ترجمہ: اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر ازواج انہیں عطا کر دے۔

چنانچہ سورۃ التحریم کی آیت نمبر۵ نازل ہوئی۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں پردے کی اہمیت وتاکید

عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ. ❶

ترجمہ: عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اُسے بہکانے کے لئے موقع تلاش کرتا رہتا ہے۔

اجنبی عورتوں کے پاس مت جاؤ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ. قُلْنَا وَمِنْکَ؟ قَالَ وَمِنِّي وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ. ❷

ترجمہ: جن عورتوں کے شوہر گھروں میں موجود نہ ہوں ان کے پاس نہ جاؤ، کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کیلئے بھی ایسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں لیکن اللہ نے میری اس پر مدد فرمائی ہے اور میں اس سے محفوظ ہوں۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الرضاع، باب منه، رقم الحدیث: ۱۱۷۳

❷ سنن الترمذی: أبواب الرضاع: باب منه، رقم الحدیث: ۱۱۷۲

نیم برہنہ لباس اور مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی عورتیں جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صِنُفَانِ مِنُ أَهُلِ النَّارِ لَمُ أَرَهُمَا،قَوُمٌ مَعَهُمُ سِيَاطٌ كَأَذُنَابِ الْبَقَرِ يَضُرِبُونَ بِهَا النَّاسَ،وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ،رُءُ وُسُهُنَّ كَأَسُنِمَةِ الْبُخُتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدُخُلُنَ الْجَنَّةَ،وَلَا يَجِدُنَ رِيحَهَا،وَإِنَّ رِيُحَهَا لَيُوُجَدُ مِنُ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا. ❶

ترجمہ: دو جہنمی گروہ ایسے ہیں جن کو میں نے اب تک نہیں دیکھا: ایک تو وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دُم کی طرح کوڑے ہوں گے، جن کے ذریعے وہ لوگوں کو ماریں گے، دوسری وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، (نامحرم مردوں کو) اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود بھی (اُن کی طرف) مائل ہوں گی، ان کے سر بُختی اونٹوں کے جھکے ہوئے کوہانوں کی طرح ہوں گے، ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو تو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔

جب لڑکی بالغ ہوجائے تو وہ پردے کا اہتمام کرے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تشریف لائیں، یہ باریک کپڑا اوڑھے ہوئے

❶ صحیح مسلم: كتاب اللباس و الزينة،بَابُ النِّسَاءِ الْكَاسِيَاتِ الْعَارِيَاتِ الْمَائِلَاتِ الْمُمِيلَاتِ،رقم الحديث: ۲۱۲۸

تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ. ❶

ترجمہ: اے اسماء! عورت جب بالغ ہو جاتی ہے تو اس کے چہرہ اور ہتھیلیوں کے سوا باقی کوئی چیز نہیں دکھائی دینا چاہیے۔

باریک اور ادھورا لباس پہننے والی عورتوں کے لئے وعید

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ. ❷

ترجمہ: بعض عورتیں دنیا میں تو لباس پہنتی ہوں گی، لیکن آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو لباس اس قدر چھوٹا ہوگا کہ اس میں ستر نہ چھپ سکے گا، یا اس قدر چست ہوگا کہ جس سے جسم کی ہیئت ظاہر ہوگی، یا اس قدر باریک ہوگا کہ جس سے جسم نمایاں ہوتا ہوگا، اس لیے اس حدیث میں موجود یہ شدید وعید اُن تمام عورتوں کے لیے جو ایسا نامناسب لباس پہنتی ہیں۔

صحابیات نے پردوں کو پھاڑ کر دوپٹے بنائے

حضرات صحابیات میں پردے کا اتنا اہتمام تھا کہ جب پردے کا حکم نازل ہوا تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ پھاڑ کر اپنے جسم کو ڈھک لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

---

❶ سنن أبي داود: كتاب اللباس، باب فيما تبدي المرأة من زينتها، رقم الحديث: ۴۱۰۴

❷ صحيح البخاری: كتاب العلم، باب العلم والعظة بالليل، رقم الحديث: ۱۱۵

يَرۡحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الۡمُهَاجِرَاتِ الۡأُوَلَ،لَمَّا أَنۡزَلَ اللّٰهُ: وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ شَقَّقۡنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخۡتَمَرۡنَ بِهَا. ❶

ترجمہ: اللہ پہلے پہل ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے، جب یہ حکم نازل ہوا کہ عورتیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر ڈالیں، توانہوں نے اپنی چادریں پھاڑ پھاڑ کراُس سے دوپٹے بنالیے۔

خوشبولگا کرگھر سے نکلنے والی عورت بمنزلہ زانیہ کے ہے

ابتداء میں عورتیں نماز کے لئے مسجد جاتیں تھی، دورِ نبوت تھا، صحابہ جیسی مقدس جماعت تھی، فتنوں کا ظہور ابھی نہیں ہوا تھا، تو عورتیں دین سیکھنے کے لئے مسجد آتیں تھیں، ایسے موقع پر بھی پردے کرنے کا حکم تھا، عورتوں کی صفیں پیچھے ہوتیں تھیں، نماز پڑھ کر مرد بیٹھے رہتے اور عورتیں نکل جاتیں، ایسے موقع پر بھی انہیں یہ ہدایت تھی کہ خوشبو لگا کر کپڑوں میں چمک دمک نہ ہو، معمولی اور عام استعمال کے کپڑے پہن کر مسجد میں آئیں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عورتوں کو اگر ضرورت کی وجہ سے نکلنے کی حاجت ہو تو اس طرح نکلیں کہ وہ دوسروں کے لئے جاذب نظر نہ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ عَيۡنٍ زَانِيَةٌ،وَ الۡمَرۡأَةُ إِذَا اسۡتَعۡطَرَتۡ فَمَرَّتۡ بِالۡمَجۡلِسِ فَهِيَ كَذَا وَ كَذَا يَعۡنِي زَانِيَةً. ❷

ترجمہ: ہر آنکھ زانیہ ہے اور جو عورت خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے وہ ایسی ہے ایسی ہے، یعنی زانیہ ہے۔

❶ صحيح البخاري: كتاب التفسير، باب: وليضربن بخمرهن على جيوبهن، رقم الحديث: ۴۷۵۸

❷ سنن الترمذي: أبواب الأدب، باب ما جاء في كراهية خروج المرأة متعطرة، رقم الحديث: ۲۷۸۶

غیرمحرم کے لئے خوشبو لگانے والی عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو دیکھا جس سے خوشبو آ رہی تھی، تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا مسجد سے آ رہی ہو؟ اُس عورت نے کہا، جی ہاں! فرمایا: خوشبو لگائے ہوئے ہو؟ اس نے کہا، جی ہاں! فرمایا:

إِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لِامْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهَذَا الْمَسْجِدِ. ❶

ترجمہ: میں نے اپنے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت خوشبو لگا کر مسجد میں آتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتا ہے۔

چنانچہ وہ گئیں اور اِس طرح غسل کیا جس طرح جنابت کا غسل اہتمام سے کیا جاتا ہے، اور اپنے کپڑوں کو خوب اچھی طرح دھویا۔

غیرمحرم کے لئے زینت کرنے والی عورت قیامت کے دن تاریکیوں میں ہوگی

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّينَةِ فِي غَيْرِ أَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَانُورَ لَهَا. ❷

ترجمہ: اپنے اہل وعیال کے سوا دوسرے لوگوں میں بن سنور کر جانے والی ایسے ہے جیسے قیامت کے دن کی تاریکی، اس کے لئے کوئی روشنی نہ ہوگی۔

عورتوں کے لئے بہترین صف آخری ہے

دورِ نبوت میں عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت تھی تو وہیں ان کو یہ حکم بھی تھا کہ پچھلی

---

❶ سنن أبي داود: كتاب الترجل، باب في طيب المرأة للخروج، رقم الحديث: ۴۱۷۴

❷ سنن الترمذي: أبواب الرضاع، باب ما جاء في كراهية خروج النساء في الزينة، رقم الحديث: ۱۱۶۷

صف میں نماز ادا کریں، اور پچھلی صفیں اِن کے حق میں بہترین صفیں ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا. ❶

ترجمہ: عورتوں کے لئے بہترین صف اس کی پچھلی صف ہے اور بدترین صف ان کی پہلی صف ہے۔

اور مردوں کے لئے اِس حدیث میں مذکور ہے کہ ان کے لئے بہترین صف پہلی صف ہے اور بدترین آخری، اس لئے مردوں کو چاہیے کہ وہ صفِ اول کا اہتمام کریں اور پہلے آئیں۔

عورتیں راستے کے ایک کنارے پر چلیں

اسی طرح مسجد سے واپسی میں ہدایت تھی کہ عورتیں پہلے چلی جائیں پھر مرد مسجد سے باہر نکلیں، اور یہ کہ اگر راستہ میں مرد آرہے ہوں تو راستہ کے ایک طرف ہو جائیں۔ ایک دفعہ ایسا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ. ❷

ترجمہ: عورتیں پیچھے ہو جائیں، عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ راستہ کے درمیان نہ چلیں بلکہ راستے کے ایک طرف ہو کر کنارے پر چلیں۔

اس حکم کے بعد عورتوں کا اِس پر ایسا عمل تھا کہ وہ اس طرح چلتی تھیں کہ ان کی چادریں اور کپڑے دیوار سے اٹک جاتیں تھیں۔

---

❶ صحیح مسلم: كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها، رقم الحديث: ۴۴۰

❷ سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في مشي النساء مع الرجال في الطريق، رقم الحديث: ۵۲۷۲

مخنثوں سے بھی پردہ کیا جائے

آج کل جومخنث سڑکوں پر، چوراہوں پر، چوکوں پراورگلیوں اورمیدانوں میں نظرآتے ہیں ان سے بھی عورتیں پردہ کریں، اِن میں اکثر بے حیائی اورفحاشی میں مبتلا ہیں۔ ابتداء اسلام میں مخنثوں کوعورتوں میں آنے کی اجازت تھی ،لیکن ایک مرتبہ ایک مخنث جس کے بارے میں لوگوں کا خیال تھا کہ اس کوعورتوں کی ذات میں کوئی توجہ نہیں مگر تجربہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کوبھی عورتوں کے حسن وجمال سے لگاؤ ہے۔ چنانچہ ایک دن وہ بیٹھا کسی عورت کی آمد کا نقشہ کھینچ رہا تھا،اس کی خبر جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہوئی ،توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا:

لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ. ❶

ترجمہ:اب یہ تمہارے پاس کبھی نہ آئیں۔

شوہر کے رشتے دار اور دیور سے پردے کا حکم

شوہر کے رشتہ داروں سے بے پردگی اور مذاق کرنے کا جورواج ہمارے ہاں ہے وہ شریعت کی تعلیمات کے خلاف ہے، وہ شوہر کا بھائی ہو یا کوئی اورعزیز۔محرم میں صرف شوہر کا باپ داخل ہے دوسرا کوئی نہیں۔ایک دفعہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شوہر کے عزیز واقارب (جیسے بھائی وغیرہ) کے متعلق پوچھا گیا توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

اَلْحَمْوُ اَلْمَوْتُ. ❷

ترجمہ: دیورتو بمنزلہ موت کے ہے۔

---

❶صحيح البخاري: كتاب المغازي،باب غزوة الطائف،رقم الحديث: ۴۳۲۴

❷صحيح البخاري: كتاب النكاح،باب لا يخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم،رقم الحديث: ۵۲۳۲

شوہر کے رشتہ داروں کا خصوصاً دیور کا آنا جانا گھر میں زیادہ ہوتا ہے، اور عموماً اس سے پردہ بھی نہیں کیا جاتا ہے، بسا اوقات عورت کی گھر کی صفائی ستھرائی یا بچوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال میں یا کھانا پکانے میں مصروف ہوتی ہے، تو ایسے اوقات میں دیور آتے جاتے ہیں جس سے بے پردگی ہوتی ہے۔ نیز دیور کو گھر کا فرد سمجھ کر پردہ نہیں کیا جاتا، حالانکہ وہ موت کی طرح خطرناک ہے۔

عورت کسی غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے

کسی مرد کا عورت سے تنہائی میں ملنا جس قدر خطرہ کا باعث ہوسکتا ہے وہ ظاہر ہے، پھر مزید اس سے تہمت جو خواہ مخواہ لگے گی وہ پوشیدہ نہیں۔ اس لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ. ❶

ترجمہ: کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں نہیں ملتا ہے مگر تیسرا شیطان اِن کے درمیان موجود ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں شیطان جانبین کی شہوت کو ابھارنے کی کوشش کرتا ہے اور مرد وعورت دونوں کے دل میں برائی کا وسوسہ ڈالتا ہے، اور اگر وہ برائی سے بچ بھی جائیں تو دیگر لوگوں کو بدگمانی کا موقع مل جاتا ہے، جس سے عورت کی عزت وعفت پر حرف آتا ہے۔

کسی کو بدگمانی کا موقع نہ دیں

ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معتکف تھے، میں ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے گئی، چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کی، پھر اٹھی کہ واپس جاؤں۔ میرے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ

❶ سنن الترمذی: أبو ابالفتن: باب ما جاء فی لزوم الجماعة، رقم الحدیث: ۲۱۶۵

وسلم آئے تاکہ مجھے رخصت کریں، ہم دونوں جارہے تھے کہ دوانصاری بزرگ گزرے اور جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اور جلدی سے چل دیئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا: اطمینان سے جاؤ، یہ میرے ساتھ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہیں یعنی یہ میری گھر والی ہیں، کوئی اجنبی عورت نہیں، ان دونوں نے کہا: سبحان اللہ! یارسول اللہ! کیا آپ کے متعلق بھی بدگمانی ہوسکتی ہے؟ یعنی حاشاوکلا ہم آپ کے متعلق ایسی بات سوچیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا أَوْ قَالَ شَيْئًا. ❶

ترجمہ: یقیناً شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے، مجھے یہ ڈر ہوا کہ کہیں وہ تم دونوں کے دل میں کوئی براوسوسہ یا خیال نہ ڈال دے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو بدگمانی کا موقع بھی نہیں دینا چاہیے، مواقع تہم سے بھی اپنے آپ کو بچانا چاہیے، کوشش کریں کہ ایسی محتاط زندگی گزاریں کہ کسی کو بدگمانی کی موقع ہی نہ ملے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں چہرے کے پردے کا ذکر

قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (الأحزاب: ٥٩)

---

❶ صحیح مسلم: کتاب السلام، باب بیان أنه یستحب لمن رئی خالیا...... إلخ، رقم الحدیث: ۲۱۷۵

ترجمہ: اے نبی! تم اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں۔ اس طریقے میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی، تو ان کو ستایا نہیں جائے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اس آیت نے واضح فرما دیا ہے کہ پردے کا حکم صرف ازواجِ مطہرات کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ تمام مسلمان عورتوں کے لیے ہے۔ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے لیے گھر سے باہر نکلیں تو اپنی چادروں کو اپنے چہروں پر جھکا کر انہیں چھپا لیا کریں۔ مقصد یہ ہے کہ راستہ دیکھنے کے لیے آنکھوں کو چھوڑ کر چہرے کا باقی حصہ چھپا لیا جائے۔ اس کی صورت یہ بھی ممکن ہے کہ جس چادر سے پورا جسم ڈھکا ہوا ہے، اس کو چہرے پر اس طرح لپیٹ لیا جائے کہ آنکھوں کے سوا باقی چہرہ نظر نہ آئے، اور یہ صورت بھی ممکن ہے کہ چہرے پر الگ سے نقاب ڈال لیا جائے۔ ❶

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

أَمَرَ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُيُوتِهِنَّ فِيْ حَاجَةٍ أَنْ يُغَطِّيْنَ وُجُوهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوسِهِنَّ بِالْجَلَابِيْبِ وَيُبْدِيْنَ عَيْنًا وَاحِدَةً. ❷

ترجمہ: جب عورتیں کسی ضرورت کے تحت اپنے گھروں سے نکلیں تو انہیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ وہ بڑی چادروں کے ذریعہ اپنے سروں کے اوپر سے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۹۰۲

❷ التفسیر الطبری: سورة الأحزاب آیت نمبر ۵۹ کے تحت، ج ۱۹ ص ۱۸۱ / تفسیر ابن کثیر: تحت هذه الآية، ج ۶ ص ۴۲۵

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سلمانی سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیبِهِنَّ" کے بارے میں پوچھا، توانہوں نے اپنے سر اور چہرہ کوڈھانپ کراور بائیں آنکھ کھول کراس کا مطلب بتلایا۔ ❶

قاضی بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یَغْطِینَ وُجُوهَهُنَّ وَأَبْدَانَهُنَّ بِمَلَاحِفِهِنَّ إِذَا بَرَزْنَ لِحَاجَةٍ، وَمِنْ لِلتَّبْعِیضِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ تَرْخِي بَعْضَ جِلْبَابِهَا وَتَتَلَفَّعُ بِبَعْضِهِ. ❷

ترجمہ: مسلمان عورتیں جب حاجت کیلئے باہر نکلیں تو اپنی چادر سے اپنے چہروں اور اپنے جسموں کوڈھانپ لیں۔ (اس آیت کریمہ میں) من تبعیض کیلئے ہے یعنی عورت چادر کا کچھ حصہ اپنے چہرے پر ڈالے اور باقی سے جسم ڈھانپ لیں۔

اِن تفاسیر سے معلوم ہوا کہ چہرے کا بھی پردہ لازمی ہے، اسکے علاوہ احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ بھی پردے میں شامل ہے۔

ا...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اوپر جب تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالی نے سورہ نور میں ان کی براءت نازل کی، یہ واقعہ افک کے نام سے کتب احادیث میں معروف ہے۔ اس میں مذکور ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگل سے واپس آکر جب دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے تو آکر وہیں بیٹھ گئیں، بیان کرتی ہیں کہ واپس آکر جب وہاں بیٹھی تو نیند کا غلبہ ہوا تو میں وہاں ہی سوگئی، صبح کو جب صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ اس طرف بڑھے تو دور سے ایک سوئے ہوئے انسان کو دیکھ کر اس طرف آئے:

فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي، وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ

❶ تفسیر ابن کثیر: ج ٦ ص ٤٢٥

❷ التفسیر البیضاوی: سورۃ الأحزاب، تحت هذه الآیة، ج ٤ ص ٢٣٨

بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي،وَوَاللّٰهِ مَا كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَلاَ سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ. ❶

ترجمہ: جب صفوان ادھر آئے تو انہوں نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا، کیونکہ پردے کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے، مجھے پہچان کر انہوں نے ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ'' پڑھا، تو اس کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانک لیا۔ اللہ کی قسم! اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور نہ ہی میں نے اس سے، استرجاع کے علاوہ کوئی کلمہ نہیں سنا۔

۲......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول! حالت احرام میں آپ ہمیں کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لاَ تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ،وَلَا السَّرَاوِيلاَتِ،وَلَا الْعَمَائِمَ،وَلاَ الْبَرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلاَنِ،فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ،وَلْيَقْطَعْ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ،وَلاَ تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ،وَلاَ الْوَرْسُ،وَلاَ تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ،وَلاَ تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ. ❷

ترجمہ: تم قمیص، پاجامے، پگڑیاں اور ٹوپیاں نہ پہنو، اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ دے اور ایسی چیز نہ پہنو جسے زعفران اور ورس نے اِسے چھوا ہو اور احرام والی عورت نقاب اور دستانے نہ پہنے۔

❶ صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن،بَابُ :لَوْلاَ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ، بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا......الخ،رقم الحديث: ۴۷۵۰

❷ صحيح البخاري: كتاب الحج:باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة،رقم الحديث: ۱۸۳۸

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ ٹوپیاں اور پگڑیاں اکثر و بیشتر پہنے رہتے تھے، اسی طرح عورتیں اپنے چہروں پر نقاب اوڑھے رہتی تھیں اور ہاتھوں پر دستانے بھی پہنتی تھیں، اگر یہ معمول نہ ہوتا تو حالت احرام سے بالخصوص ان کی ممانعت نہ ہوئی۔ حالت احرام میں ان امور سے بالخصوص منع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کا نقاب باندھنا اور دستانے پہننا معمول تھا۔

۳...... حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنَّا نُغَطِّيَ وُجُوهَنَا مِنَ الرِّجَالِ. ❶

ہم اپنے چہروں کو مردوں سے چھپاتی تھیں۔

اِن تفاسیر اور احادیث سے صاف معلوم ہوا کہ چہرے کا پردہ بھی ضروری ہے، جب خیرالقرون میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن جیسی پاکیزہ و مقدس ہستیوں کو یہ حکم ہوا تو پندرھویں صدی کے اس شر وفتنہ کے دور اور مادر پدر آزاد ماحول کے آزاد خیال مردوں سے عورت کو چہرہ کے پردہ کا حکم کیوں نہ ہوگا؟

مختلف انسانی طبائع اور پردے کی حکمتیں

کوئی ذی عقل اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ مختلف طبیعتوں کے لوگ ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں نیک لوگ بستے ہیں وہیں کچھ بدطینت لوگوں کا بھی بسیرا ہوتا ہے، جو ہر وقت برائی کی تلاش میں رہتے ہیں اور جن کی نگاہیں بے باک ہوتی ہیں اور اس جماعت میں مرد اور عورت دونوں شریک ہیں۔ مگر جو لوگ اس طرح کے ہوتے ہیں وہ اپنے رہن سہن اور طور طریقہ کے اعتبار سے بڑی حد تک جانے پہچانے جاتے ہیں، بدکار مردان عورتوں کو خواہ مخواہ چھیڑنے کی جرأت کرتے ہیں جن کے متعلق ان کو

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الصوم، ج ۱ ص ۶۲۴، رقم الحدیث: ۱۶۶۸

کسی رنگ ڈھنگ سے معلوم ہو جائے کہ یہ دوسری قبیل سے ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں اور مردوں کی عفت وعصمت کے پیش نظر حکم دیا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾(الأحزاب: ۵۹)

ترجمہ:اے نبی !تم اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے)اوپر جھکا لیا کریں۔اس طریقے میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی،تو ان کو ستایا نہیں جائے گا۔اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ پاکدامن اور مومن عورتیں اپنا دوپٹہ باضابطہ رکھ لیا کریں جس سے نمایاں طور پر معلوم ہو کہ یہ شریف طبقہ کی عورتیں ہیں، زناکار اور بدچلن نہیں ہیں تاکہ فاسق اور بدکار مردوں کو معلوم رہے اور وہ اپنی شرارت کی وجہ سے ان کو چھیڑنے کی ہمت نہ کریں۔

دستور بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ عورتیں جو خاص طرز کا لباس پہنتی ہیں یا خاص طور پر بن سنور کر نکلتی ہیں اور اپنی خوبصورتی اور زینت کا اعلان کرتی ہیں ان کے متعلق کوئی مرد اچھی رائے نہیں رکھتا، ان سے بدقماش قسم کے لوگ موقع پا کر آنکھ لڑانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ عورتیں جن کو اپنی عزت وآبرو کا پاس رہتا ہے، عصمت مآب اور دیندار ہوتی ہیں، ان کے رہن سہن ہی سے پاکدامنی تو نمایاں ہوتی ہے تو کوئی بھول کر بھی ان سے الجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔اس آیت کے ضمن میں علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیں۔ روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی، اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپالینا چاہیے۔ ❶

آزاد عورتوں کے لباس میں امتیازی حکم

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ بدمعاش یہودی اور منافق اس طرح کے تھے جو عورتوں کو چھیڑا کرتے تھے اور دوسری قسم کی عورتوں کے ساتھ ساتھ بعض پاکدامن شریف عورتیں بھی ان کی چھیڑ چھاڑ سے نہیں بچتی تھیں، تو دوپٹہ اور چادر بڑھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس میں امتیاز پیدا کر دیا۔ اس امتیاز پیدا کر دینے کے بعد خود رب العالمین نے فرمایا:

﴿لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ وَّالۡمُرۡجِفُوۡنَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ لَنُغۡرِیَنَّکَ بِہِمۡ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوۡنَکَ فِیۡہَاۤ اِلَّا قَلِیۡلًا﴾(الأحزاب: ٦٠)

ترجمہ: اگر وہ لوگ باز نہ آئے جو منافق ہیں جن کے دلوں میں روگ ہے اور جو شہر میں شرانگیز افواہیں پھیلاتے ہیں تو ہم ضرور ایسا کریں گے کہ تم ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہو گے، پھر وہ اس شہر میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکیں گے، البتہ تھوڑے دن۔

اس امتیازی شان کے بعد بھی اگر کسی بدطینت نے کسی پاک دامن عورت کو چھیڑا تو اس کو معاف نہیں کیا جائے گا اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ہی ہوا، یہودی جلاوطن ہوئے۔

کہنا یہ ہے کہ اولاً تو قرآن کا مطالبہ ہے کہ عورتیں بغیر ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں،

❶ تفسیر عثمانی: سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ کے تحت، ص ۵۶۸

جیسا کہ قرآن کی اس سلسلہ کی پہلی آیت ﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ﴾ میں ارشاد گزرا، بلکہ قرآن کا صراحتاً حکم گزرا ہے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

إِنَّ الْمَرْأَةَ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ وَجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا. ❶

ترجمہ: عورت ستر ہے، جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے اور اس کے لئے اپنے گھر کے گوشہ میں رہنا باعث رحمت الٰہی ہے۔

ثانیاً قرآن پاک کا مطالبہ ہے کہ اگر ضرورت کی وجہ سے ان کو نکلنا ہی پڑے تو نگاہیں پست رکھیں اور شہوت کے مقام سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں، مثلاً کوئی کلب، مخلوط سوسائٹی، سینما، تھیٹر اور اس طرح کی دوسری جگہوں سے مکمل اجتناب رکھیں۔ جس کا حکم ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ......﴾ (النور: ۳۱) میں گزرا۔

پھر یہ کہ نکلیں تو ستر چھپا کر اور آزاد عورت کا سارا بدن ستر ہے، سوائے ہتھیلی اور چہرہ کے جس کا ذکر ﴿وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (النور: ۳۱) میں ہے۔

ثالثاً باہر نکلیں یا کسی کے سامنے آئیں تو چادر (دوپٹہ) اوپر ڈال لیں اور بدن کی تراش خراش ظاہر نہ ہونے دیں، جیسا کہ ابھی آیت گزری ﴿یُدْنِیْنَ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ﴾ اور دوسری جگہ قرآن پاک نے اعلان کیا:

﴿وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ﴾ (النور: ۳۱)

ترجمہ: اور عورتیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر ڈال لیں۔

تو قرآنِ کریم کی آیات اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ پردے کا حکم اللہ اور اس

---

❶ صحیح ابن خزیمة: كتاب الإمامة، باب إختيار صلاة المرأة في بيتها في المسجد ...... إلخ، ج۳ ص ۹۳، رقم الحديث: ۱٦۸۵

کے رسول کا ہے، بے پردگی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں، اس لیے عورتیں پردے کا اہتمام کریں، اور مرد اپنے عورتوں سے پردہ کرائیں، کیونکہ مرد اپنے ماتحتوں کا نگران ہوتا ہے، اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔

صحابیات کی پاک دامنی اور پردے کے اہتمام کے پرتاثیر واقعات

صحابیات کا چادریں پھاڑ کر پردے کا اہتمام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالی پہلی مہاجر عورتوں پر رحم کرے جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾(النور: ۳۱)

ترجمہ: اور اپنی اوڑھنیوں کے آنچل اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں۔

توانھوں نے اپنی چادروں کو دو حصوں میں پھاڑ کر اپنے دوپٹے بنا لیے (اور خوب پردے کا اہتمام شروع کیا۔) ❶

صحابیات خوب پردے کا اہتمام کر کے نماز کے لئے آتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ، لَايَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ. ❷

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا کرتے تو آپ کے ساتھ مؤمن عورتیں بھی اپنی چادریں لپیٹ کر نماز میں شامل ہوتیں، اور پھر نماز مکمل ہونے کے بعد وہ

❶ صحیح البخاری: کتاب تفسیر القرآن، باب: ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن، رقم الحدیث: ۴۷۵۸

❷ صحیح البخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت الفجر، رقم الحدیث: ۵۷۸

اپنے گھروں کو واپس لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔

صحابیات حالتِ احرام میں بھی پردے کا اہتمام کرتی تھیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ،فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ. ❶

ترجمہ: ہمارے پاس سے قافلہ سوار گزرتے اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں ہوتیں، تو جب وہ ہمارے برابر آتے تو ہم میں سے عورتیں اپنی چادر اپنے سر سے اپنے چہرہ پر لٹکا دیتیں، اور جب وہ ہم سے آگے نکل جاتے تو ہم چہرہ کھول دیتیں۔

دیکھیں ازواج مطہرات اور صحابیات کا پردے کا کتنا اہتمام ہے کہ حالتِ احرام میں جبکہ شریعت نے بھی چہرا کھلا رکھنے کا حکم دیا ہے، اس کے باوجود اُن کی کوشش ہوتی تھی کہ جب کوئی قافلہ نظر آتا تو سر سے چادر لٹکا دیتیں، اس طور پر کہ چادر چہرے کو نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے، جب حالت سفر اور احرام کی حالت میں پردے کا اتنا اہتمام ہے تو بقیہ ایام میں کتنا اہتمام ہوگا۔

تکلیف کی حالت میں مدد کے وقت بھی پردے کا اہتمام

ایک دفعہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہیں جا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹنی پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، اچانک

❶ سنن أبي داود: كتاب المناسك، باب في المحرمة تغطي وجهها، رقم الحديث: ۱۸۳۳

اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا اور آپ دونوں زمین پر گر پڑے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر پوچھا: چوٹ تو نہیں لگی؟ فرمایا: نہیں! تم پہلے صفیہ کو دیکھو۔ یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پہلے تو اپنے چہرے پر کپڑا ڈالا، پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور قریب پہنچ کر ان کے اوپر کپڑا ڈال کر ان کو چھپا کر پوچھا، اس کے بعد وہ کھڑی ہوئیں اور پھر ان کو سوار کیا۔ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پردے کا اہتمام کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي، وَأَقُولُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ. ❷

ترجمہ: میرے گھر کے جس کمرے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد کی قبریں تھیں، میں وہاں اپنے سر پر دوپٹہ نہ ہونے کی حالت میں بھی چلی جاتی تھی، کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ یہاں صرف میرے شوہر اور والد ہی تو ہیں، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی تدفین ہوئی تو واللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیاء کی وجہ سے میں جب بھی اس کمرے میں گئی تو اپنی چادر اچھی طرح لپیٹ کر ہی گئی۔

دیکھیں! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردے سے پردہ کر رہی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو دنیا سے چلے گئے، اور مٹی کے نیچے ہیں، دنیا سے جانے کے بعد شریعت کا حکم بھی

❶ صحيح البخاري: كتاب الجهاد والسير، باب ما يقول إذا رجع من الغزو، رقم الحديث: ٣٠٨٥

❷ مسند أحمد: مسند النساء، مسندعائشة الصديقة رضى اللّه عنها، ج ٤٢ ص ٤٤١، رقم الحديث: ٢٥٦٦٠

نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود ازواجِ مطہرات جوامت کی مائیں تھیں ان کی زندگی میں کس قدر حیاء اور پاکدامنی تھی کہ زندہ تو زندہ مردوں سے بھی حیاء کی وجہ سے پردہ کرتی تھیں۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نہایت پردے کا اہتمام

ایک بار ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا گیا: آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ باقی اَزواج کی طرح حج کرتی ہیں نہ عمرہ؟ تو آپ نے فرمایا: میں نے حج وعمرہ کر لیا ہے، چونکہ میرے ربّ نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا اللہ کی قسم! اب میں موت آنے تک گھر سے باہر نہ نکلوں گی۔ راوی فرماتے ہیں:

فَوَاللَّهِ مَا خَرَجَتْ مِنْ بَابِ حُجْرَتِهَا حَتَّى أُخْرِجَتْ جَنَازَتُهَا. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! آپ گھر کے دروازے سے باہر نہ نکلیں یہاں تک کہ آپ کا جنازہ ہی گھر سے نکالا گیا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پردے کا اہتمام

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پردہ کا بہت خیال رکھتی تھیں، آیتِ حجاب کے بعد تو یہ تاکیدی فرض ہو گیا تھا، جن ہونہار طالب علموں کا اپنے یہاں بے روک ٹوک آ جانا اور رکھنا چاہتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص حدیث کے مطابق اپنی کسی بہن یا بھانجی نے ان کو دودھ پلوا دیتی تھیں اور اس طرح ان کی رضاعی خالہ یا نانی بن جاتی تھیں اور ان سے پردہ نہیں ہوتا ورنہ ہمیشہ طالب علموں کے اور ان کے درمیان پردہ پڑا رہتا تھا۔

---

❶ تفسیر القرطبی: سورۃ الأحزاب آیت نمبر ۳۳ کے تحت، ج ۱۴ ص ۱۸۱ / الدر المنثور: سورۃ الاحزاب، ج ۶ ص ۵۹۹، ۶۰۰

ایک دفعہ حج کے موقع پر چند بیبیوں نے عرض کی کہ اے ام المومنین! چلئے حجر اسود کو بوسہ لے لیں، فرمایا تم جاسکتی ہوں، میں مردوں کے ہجوم میں نہیں جاسکتی۔ ❶

کبھی دن کو طواف کا موقع پیش آتا تو خانہ کعبہ مردوں سے خالی کرالیا جاتا تھا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی حالت میں بھی چہرہ پر نقاب پڑی رہتی تھی۔ ایک غلام کو مکاتب کیا تھا، اس سے بھی پردہ کرتی تھیں، اسحاق تابعی نابینا تھے، وہ خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پردہ کیا، وہ بولے کہ مجھ سے کیا پردہ میں تو آپ کو دیکھتا نہیں۔ فرمایا: تم مجھے نہیں دیکھتے لیکن میں تم کو دیکھتی ہوں۔ ❷

مرگی کے دورے کے وقت بھی پردے اور ستر کی دعا

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمھیں میں جنتی عورت نہ دکھاوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، ضرور دکھائیں۔ انہوں نے فرمایا: یہ سیاہ فام عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس نے کہا: مجھے مِرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے ستر کھل جاتا ہے، آپ میرے لیے اللہ سے دعا فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَکِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكِ فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ لاَ أَتَكَشَّفَ. ❸

❶ صحیح البخاری: کتاب الحج، باب طواف النساء مع الرجال، رقم الحدیث: ۱۶۱۸

❷ سیرتِ عائشہ: اخلاق وعادات، ص ۱۴۵، ۱۴۶

❸ صحیح البخاری: کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح، رقم الحدیث: ۵۶۵۲

اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمھیں جنت ملے، اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے اللہ سے دعا کر دوں کہ وہ تمہیں عافیت عطا فرمائے۔ اس عورت نے کہا: (نہیں نہیں،) میں تو صبر کروں گی، بس اللہ سے یہ دعا فرما دیں کہ میرا ستر نہ کھلا کرے۔

شدتِ غم کے باوجود حضرت اُم خلاد رضی اللہ عنہا کے پردے کا اہتمام

حضرت اُم خلاد رضی اللہ عنہا نامی ایک خاتون کے بیٹے حضرت خلاد رضی اللہ عنہ کفار و مشرکین کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے، وہ غزوہ بنی قریضہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریکِ جہاد تھے، لڑتے لڑتے وہ ایک مکان کے قریب آئے جو ایک یہودی کا تھا، اس مکان کی چھت پر کچھ یہودی عورتیں جمع تھیں، ان میں سے ایک عورت نے ایک بھاری پتھر خلاد کے سر پر لڑھکا دیا، جس سے حضرت خلاد رضی اللہ عنہ کے سر پر شدید چوٹ لگی، اس دماغی چوٹ کے اثر سے حضرت خلاد رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہا کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ اس کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں تشریف لائیں کہ ان کے چہرہ پر نقاب بدستور پڑا ہوا تھا، ایسے موقع پر بھی جب کہ جوان بیٹا شہید ہو چکا ہے، وہ صبر وتحمل، ثبات واستقامت، پردہ داری اور شرم وحیاء کے احساس سے لبریز تھیں، یہ سب تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اثر پذیری کا نتیجہ تھا، اس لئے کہ دین کے اصول فطری اور ابدی حیثیت کے حامل ہیں، ان اصول وضوابط پر اگر انسان چاہے تو ہر حال میں عمل ممکن ہے۔

کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ان سے پوچھا کہ اس قدر غم اور پریشانی کے عالم میں بھی آپ پردہ کئے ہوئے ہیں، اور آپ کو پردہ

داری کا اتنا شدید احساس ہے، تو اس پر حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہا نے جو جواب دیا، وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ نہایت اطمینان سے فرماتی ہیں:

إِنْ أُرْزَأَ ابْنِیْ فَلَنْ أُرْزَأَ حَیَائِیْ.

ترجمہ: میں نے اپنا بیٹا ہی کھویا ہے، حیاء اور شرم تو نہیں کھوئی۔

حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہا کے منہ سے یہ جواب سن کر موقع پر موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متاثر ہوئے بغیر نہ رہے اور سب اِن کی حیاء و پاک دامنی، عفت و عصمت پر ناز کرنے لگے۔

یہاں یہ امر پیش نظر رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ام خلاد رضی اللہ عنہا سے دریافت کرنا حیرت کی بناء پر نہیں تھا، بلکہ تحسین آمیز اور رشک بھرے انداز میں انہوں نے پوچھا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہا کی تالیفِ قلب فرمائی اور ان سے فرمایا:

اِبْنُکِ لَهُ أَجْرُ شَهِیدَیْنِ ، قَالَتْ: وَلِمَ ذَاکَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْکِتَابِ. ❶

ترجمہ: ام خلاد! تمہارے بیٹے کو اللہ کے یہاں دوہرا اجر ملے گا، انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ! کس وجہ سے، آپ نے فرمایا: اس لئے ہے کہ اسے اہلِ کتاب نے قتل (شہید) کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ خوشخبری سن کر حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہا فرطِ مسرت سے سب غم بھول گئیں۔

آج ماؤں کی اکثریت کا یہ عالم ہے کہ اگر ان کا بچہ فوت ہو جائے تو وہ ہوش وحواس

❶ سنن أبی داود: کتاب الجهاد، باب فضل قتال الروم علی غیرهم من الأمم، رقم الحدیث: ۲۴۸۸

سے بیگانہ ہوکراس ضمن میں ہر وہ حرکت کرگزرتی ہیں جسے شریعت ناپسندیدہ اور ناجائز ٹھہراتی ہے، جب کہ ادھر بیٹا شہید ہو چکا ہے۔

ہمارے عورتوں کے لیے آئیڈیل تو حضرت فاطمہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہن کی زندگی ہے نہ کہ اداکاروں کی زندگی، آج ہم نے گھروں میں نیٹ کیبل لگایا ہوتا ہے، ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں جب وہ اِن اداکاروں کو دیکھتی ہیں، جن کا نیم برہنہ لباس ہوتا ہے، پھروہ اپنے والد سے کہتی ہیں ہمارے لئے ایسا لباس لے کرآؤ، پھروالدان کیلئے وہی لباس لارہا ہوتا ہے، تو ہمارے لئے یہ آئیڈیل نہیں، مسلمان عورتوں کے لئے آئیڈیل ازواج مطہرات اور صحابیات کی زندگیاں ہیں۔

خواتین اسلام کی حیاء و پاک دامنی اور پردے کے پرتاثیر واقعات

حضرت حفصہ بنت سیرین کا بڑھاپے کے دوران بھی پردے کا اہتمام

حضرت عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم کبھی کبھی حضرت حفصہ بنت سیرین رحمہا اللہ کے پاس استفادہ علمی اور حصولِ برکت کے لئے جاتے تھے، حالانکہ وہ بوڑھی ہو چکی تھیں لیکن ہمارے جانے پر وہ ایک بڑی چادر کو اوپر اوڑھ لیتیں یہاں تک کہ اس کا نقاب بنا کر چہرے پر گرا لیتیں۔ ایک دفعہ ہم نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، قرآن پاک میں تو ارشادِ خداوندی ہے:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرُ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ. (النور: ٦٠)

ترجمہ: اور بوڑھی عورتیں جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں ان پر کوئی حرج نہیں کہ اگر وہ اپنے زائد کپڑے اُتار رکھیں مواقع زینت کو کھولے بغیر۔

لہذا آپ کا چادر اوپر کر لینا جلباب ہے اور یہی کافی ہے نقاب کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا اس آیت میں آگے کیا ہے وہ بھی تو پڑھیں، ہم نے کہا آگے ہے ''وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ '' اگر وہ احتیاط کریں تو بہتر ہے۔ فرماتیں اس میں منہ چھپانے کا اثبات ہے۔ ❶

اپنی عزت وعفت کی حفاظت کرتے ہوئے جان دیدی

ایک عبادت گزار حسین وجمیل عورت کسی مالدار شخص کے دل میں سما گئی، اس عورت کو اور بھی پیغام نکاح ملتے رہتے لیکن یہ ہر دفعہ انکار کر دیتی، تو اس مالدار شخص کو یہ بات پہنچی کہ عورت کا حج کا ارادہ ہے، تو اس نے تین سو اونٹ خریدے اور اعلان کروا دیا کہ جس کو حج پر جانا ہو وہ اونٹ کرایہ پر لے سکتا ہے، تو اس نے بھی ایک اونٹ کرائے پر لیا، جب یہ کسی جگہ پہنچی تو یہ مالدار شخص اس کے پاس پہنچ گیا اور کہا: یا میرے ساتھ نکاح کر لے یا ویسے (زنا کے لئے) تیار ہو جا۔ عورت نے کہا اللہ سے ڈر، مالدار نے کہا بات تو وہی ہے جو تو نے سن لی اور واللہ میں کوئی اونٹوں والا نہیں ہوں، یہ سارا کچھ تو صرف تیرے لئے ہی کیا، تو جب عورت کو اپنے اوپر خوف ہوا تو کہا:

وَيُحكَ اُنْظُرْ أَبقِىَ فِى الرِّجَالِ عَيْنٌ لَمْ تَنَمْ، فَقَالَ لَا ،نَامُوا كُلُّهُمْ، قَالَتْ أَفَنَامَتُ عَيْنُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ،ثُمَّ شَهِقَتْ شَهِقَةً خَرَّتْ مَيْتَةً وَخَرَّ الرَّجُلُ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ ،فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ وَيْحى قَتَلْتُ نَفْسًا وَلَمْ اَبْلُغْ شَهْوَتِي. ❷

ترجمہ: اے شخص! افسوس تجھ پر، اچھا دیکھ کیا سب سو گئے ہیں یا کوئی آنکھ ابھی نہیں سوئی، کہا نہیں (یعنی سب سو گئے ہیں) تو عورت نے پوچھا کیا پروردگار کی آنکھ بھی سو گئی ہے؟ پھر عورت نے زبردست چیخ ماری اور گر کر مر گئی، آدمی بھی بیہوش ہو کر گر پڑا، جب افاقہ ہوا تو کہا افسوس مجھ پر ایک جان بھی قتل کر دی اور اپنے مقصود کو بھی نہ پہنچا۔

---

❶ صفة الصفوة: ترجمة: حفصه بنت سيرين، ج ٢ ص ٢٤١

❷ روضة المحبين: الباب السابع والعشرون، ص ٤٦٦

ایک پردہ نشین عورت کا جہاد کے لئے بطورِ رسی اپنے بال پیش کرنا

عبید اللہ بن خالق رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہارون الرشید کے زمانہ میں رومیوں نے حملہ کر دیا، اور مسلمان عورت کو قید کر لیا، تو لوگوں نے منصور بن عمار رحمہ اللہ سے کہا کہ آپ لوگوں کو رومیوں کے خلاف آمادہ کیجئے، چنانچہ ایک روز لوگوں کے مجمع میں تقریر کر رہے تھے، تو ان کو ایک بند لفافہ لا کر دیا گیا، جب لفافہ کھولا گیا تو اس میں ایک خط اس مضمون کا تھا:

”میں ایک پردہ نشین خاتون ہوں، رومیوں نے جو کچھ مسلمان عورتوں کے ساتھ کیا ہے اس کی بھی مجھے اطلاع ہے، میں اور تو کچھ نہیں کر سکتی ہوں لیکن اپنے سر کے بال آپ کی خدمت میں پیش کر رہی ہوں، شاید کوئی غازی اپنا گھوڑا باندھنے کے کام میں لے آئے، اور اسی وجہ سے اللہ رب العزت میری مغفرت فرمادے۔“

عبد اللہ کا کہنا ہے کہ جس وقت یہ خط پڑھا جا رہا تھا پورا مجمع زاروقطار رو رہا تھا۔ (۱)

ایک پاک دامن حیاء دار عورت کا ہاتھ انگاروں میں جلا دینا

ابو عثمان تیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص ایک راہبہ کے پاس سے گزرا، بہت حسن و جمال والی تھی، تو یہ شخص اس کے ساتھ فتنے میں بتلا ہو گیا اور اس کو مائل کرنا چاہا تو اس نے انکار کر دیا۔ راہبہ نے کہا اس چیز کے پیچھے نہ پڑ جو تو دیکھ رہا ہے (یعنی حسن) اور اس کے پیچھے کچھ نہیں ہے۔ لیکن آدمی نہ مانا اور اپنی ہوس کو بجھانے کی کوشش کی اور عورت پر غلبہ پالیا، عورت کے ایک طرف انگارے بھڑک رہے تھے، عورت نے اپنا ایک ہاتھ ان انگاروں میں ڈال دیا، ہاتھ جل گیا۔ مرد اپنی برائی سے فارغ ہوا تو اس نے عورت سے پوچھا، تجھ کو ہاتھ جلانے پر کس بات نے اکسایا؟ کہا کہ:

---

(۱) صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات الرقة، ج ۲ ص ۳۶۳

إِنَّکَ لَمَّا قَهَرْتَنِی عَلَی نَفْسِی خِفْتُ أَنْ أُشَارِکَکَ فِی اللَّذَّةِ فَأُشَارِکَکَ فِی الْمَعْصِيَةِ فَفَعَلْتُ مَا رَأَيْتَ. ❶

ترجمہ: مجھے خوف ہوا کہ میں تیرے ساتھ لذت میں شریک ہوں اگر چہ تو نے زبردستی کی ہے، تو اس کے بدلے معصیت میں بھی تکلیف کے ساتھ شریک ہو جاؤں۔ مرد نے کہا: واللہ! آئندہ کوئی برا کام نہ کروں گا۔

ایک بہن کی حیاوغیرت کے سبب رسم بد کا خاتمہ ہوگیا

احمد بن یحیی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قیطنون یہودی سردار اہل مدینہ پر مالک بن بیٹھا تھا، ان کو ذلیل کر رکھا تھا، یہاں تک کہ ان پر شرط لگا رکھی تھی کہ کوئی بھی شادی میں عورت اپنے شوہر کے پاس نہیں جاسکتی، جب تک اس کے پاس سے ابتداء نہ ہو جائے۔ مالک بن عجلان خزرجی نے اپنی بہن کی شادی کی اور اس کو اس کے شوہر کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا۔ یہ مالک خزرج کی مجلس میں بیٹھا تو دریں اثناء اس کی بہن کھلے منہ سامنے سے نکلی، تو مالک اپنی بہن کی اس حرکت پر غضبناک ہوگیا اور تلوار لے کر اس پر کودا اور کہا: تو نے مجھے رسوا کر دیا، میرا سر نیچا کر دیا، میری آنکھیں جھکا دیں۔ بہن نے کہا اس سے بڑا تو وہ کام ہے جو میرے ساتھ تم کرو گے کہ میرے شوہر کے علاوہ (قیطنون) کے پاس مجھے بھیجو گے، یہ کتنی شرم وحیاء کی بات ہے۔ مالک نے کہا: تو نے سچ کہا اور خاموش ہوگیا۔

پھر جب بہن واپس اپنی جگہ چلی گئی تو یہ بھائی اس کے پاس گیا اور کہا جو میں کہوں اس کو راز میں رکھنا، کہا صحیح ہے۔ مالک نے اس کو ایک راز کی بات بتائی اور دونوں اس پر پختہ ہوگئے، جب شام ہوگئی تو قیطنون کے قاصد لڑکی کو لینے آئے، لڑکی بھی بن سنور گئی

❶ روضة المحبين ونزهة المشتاقين: الباب السابع والعشرون، ص ٤٦٥

اور بھائی بھی روانہ ہو گیا اور یہ سب عورتوں کے ساتھ نکل پڑے۔ جب قیطنون کے قریب آئے تو سب عورتیں ایک طرف ہو گئیں، صرف مالک اپنی بہن کے ساتھ قیطنون کے پاس رہ گیا۔ مالک نے یہودی قیطنون کو کہا تجھ کو تورات کی قسم! مجھے ایک گھڑی مہلت دے دے کہ میں اپنی بہن سے اپنا دل ٹھنڈا کرلوں اور یہ مجھ سے کچھ باتیں کرلے، اس نے کہا ٹھیک ہے، وہ ایک طرف چلا گیا اور دروازہ وغیرہ بند کرنے لگا، ادھر مالک نے اپنی بہن کو کہا بستر پر چلی جا اور خود کہیں چھپ گیا۔ یہودی جب بستر پر اکیلا بہن کو دیکھ کر آگے بڑھا تو مالک نے تلوار سونت کر پے در پے کئی وار کیئے اور اِسے اِسی جگہ قتل کر دیا۔ اس کے بعد خزرج اور اوس دونوں عیسائی قبیلے اکٹھے ہوئے اور ہمیشہ کے لئے انہوں نے مالک کو اپنا سردار بنالیا، جس نے ان کو ہمیشہ کی ذلت سے نجات دلائی اور یہودی ذلیل وخوار ہو کر سر اٹھانے کے قابل نہ رہے۔ ❶

شوہر کی باحیاء اور وفادار بیوی

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو ان کی بیوی نائلہ بنت فرافصہ آپ کی قبر پر گئیں، آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے، جب گھر لوٹ کر آئیں تو اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا:

إِنِّى رَأَيْتُ الْحُزْنَ يَبْلَى كَمَا يَبْلِى الثَّوْبُ، وَقَدْ خِفْتُ أَنْ يَّبْلِىَ حُزْنُ عُثْمَانَ فِى قَلْبِى. فَدَعَتْ بِفِهْرٍ فَهَتَفَتْ فَاهَا، وَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَا يَقْعُدُ رَجُلٌ مِنِّى مَقْعَدَ عُثْمَانَ أَبَدًا. ❷

ترجمہ: میں دیکھتی ہوں کہ رنج بھی پرانا ہو جاتا ہے جیسے کپڑا پرانا ہو جاتا ہے، اور مجھے

❶ أخبار النساء: باب ما جاء فى وصف النساء، ص ۳۸

❷ أخبار النساء: باب ما جاء في وفاء النساء، ص ۱۲۸

خوف ہے کہ کہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنج میرے دل میں پرانا نہ ہو جائے، لہذا ایک پتھر منگوایا اور لے کر اپنے دانت توڑ دیئے، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جگہ نہیں لے سکتا۔

پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو شام کے حاکم و گورنر تھے، انہوں نے پیغام نکاح بھیجا، تو ان کو اپنے ٹوٹے ہوئے دانت بھجوا دیئے اور کہا کیا دلہن کی حالت آپ دیکھ رہے ہیں، اس قلبی وفاداری اور محبت کے سبب باوجود یہ کہ دانت توڑ دیئے لیکن جب حضرت نائلہ کبھی مسکراتیں تو سب سے خوبصورت یہی دکھائی دیتیں تھیں۔

چوری چھپکے ایک باپردہ عورت کو دیکھنے والے کا عبرتناک انجام

عضد الدولہ کے دربار میں ایک ترکی نوجوان کام کرتا تھا۔ اس کے ہمسائے میں ایک شریف گھرانہ آباد تھا، میاں بیوی نئے نئے شادی کے بندھن میں بندھے تھے، دیوار سے دیوار ملی ہوئی تھی۔ اتفاق کی بات دیوار سے ایک اینٹ گر پڑی یا اس ترکی نوجوان نے قصداً نکال لی، بہرحال دیوار میں سوراخ ہو گیا۔ اس ترکی نے اِس سے جھانک کر دیکھا اسے ایک نہایت خوبصورت عورت نظر آئی، اب اُسے دید و باز دید کا ایسا چسکا پڑا کہ وہ ہمہ وقت سوراخ سے اُس عورت کو دیکھتا رہتا۔ شروع شروع میں تو عورت کو پتا نہ چلا کہ کوئی اُسے دیکھتا ہے، البتہ رفتہ رفتہ اُسے معلوم ہو گیا کہ ترکی ہمسایہ اسے چوری چھپے دیکھتا رہتا ہے۔ عورت پاک دامن تھی، اس نے اپنے خاوند سے شکایت کی کہ یہ ترکی مجھے دیوار سے جھانکتا رہتا ہے۔ اس مکان میں میرے سوا کوئی اور نہیں ہے، اس لیے لوگوں کو شک گزرے گا کہ میری اس سے شناسائی ہے اور میں اس سے باتیں کرتی ہوں گی، سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے چھٹکارے کے لیے کیا کروں؟

خاوند کو جب یہ مذموم حرکت معلوم ہوئی تو اسے بڑا غصہ آیا کہ اس کی عزت پر ڈاکہ ڈالا

جا رہا ہے، اس نے فوراً ایک منصوبہ بنایا اور اپنی بیوی سے کہا: گھبرانے کی ضرورت نہیں، ایسا کرو کہ اس کے نام ایک رقعہ لکھو اور اِس سے اس کی طرف پھینک دو۔ رقعے کا مضمون یہ ہونا چاہیے: نوجوان! فضول کھڑے ہونے اور اِس سوراخ سے مجھے چوری چھپے تکتے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں، تم یوں کرو کہ عشاء کے بعد جب اندھیرا چھا جائے اور لوگ سو جائیں تو تم چپکے سے میرے دروازے پر آ جانا ہلکی سی دستک دینا، میں تمھارے لیے خاموشی سے دروازہ کھول دوں گی، عورت نے یہ مضمون لکھ کر نوجوان کی طرف رقعہ پھینک دیا، نوجوان نے فوراً رقعہ پڑھا، خوشی سے جھوم اٹھا اور رات ہونے کا بے تابی سے انتظار کرنے لگا۔

ادھر خاتون کے شوہر نے گھر کے دروازے کے پیچھے گہرا گڑھا کھودا اور عشاء کے وقت ترکی نوجوان کی گھات میں بیٹھ گیا، سورج غروب ہوا، چاروں طرف اندھیرا چھا گیا، عشاء کے وقت نوجوان عورت کے دروازے پر جا پہنچا اور احتیاط سے دستک دی، دروازہ دھیرے سے کھل گیا۔ نوجوان نے جونہی اندر قدم رکھا۔ شوہر نے زور سے لات ماری اور اسے گڑھے میں گرا دیا۔ پھر میاں بیوی نے مل کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔

چند دنوں تک تو اس ترکی نوجوان کے بارے میں کسی نے کوئی بات نہیں کی مگر جب وہ متواتر کئی دن تک نظر نہ آیا تو عضد الدولہ کو اس کا دھیان آیا، اس نے اپنے مقربین سے اس کے بارے میں استفسار کیا تو اسے بتایا گیا کہ وہ کئی دنوں سے بغیر اطلاع کے ڈیوٹی سے غائب ہے۔

عضد الدولہ کو اچانک ترکی نوجوان کے غائب ہو جانے پر بڑی تشویش ہوئی، وہ اس معاملے کی تفتیش کرنے لگا۔ اس نے اس کی رہائش گاہ کے قریب والی مسجد کے مؤذن کو بلا بھیجا۔ مؤذن کو سرکاری دربار سے بلاوا آیا، تو یہ خبر آن واحد میں پورے محلے میں

پھیل گئی کہ مؤذن کو خلیفہ نے طلب کیا ہے۔ مؤذن حاضر خدمت ہوا۔ بظاہر عضد الدولہ مؤذن سے سختی سے پیش آیا، تاہم اس نے جیب سے سو دینار نکالے اور کہنے لگا:

هٰذِهِ مِائَةُ دِينَارٍ، خُذْهَا وَامْتَثِلْ مَا آمُرُكَ

ترجمہ: یہ سو دینار لو اور میں تمہیں جو حکم دوں اس کی تعمیل کرو۔

مؤذن نے عرض کیا: حکم دیجیے، فوری تعمیل ہوگی۔

عضد الدولہ نے حکم دیا کہ جب تم واپس جاؤ تو عشاء کی اذان دے کر مسجد کے اندر بیٹھ جانا۔ سب سے پہلے جو شخص آئے اور میری نسبت پوچھے کہ میں نے تمہیں کیوں طلب کیا تھا تو صبح اس کے بارے میں آ کر مطلع کرنا۔

مؤذن واپس آیا اور عضد الدولہ کے حکم کے مطابق اذان دے کر مسجد میں بیٹھ گیا۔ اذان سنتے ہی ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا، یہ وہی آدمی تھا جس کی بیوی پر ترکی نوجوان تھا بری نگاہ رکھے ہوا تھا اور جسے اس نے اپنے دروازے کے پاس گڑھے میں دفن کر دیا تھا، مسجد میں داخل ہوتے ہی اس نے مؤذن سے پوچھا:

قَلْبِي إِلَيْكَ وَلِأَيِّ شَيْءٍ أَرَادَ مِنْكَ عَضُدُ الدَّوْلَةِ؟

ترجمہ: میرا دل تمہاری ہی طرف لگا ہوا تھا، بتاؤ! خلیفہ نے تمہیں کیوں بلوایا اور وہ تم سے کیا معلوم کرنا چاہتا تھا؟

مؤذن نے بتایا: کوئی خاص بات نہیں، عضد الدولہ نے مجھ سے اچھی ہی بات کی ہے۔

صبح ہوتے ہی مؤذن مسجد سے نکلا اور عضد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس آدمی کے بارے میں اطلاع دی۔ عضد الدولہ نے فوراً اس آدمی کو بلایا۔ کچھ دیر بعد وہ آدمی عضد الدولہ کے دربار میں حاضر ہو گیا، وہ گھبرایا ہوا تھا۔ عضد الدولہ نے اسے دیکھتے ہی پوچھا: ترکی نوجوان کا کیا قصہ ہے؟

وہ بولا: حضور! آپ نے اس ترکی نوجوان کے بارے میں پوچھ ہی لیا ہے تو میں آپ کو بالکل سچ بتلاتا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ میری بیوی پردہ نشین اور پاک دامن خاتون ہے۔ یہ نوجوان ہمارا پڑوسی تھا، وہ مکان کی دیوار سے اسے دیکھتا رہتا تھا اور ورغلانے کی کوشش کررہا تھا۔ دیوار کے ساتھ صرف میرا ہی گھر ہے اور اس میں صرف میری بیوی ہی رہتی ہے، اس لیے وہ اس بات سے بہت پریشان تھی کہ اگر کسی کو اس کی تاک جھانک کا حال معلوم ہوگیا تو وہ یہی سمجھے گا کہ وہ بھی اس نوجوان کی خباثت میں برابر کی شریک ہے۔ یہ میری عزت پر حملہ تھا، میں برداشت نہ کرسکا، لہذا میں نے اُسے ٹھکانے لگا دیا...... اس شخص نے مختصر طور پر ترکی نوجوان کو گڑھے میں دفن کی کرنے روداد بھی سنادی۔

عضدالدولہ نے اس کی ساری گفتگو سننے کے بعد فرمایا:

اِذْهَبْ فِي دَعَةِ اللّٰهِ فَمَا سَمِعَ النَّاسُ وَلَا قُلْنَا. ❶

ترجمہ: جاؤ۔ اللہ کے سپرد! نہ لوگوں کو اس بات کی کوئی خبر ہوئی، نہ ہم یہ راز افشا کریں گے۔

خاتون نے اپنی عزت وناموس کی حفاظت کی خاطر چور کو قتل کردیا

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ ملک شام میں ایک عورت قاضی ضحاک بن قیس رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا: کسی شخص نے سردیوں کی رات میرے دروازے کو زبردستی کھلوانا چاہا، میں نے چیخ وپکار کی کہ شاید کوئی مدد کو پہنچ جائے، مگر چیخ وپکار بیکار گئی۔ پھر میں نے تدبیر اختیار کی اور دروازہ کھول دیا، اور چکی کا پاٹ اس کو دے مارا اور اس کو اس طرح کیفر کردار تک پہنچادیا۔

❶ سنہری کرنیں: ص۱۲۵ تا ۱۲۸/ الأذکیاء لابن الجوزی: الباب الحادی عشر ص ۵۰، ۵۱

قاضی ضحاک رحمہ اللہ نے اس کے ساتھ کسی سپاہی کو بھیجا، تو دیکھا واقعی ایک چور مرا پڑا ہے۔ اس کے اردگرد مال ومتاع بھی ہے، پھر قاضی نے اس کا خون معاف قرار دیا۔ ❶

حضراتِ صحابہ کرام اور پردے کا اہتمام

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہنوں میں پردے کا واضح تصور تھا اور وہ اس پر بڑی سختی سے عمل کرتے تھے، حالات خواہ کیسے بھی ہوں وہ بے پردگی کو برداشت نہیں کرتے تھے، حضرت ابوسائب تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر ایک گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ اس گھر میں ایک جوان آدمی تھا، جو ہمارے ہی قبیلہ سے تھا، اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ خندق کیلئے نکلے (وہ جوان بھی ہمارے ساتھ تھا) جب آدھا دن گزر جاتا تو رسول اللہ سے اجازت لے کر وہ جوان اپنے گھر آجاتا، ایک روز یہ واقعہ پیش آیا کہ جب اس نے گھر جانے کی اجازت چاہی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم ہتھیار لے کر جاؤ، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ قبیلہ بنوقریظہ تمہاری جان نہ لے لے، یہ سن کر اس شخص نے اپنا ہتھیار لیا پھر گھر کی طرف واپس ہوا (وہاں پہنچ کر) اچانک کیا دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی (گھر سے باہر) دونوں کواڑوں کے درمیان کھڑی ہے، اس کو دیکھ کر اِسے سخت غصہ آیا اور اس کی غیرت کا تقاضا ہوا کہ عورت کو نیزہ مار دے، چنانچہ بیوی کی طرف اس نے نیزہ بڑھایا، اس کی بیوی نے کہا نیزہ روکئے اور گھر میں داخل ہوکر دیکھئے کہ مجھے کس چیز نے باہر نکالا ہے، چنانچہ وہ شخص گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ بستر پر لیٹا ہوا پڑا

---

❶ مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الديات، الرجل يريد المرأة على نفسها، ج۵ ص ۴۳۹، الرقم: ۲۷۷۹۵

ہے، اس کو دیکھتے ہی نیزہ بڑھایا اور سانپ کو نیزے میں پرو دیا اور پھر گھر سے نکل کر نیزے کو صحن میں گاڑ دیا، سانپ نے تڑپ کر اس شخص پر حملہ کر دیا اور سانپ کی اور اس شخص کی موت وہیں اس وقت ہوگئی، اور بیک وقت دونوں کی جان گئی کہ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کس کی موت ہوئی۔ ❶

اندازہ فرمائیں کہ صحابی کی غیرت نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ انکی بیوی بے پردہ گھر سے باہر نکلے، اگر ان کی بیوی باہر آنے کے سبب کا حوالہ نہ دیتی تو نیزہ سے کم از کم زخمی تو ہو ہی جاتی اور گہرا وار ہو جاتا تو شاید زندہ بھی نہ رہتی، اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک کسی عورت کا باہر نکلنا بدترین جرم تھا، بہت سے نام نہاد ثقافت اسلامی کے خادم جو کہہ دیا کرتے ہیں کہ موجودہ پردہ دور حاضر کے مولویوں کی ایجاد ہے، اس واقعہ سے ان لوگوں کے دعوے کی صاف تردید ہو جاتی ہے۔ دیکھئے مردوں سے مدینہ منورہ خالی ہے، حضرات صحابہ کرام خندق کھودنے میں لگے ہوئے ہیں، دوپہر کا وقت ہے اس اثناء میں جب ایک شخص اپنی بیوی کو باہر کھڑے دیکھتا ہے تو غیرت کے جوش میں بھر کر حملہ آور ہو جاتا ہے، اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابی عورتوں کا بے پردہ ہو کر باہر نکلنے کا خدانخواستہ رواج ہوتا تو وہ صحابی اس قدر برہم کیوں ہوتے، یہ تو صحابی کی غیرت کا حال ہے اور ایک ہماری غیرت ہے جو ہمیں ہر طرح کی بے پردگی کی اجازت دے دیتی ہے، ہمارے ماڈرن شوہر بیویوں کو بنا سنوار کر شوپیس کے طور پر ساتھ رکھتے ہیں، غیر مردوں سے ان کا تعارف کراتے ہیں، مصافحہ کراتے ہیں اور اگر کوئی بندہ ان کی بیگم کے ناک نقشہ کی تعریف کر دے تو ''غیرت مند'' شوہر پھولا نہیں سماتا، بلکہ اب تو ''اونچی سوسائٹی'' میں ایک دوسرے کی

❶ صحیح مسلم: کتاب الآداب، باب قتل الحیات وغیرھا، رقم الحدیث: ۲۲۳۶

بیویوں کی بانہوں میں بانہیں ڈال کرڈانس کرنا ثقافت کا ایک لازمی جزو خیال کیا جاتا ہے۔ ❶

پردے اور حیا کے سبب گھر میں آتے وقت بھی اجازت لیکر آئیں

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اپنی ماں سے بھی اجازت طلب کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اجازت طلب کرنا ماں سے بھی ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو ان کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ مقصد کہنے کا یہ تھا کہ ماں کا مجھ سے پردہ نہیں ہے، پھر طلب اذن کی کیا ضرورت ہے؟ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے بھی اجازت لے لیا کرو۔ اس شخص نے کہا کہ میں ان کی خدمت کرتا ہوں یعنی اس وجہ سے برابر آنا جانا ہوتا ہے پھر طلبِ اذن کی کیا ضرورت ہے، دشواری بڑھ جائے گی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھاتے ہوئے فرمایا: اپنی ماں کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا ہے تب بھی اجازت حاصل کرلیا کرو، کیا تم ماں کو برہنہ دیکھنا پسند کروگے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر اسی وجہ سے کہتا ہوں کہ اجازت حاصل کرکے جاؤ۔ ❷

شوہر کی وفا میں بادشاہ وقت کے پیغام نکاح کو ٹھکرادیا

خولہ بنت منظور بن زیاد فزاری یہ خاتون حضرت حسن بن علی بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں اور اس کی بہن حضرت عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ کے ہاں تھی، اور یہ لوگوں میں سب سے خوبصورت دانتوں والی تھی اور سب سے کامل حسن والی تھی، تو جب عبدالملک بن مروان کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے ان کے شوہر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی

❶ ندائے منبر ومحراب: جلد ثانی، ص۲۹۹ تا ۳۰۱

❷ مؤطا مالک: کتاب الاستئذان، باب الاستئذان، ج۲ ص ۱۴۱، رقم الحدیث: ۲۰۲۸

اللہ عنہ کو شہید کروایا، پھر اس لڑکی کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا:

فَكَرِهَتْ أَنْ تَتَزَوَّجَهُ وَهُوَ قَاتِلُ زَوْجِهَا، فَأَخَذَتْ فِهْرًا وَكَسَّرَتْ بِهِ أَسْنَانَهَا. ❶

ترجمہ: تو اس نے ناپسند کیا کہ اپنے شوہر کے قاتل سے شادی کروں، تو اس نے پتھر لیا اور اپنے دانتوں کو توڑ دیا۔

پھر عبدالملک خلیفہ وقت کا قاصد آیا اور ان کو نکاح کا پیغام دیا تو اس کو بلایا تا کہ چہرہ دیکھ لے اور کہا مجھے کوئی حق نہیں کہ میں امیر المؤمنین سے اعراض کروں، لیکن اُن کو ہماری یہ حالت بتلا دیں کہ میں نے اپنے دانت توڑ دیئے ہیں، جب قاصد نے عبدالملک کو یہ بات بتلائی، تو عبدالملک نے کہا واللہ ان دانتوں کی وجہ سے تو پیغام بھیجا تھا، اب کوئی حاجت نہیں ہے۔

مرد نے غیرت کے سبب بیوی کو چہرہ کھولنے سے منع کر دیا

حضرت موسیٰ بن اسحاق رحمہ اللہ وقت کے قاضی تھے، لوگوں کے فیصلے نمٹاتے تھے، ایک مرتبہ فیصلہ لینے والوں میں ایک عورت آئی، اس نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ اس پر میرے پانچ سو دینار بطورِ مہر کے دینے ہیں۔

لیکن شوہر نے انکار کر دیا کہ اس کے ذمے کچھ بھی نہیں، تو قاضی نے شوہر سے گواہ طلب کیے۔ شوہر نے گواہوں کو حاضر کر دیا، قاضی نے ایک کو بلایا اور کہا اس کی بیوی کی طرف دیکھ تا کہ تو گواہی میں اس کی طرف اشارہ کر سکے، تو گواہ کھڑا ہو گیا اور بیوی کو کہا کھڑی ہو جا، شوہر سے نہ رہا گیا، پوچھا کیا ارادہ ہے اس (میری بیوی) سے، تو شوہر کو بتایا گیا کہ گواہ کا عورت کے چہرے کو دیکھنا ضروری ہے تا کہ وہ جان سکے کہ

❶ أخبار النساء: باب ما جاء في وفاء النساء، ص ١٣٣

جس پر وہ گواہی دے رہا ہے یہ وہی عورت ہے۔تو شوہر کو فطرتی غیرت کے سبب بہت ناگوار گزرا کہ اس کی بیوی لوگوں کے سامنے چہرہ کھولنے پر مجبور ہو،تو شوہر نے چیخ کر کہا میں قاضی کو گواہ بناتا ہوں کہ میرے ذمے بیوی کا مہر ہے جتنا وہ دعوی کرتی ہے، بس وہ اپنا چہرہ نہ کھولے تاکہ میری بیوی پر غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے۔

پھر بیوی نے سنا تو اس کی ٹانگیں کانپ گئیں کہ اس کا شوہر اس کے چہرے کے پردے کا کس قدر خیال رکھ رہا ہے، اور اُس کی غیرت یہ برداشت نہیں کرتی کہ اُس کی بیوی پر کسی غیر محرم کی نگاہ پڑے،تو عورت بھی چیخ پڑی اے قاضی! میں آپ کو گواہ بناتی ہوں کہ میں نے اپنا مہر اس کو بطورِ تحفے کے معاف کردیا، اور میں نے دنیا اور آخرت میں اِسے مہر سے بری کردیا۔

تو قاضی کو یہ واقعہ بہت ہی پسند آیا، اور اپنے منشی کو کہا اس واقعہ کو عمدہ اخلاق (کی تاریخ) میں لکھ کر محفوظ کرلو۔ ❶

ایک بیوی جس کو وفا نے گونگا کردیا

امام اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دیہات میں ایک اعرابیہ کو دیکھا، جو بات نہ کرتی تھی، میں نے پوچھا کیا یہ گونگی ہے؟ تو بتایا گیا نہیں:

وَلَكِنَّهَا كَانَ زَوْجُهَا مُعْجَبًا بِنَغْمَتِهَا فَتُوُفِّيَ، فَآلَتْ: أَنْ لَّا تَتَكَلَّمَ بَعْدَهُ أَبَدًا. ❷

ترجمہ: اس کا شوہر اس کے حسین نغموں کو بہت پسند کرتا تھا جو وفات پا گیا ہے، تو اس نے قسم اُٹھائی ہے کہ وہ اس کے بعد کبھی بھی بات نہ کرے گی۔

ایک باپردہ پاکدامن خاتون کے سبب قحط سالی دور ہوگئی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مکتوبات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی میں قحط

❶ شعب الإيمان: الغيرة والمذاء، ج۱۳ ص۲۶۵، رقم: ۱۰۳۱۳

❷ أخبار النساء: باب ما جاء في وفاء النساء، ص۱۳۹

پڑا، بارش نہیں ہورہی تھی، دریاؤں اور نہروں کا پانی خشک تھا، حتی کہ درخت بھی خشک ہو گئے تھے، لوگ پریشان تھے کہ فصلیں نہیں ہو رہیں۔ قحط سالی کی وجہ سے چرند پرند بھی پریشان ہو گئے۔ سب عوام، علماء اور صلحاء بھی شہر سے باہر آ گئے، سب نے نماز استسقاء پڑھی اور دعا مانگی مگر پھر بھی بارش کے آثار ظاہر نہ ہوئے۔ اسی اثناء میں ایک نوجوان اپنی والدہ کو لے کر قریبی راستے سے گزر رہا تھا، اس نے لوگوں کو اکٹھا دیکھا تو قریب آیا اور سواری سے اتر کر پوچھا کہ لوگ یہاں کیوں جمع ہیں؟ لوگوں نے کہا قحط سالی ہے، رحمت کی بارش مانگ رہے ہیں مگر بارش کے آثار ظاہر نہیں ہو رہے۔ وہ کہنے لگا بہت اچھا، وہ نوجوان گیا اور اپنی والدہ کی چادر کا کونہ پکڑ کر اس نے چند الفاظ کہے۔ اس نوجون کے وہ الفاظ کہنے ہی تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور خوب بارش برسنا شروع ہوگئی۔ علماء، صلحاء اور دوسرے لوگ حیران ہوئے اتنے لوگوں نے توبہ کی مگر رحمت کی بارش نہ برسی، اس نوجوان سے پوچھا کہ اے نوجوان! ہمیں بھی ذرا بتا کہ تیرے وہ کون سے الفاظ تھے جنہوں نے رحمت کو کھینچ لیا۔ تو وہ کہنے لگا میں اس ماں کا بیٹا ہوں جو تقیہ، نقیہ اور پاک صاف زندگی گزار چکی ہے۔ میں نے جا کر اس کے چادر کا کونہ پکڑا اور کہا: اے رب کریم! میری وہ ماں ہے جس نے پاکدامنی کی زندگی گزاری ہے۔ آپ کو اس کی پاک دامنی کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ رحمت کی بارش برسا دیں۔ اللہ تعالی نے فوراً رحمت کی بارش برسا دی۔ ❶

حجاج بن یوسف کے سامنے ایک عورت کا نگاہ جھکا کے گفتگو اور جرأت

حجاج بن یوسف ثقفی ام علقمہ نامی ایک خاتون سے تقریباً گھنٹہ بھر گفتگو کرتا رہا۔ دوران گفتگو اس خاتون نے لمحہ برابر بھی حجاج کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا۔

❶ خواتینِ اسلام کے کارنامے: ص۲۱۲

حجاج نے خاتون سے کہا: میں تمہارے ساتھ گھنٹہ بھر سے باتیں کررہا ہوں لیکن تم نے ایک مرتبہ بھی میری طرف نگاہ اٹھا کر بات نہیں کی، اس خاتون نے برجستہ کہا:

أَكْرَهُ أَنْ أَنظُرَ إِلَى مَنْ لَا يَنظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ. ❶

ترجمہ: میں اس شخص کی طرف نگاہ اٹھانا پسند نہیں کرتی جس کی طرف اللہ کی نظر (رحمت) نہیں اٹھتی۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کے گھرانے میں پردے کا اہتمام

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۴۶ء کے اواخر میں، میں نے ارادہ کیا کہ اپنی مرحومہ اہلیہ کو لے کر سہارنپور کا سفر کروں۔ مجھے معلوم تھا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادیاں پوری شرعی پابندیوں کے ساتھ زندگی گزارتی ہیں اور دینی حیثیت سے اس گھرانے کی زندگی ایک مثالی زندگی ہے۔ میں نے چاہا کہ اہلیہ کا چندروز حضرت شیخ کے گھر پر قیام رہے تاکہ وہ صحیح دینی زندگی کا نقشہ آنکھوں سے دیکھیں اور اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ میں نے حضرت شیخ کو خط لکھ کر اجازت طلب کی، حضرت کی طرف سے اجازت آنے پر یہ سفر ہوا۔ چندروز اہلیہ کا قیام حضرت کے یہاں رہا، آنکھوں نے جو دیکھا اور بعد میں مجھے بتلایا اس میں چند باتیں جو یادرہ گئی ہیں، درج ذیل ہیں:

۱......کوئی عزیز قریب بھی زنان خانے میں نہیں آتے۔

۲......کوئی داماد اگر اپنی اہلیہ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں تو دروازہ ہی پر ان کو بلا کر بات کر لیتے ہیں۔

---

❶ سنہری کرنیں: ص۲۱۲/أعلام النساء: ج۴ص ۲۲۸/محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء: ج۲ص ۱۵۷

۳...... غیر معمولی تعجب کے ساتھ انہوں نے ذکر کیا کہ جو کھانا ہم اپنے گھر گھنٹوں میں پکاتے ہیں، وہ حضرت شیخ کے یہاں منٹوں میں تیار ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ذکر کیا کہ ایک دن جب کھانے کے وقت میں صرف آدھ گھنٹہ باقی تھا، حضرت شیخ نے بالا خانے کے اپنے کمرے سے اطلاع دی کہ فلاں مہمان آ گئے ہیں، ان کے لئے کچھ اہتمام کرلو تو صرف آدھ گھنٹہ میں یا اس سے بھی کم وقت میں صاحبزادیوں نے پلاؤ تیار کرلیا اور ایک دو طرح کے سالن بھی۔ میں حیرت سے دیکھتی رہی، وہ پتیلی چولہے پر رکھتی تھیں اور جو کچھ پکانا ہوتا تھا اس میں ڈال دیتی تھیں، تھوڑی دیر کے بعد اتار لیتی تھیں اور کھانا تیار ہوتا تھا۔ ❶

سرسید احمد خان اور علامہ اقبال کے ہاں پردے کا اہتمام

آج کل اکثریت ان لوگوں کی ہے جو ذہنی طور پر یورپ کے غلام ہیں، یورپ کی مادی ترقی نے ان کی آنکھوں کو چکا چوند کر دیا ہے، یہ ہر وہ حرکت کرنے کیلئے تیار ہیں جس سے یورپ کی نقالی کے تقاضے پورے ہوتے ہوں، خواہ اس کیلئے ضمیر کو موت کی نیند سلانا پڑے، خواہ کتاب اللہ میں تحریف کرنی پڑے، خواہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنا پڑے، یہ لوگ جب فرنگی تہذیب وثقافت کو دیکھتے ہیں، جب یورپ کی مادر پدر آزاد سوسائٹی کا نظارہ کرتے ہیں، جب انگریز مردوں اور عورتوں کے اجتماعی ڈانس پر انکی نظر پڑتی ہے، تو پھر ان کے منہ سے رال ٹپکنے لگتی ہے، ان کے اندر کا حیوان انگڑائی لیکر اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور یہ حیوانی معاشرت کیلئے آمادہ ہو جاتے ہیں، ایسی معاشرت جس میں عورت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے پاکیزہ مقام سے اتر کر محض ایک ایسی فیشن ایبل لیڈی کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔ جس کی زندگی کا، جس کی معاشرت

❶ تحدیث نعمت: حصہ دوم شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کی کچھ یادیں، کچھ باتیں، ص ۲۹۴، ۲۹۵

کا، جس کے انداز واطوار کا، جس کی چلت پھرت کا سب سے بڑا مقصد شہوت پرست مردوں کی شہوانی نظروں کی پیاس بجھانا ہوتا ہے۔

مجھے تواس وقت بے حد حیرت ہوئی جب میرے علم میں یہ بات آئی کہ سرسید احمد خان اور علامہ اقبال رحمہ اللہ جن کو یہ لوگ اپنے سب سے بڑے محسن سمجھتے ہیں اور جن سے اختلاف کرنے کی بھی یہ کسی کو اجازت نہیں دیتے وہ حضرات بھی پردے کے بڑے پابند تھے، اگر ہماری بات اسلئے نہیں مانی جاتی کہ ہم تنگ نظر اور تنگ خیال مُلاّ ہیں، ہم قدامت پرست اور دقیانوسی ہیں، تو یہ حضرات تو تمہارے بقول روشن خیال تھے، انہوں نے یورپی تہذیب کو بہت قریب سے دیکھ رکھا تھا، انہیں علوم جدیدہ میں مہارت حاصل تھی، چلو ہماری بات نہ مانو انہیں کی بات مان لو۔

سرسید کے حالات میں لکھا ہے کہ جن دنوں علی گڑھ کالج قائم ہو چکا تھا، گورنر یوپی مع اپنی اہلیہ کے کالج دیکھنے کیلئے علی گڑھ آئے ہوئے تھے، ان کی بیگم سرسید کی بہو بیگم جسٹس سید محمود سے ملاقات کیلئے سرسید کی کوٹھی پر آنا چاہتی تھیں۔ سرسید نے جواباً تحریر فرمایا کہ میری بہو پردہ نشین ہے اور اسلام غیر مسلم بے پردہ خواتین سے ملاقات کی اجازت نہیں دیتا، اسلئے میں اور میری بہو گورنر کی بیگم کی خواہش کا دلی احترام کرتے ہوئے بھی معذور ہیں۔ آپ اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ ایسے زمانہ میں جبکہ انگریزی حکومت کے گورنر تو کیا کسی معمولی انگریز افسر کے حکم سے انحراف بھی مصائب و آلام کو دعوت دینے کے مترادف تھا اور اس وقت سرسید کا شمار ''انگریز کے خوشامدیوں'' میں ہوتا تھا، آپ نے انگریز گورنر کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور ایسے موقع پر نہ ڈرے اور نہ خوشامد کی بلکہ پوری دلیری کے ساتھ گورنر کو ایسا جواب دیا جس سے انکی غیرت وحمیت نمایاں ہے۔

اب سرسید ہی کا دوسرا واقعہ سنیے جسے ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:
ایک دفعہ کا ذکر ہے مولوی سید ممتاز علی موحوم سرسید کے حضور پہنچے اور حقوق نسواں پر اپنا مسودہ پیش کیا، سرسید اس کے اوراق پلٹتے جاتے تھے اور انکے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا، آخر انہوں نے غصہ میں آکر مسودہ پھاڑ دیا اور بولے ''ممتاز علی! ہماری حکومت چھن گئی؟ ہماری تہذیب مٹ گئی؟ اب کیا عورتیں بھی ہمارے قبضے سے نکل جائیں گی؟ (ہفت روزہ چٹان)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے بارے میں حکیم محمد حسین عرشی امرتسری جن کا علامہ کے ساتھ خصوصی تعلق تھا، وہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ علامہ مرحوم امریکہ یا کسی مغربی ملک میں بصورت وفد گئے، تمام ارکان وفد اپنی بیویوں سمیت جارہے تھے، علامہ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ان کی بیگم پردہ کی پابند ہیں اور ایسے وفود میں پردہ کا ذکر تک نہیں آسکتا۔

ایک مرتبہ سر محمد شفیع کے ہاں کسی تقریب میں بمع فیملی مدعو تھے لیکن علامہ تنہا گئے، سر شفیع نے پوچھا: بیگم صاحبہ کو کیوں نہیں لائے؟ آپ نے جواب دیا کہ وہ پردہ کی پابند ہیں، سر شفیع نے کہا: یہاں زنانہ میں قیام فرماسکتی ہیں؟ علامہ نے جواب میں کہا: بے پردہ زنانے بھی ایسے ہوتے ہیں۔

ایک دفعہ کسی شخص نے علامہ سے پوچھا عورتوں کے پردہ کے متعلق آپکی کیا رائے ہے؟ آپ نے جواب دیا: عورتیں کیا؟ میرے نزدیک آج کل کے لڑکوں کو بھی پردہ کرنا چاہیے۔

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ ہم لوگ اپنی شکل ایسی بناتے ہیں کہ دیکھنے والے پر ہیبت طاری ہو اور آج کل کے بعض لڑکے اپنی شکل ایسی

بناتے ہیں کہ اسکے دیکھنے والوں میں شہوت پیدا ہو۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ کے پیش نظر غالباً اسی قماش کے لڑکے ہوں گے۔

جولوگ سرسید احمد خان اور علامہ اقبال کو اپنا آئیڈیل تسلیم کرتے ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ پردے کے معاملہ میں بھی ان کی تقلید کریں اور ان کی معاشرت کو اپنائیں۔ ❶

ایک باپردہ بچی نے اپنی ٹیچر کو کہا میں کس کو راضی کروں

اسکول سے چھٹی ہوئی تو ننھی سی معصوم لڑکی سخت پریشانی کا شکار تھی، اس کے چہرے پر حزن وملال کے آثار تھے۔ ماں نے اپنی بیٹی کا مرجھایا چہرہ دیکھا تو سمجھ گئی کہ اسکول میں ضرور کوئی ایسی بات ہوئی ہے جو میری لخت جگر کو ناگوار گزری ہے۔ والدہ نے مناسب نہ سمجھا کہ بیٹی سے پوچھے مگر اس کا دل بے چین تھا، اس کی خواہش تھی کہ اس سے پوچھے کہ وہ پریشان کیوں ہے۔

کھانا کھانے کے بعد بیٹی نے خود ہی اس خاموشی کو توڑا اور اپنی والدہ کی سوالیہ نظروں کے جواب میں کہنا شروع کیا:

امی! یہ جو میں نے لمبی فراک پہنی ہوئی ہے نا، میری ٹیچر اس کی بدولت مجھ سے سخت ناراض ہے۔ وہ کہتی ہے تم بھی دوسری لڑکیوں جیسی چھوٹی فراک پہن کر آؤ اور اگر تم کل پھر اس لمبی فراک میں آؤ گی تو اسکول سے نکال دوں گی۔

والدہ: میری عزیز بیٹی! مگر یہ لمبی فراک تو اللہ تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہے۔

بیٹی: امی جان! آپ کی بات درست ہے، لیکن ٹیچر کو یہ (شرعی) لباس پسند نہیں۔

والدہ: میری پیاری بیٹی! یہ درست ہے کہ تمہاری ٹیچر کو تمہارا لباس پسند نہیں اور وہ تمہیں غیر ساتر لباس پہننے کا مشورہ ہی نہیں دیتی بلکہ مجبور کرتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ تمہیں

❶ ندائے منبر ومحراب: جلد ثانی، ص ۲۸۴ تا ۲۸۷

اطاعت اور فرمانبرداری کس کی کرنی ہے، اپنی استانی جی کی یا اپنے خالق، مالک، رازق اور معبود کی جس نے تمہیں پیدا کیا، تمہیں خوبصورت شکل وصورت دی، اور تم پر اپنے احسانات اور انعامات کی بارش کر دی۔ بیٹی! کیا تم اپنی ٹیچر کی فرمانبرداری اور اطاعت کروگی جو اپنے نفع اور نقصان کی بھی مالک نہیں، چہ جائیکہ دوسروں کا کچھ بگاڑ یا سنوار سکے یا اپنے مولا کریم کی اطاعت کروگی جو نفع ونقصان عزت وذلت اور زندگی وموت کا مالک ہے۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم کس کی بات مانوگی اور کس کو راضی کروگی۔

بیٹی: امی جان! میں ان شاء اللہ اپنے رب کریم کو راضی کروں گی۔

والدہ: میری پیاری بیٹی! مجھے تم سے ایسے ہی فیصلے کی توقع تھی۔ میں نے تمہاری تربیت اسی انداز میں کی تھی۔

اگلے دن وہ بچی وہی لمبی فراک پہنے اسکول گئی تو ٹیچر پہلے سے بھی زیادہ برہم ہوئی۔ اس کے غیظ وغضب کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ ''میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ آئندہ یہ فراک پہن کر اسکول نہ آنا۔ تم نے میری نافرمانی کی ہے۔'' وہ غصے سے آگ بگولا ہو رہی تھی۔ ''تم جیسی لڑکیاں اساتذہ کی نافرمان ہوتی ہیں۔ تم نے مجھے چیلنج کیا ہے، اب دیکھنا میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔ ٹیچر غصے میں پھنکارتی چلی گئی۔ کلاس کی لڑکیاں چپ چاپ سہمی ہوئی ٹیچر کی گفتگو سن رہی تھیں۔ انہیں اپنی کلاس فیلو پر غصہ آرہا تھا کہ اس نے ٹیچر کی بات کیوں نہیں مانی، وہ اس پر اپنی نگاہوں کے تیر برسا رہی تھیں۔

معصوم سی بچی پر جب دباؤ زیادہ ہی پڑ گیا، تو وہ اس کی تاب نہ لا کر بے اختیار رونے لگی۔ اب اس کی ہچکی بند ہو چکی تھی۔ اچانک اس نے اپنی ٹیچر کو مخاطب کیا: ''میڈم!

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کسی کو راضی کروں اور کس کو ناراض۔“

ٹیچر: میرے علاوہ اور کون ہے جس کو تم راضی کرنا چاہتی ہو؟

شاگرد: ہے نا ایک۔(اس نے معصومیت سے جواب دیا۔)

ٹیچر: کون ہے؟ وہ بتاؤ، فوراً بتاؤ۔

شاگرد: میں نے کہا ہے نا، وہ ایک ہے نا، جس کو میں راضی کرنا چاہتی ہوں۔

ٹیچر: اب غیظ وغضب سے بھر گئی تھی۔وہ چلائی: بتاؤ وہ کون ہے۔

بچی نے اپنا ہاتھ اور منہ آسمانوں کی طرف کر دیا اور کہا: میرا رب جو آسمانوں میں ہے جس کو میں راضی کرنا چاہتی ہوں، میرا اللہ، میرا اللہ، میرا اللہ۔

کلاس روم میں سناٹا چھا گیا۔ایک معصوم سی بچی کا اپنے رب پر اتنا مضبوط ایمان! ٹیچر کا ذہن گھوم رہا تھا۔الحاد کی تہہ اُکھڑ رہی تھی، وہ سہمی سہمی سی لگ رہی تھی...... ایک معصوم سی بچی نے اس کے لیے صراط مستقیم کی نشاندہی کر دی تھی۔ ❶

پردے کے دنیاوی واخروی فوائد وثمرات

عورت کی آٹھ عمدہ خصلتیں

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا الْخِصَالُ الْمُطَيِّبَةُ لِلْعَيشِ الَّتِي لَا بُدَّ مِن مُرَاعَاتِهَا فِي الْمَرأَةِ لِيَدُوْمَ الْعَقْدُ وَتَتَوَفَّرَ مَقَاصِدُهُ ثَمَانِيَةٌ: اَلدِّينُ وَالْخُلُقُ وَالْحُسْنُ وَخِفَّةُ الْمَهْرِ وَالْوِلَادَةُ وَالْبَكَارَةُ وَالنَّسَبُ وَأَن لَّا تَكُونَ قَرَابَةٌ قَرِيبَةٌ. ❷

ترجمہ: عورت کے ساتھ زوجیت کے رشتے میں آٹھ باتوں کا لحاظ ضروری ہے، جن کی

❶ سنہری کرنیں: ص ۲۸۱ تا ۲۸۳

❷ إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج ۲ ص ۳۷

وجہ سے یہ رشتہ دائمی اور مقاصد کو پورا کرنے والا بن جاتا ہے اور یہ آٹھوں باتیں عورت میں ہونا بہت پسندیدہ ہے۔ دینداری، اچھے اخلاق، حسن، مہر کا کم ہونا، بچوں کا جنم دینا، کنواری، اچھے خاندان سے تعلق رکھنا اور بہت ہی قریبی رشتے سے نہ ہونا۔

ایک غیر مسلم عورت کا پردے کے تحفظ اور فوائد پر چشم کشا تاثرات

عرصہ ہوا اخبار ''ہندوستان ٹائمز'' میں ایک غیر مسلم خاتون کا جو رفاہی کاموں میں لگی ہوئی سوشل ورکر تھی، اس کا مضمون شائع ہوا تھا، جس کا تذکرہ معاصر تذکیر سیریز میں آیا ہے، وہ چشم کشا ہے، اس خاتون نے لکھا ہے کہ میں نے اپنی ساتھی مسلم خواتین کی طرح برقعہ پہنا اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ برقعہ پوش عورتیں سڑک پر چلتے ہوئے کیا محسوس کرتی ہیں، اس خاتون (سدا ماہی) نے لکھا ہے کہ جب میں برقعہ پہن کر باہر نکلی تو مجھے تحفظ کا ایک عجیب سا احساس ہوا، برقعہ پہننے کے بعد ایک عورت دوسروں کا جائزہ لے سکتی ہے، ان کے ردعمل کو دیکھ سکتی ہے لیکن عورت کے احساس یا ردعمل کو کوئی دوسرا نہیں دیکھ سکتا۔

انہوں نے مزید لکھا ہے کہ برقعہ پوش عورتوں کو مردوں کی فطرت کے بارے میں بہت واضح شعور ہوگا لیکن ابھی تک میں نے کسی برقعہ پوش عورت سے یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔

ان مسلم خواتین کیلئے سدا ماہی کا احساس تازیانہ عبرت سے کم نہیں، جو برقعہ کو مصیبت اور عذاب سمجھتی ہیں، ہمارا تو خیال ہے کہ اس عورت نے برقعہ پہن کر اپنا تحفظ تو کیا ہی ہے، مسلم خواتین کو بھی تحفظ کی راہ دکھلائی ہے، کاش کہ ہماری بہو، بیٹیاں اور مائیں اور بہنیں اس مثال سے سبق لیں اور مغربی تہذیب کی نقالی سے باز آ جائیں۔ ❶

---

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۳۸۲

لبنان کی معروف گلوکارہ اور بیٹی کا پردے کا اہتمام

لبنان کی مشہور و معروف گلوکارہ نہا دفتوح گانا گانے سے توبہ کر کے باپردہ رہنے لگی اور بقیہ زندگی شریعت مطہرہ کے مطابق گزارنے کا عہد کیا، یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب نہا دفتوح کی سترہ سالہ بیٹی ہبہ کو اسکول سے صرف اس وجہ سے نکال دیا گیا کہ وہ حجاب اوڑھ کر اسکول آتی تھی، اس کو تعلیمی سال کے اختتام سے تین ماہ قبل اسکول سے نکال دیا گیا، ہبہ کی والدہ نے اسکول کے پرنسپل کی منت سماجت کی کہ میری بیٹی کو مزید تین مہینے پڑھنے کی اجازت دی جائے تاکہ اس کا تعلیمی سال مکمل ہو جائے ورنہ سال ضائع ہو جائے گا۔ لیکن اسکول پرنسپل نے ماننے سے انکار کر دیا، جب نہا دفتوح پرنسپل کو قائل کرنے میں ناکام ہوئی، تو اس نے اپنی بیٹی سے یہ بات منوانے کی کوشش کی کہ تین مہینے بعد پردہ کرنا شروع کر دینا تاکہ تمہارا تعلیمی سال ضائع نہ ہو جائے، لیکن ہبہ نے اپنی ماں کو یہ کہہ کر پردہ ترک کرنے سے انکار کر دیا:

امی جان! آپ ہی نے تو میرے اندر دینی شعور پیدا کیا اور نماز پڑھنے پر ابھارا، یہ تعلیم آپ مجھے اس وقت دیتی تھی جب آپ سینما اور ٹیلی ویژن میں گانا بھی گاتی تھیں اور آج آپ مجھ کو حجاب سے روک رہی ہیں؟

جب نہا دفتوح نے اپنی بیٹی کی یہ باتیں سنین تو گانا گانے سے توبہ کر لی اور خود بھی باپردہ رہنے لگی اور بقیہ زندگی شریعت کے مطابق گزارنے کا عہد کر لیا۔ نہا دفتوح لبنان کی مشہور و معروف گلوکارہ تھی، انہوں نے کہا کہ مجھے اللہ تعالی نے دین کا یہ شعور شیخ عمر الکافی المصری کے مواعظ سے عطا فرمایا تھا اور ان کے مواعظ کے اثرات ہی ہیں کہ آج ہمیں شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق ہوگئی۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان کے مواعظ میں دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب بھی موجود ہے۔

ادھرنہادفتوح کی والدہ نے یہ خبرسنی کہ نہادفتوح نے گانا گانا چھوڑ دیا،تو ان کو بہت دکھ ہوا۔جس پر اِس نے کہا کہ میری بیٹی کی خوبصورت آواز سے شاید اب لوگ محفوظ نہ ہو سکیں، وہ نہادفتوح کو دوبارہ آمادہ کرنے آئی لیکن نہادفتوح نے اپنی بیٹی ہبہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انکار کردیا اوراپنی والدہ کو دین کی بات سمجھانے کی کوشش کی جس پر اُس نے اللہ سے معافی مانگ لی اورنہادفتوح سے دعا کے لیے کہا اورخود بھی حجاب کرنے کا عہد کرلیا۔نہادفتوح نے کہا کہ یہ مشکل حالت ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان تھا،جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیاب فرماکرشریعت مطہرہ پرعمل کرنے کی عظمت سےنوازا۔❶

باپردہ عورت کے ساتھ غیبی نصرت ومدد

ایک خوبصورت عورت سے ایک رئیس نے ملنا چاہا لیکن عورت نہ مانی،اس طرح تین اورشخصوں نے بھی اس سے بدکاری کاارادہ کیا لیکن وہ بازرہی۔اس پروہ رؤساء غصہ ہوگئے اورآپس میں اتفاق کرکے حضرت داؤدعلیہ السلام کی عدالت میں جاکرسب نے گواہی دی کہ وہ عورت اپنے کتے سے ایسا کام کراتی ہے۔چاروں کے متفق بیان پر حکم ہوگیا کہ اسے رجم کیا جائے۔

اسی شام کوحضرت سلیمان علیہ السلام ایک جگہ بیٹھے تھے کہ چارلڑکےان لوگوں کی طرح آپ کے پاس اس مقدمے کولائے اورایک عورت کی نسبت یہی کہا۔حضرت سلیمان علیہ السلام نےحکم دیا کہ ان چاروں کوالگ الگ کردو،پھرایک کواپنے پاس بلایااوراس سے پوچھا کہ اس کتے کا رنگ کیسا تھا؟ایک نے کہا: سیاہ۔پھردوسرے کوتنہا بلایااس سے بھی یہی سوال کیا۔اس نے کہا: سرخ۔تیسرے نے کہا: خاکی۔چوتھے نے کہا:

❶ ناقابل یقین سچے واقعات:ص۱۵۰،۱۵۱

سفید۔ آپ نے اسی وقت فیصلہ کر دیا کہ عورت پر یہ نری تہمت ہے اوران چاروں کو قتل کر دیا جائے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے بھی یہ واقعہ بیان کیا گیا، آپ نے اسی وقت فی الفوران چاروں امیروں کو بلایا اوراسی طرح الگ الگ ان سے اس کتے کے رنگ کی بابت سوال کیا، یہ حیرت میں پڑھ گئے۔ کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا، آپ کوان کا جھوٹ معلوم ہو گیا اورحکم فرمایا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ (1)

عفت وپاکدامنی اور پردے کے سبب غیبی نصرتِ الٰہی

بنی اسرائیل میں کسی قاضی نے حج کے لئے سفر کیا اوراپنے بھائی کواپنا جانشین بنا دیا۔ ایک روز وہ بھائی اپنی بھاوج کے پاس گیا اوراس کو پھسلانے لگا۔ وہ بولی خدا سے ڈر اوراپنے بھائی کے ساتھ خیانت نہ کر۔ اسی دم ابلیس ایک آدمی کی صورت میں اس کے پاس آ پہنچا اور کہنے لگا: اگر یہ تیرا کہنا نہ مانے تو تواس پر حدزنا قائم کر دے اوراسے رجم کر ڈال۔ چنانچہ اس نے عورت سے کہا کہ میں تجھے رجم کر دوں گا۔ وہ کہنے لگی: جو چاہے سو کر میں ہرگز نہ مانوں گی۔ پس اس نے اس پر حد جاری کی اوراسے رجم کر ڈالا۔ اتفاق سے رات کوادھر سے ایک ساربان کا گزر ہوا، اس نے اس عورت کی آہ وزاری کی آواز سنی اوراسے اپنے گھر لے گیا۔ ساربان کے گھر والوں میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا اورخوبصورت پا کراس کو پھسلانے لگا لیکن اس نے اپنے آپ کو بچا رکھا۔ اس پر رات کوعورت کے ذبح کرنے کے ارادے سے گھسا اور بجائے عورت کے ساربان کے لڑکے کوذبح کر ڈالا، وہ بھی اس سے الفت رکھتا تھا۔ ساربان کی عورت نے کہا: میرے خیال میں ذبح تواس عورت نے کیا ہے لیکن چونکہ تو نے

(1) تفسیر ابن کثیر: سورة الأنبیاء، ج۵ ص ۳۱۳، ۳۱۴

اسے خراب کر ڈالا ہے اس لئے اس کا بچاؤ کرتا ہے۔ آخر اس شخص نے اس عورت کو کچھ درہم دے کر کہا کہ میرے گھر سے چلی جا، وہاں سے چلی گئی۔

دیکھتی کیا ہے کہ دین کی وجہ سے ایک شخص سولی پر چڑھایا جاتا ہے۔ اس نے وہ سارے درہم دے کر اِسے رہا کرایا، اس پر وہ کہنے لگا: میں تیرا غلام بنا رہوں گا۔ چنانچہ اکیلا دریا کی طرف اس کے ساتھ روانہ ہوا لیکن اتفاقی بات اس نے بھی اسے پھسلانا چاہا۔ وہ بولی تیری طرف سے مجھے یہی بدلہ ملا ہے۔ آخر جب وہ مایوس ہو گیا تو ایک تاجر سے جو کشتی پر تھا، کہنے لگا کہ میرے پاس ایک خوبصورت لونڈی ہے، میں اسے بیچنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ جب تاجر نے اس کو دیکھا تو تین سو اشرفیاں اس کے حوالے کیں۔ اس عورت نے بار ہا کہا کہ میں آزاد ہوں لیکن وہ اسے زبردستی لے گیا۔ جب رات ہوئی تو اس نے دست درازی شروع کی، عورت بولی خدا سے ڈر، اس نے عورت کے منہ پر مارا۔ مارنا تھا کہ جہاز کو ہوائے تند نے آلیا اور جہاز غرق ہو گیا اور خدا نے اس عورت کو بچالیا، یہاں تک کہ ایک بادشاہ عادل کے پاس پہنچی اور اس سے اس نے اپنا ماجرا بیان کیا۔ اس بادشاہ نے اس کے لئے ایک عبادت کا خانہ بنوا دیا جس میں وہ عبادت کرنے لگی اور اس کی صلاح وتقوی کی خبر پھیلی، مصیبت زدہ لوگ اس سے دعا کرانے کے لئے اس کے پاس آنے لگے۔ اللہ تعالی اس کی دعا کی برکت سے لوگوں کو عافیت عنایت فرماتا تھا۔

جب اس کا خاوند حج سے لوٹا اور اس نے اس کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ اس نے زنا کیا تھا اور رجم کی گئی۔ اس کے بعد وہ اپنے بھائی کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ اندھا ہو گیا ہے اور گواہ بھی اذیت ناک بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ فلاں مقام پر ایک صالح عورت رہتی ہے، اپنے بھائی کو اس کے پاس لے جا کر دعا

کراؤان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ اسے لے کر چلا، گواہ بھی ساتھ ہو لئے۔ راستے میں انہوں نے اس ساربان کو دیکھا، اس کے ساتھ وہ شخص تھا جس کو اس عورت نے سولی سے چھڑایا تھا، اس کے بعد وہ تاجر ملا جس کو موج نے کنارہ پر پھینک دیا تھا، وہ بھی بڑی مصیبت میں پھنسا ہوا تھا۔

قصہ مختصر، یہ سب کے سب اس عورت کے پاس پہنچے اور اس سے دعا کی درخواست کی۔ اس عورت نے کہا جو کوئی اپنے اپنے گناہ کا اقرار کرے گا میں اس کے لئے دعا کروں گی۔ اس عورت کے خاوند کا جو بھائی تھا، کہنے لگا مجھے اپنے گناہ سے شرم آتی ہے، بھائی نے کہا کوئی مضائقہ نہیں کہو، اس نے کہا میں نے تیری بیوی کو پھسلانا چاہا تھا لیکن وہ نہ مانی، تب میں نے اس پر زنا کے جھوٹے گواہ قائم کئے۔ ساربان کے ساتھی نے کہا کہ اس شخص کے پاس ایک عورت تھی، میں نے اس کو پھسلانا چاہا تھا، وہ نہ مانی تو میں نے اسے ذبح کرنا چاہا، اتفاق سے چھری اس کے لڑکے کو لگ گئی۔ وہ شخص جسے اس نے سولی سے چھڑایا تھا کہنے لگا: مجھے ایک عورت نے سولی سے چھڑایا تھا، پھر میں نے اس کو پھسلانا چاہا، وہ نہ مانی تو میں نے ایک تاجر کے ہاتھ فروخت کر دی، پھر اس تاجر نے کہا کہ میں نے اس کو پھسلانا چاہا، وہ نہ مانی تو میں نے اس کے چہرہ پر مارا تھا، اس کے بعد ہوائے تند نے ہم سب کو گھیر لیا۔

اس وقت اس عورت نے اپنے خاوند سے کہا، میرے پاس آؤ اور بلا کر اپنا چہرہ کھول کر دکھلا دیا، جب اس نے اسے دیکھا تو بول اٹھا اللہ خوب جانتا ہے کہ تو پارسا ہے۔ اس کے بعد عورت نے کہا تو نے اپنے بھائی کی اور گواہوں کی باتیں سن لیں، ساربان سے کہا تیرے لڑکے کا قاتل یہی ہے اور تاجر سے کہا اس شخص نے مجھے تیرے ہاتھ فروخت کیا، اور تیرا مال لے لیا تھا، اب تم لوگ چاہے قصاص لو چاہے معاف کر دو،

لیکن میں نے تو اللہ کے واسطے سب کو معاف کر دیا اور یہ کہہ کر دعا کرنے لگی کہ اے اللہ! ان سب کی مصیبتوں کو دور کیجئے۔ خدا نے ان سب کو عافیت عطا کی اور وہ عورت خوشی خوشی اپنے خاوند کے ساتھ چلی گئی۔ ❶

مَحرم اور پردہ حفاظت کا ذریعہ ہے

ابن ابی ربیعہ جو مشہور شاعر ہے، بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، تو اس نے اہل بصرہ کی کسی عورت کو طواف کرتے دیکھا جو اس کو اچھی لگی، ابن ابی ربیعہ اس کے قریب ہو گیا اور اس سے ہم کلام ہونے کی بے جا کوشش کی لیکن عورت نے توجہ نہ دی۔ پھر جب اگلی رات ہوئی تو پھر ابن ابی ربیعہ اس عورت کو اپنی طرف مائل کرنے کی بے فائدہ کوشش کرنے لگا۔ عورت نے کہا: اے شخص! اس حرمت والی عظیم جگہ میں تو میری طرف (غلط) ارادہ کر رہا ہے۔ ابن ربیعہ پھر بھی اس پر اصرار کرتا رہا اور اس کو طواف سے روکتا رہا، بیت اللہ کی حرمت وعزت کا کوئی خیال نہ آیا، تو پھر عورت کا شوہر پہنچ گیا، عورت نے شوہر کو کہا کہ مجھے اپنے ساتھ حج کراؤ، عورت اپنے شوہر کے ساتھ طواف کرنا شروع ہوئی تو یہ ابن بی ربیعہ راستے میں بیٹھا تھا۔ اس نے جب شوہر کو ساتھ دیکھا تو فوراً پیچھا چھوڑ دیا اور شوہر کی وجہ سے پیچھے ہٹ گیا، کعبۃ اللہ کی حرمت کا خیال نہ رکھا، لیکن شوہر کی وجہ سے اپنی غلط حرکات اور ارادے سے باز آ گیا، اس پر اِس عورت نے کہا:

تَعْدُوْا الزِّئَابُ عَلَى مَنْ لَّا كِلَابَ لَهُ وَتَتَّقِي مَرْبَضَ الْمُسْتَأْسِدِ الْحَامِيْ

ترجمہ: بھیڑیئے دوڑ پڑتے ہیں ان پر جن کے ساتھ کتے نہیں ہوتے اور وہ بھیڑیئے بچتے ہیں شیر کی مانند عزت کی حفاظت کرنے والے سے۔

❶ احسن الحکایات: ۱۰۵، ۱۰۶

منصور کو یہ واقعہ بتایا گیا تو اس نے کہا میری خواہش ہے کہ قریش کی کوئی عورت اِس واقعہ کو سنے بغیر نہ رہے۔(یعنی ہر ایک کو بتاؤ کے محرم کا ساتھ ہونا عزت وعفت کا سبب ہے،اس لئے شریعت نے محرم کو لازم قرار دیا ہے۔)❶

پردے کے ذریعے ایک کالج کی لڑکی کی عزت وناموس کیسے محفوظ ہوئی؟

وہ تیز تیز قدم اٹھائی آگے بڑھتی جا رہی تھی،کبھی کبھی پیچھے مڑکر بھی دیکھ لیتی،خوف اور غصہ اس کے چہرے سے صاف عیاں تھا،وہ چاہتی تھی کہ بس اسٹاپ تک کا فاصلہ سمٹ جائے اور وہ اچک کر بس میں جا بیٹھے،اگر کبھی بس اسٹاپ پر دیر سے پہنچی تو بس نکل جاتی لیکن جلد جانا بھی اُسے گوارا نہ تھا،وہ بس میں سوار ہوکر اپنا آپ بھول جاتی،اس کا دماغ سوچوں کا سمندر بن جاتا،کاش میرا کوئی ایک بھائی ہوتا،جو اس ظالم ماحول سے مجھے محفوظ کر سکتا۔

اس لڑکے کا چہرہ بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا،جو روزانہ بس اسٹاپ تک اس کا پیچھا کرتا اور جب تک بس نہ چلی جاتی اسے بے ہودہ نگاہوں سے دیکھتا رہتا۔اور نازیبا اس کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی،تو وہ اپنی بتیسی باہر نکال کر اس کی نگاہوں کا خیر مقدم کرتا،اس کا بس چلتا تو وہ اس کا منہ نوچ کر کتوں کے آگے پھینک دیتی،لیکن وہ ایسا کرنے پر قادر نہ تھی۔

وہ سوچتی ایک مرد ایک عورت کے تحفظ کے لئے پیدا کیا گیا ہے لیکن یہ بھی مرد ہے جو اس کی عزت سر عام اچھالنے پر تلا ہوا ہے،اس کا مکروہ چہرہ اسے کسی قدر وحشی اور انسانیت سے عاری دکھائی دیتا،جب ہوس پر آوازیں کستا۔اس کے ہونٹ تھرا کر رہ جاتے،وہ اس بے ہودہ شخص سے بچنے کے لیے کس سے فریاد کرے،وہ سوچتی پاکستان

---

❶أخبار النساء:باب ما جاء فی الغیرة،ص ۱۲۲

کا مستقبل کل انہی جوانوں کے ہاتھ آئے گا، جو ہم جیسی بے چاری لڑکیوں کے لیے ہاتھ مسلتے رہتے ہیں، اُف میرے خدایا! یہ لوگ شریف لوگوں کا جینا عذاب بنا دیں گے، یہی ہیں قوم کے معمار؟

نہیں، وہ اندر ہی اندر چیخ کر رہ جاتی، جوں جوں وہ سوچتی اس کا دماغ ماؤف جاتا، بس جب کالج کے گیٹ تک پہنچ چکی ہوتی اورلڑکیوں کے شور سے اسے ہوش آتا تو اس کی جان بر آتی لیکن چھٹی کے وقت اس پر پھر خوف طاری ہوجاتا۔

وہ کرے تو کیا کرے؟ کیا پڑھائی چھوڑ دے؟ تعلیم حاصل کرنا اس کا شوق ہی نہیں بلکہ مقصد بھی تھا، لیکن اس ظالم معاشرہ سے ناپاک ناسور ہر دم انسانیت کو چرکے لگا کر اسے زخمی کرتے رہتے ہیں، وہ منہ ہی پر ایسے لڑکوں کو سناڈالتی:

نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

وہ جب بھی اس کا پیچھا کرتا اکیلا نہ ہوتا بلکہ ایک دو لفنگے اس کے ساتھ ہوتے، وہ سوچتی آنے والے وقت میں یہ قطعاً معاشرے کے باعزت شہری نہیں بن سکتے، کیا ان کے ماں باپ کو یہ علم نہیں کہ ان کے لخت جگر باہر سڑک پر جوان لڑکیوں کے پیچھے بھاگنا چہ معنی دارد؟

اس نے پیچھے مڑکر دیکھا تو اسے منحوس چہرہ نظر آیا، اس کے بدن میں کپکپی پیدا ہوگئی، غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہوگیا، قدموں کی رفتار میں اور تیزی آ گئی، ہیلو! آہستہ چلو، کہیں یہ لچکتا بدن اور پری نما چہرہ گر کر گندہ نہ ہو جائے، وہ پیچھے سے آوازیں کستے آرہے تھے، وہ چاہتی تھی اپنا آپ ان سے چھپالے لیکن باریک دوپٹہ یہ کام نہیں کر سکتا تھا، واپسی پر وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ کالج چھوڑ دے گی، اس کے سوا اسے کوئی راستہ نظر نہ آیا، کیا اندر کی شرافت ابھی مری نہیں تھی، عورت کی فطرت میں جو حیا رکھی

گئی ہے وہ ابھی بے حیائی میں نہیں بدلی تھی ،اس کی اپنی غیرت زندہ تھی ،اس غم نے اسے نڈھال کردیا۔

جب اس نے گھر کی دہلیز پر قدم رکھا تو زور سے چکرائی اور دھڑام سے زمین پر آ گری، ماں کواس کی اندرونی کیفیت کا کچھ علم نہ تھا، وہ بے چاری بیرونی حالت سے گھبرا گئی، اس نے ہمسائی کوآ وازیں دیں، ماں اور ہمسائی کی کوشش سے نازیہ ہوش میں آ گئی، دونوں خواتین اس کی دلجوئی کررہی تھیں لیکن وہ مسلسل آنسو بہائے جارہی تھی، وہ کچھ بتا بھی نہیں پارہی تھی، اس کی ماں نے ہمسائی سے کہا: بہن پریشانی میں آپ نے برقعہ بھی نہیں اتارا، آئے برقعہ اتار کر یہاں بیٹھ جایئے، نازیہ ہمسائی کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو، یہ ٹھیک ہے، میں بھی ایسا ہی کروں گی۔

اس کے منہ سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے، تو ماں نے پوچھا بیٹی کیا ٹھیک ہے، تم تو ٹھیک نہیں ہو، آخر تم کیا کہنا چاہتی ہو؟

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں ہی آنکھوں میں کہہ رہی تھیں ، یہ تو برقعہ کی مخالف تھی ، اِسے دقیانوسی ذہنیت کی پیداوار کہتی تھی، اب ایک دم سے کیا ہوگیا ہے، بیٹی تمہاری مرضی، میں نے تمہیں کبھی نہیں روکا، امی آپ نے مجھے برقعہ لینے کی کبھی تاکید بھی تو نہیں کی؟ آپ نے کبھی اس بارے میں مجھے بتایا ہی نہیں، مجھے بتایئے کہ کچھ عورتیں برقعہ بڑی خوشی سے لیتی ہیں اور کچھ اس سے خار کھاتی ہیں، آخر کیوں؟

بیٹی آج کل تو برقعہ نہ پہننا رواج بن گیا ہے، کل کلاں جن کے گھر سے عورتیں مشکل سے باہر نکلتی تھیں، آج وہ بغیر برقعہ لڑکوں کے ساتھ پھرتی نظر آتی ہیں، ماں بولی! بہن آپ نے جو رواج والی بات کی ہے، بات یہ نہیں بلکہ ہم مسلمانوں میں دین کے علم یعنی قرآن سے بالکل آگاہی ہے ہی نہیں، یہ پردہ رواج نہیں، اللہ کا حکم ہے، اللہ کے

حکم کو رواج کہہ کر خدا کے قرآنی احکام کا ہم مسلمان خود مذاق اڑاتے ہیں، قرآن میں پردے کے بارے میں صاف حکم ہے، ہمسائی نے اسے حقیقت بتائی، اس سے بدن اور چہرہ اچھی طرح چھپایا جا سکتا ہے، یہ حقیقت آج مجھ پر کھلی ہے کہ پردہ پڑھائی یا ترقی کی راہ میں نہیں بلکہ غلیظ اور گندی خواہشات کے اور بندوں کی ناپاک اور ہوسناک نگاہوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، ماں! میں نے فیصلہ کر لیا ہے، نازیہ ایک عزم سے بولی! تین دن تک وہ کالج نہ گئی، چوتھے دن جب اس نے قدم باہر نکالا تو وہ اپنے آپ کو کچھ اجنبی محسوس کر رہی تھی، برقعہ کے متعلق وہ فقرے اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ جو کالج کی لڑکیاں اکثر باپردہ لڑکیوں کے لیے بولتی تھیں لیکن وہ پراعتماد تھی، اسے اپنا جسم چھپا کر سکون مل رہا تھا، وہ برقعے میں لپٹی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی چلی جا رہی تھی، راستے میں اسے وہ لڑکے نظر آئے، وہ اس طرح چل رہے تھے جیسے انہیں کسی کا انتظار ہو، اس کے کانوں سے یہ آواز ٹکرائی، یار وہ لڑکی کئی دن سے نہیں آ رہی، دوسرا بولا بھاڑ میں جائے۔

دیکھو سامنے بہت لڑکیاں ہیں، جس کے جسم پر مرضی نگاہ جما لو، کوئی بھی نہ روک سکے گی، جب وہ اس کے قریب سے گزرے تو اس پر سرسری نگاہ ڈالی اور آگے بڑھ گئے، اس نے سوچا ہمارے پیدا کرنے والے نے ہمارے لیئے کتنا اچھا طریقہ ہمیں بتلایا، لیکن ہم عورتوں نے اپنی خوبصورتی کو ان ہوس کے بندوں کے آگے ڈال دیا ہے۔ وہ اندرونی کیفیت سے سرشار تھی، اس نے اپنے تحفظ کا طریقہ سیکھ لیا تھا۔

(یہ واقعہ ایک بچی کی آپ بیتی ہے، وہ اپنا نام لکھنا نہیں چاہتی، اس لیے اسے ''ایک مسلمان طالبہ'' کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ دوسری بچیوں کے لیے ایک سبق اور ایک مثال بنے۔) ❶

---

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص۳۸۴ تا ۳۸۸

بیٹی اور بہن پردے کی چیز ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو سفر کی حالت میں بیٹی کی وفات کی خبر پہنچی سن کر ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا، پھر فرمانے لگے ایک پردے کی چیز تھی جسے اللہ تعالیٰ نے پردہ دے دیا، ایک ذمہ داری تھی جسے اللہ تعالیٰ نے ہلکا کردیا، اور اجر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف چلایا ہے، پھر سواری سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا ہم نے وہی کیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ'' اور صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو۔ ❶

پردہ انسانی فطرت کا تقاضا اور عورت کا تحفظ ہے

حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ ایک دفعہ ریل گاڑی میں سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے، آپ کے ڈبہ میں ایک نہایت اپ ٹو ڈیٹ نوجوان شریک سفر تھا، کہنے لگا:

''مولانا! پردہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟''

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ:

''آپ کو پردے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی، مجھے پردہ میں بھیجنا چاہتے ہیں یا خود پردہ میں جانا چاہتے ہیں۔''

اس نے خفت مٹاتے ہوئے کہا کہ:

''نہیں! میرا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگ عورتوں کے لئے پردہ لازمی قرار دیتے ہیں، اِس سے نصف معاشرہ ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے، نیز جب جانور تک آزادانہ پھرتے ہیں تو عورتوں نے کونسا گناہ کیا ہے کہ وہ پردہ کی قید میں محبوس رہیں اور گھٹ گھٹ کر مر جائیں۔''

---

❶ تنبیه الغافلین: باب الصبر علی المصیبة، ص ۲۵۹

قاضی صاحب نے فرمایا:

بیٹا! خوبصورت چیز دیکھ کر انسان اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس طرح گناہ کی طرف قدم بڑھنے لگتا ہے۔''

نوجوان نے کہا:

''یہ بھی کوئی شرافت ہے کہ دوسرے کے مال کو دیکھ کر آدمی لالچی بنے، طبیعت پر کنٹرول چاہیے کنٹرول۔''

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اندازہ لگا لیا کہ نوجوان فطری رجحان اور دلائل کی بات سننے کے موڈ میں نہیں۔ چنانچہ آپ نے مثال سے سمجھانے کی کوشش کی، آپ نے اپنی ٹوکری سے ایک لیموں نکالا اور چاقو سے اس کے دوٹکڑے کئے اور فرمایا: دیکھو بیٹا! ایمان سے کہنا، تمہارے منہ میں لیموں کو دیکھ کر پانی تو نہیں آیا؟

نوجوان کہنے لگا:

''پانی تو آیا ہے کیونکہ فطری تقاضہ ہے۔''

آپ نے کہا: مال میرا، پانی آپ کے منہ میں؟ کچھ شرافت چاہیے اور طبیعت پر کنٹرول چاہیے کنٹرول۔''

نوجوان فوراً آپ کا مطلب سمجھ گیا اور لاجواب ہوگیا۔ ❶

ایک غیر مسلم عورت کا بے پردگی کے نقصانات اور حجاب کے فوائد کا ایمان افروز واقعہ

میں ایک بتیس سالہ نیلی آنکھوں، سنہری بالوں اور سفید رنگ و روپ رکھنے والی برطانوی عورت ہوں، میں برطانیہ کے شہر کینٹ میں پیدا ہوئی اور ابھی تک وہیں رہ

❶ حیات قاضی احسان احمد شجاع آبادی: ص ۳۰

رہی ہوں، میں اس ثقافت اور تہذیب کا حصہ ہوں، جس نے مجھے ثقافت اور تہذیب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے سے پہلے ہی نمود ونمائش، اعضا کے تناسب اور مردوں کو رجھانے کے انداز سکھا دیے تھے، میں یہ بھی بتا دینا چاہتی ہوں کہ میں بالکل مسلمان نہیں، اور نہ ہی میرا اسلام سے کوئی تعلق ہے، میں عیسائیت کے سب سے قدیم اور کٹر فرقے کیتھولک چرچ کو مانتی ہوں اور میرا خاندان بھی اس پر عمل کرتا ہے، میں کوئی صالح یا نیک خاتون بھی نہیں رہی، میں رزق کمانے کے لیے بھی اور شوق پورا کرنے کے لیے بھی ایک ڈانسر، ایک خوبصورت ماڈل اور تہواروں پر پیسے لے کر بوس وکنار کرنے والی رہی ہوں، میری تین بہترین دوست لڑکیاں ہیں اور وہ تینوں کلبوں میں کپڑوں سے آزاد ڈانس کرتی ہیں، میرے چند مسلمان مردوں سے بھی تعلقات رہے، لیکن وہ سب بھی میری طرح آزاد خیال اور عیش وعشرت کے دلدادہ تھے۔

یہ الفاظ تھے سٹیلا وائٹ کے جس نے اچانک چہرہ پر حجاب پہننا شروع کردیا، جب وہ لندن کی گلیوں میں حجاب کے ساتھ سامنے آئی تو سوال کرنے والوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا اور پھر اسے یہ سب کچھ ایک ہی سانس میں کہنا پڑا، سننے والے کانوں کو پھر بھی یقین نہ آیا، ایک نے پوچھا کہ تم کسی مسلمان کے عشق میں تو گرفتار نہیں ہوگئی ہو؟ جس نے زبردستی تمہیں ایسا کرنے کو کہا ہو؟

سٹیلا نے کہا: کوئی سوچ سکتا ہے کہ مجھ جیسی عورت کے ساتھ زبردستی کی جاسکتی ہے؟ نہ کسی نے ماضی میں ایسا کیا اور نہ حجاب میں نے زبردستی اپنے چہرے پر سجایا ہے۔ یہ سب کہنے کے بعد اس نے کہا کہ تم سب لوگ یہ سمجھتے ہو کہ حجاب غلامی کی ایک یادگار ہے، کپڑوں سے بے نیاز ٹانگوں والی عورتیں جب مجھے دیکھتی ہیں تو میرے اوپر ایک افسوس اور ترس کھانے والی نگاہ ڈالتی ہیں، وہ اکثر کہتی ہیں کہ یہ تو زندہ درگور ہوگئی۔

لیکن میں نے حجاب بالکل ایک تجربے کیلئے شروع کیا تھا اور پھر یوں لگا کہ اسے پہننے کے بعد میں نے اپنے آپ کو ان تند و تیز آنکھوں میں چھتی اور غلیظ دنیا سے آزاد کرلیا ہے، ایسے لگتا تھا کہ جیسے میں بھیڑیوں کے ایک بہت بڑے پنجرے میں تھی، جن کی خون خوار نظریں میرا پیچھا کر رہی ہوں، لیکن حجاب پہننے کے صرف چند گھنٹوں بعد مجھے یوں لگا جیسے کسی نے مجھے ان کی نظروں سے اوجھل کر دیا ہے اور اس پنجرے سے نکال باہر کیا ہے، وہ سب میرے ارد گرد گھومتے ہیں لیکن جیسے کسی نے مجھے کوئی جادو کا لباس پہنا دیا ہے کہ میں انہیں نظر نہیں آتی۔

پھر اس نے ایک خالصتاً برطانوی عورت کی طرح کہا کہ لندن کی گلیوں میں حجاب پہن کر گھومتے ہوئے مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے مجھے چلنے پھرنے کے لیے ایک علیحدہ جگہ مل گئی ہو، نہ مجھے ہجوم سے ڈر لگتا ہے اور نہ یہ خوف کہ میرے ساتھ چلنے والا کسی بھی لمحے مجھے کہنی چبھو کر یا ٹکرا کر گزرے گا، میں ان تمام نہ چاہتے ہوئے گھورنے والی آنکھوں گذرتے ہوئے جسموں اور غلیظ فقروں کی زد سے دور ہو جاتی ہوں۔

سٹیلا نے کہا کہ میں بہت نرم دل عورت ہوں، اکثر لندن کی سڑکوں پر بھیک مانگنے والے مجھے گھیر لیتے اور میرے چہرے پر نرمی یا ان کی حالت کی وجہ سے آئے ہوئے آنسو دیکھ کر میرے پیچھے پڑ جاتے بعض دفعہ میری جیب میں پیسے ختم ہو جاتے تو میں شرمندہ ہی ہو جاتی ہوں، اب میرے جذبات کا کسی کو احساس ہی نہیں ہوتا، میں جسے صحیح سمجھتی ہوں اسے بھیک دیتی ہوں اور کوئی میرے پیچھے پیچھے دور تک بھیک مانگتا ہوا نہیں آتا، سٹیلا نے کہا کہ میں اپنے پورے یورپی لباس اور اکثر مختصر لباس میں بازار سے اشیاء خریدنے جاتی تھی لیکن مجھ میں اور کسی دوسری عورت میں کوئی تمیز نہیں کی جاتی تھی، البتہ اگر کبھی نرخ کم کروانے کیلئے جھگڑتی اور کم کروالیتی تو دکاندار میرے جسم کو

ایسے دیکھتا جیسے وہ اسے میرے حسن کی خیرات سمجھ کر دے رہا ہو اور بعض تو وہ فقرے بول بھی دیتے، لیکن اب میں لڑوں، جھگڑوں، یا ریٹ کم کراؤں، مجھے اس ندامت سے نہیں گزرنا پڑتا، اگر کبھی بلکہ اب تو اکثر جب بھی کسی مسلمان کی دکان میں جاتی ہوں تو پورا ماحول یوں میرے سامنے مؤدبانہ اور با احترام ہو جاتا ہے جیسے چرچ میں مقدس مریم تشریف لے آئی ہو، اس نے کہا کہ میں نے ایک عمر ایسے کلبوں میں گزاری ہے جہاں یورپی لڑکیاں جیون ساتھی کی تلاش میں گہرے میک اپ غلیظ لباس بڑی بڑی نوک دار ہیل والی جوتیوں پر توازن قائم کرتی ہوئی اور مجبوراً بے ذائقہ خوراک کھاتی نظر آتی ہیں کہ ان کا وجود متناسب رہے، اس دوران جب میں کبھی حجاب والی عورت سے ملتی تو وہ ان عورتوں کی بے بسی پر ہنستی، پھر میری ایک حجاب کرنے والی عورت کے خاوند سے ملاقات ہوگئی، میں نے پوچھا تم اسے حجاب کیوں پہناتے ہو؟

اس نے کہا: میری بیوی ایک ہیرے کی طرح ہے، میں نہیں چاہتا کہ اس پر داغ لگے اور وہ میلی ہو جائے، میں تو اسے مخمل میں لپیٹ کر رکھنا چاہتا ہوں حالانکہ وہ بہت موٹی اور بے ڈھب جسم کی عورت تھی اور شاید ہی کسی ایسی موٹی اور بے ڈھب برطانوی عورت کو یہ فقرے زندگی بھر سننے کو مل سکیں۔

یہ سب کہنے کے بعد اس نے کہا: میں کیتھولک ہوں لیکن میں ان چند ہفتوں سے جس سکون میں ہوں، اس کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی، اور مجھے حیرت ہوتی ہے ان مسلمان عورتوں پر جنہیں ایسا حجاب اوڑھنے پر ایک روحانی تسکین، آخرت میں نجات اور مذہبی فریضے جیسے دل کو سکون دینے والے محرکات بھی میسر ہیں اور پھر بھی اس دنیا کی بھیڑ میں بھیڑیوں کی جنگل میں تر نوالہ بننا چاہتی ہیں۔ [1]

[1] ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۳۸۸ تا ۳۹۱

ایک غیر مسلم عورت کی ایمان افروز آپ بیتی اور پردے کے فوائد

محترمہ امینہ (ناروے) سابق نام ''رولاڈن'' جس کا تعلق عیسائیت سے ہے، کہتی ہیں کہ میں نے رسماً اسلام قبول نہیں کیا ہے بلکہ میں چاہتی ہوں کہ میری زندگی کے تمام شعبہ سے اسلام واضح اور مترشح ہو۔ آج جب کہ بہت سے لوگ صورتاً مسلمان مانے جاتے ہیں مگران کا عمل اسلام کے منافی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اسلام کے تئیں میرا ظاہر و باطن دونوں یکساں ہوں اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد میں نے اپنے دل میں اطمینان، سکون اور اللہ اور بندے کے درمیان کے رابطہ کو محسوس کیا، جب کہ اس کیفیت سے میں عیسائیت میں کبھی بھی آشنا نہ ہوئی۔

''رولاڈن'' جس کا نیا اسلامی نام ''امینہ'' ہے۔ مغرب اور مغربی تہذیب پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے کہتی ہے کہ ان کے یہاں روحانیت کا تصور نہیں ہے، مادیت کا دور دورہ ہے اور اسی پر انسانی قدروں کو تولا جاتا ہے۔

''امینہ'' سے جب یہ سوال کیا گیا کہ مغربی تہذیب مرد و عورت کے درمیان کلی مساوات کی قائل ہے، اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ بغیر تردد کے جواب میں کہتی ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کو مانتی ہوں۔ انسان یا اس کی بنائی ہوئی تہذیب کی قائل نہیں ہوں۔ میں قدرت کے اس فیصلہ پر سر تسلیم خم کرتی ہوں جو اس نے ہماری تخلیق کے دن ہی صادر فرمایا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہوں، میری طبیعتوں اور تقاضوں سے اللہ خوب واقف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب میں اسلام اور مغربی قوانین کا مطالعہ کرتی ہوں تو دونوں کے درمیان نمایاں فرق پاتی ہوں۔ اسلام میں مردوں کو ایک سے زائد بیویاں رکھنے کا حق حاصل ہے مگر اسی صورت میں جب وہ سب کے درمیان عدل وانصاف برت سکے۔ اسلام کی نظر میں

ہر شخص مسئول اور ذمہ دار ہے۔

اور ذرا مغرب کی طرف نظر ڈالئے۔ مرد بالکل آزاد، ہر آنے والے دن میں ایک نئی لڑکی کے ساتھ کوئی ذمہ داری نہیں۔ اس کے برخلاف گھر ہو اور خانگی زندگی نہایت تکلیف دہ ہے۔ وہاں شوہروں کی آزادی کے بدلے بیویاں بھی کلبوں، پارکوں اور تفریح گاہوں میں اپنے دوستوں کے ساتھ نظر آتی ہیں۔ میں نے غور کیا تو مغرب میں مرد وعورت دونوں پریشان اور آفسردہ ہیں۔

''امینہ'' مزید وضاحت کے ساتھ اسلامی قانون کی جامعیت کو دہراتی ہے کہ اسلام نے عورتوں کو شادیوں کے وقت بھی نظر انداز نہیں کیا، ان کی رائے کا احترام کیا گیا۔ میں بھی اس نظریہ کی قائل ہوں کہ نکاح کے وقت عورتوں کی طرف سے جائز شرائط منظور کرنی چاہئیں۔ چنانچہ میں نے شادی کے وقت دینی معلومات میں اضافہ اور تعلیمی سفر جاری رکھنے کی شرط رکھی، اِسے میرے ہونے والے شوہر نے قبول کرلیا۔ ''امینہ'' کہتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حصول تعلیم کے لئے تنہا نکل پڑوں اور بغیر شوہر کی اجازت کے جہاں چاہوں چلی جاؤں، اس آزادی سے مجھے صرف تباہی ملے گی۔

مغرب میں آزادی اور مساوات کے نام پر عورتوں کو فریب میں مبتلا کیا جارہا ہے۔ یہ کتنی شرمناک حقیقت ہے کہ مغربی خواتین بغیر اپنے شوہروں کے تنہا ہوٹلوں میں اور گلیوں میں نکل پڑتی ہیں اور اپنی مطمئن اور خوبصورت زندگی کا سودا کرتی ہیں۔ اسی لئے میں صاف طور پر کہتی ہوں کہ مغربی خواتین ناکام زندگی گزار رہی ہیں، البتہ مسلم خواتین کو جو حقیقی آزادی حاصل ہے، دنیا کی کسی تہذیب کو حاصل نہیں ہے۔ اسلام میں جنسی تعلقات صرف میاں بیوی کے درمیان ہی جائز ہیں اور یہی اساس ہے اسلامی معاشرے کی۔ اس کے علاوہ اگر مرد ازدواجی زندگی کے تقاضوں کو پورا نہیں کر

سکتا تو اس صورت میں اسلام نے عورت کو حق دیا ہے کہ وہ طلاق کا مطالبہ کرے۔

اسلام میں عورت گھر کی ملکہ ہے۔

پردے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اس سوال کے جواب میں امینہ کہتی ہے کہ میں پردے کا استعمال اس لئے کرتی ہوں کہ اللہ تعالی سے ڈرتی ہوں، کہیں اس کی خلاف ورزی نہ ہو جائے، اس لئے پوری کوشش کرتی ہوں کہ اللہ تعالی کی رضامندی حاصل کروں۔ پردہ تو ہمارے لئے اعزاز ہے، عقلاً بھی یہ شرافت کی پہچان ہے۔ ہم خواتین کو اس سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ لوگوں کی بری نظروں سے ہماری حفاظت ہوتی ہے۔

یہاں ایک دوسرا پہلو بھی ہے کہ مجھے آج تک مغربی خواتین کی یہ رَوش سمجھ میں نہیں آئی کہ جب وہ اپنے گھروں سے نکلتی ہیں تو بناؤ سنگھار اور زیب وزینت کے ساتھ۔ جب کہ اسلام میں عورتوں کے لئے بناؤ سنگھار اور زیب وزینت صرف اپنے شوہروں کے لئے ہے۔ اگر کسی ضرورت سے باہر نکلنا پڑے تو شرقی پردے کے ساتھ۔ میں نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ مغربی معاشرہ کے فساد اور بحران کی بنیادی وجہ یہی ہے۔ حقیقت ہے کہ مغرب میں عورتیں اپنے شوہروں کو لاعلم اور اندھیرے میں رکھتی ہیں، جس طرح وہ خود اپنے شوہروں کے شب و روز سے لاعلم اور بے خبر رہتی ہیں۔ ایسی صورت میں ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ کیسے وجود میں آ سکتا ہے۔

کیا جب آپ پردے میں دکان یا بازار جاتی ہیں تو کسی چھیڑ چھاڑ کی شکار ہوتی ہیں؟

اس تلخ سوال کے جواب میں امینہ کہتی ہیں کہ نہیں اور نہ اس سلسلہ میں پریشان رہتی ہوں۔ البتہ میرے ساتھ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میں نقاب میں بازار جارہی تھی کہ پیچھے سے ایک شخص نے کہا، کیا تم شہر کو واپس لوٹو گی؟ اس کا خیال تھا کہ یہ مسلمان عورت اس

شہر کی نہیں، اجنبیہ ہے۔ اس کو میں نے غصہ کے عالم میں نہایت سختی سے جواب دیا کہ بہت جلد تم اسلام کی بالا دستی کو تسلیم کرو گے۔ البتہ اس قسم کی چھیڑ چھاڑ سے مسلم خواتین کو گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ بے باکی کے ساتھ اس کا دفاع کرنا چاہیے۔

اپنے اختتامی کلمات میں امینہ اسلام کے تئیں اپنے جذبات وخواہشات کا اظہار کرتی ہے کہ میں نے اسلام قبول کر کے اللہ تعالیٰ کو معبود حقیقی اور ایک جانا اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور رسول مانا۔ میں نے توحید ورسالت کا اقرار کرلیا تو ایسا محسوس ہوا کہ میں نے اپنے وجود میں دو خوبصورت زیور پہن لئے ہوں۔ میں اللہ کے فضل کا اظہار کرتی ہوں کہ اس نے طویل جستجو کے بعد ایمان کی دولت سے مالا مال کیا۔

میں اپنی ماضی کی زندگی پر نظر ڈالتی ہوں تو پریشان ہو جاتی ہوں کہ کہیں اس کے بارے میں مجھ سے پوچھ نہ لیا جائے، لیکن اسلام کی جامعیت پر قربان کہ اس نے صاف طور پر کہا کہ جب کوئی اسلام کے حلقے میں داخل ہوتا ہے تو وہ گویا ایسا ہے جیسا کہ ماں نے اسے ابھی جنا ہو۔ اب ماضی کی زندگی کو سمیٹ کر میں نے اسلام کے سایہ میں مستقبل کی کامیابی کے لئے جدو جہد شروع کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ میرے قلوب میں ایمان کی شمعیں روشن فرما دے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے اپنا اسلامی نام ''امینہ'' تجویز کیا اور اب میں نے اسلامی نام سے سفر شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس سفر کو با مقصد اور بامراد بنائے اور منزل مقصود تک ہماری رسائی ہو، اور خاتمہ ایمان پر ہو۔ ❶

پردے کے سبب ایک غیر مسلم کمشنر کا تعاون کرنا

میرٹھ کے علاقہ میں ایک کمشنر (COMMIONER) تھا، جس کا نام مارش

❶ نومسلم خواتین کی ایمان افروز آپ بیتیاں: ص ۴۵ تا ۴۸

(MARSH) تھا، وہ انگریز تھا لیکن ہندوستان میں پیدا ہوا تھا، اس لئے کچھ ٹوٹی پھوٹی اردو بھی بولی تھی، عام لوگوں میں یہ مشہور تھا کہ یہ بڑا رحم دل ہے اور سب سے ملتا ہے، کچھ عورتیں برقعہ پہنے ہوئے اس کی بنگلے پر گئیں اور کہا کہ ہم کمشنر سے ملنا چاہتے ہیں، کمشنر باہر آیا، اور اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو میں بیگمات سے پوچھا کہ آپ کیسے آئیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کچھ بیوہ ہیں کچھ خستہ حالت میں ہیں، ہمارے گزارے کی کوئی سبیل نہیں ہے، معلوم ہوا کہ آپ رحم دل حاکم ہیں، اس لئے ہم آپ کے پاس آئے ہیں، یہ سن کر وہ اندر گیا اور نوٹ لیکر آیا، یہ رقم وہ ان عورتوں کو دینے کے لیے ہی لایا لیکن دینے سے پہلے اس نے کہا کہ دیکھئے بیگمات !ایک بات سنئے ! یہ برقعہ پہننا اور منہ ڈھانکنا ہمارے یہاں تو نہیں ہے، اس لئے آپ میں سے جو اپنا منہ کھولیں گی، میں یہ رقم انہیں کو دوں گا، چنانچہ ان میں سے دو تین عورتوں نے اپنا منہ کھول دیا، اس کمشنر نے ساری رقم ان عورتوں کو دے دی جنہوں نے اپنا چہرہ نہیں کھولا تھا۔

اور اس نے کہا کہ یہ عورتیں باحیا ہیں، ان کا گزارہ بہت مشکل ہوسکتا ہے اور تم نے چہرہ کھول دیا، تم ہر جگہ جا کر سوال کرسکتی ہو، تمہارا گزارہ مشکل نہیں ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اور آپ جو یہ سمجھتے ہیں، انگریزوں کی نقالی کرنے سے ان کے دل میں جگہ پیدا ہوتی ہے، یہ صحیح نہیں ہے، ان کے دل میں کوئی جگہ پیدا نہیں ہوئی۔ ❶

بے پردگی کے نقصانات اور اُس کا بھیانک انجام

بے پردگی کی پندرہ برائیاں اور نقصانات

پردہ میں کس قدر فوائد اور منافع ہیں اور بے پردگی میں کس قدر مضرتیں اور خرابیاں ہیں ملاحظہ ہوں:

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۳۹۴، ۳۹۵

۱......بے پردگی سے بے غیرتی اور بے حمیتی پیدا ہوتی ہے۔

۲......زنا کا دروازہ کھلتا ہے۔

۳......اولاد حرام ہوتی ہے۔

۴......حسب اورنسب ضائع ہوجاتا ہے۔

۵......شوہر کو اپنی بیوی پر اطمینان نہیں رہتا تو دل سے کیسے محبت رہے۔

۶ ...... بے پردہ بیوی سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے شوہر کو اس پر یقین نہیں ہوتا کہ یہ میرا ہی بچہ ہے، اور ظاہر ہے کہ جو عورت بے پردہ پھرتی ہو اور غیروں سے میل جول رکھتی ہو اس کی اولاد پر کیسے یقین ہوسکتا ہے۔

۷......اور جب اس بچہ کا اس کی اولاد ہونا یقینی نہ رہا تو پھر اس کے مرنے کے بعد اس بچہ کا وارث ہونا بھی یقینی نہ رہا، حلال اولاد میراث کی مستحق ہوتی ہے، حرام کا بچہ میراث کا مستحق نہیں ہوتا۔

۸...... بے پردہ عورت شوہر کی راحت اور سکون اور اطمینان کا باعث نہیں رہتی، شوہر جب گھر آتا ہے بیوی کو غائب پاتا ہے اور پریشان ہوتا ہے کہ نہ معلوم کہاں ہوگی۔

۹...... بے پردہ عورت نہ شوہر کی خدمت کرسکتی ہے اور نہ اس کی اطاعت کرسکتی ہے۔

۱۰...... بے پردہ عورت اولاد کی تربیت اور نگرانی بھی نہیں کرسکتی۔

۱۱...... بے پردگی باہمی خصومت اور نزاع کا سبب ہے جو بدچلنی کا لازمی نتیجہ ہے۔

۱۲...... بے پردگی اپنی آوارگی اور آزادی کی پردہ پوشی کے لئے عورت کو جھوٹ اور مکر اور فریب پر آمادہ کرتی ہے، گھر سے باہر جانے کے عجیب عجیب بہانے بناتی ہے۔

۱۳......جس کا اثر اولاد پر پڑتا ہے، اولاد بھی وہی کرے گی جو ماں کو کرتے دیکھے گی۔

۱۴......جس قدر بے پردگی بڑھتی جائے گی اس قدر بے حیائی اور بے غیرتی بڑھتی جائے

گی، جس کا لازمی نتیجہ نحوست ہے، اور خاندان اور محلّہ میں بدنامی اور بے عزتی ہے۔

۱۵...... حتی کہ اس گھرانہ سے حیاء اور شرم اور عفت اور عصمت اور غیرت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ❶

بے پردگی کا نقصان اور ہولناک انجام

ایک فیشن ایبل اپ ٹو ڈیٹ لڑکی منہ پر پوڈر ملے، لب پر سرخی لگائے، ساڑھی پہنے اور پوری زیب وزینت کے ساتھ کلکتہ کی ایک بارونق سڑک پر کچھ اس انداز سے جارہی تھی کہ بقول اکبرالہ آبادی:

دل کشی ناز میں ایسی کہ ستارے رک جائیں
سرکشی چال میں ایسی کہ گورنر جھک جائیں

یہ لڑکی جارہی تھی کہ سامنے سے ایک نوجوان نمودار ہوا، جب یہ لڑکی اس نوجوان کے قریب پہنچی تو اس نوجوان نے اس لڑکی کو پکڑ لیا اور تہذیب نو کا مظاہرہ شروع کردیا۔ نوجوان کی اس جرأت وبے باکی پر فیشن کی پتلی گھبرائی، اور نوجوان کو جھڑکنے لگی اور اس کے بعد اس سے پیچھا چھڑا کر گھر پہنچی، وہ ایک امیر باپ کی بیٹی تھی، اس نے عدالت میں اس نوجوان کے خلاف دعوی دائر کردیا، جج جو عیسائی تھا، اس نے نوجوان کو عدالت میں طلب کرکے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ نوجوان نے جواب دیا کہ جناب! آپ مجھ سے کیا پوچھ رہے ہیں میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں بڑا حیران ہوں کہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ دیکھئے جناب! پیٹرول کے نزدیک اگر آگ آجائے تو پیٹرول کی فطرت ہے کہ وہ بھڑک اٹھے اور جل اٹھے۔ آگ جب بھی پیٹرول کے نزدیک آئے گی پیٹرول لازماً جلے گا۔ یہی وجہ

❶ معارف القرآن کاندہلوی: ج ٦ ص ٢٦٠

ہے کہ پیٹرول ٹینکوں پر لکھا ہوتا ہے کہ یہاں سگریٹ پینا منع ہے اور آگ اس جگہ سے دور رہے۔ اب اگر آگ چولھے سے نکل کر خود بخود چل کر پیٹرول پمپ کے نزدیک آ جائے اور پیٹرول بھڑک اور جل اٹھے تو کیا آپ پیٹرول سے پوچھیں گے کہ اے پیٹرول بتاؤ تم کیوں بھڑک اٹھے؟ پیٹرول سے ایسا سوال لایعنی ہوگا۔ سوال تو آگ سے ہوگا کہ تم چولہے سے نکل کر پیٹرول کے پاس کیوں آئی اور کیوں پیٹرول کو بھڑک اٹھنے کا موقعہ دیا؟ جناب عالی! اسی طرح مرد کی یہ فطرت ہے کہ عورت اگر بن ٹھن کر مرد کے قریب آئے گی۔ تو مرد کا خواہ مخواہ اس کی طرف میلان ہوگا اور اس کے جذبات بھڑک اٹھیں گے، آپ مجھ سے نہ پوچھئے، اس لڑکی سے پوچھیے کہ یہ بن سنور کر گھر سے کیوں نکلی؟ اور کیوں ایک ایسی شاہراہ عام سے گزری جہاں سینکڑوں پیٹرول صفت مردوں کے بھڑک اٹھنے کا خطرہ تھا۔ یہ شعلہ آتش جب میرے نزدیک آیا تو فطرتاً میرے جذبات میں ہیجان پیدا ہوا اور میں بھڑک اٹھا، اور نتیجہ وہی نکلا جو نکل سکتا تھا، اب اس حال میں:

کوئی پوچھے تو میں نے کیا خطا کی!

آپ خود ہی انصاف فرمائیں کہ مجرم کون ہے؟ جج کی سمجھ میں یہ بات آ گئی اور اس نے یہ فیصلہ لکھا جو اخبارات میں اس طرح آیا کہ نوجوان کو باعزت بری کیا جاتا ہے اور لڑکی کو ایک سال کے لیے اس پردے میں رہنے کی سزا دیتا ہوں جس کا حکم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ ❶

اِس بے پردہ عورت کو جہنم میں پھینک دو

ایک عورت دنیا میں بہت بن سنور کر بے پردہ رہتی تھی، اسی زیب وزینت کے ساتھ

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۵۵، ۱۵۶/ ماہنامہ طیبہ: جولائی ۱۹۵۲ء

بے پردہ گھر سے باہر جایا کرتی تھی، جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے بعض رشتہ داروں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالی کے دربار میں اسے پتلے اور باریک کپڑوں میں پیش کیا گیا، اتنے میں ایک زوردار ہوا کا جھونکا آیا اور اسے برہنہ کردیا، اللہ تعالی (کی رحمت نے) اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا:

خُذُوْا بِهَا ذَاتَ الشِّمَالِ إِلَى النَّارِ فَإِنَّهَا كَانَتْ مِنَ الْمُتَبَرِّجَاتِ فِي الدُّنْيَا. ❶

ترجمہ: اِسے جہنم کی بائیں جانب پھینک دو کیونکہ یہ دنیا میں بن سنور کر بے پردہ رہا کرتی تھی۔

بے پردگی کی وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہونا

غالبًا شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ کا آخری جمعہ تھا۔ رات کو کورنگی کراچی میں ایک نوجوان سے راقم الحروف کی ملاقات ہوئی، اس پر خوف طاری تھا، اس نے حلفیہ بیان دیا کہ میرے ایک عزیز کی جوان بیٹی اچانک فوت ہوگئی، جب ہم تدفین سے فارغ ہوکر پلٹے تو مرحومہ کے والد کو یاد آیا کہ اس کا ایک ہینڈ بیگ جس میں اہم کاغذات تھے وہ غلطی سے میت کے ساتھ قبر ہی میں دفن ہوگیا ہے۔ چنانچہ بامر مجبوری ہم نے جاکر دوبارہ قبر کھودنی شروع کی، جوں ہی ہم نے قبر سے سل ہٹائی خوف کے مارے ہماری چیخیں نکل گئیں، کیونکہ جس جوان لڑکی کو ابھی ابھی ہم نے ستھرے کفن میں لپیٹ کر سلایا تھا، وہ کفن پھاڑ کر اٹھ بیٹھی تھی اور وہ بھی کمان کی طرح ٹیڑھی! آہ! اس کے سر کے بالوں سے اس کی ٹانگیں بندھی ہوئی تھیں، اور کئی چھوٹے چھوٹے نامعلوم خوفناک جانور اس سے چمٹے ہوئے تھے۔

یہ دہشت ناک منظر دیکھ کر خوف کے مارے ہماری سانس بند ہونے لگی، اور ہینڈ بیگ

❶ الکبائر للذھبی: الکبیرة السابعة والأربعون، ص۱۷۷

نکالے بغیر جوں توں مٹی پھینک کر ہم بھاگ کھڑے ہوئے، گھر آ کر میں نے عزیزوں سے اس لڑکی کا جرم دریافت کیا تو بتایا گیا کہ اس میں کوئی فی زمانہ معیوب سمجھا جانے والا جرم تو نہیں تھا، البتہ یہ بھی عام لڑکیوں کی طرح فیشن ایبل تھی اور پردہ نہیں کرتی تھی۔ ابھی انتقال سے چند روز پہلے رشتے داروں میں شادی تھی تو اس نے فیشن کے بال کٹوا کر، بن سنور کر عام عورتوں کی طرح بے پردہ، شادی کی تقریب میں شرکت کی تھی۔ ❶

بے نمازی اور بے پردگی کی وجہ سے بھیانک انجام

مجھ سے میرے ایک دوست نے یہ عجیب، حیرتناک وعبرتناک واقعہ سنایا کہ:

کویت وعراق کی جنگ سے پہلے میں کویت میں مقیم تھا، وہاں میں مردوں کی تجہیز وتکفین اور دفن وغیرہ کے اُمور سے وابستہ تھا اور لوگوں میں اسی حیثیت سے معروف تھا۔ جنگ کے دوران مصر آ گیا، اسی دوران مجھ سے ایک دن ایک خاندان کے لوگوں نے رابطہ قائم کیا اور خاندان کی ایک عورت کی تکفین کے سلسلہ میں بات کی، چنانچہ میں قبرستان گیا اور مردوں کے غسل دینے کی جگہ جا کر بیٹھ گیا، انتظار میں تھا کہ جنازہ تیار ہوکر نکلے، اتنے میں، میں نے چار باپردہ عورتوں کو غسل دینے کی جگہ سے تیزی سے نکلتے دیکھا، ان پر گھبراہٹ طاری تھی مگر میں نے ان سے کچھ وجہ نہیں پوچھی۔ تھوڑے وقفہ کے بعد وہ عورت نکلی جو مردہ عورتوں کو غسل دیتی تھی، اس نے مجھ سے میت کو غسل دینے میں مدد طلب کی۔ میں نے اس سے کہا کہ کسی مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی عورت کو غسل دے، اُس نے مجھ سے کہا کہ میت کا جسم بہت وزنی ہے جو عام طور پر نہیں ہوتا، میرا جواب سن کر پھر وہ اندر چلی گئی، کسی طرح غسل دیا اور کفن پہنایا، پھر ہم

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۴۸، ۱۴۹

جنازہ اٹھانے کے لئے اندر گئے، ہم گیارہ آدمی تھے، جنازہ اتنا وزنی تھا کہ ہم سب نے مل کر جنازہ اٹھایا۔ جب ہم قبرستان پہنچے تو جیسا کہ مصر میں رواج ہے کہ ان کی قبریں کمروں کی طرح ہوتی ہیں، وہ بلندی سے سیڑھی کے ذریعے کمرے میں اترتے ہیں، جہاں مردوں کو بغیر مٹی ڈالے رکھتے ہیں۔

جب ہم نے لاش کو اپنے کندھوں سے اتارا تو لاش کمرے کے اندر پھیلنے اور گرنے لگی، اس منظر کو دیکھ کر ہم سب گھبرا گئے اور وہ ہمارے قابو سے باہر ہوگئی، اتنے میں ہم نے اس کی ہڈیوں کی چرچراہٹ سنی جیسے ہڈیاں ٹوٹ رہی ہوں، ہم نے دیکھا کہ کفن کا کچھ حصہ ہٹ گیا ہے، میں تیزی سے لاش کی طرف بڑھا اور اس کو ڈھک دیا، پھر بڑی مشکل سے اس کو قبلہ رخ کر دیا، دوبارہ کفن چہرے کی طرف سے کھل گیا، اس وقت میں نے عجیب منظر دیکھا، ہم نے دیکھا کہ آنکھیں جیسے باہر کی طرف نکل رہی ہوں اور چہرا کالا ہو چکا تھا، ہم منظر کی ہولناکی سے ڈر گئے اور تیزی سے باہر آ گئے اور کمرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ جب میں اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو مجھ سے مرنے والی عورت کی اولاد میں سے ایک لڑکی ملی اور اس نے مجھے قسم دے کر پوچھا کہ اس کی والدہ کے ساتھ قبر میں داخل کرنے کے دوران میں کیا پیش آیا؟ میں نے جواب نہ دینے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اس بات پر مصر رہی کہ میں اس کو میت کی حالت سے باخبر کر دوں، حتی کہ میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

اس وقت اس نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ! جس وقت آپ نے ہم کو غسل کی جگہ سے تیزی سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا، اس کا سبب یہ تھا کہ ہم نے اپنی والدہ کے چہرے کو کالا ہوتے دیکھا تھا، اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری والدہ نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور ان کی موت اس حال میں ہوئی کہ وہ بہت فیشن ایبل رہتی تھیں، شرم وحیا نام کی کوئی چیز ان

میں تھی ہی نہیں۔ ❶

بے پردہ گی کے سبب بازار میں رسوائی

جے پور (انڈیا) پول بازار میں ایک عورت جس نے دو چوٹیاں بنا رکھی تھیں، ہاتھ میں مولیاں لیے جارہی تھی، پیچھے سے ایک آوارہ گائے نے مولیوں پر اپنا منہ مارا جس سے عورت کی دو چوٹیاں بھی مولیوں کے ساتھ ہی منہ میں آ گئیں۔ گائے بھاگ کھڑی ہوئی، نتیجہ کے طور پر عورت بھی گائے کے ساتھ گھسٹتے ہوئے گئی، راہ چلتے لوگوں کی امداد سے ان چوٹیوں کو گائے کے منہ سے آزاد کرایا گیا۔ گائے اگر بازار میں پھرتی ہوئی آوارہ کہلائی تو دو چوٹیوں کی بازار میں نمائش کرنے والی کیا ہوئی؟ یہ تو آوارہ پر آوارہ کا حملہ ہے۔ گائے کو اگر آوارگی سے بچنے کے لیے اپنی کھونٹی پر تکنا ضروری ہے تو عورت کو بھی اپنے گھر قرار پکڑنا ضروری ہے۔ مولیوں کو دیکھئے، کھیت سے نکل کر بازار میں آئیں تو بکنے لگیں، یونہی جو چوٹیاں بازار میں آئیں وہ بھی مولیاں ہی ہیں اور گائے کی یہ غلط فہمی نہیں بلکہ اس کی نظر میں یہ بھی مولیاں ہی تھیں۔ اس عورت کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ چوٹیاں مولیوں کی طرح بازار میں آئیں تو گائے کی منہ میں گئیں۔ اسی طرح جو عورت آوارہ عورتوں کی طرح بازار میں نکلے گی وہ بھی کسی وقت کسی تہذیب نو کے بھیڑیے کے منہ کا لقمہ بن سکتی ہیں۔ ❷

بے پردگی کے سبب بگلوں کا تعاقب کرنا

لاہور کے چڑیا گھر کا ایک واقعہ اخبار میں آیا کہ ایک ماڈرن لڑکی اپنے سر کے بال سر کے اوپر اونٹ کے کوہان کی مانند بنائے ہوئے ننگے سر چڑیا گھر کی سیر کو آئی۔ ایک

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۴۶ تا ۱۴۸

❷ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۵۶

پنجرے کے پاس کھڑی ہوئی تو اچانک دو بگلے اڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے اس کے سر کے ارد گرد چکر لگانا اور چیخنا شروع کر دیا۔لڑکی گھبرائی وہاں سے بھاگی تو بگلوں نے بھی تعاقب شروع کر دیا اور اس کے سر پر جھپٹنے لگے۔

دراصل بگلوں نے اس کے سر پر اپنا گھونسلہ سمجھ لیا، وہ بھاگی تو انہوں نے سمجھا کہ ہمارا گھونسلہ لے جارہی ہے، آخرلڑکی نے ایک کمرے میں گھس کر اپنا سر بچایا۔ ❶

گھروں میں پردہ نہ ہونے کا بھیانک انجام

آج جو ہم دیکھ رہے ہوتے ہیں، معاذ اللہ! ہماری بچیاں گھروں سے بھاگ رہی ہیں، کورٹ میرج کر رہی ہیں، نیک نامی ختم ہو رہی ہے، بدنامیاں آرہی ہیں، اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ بنیادی وجہ یہی ہے کہ پردہ نہیں ہے، ہم ہر ایک کو گھر آنے کی اجازت دیتے ہیں، یہ کون ہے؟ کہتے ہیں میرا چچازاد بھائی ہے، یہ تایازاد ہے، یہ ماموں زاد ہے، یہ خالہ زاد ہے، یہ سب گھروں میں آتے ہیں، تو جب ان کی نگاہیں جوان بچیوں پر، بہنوں پر، بیٹیوں پر پڑتی ہیں، تو یہ اِن کو مستقبل کے سہانے خواب دکھاتے ہیں، عورت کی عقل تو ویسی بھی ناقص ہوتی ہے، تو وہ ان کے ساتھ نکل جاتی ہے، ساری زندگی کیلئے ماں باپ کے لئے اذیت اور رسوائی کا ذریعہ بن جاتی ہے، تو یہ سب کیوں ہوا؟ آپ نے شریعت کے حکم پر عمل نہیں کیا، اگر آپ کے گھر میں پردہ ہوتا تو کبھی اس کی نوبت نہیں آتی۔

آج کل جو لڑکیاں گھروں سے نکلتیں ہیں اُس کی عموماً دو وجہیں ہوتی ہیں، یا اس گھر میں نیٹ کیبل ہوگا، یا موبائل کا بے جا استعمال ہوگا، یا اس گھر میں پردہ نہیں ہوگا، تو جس گھر میں ان دو چیزیں نہ ہوں تو وہ عموماً محفوظ رہتا ہے، اس لئے گھروں میں موبائل

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۵۶، ۱۵۷

سادہ استعمال ہواور پردے کا اہتمام کیا جائے اور غیر محرم کو گھر کی بھیٹک تک محدود رکھا جائے اوراس کے ساتھ تعلق صرف مردوں کا ہوتو ایسے واقعات سننے میں نہیں آئیں گے، ورنہ ایسے واقعات پیش آئیں گے جو رسوائی، ذلت، بے چینی اور بیقراری کا سبب بنیں گے۔

بے حیائی کے سبب ماں کا اپنے بیٹے سے حاملہ ہونا

ایک مشہور مقالہ نگار نے اپنے ایک مقالے میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ امریکہ میں دوران قیام تین دن کی چھٹیاں گزارنے اٹلانٹا سے چارلسٹن گئے، ایک ملتانی دوست شریف حسن کے فلیٹ میں قیام کیا، رات کو پہنچے تو صبح ہی صبح پولیس نے سامنے والی بلڈنگ کو گھیرلیا، کچھ دیر میں ایک لاش لے کر چلی گئی، میرے دوست نے یہ کہانی سنائی جو اگلے دن وہاں کے اخبار میں شائع ہوئی۔

اس فلیٹ میں ایک شخص رہا کرتا تھا، اس کی بیوی اور وہ ڈبل روٹی بنانے کے کارخانے کے مالک تھے، ان کا ایک لڑکا بھی تھا جب لڑکا چار سال کا ہوا تو باپ مرگیا، اب ماں کی عمر شوہر کے مرنے کے وقت اکیس سال تھی، کارخانہ چلاتی تھی اور بچے کی نگرانی اس طرح کرتی کہ کارخانے کے قریب ''ڈے کیئر سنٹر'' میں لڑکے کو چھوڑ کر دن بھر کارخانے میں رہتی اور رات کو لڑکے کے ساتھ اپنے فلیٹ میں ایک بستر پر سوتی، ممکن ہے کہ ماں بیٹا نیم برہنہ یا برہنہ سوتے ہوں۔ لڑکے نے بچپن سے لڑکپن اور پھر لڑکپن سے جوانی اس طرح گزاردی، ماں نے لڑکے کو معاشرتی برائیوں سے بچانے کے لیے کسی لڑکی کے پاس نہ جانے دیا اور خود کو اس کے سپرد کردیا۔

شریف حسن نے بتایا کہ ان دونوں کو بوس وکنار کرتے ہوئے انہوں نے متعدد بار بالکونی میں دیکھا مگر ماں بیٹا سمجھ کر کبھی خیال نہ کیا، وہاں کے معاشرے میں تو ایسی

بات قابل اعتراض نہ تھی ،لڑکا سترہ، اٹھارہ سال کا ہوگیا، ماں گو چھتیس سال کی تھی مگر نوجوان لڑکی سی لگتی ،اپنے بیٹے کوکسی گرل فرینڈ تو کیا کسی غیر مرد سے بھی بات نہ کرنے دیتی ،کارخانے کے پرانے ملازمین کو نکال دیا اور نئے رکھ لیے جنہیں انہوں نے آپس میں فرینڈز کہہ کر اپنا تعارف کروایا۔

اب یہ دونوں ماں بیٹے دوستوں کی طرح ساتھ رہتے تھے مگر آہستہ آہستہ کبھی تلخ کلامی مار پیٹ بھی ہوجاتی ،ایک دن ماں نے فلیٹ سے چھلانگ لگا کر جان دیدی، یہ وہ دن تھا جب ہم چارلسٹن میں تھے۔

اخبار میں ایک مزید خبر یہ بھی تھی وہ یہ کہ پوسٹ مارٹم سے معلوم ہوا کہ اماں جان (گرل فرینڈ) سات ماہ کی حاملہ تھیں۔

یہ سب سن کر اور پڑھ کر ہم نے ''فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ'' کہا اور امریکہ کی معاشرت پر لعنت بھیجی، جہاں نہ ماں ماں ہے اور نہ بیٹا بیٹا، سب فرینڈز ہیں، خدا ہم کو اس لعنت سے بچائے، یہ کہتے ہوئے ہم اٹلانٹا واپس آ گئے۔ ❶

یہ یورپ کا وہ معاشرہ ہے کہ جہاں بیٹا (معاذ اللہ) ماں سے اپنی شہوت پوری کر رہا ہے، آج ہم نے اس تہذیب کو آئیڈیل بنایا ہوا ہے، جہاں ماں، بہن اور بیٹی کے رشتے کی کوئی تمیز نہیں، جانوروں کی طرح خواہشات کو پورا کرنا ہے،ان کے ہاں حلال وحرام اور جائز وناجائز کا کوئی فرق نہیں۔ یہ وہ معاشرہ ہے جہاں عورت کی کوئی عزت نہیں، عورت کی حیثیت ٹشو پیپر کی ہے،استعمال کرو اور پھینک دو، وہاں عورت کا مستقبل نہیں۔مسلمان معاشرے میں عورت اگر ماں ہے تو قدموں کے نیچے جنت ،اگر بیوی ہے تو بہترین انسان وہ ہے جو اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ اچھا ہو، اور اگر بیٹی ہے

❶ نا قابل فراموش سچے واقعات: ۲۸۳، ۲۸۴

تو دو بیٹیوں اور بہنوں کی پرورش پر جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوگی، تو اسلام نے عورت کو حق دیا ہے، عورت کو گھر کی چار دیواری میں رکھ کر اسے عزت، پاکدامنی اور حیاء کے ساتھ زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا ہے۔

گناہ کے اڈے پر بیٹی کو دیکھ کر باپ کا انتقال ہوگیا

ایک صاحب نے یہ واقعہ سنایا کہ کراچی کے ایک بزرگ اپنے ہمسائے کے گھر گئے اور کہا کہ میری بیٹی اور آپ کی بیٹی ہم جماعت ہیں وہ کہہ رہی تھی کہ آپ کی بیٹی مہینہ بھر سے کالج نہیں آرہی کیا وہ بیمار ہے؟ ہمسایہ نے چونک کر کہا:

یہ کیا فرمایا آپ نے وہ تو باقاعدہ ہر روز میرے سامنے کالج جاتی ہے، اور آتی ہے، آپ ذرا اطمینان کرلیں بزرگ نے جواب دیا: دوسرے روز جب وہ لڑکی کالج روانہ ہوئی تو باپ ٹیکسی میں بیٹھ کر پیچھے ہولیا، وہ ایک مقام پر اتری کچھ فاصلہ پیدل چل کر ایک ہوٹل میں گھس گئی، باپ پیچھے جا پہنچا اور ہوٹل کے مالک سے کہا کہ مجھے ایک لڑکی چاہیے، پوچھا کیسی؟

کہا میں خود انتخاب کروں گا، مالک نے اسے بالائی منزل کے ایک کمرے میں بٹھایا اور کوئی آدھ گھنٹہ بعد آٹھ دس نیم عریاں لڑکیاں لے کر آ گیا، جب اس نے نظر اٹھائی اور اپنی بیٹی بھی ان میں دیکھی تو ایک زوردار چیخ ماری اور جان دے دی، آزادی نسواں تعلیم کا عذاب دنیا ہی میں نظر آ گیا۔ ❶

شادی میں بے پردگی کے سبب ہنستا بستا گھر اُجڑ گیا

میں شادی کی محفلوں میں شریک ہونے کی بڑی شوقین تھی، میں ایک دیندار عورت تھی اور میرا شوہر بھی بڑا دیندار تھا۔ وہ مجھے شادی خانہ آبادی کی محفلوں میں شرکت کرنے

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۱۰۵، ۱۰۶

اوراختلاط سے بچنے کی تاکید کرتا تھا اور مجھے اللہ کی ناراضگی سے ڈراتا رہتا تھا۔
لیکن ایک روز میں کسی طرح شادی کی ایک محفل میں شریک ہو ہی گئی، شادی کی محفل تھی، عورتیں قسم قسم کے خوبصورت کپڑوں میں ملبوس تھیں، محفل میں شریک عورتیں رقص کررہی تھیں، گارہی تھیں، دل لبھانے والی حرکتیں کررہی تھیں۔
مجھے بھی جوش آیا اور میں بھی اپنا برقع اتار کرناچ گانے میں شریک ہوگئی۔ میں چونکہ حسین وجمیل تھی، اس لیے میں چاہتی تھی کہ اس رات شادی کی محفل میں شریک عورتیں میری تعریف کریں اور میرے حسن وجمال کا چرچا ان میں عام ہو۔ فی الواقع عورتوں نے میری تعریف وتحسین شروع کردی اور کہنے لگیں کہ میں دلہن سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی ہوں۔ عورتوں کے منہ سے اپنی تعریف سن کر میں پھول اُٹھی اور میرے اندر میرے حسن وجمال کا غرور سا پیدا ہوگیا۔ ظاہر ہے اپنے حسن کی تعریف کسے پسند نہیں۔
میرا شوہر بارہا مجھے نصیحت کرتا تھا کہ بیرون خانہ میں اپنا پردہ کہیں بھی نہ اتاروں اور گھر سے باہر ہر وقت باپردہ رہوں، نیز مجھے یہ حدیث رسول سنایا کرتا:

أَيُّـمَا امرَأَةٍ نَزَعَت ثِيَابَهَا فِي غَيرِ بَيتِ زَوجِهَا هَتَكَتْ سِترَ مَا بَينَهَا وَبَينَ رَبِّهَا. ❶

ترجمہ: جس عورت نے اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ اپنا کپڑا اتارا، اس نے اپنے اور پروردگار کے درمیان پردہ چاک کردیا۔
ایک روز میرے شوہر نے کسی خلیجی ملک کا سفر کیا۔ وہاں کسی دفتر میں دونو جوانوں کے مابین اس امر پر اختلاف ہوگیا کہ خلیجی مما لک میں سب سے خوبصورت لڑکی کون سی ہے؟ ایک نوجوان فوراً اٹھا اور ایک ویڈیو کیسٹ لاکر حاضر کردی جسے اس نے میرے

❶ مسند أحمد: مسند النساء، ج ۴۰ ص ۱۶۸، رقم الحديث: ۲۴۱۴۰

ملک کے کسی آدمی سے چوری چھپے بھاری قیمت دے کر خریدا تھا۔اس کیسٹ میں شادی کی اس محفل کی ویڈیو بھی تھی جس میں میں نے بھی شرکت کی تھی۔

جب نوجوان نے ویڈیو کیسٹ لگائی تو وہ منظر دیکھ کر میرے شوہر کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی جس میں میں رقص کر رہی تھی، گانا گا رہی تھی، میری زلفیں بکھری ہوئی تھیں اور میرا نصف سینہ عریاں تھا۔ دفتر میں بیٹھے لوگ میرے حسن و جمال کو دیکھ کر عش عش کرنے لگے اور طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔

میرا شوہر اندر ہی اندر آگ بگولا ہو رہا تھا، اس کی یہ آتش غیظ وغضب تیز سے تیز تر ہو رہی تھی۔ وہ فوراً سفر کے دیگر کاموں کو ملتوی کر کے واپس اپنے وطن آ گیا۔ گھر پہنچا تو میرے اور اس کے درمیان زبردست جنگ چھڑ گئی اور نتیجتاً میرا انجام بھی وہی ہوا جو کسی عورت کے لیے سب سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اب میں مطلقہ ہوں، میری زندگی عذاب میں گزر رہی ہے۔ شقاوت و بدبختی نے مجھے رسوائی و بدنامی سے دوچار کر دیا ہے اور اب اکیلے زندگی کی کٹھن منازل طے کر رہی ہوں۔ میری لمحوں کی لغزش مجھ سے زندگی بھر کی مسرتیں چھین کر لے گئی۔ ❶

ایک نومسلم عورت نے پاکستان میں مسلمان عورتوں کو کیا پیغام دیا

ایک نومسلم خاتون انٹرنیشنل یونین آف مسلم ومؤمن کی عالمی کانفرنس میں شرکت کے لئے پاکستان تشریف لائیں۔ یہاں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات، لاہور کالج برائے خواتین، کنیرڈ کالج، کالج فار ہوم اینڈ سوشل سائنسز اور اسلام آباد کے مختلف تعلیمی اداروں میں خطاب فرمایا۔ انہوں نے خواتین کو تکرار کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کی کہ:

---

❶ سنہری کرنیں: ص ۳۲۴ تا ۳۲۶

حجاب میں عورت کی عزت واحترام ہے اور عورت کی سب سے بڑی ذمہ داری اپنے بچوں کی پرورش ہے۔

انہوں نے بڑے دکھ سے کہا، میں سمجھتی تھی کہ پاکستان کا معاشرہ اسلامی رنگ میں رنگا ہو گا، مگر افسوس کہ یہاں ایئرپورٹ پر اترتے ہی مجھے مردوں کے عجیب وغریب رویئے سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ عورتوں کو جس انداز میں بے باکی کے ساتھ گھورتے ہیں، اس طرح تو امریکہ کے لادین معاشرے میں بھی نہیں ہوتا۔ پھر یہاں کی خواتین یورپین عورتوں کی نقالی میں ماڈرنزم اختیار کرنے کی بڑی شوقین ہیں۔ میں انہیں انتباہ کرتی ہوں کہ یورپ کے معاشرے کی تقلید نہ کریں۔ وہاں کی خواتین آزادی اور برابر کے مفہوم کو نہیں سمجھ سکیں۔ انہوں نے ہر شعبہ زندگی میں مردوں سے مسابقت کا انداز اختیار کیا اور نسوانیت کو ترک کر کے مردوں کی روش اپنالی۔ نتیجہ یہ کہ آج یورپ میں عورت سے زیادہ مظلوم کوئی نہیں۔ وہ فحاشی اور عدم تحفظ کے گہرے گڑھے میں گر گئی ہے اور جو کچھ اس کے پاس تھا، وہ بھی کھو دیا ہے۔

آج یہ عالم ہے کہ گھر کو قید خانہ سمجھ کر دفتروں کی زندگی اپنانے کے نتیجے میں اسے صبح ہی صبح تیزی کے ساتھ گاڑیوں کا تعاقب کرنا پڑتا ہے اور ٹریفک کے بے پناہ رش میں دو دو گھنٹے کی بھاگ دوڑ کے بعد اپنے دفتر میں پہنچتی ہے۔ وہاں دن بھر نوکرانی کی طرح کام بھی کرتی ہے اور اپنے باس (Boss) کے اشارہ ابرو پر ہر طرح کا ناگوار کام بھی کرتی ہے۔ شام کو دوبارہ ٹریفک کے سیلاب کا مقابلہ کر کے گھر آتی ہے تو تھکاوٹ سے اس قدر نڈھال اور زندگی سے اتنی بیزار ہوتی ہے کہ اپنے ننھے پیارے بچے کی بات کا جواب تک نہیں دے سکتی۔ امریکی خواتین کے بچے ڈے کیئر سنٹروں میں پلتے ہیں، جہاں وہ عدم توجہ کا شکار رہتے اور نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ وہاں انہیں

سادھوازم اور جادوگری کا زہر پلایا جاتا ہے، ان پر مجرمانہ حملے ہوتے ہیں اور والدین کی شفقت اور خاندانی زندگی سے محروم ہو کر وہ بچپن ہی میں منشیات کے عادی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بے شمار بچے نو دس سال کی عمر میں خودکشی کر لیتے ہیں۔

پبلک سکولوں میں فیل ہونے والے بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ایڈز اور ہم جنسی عام ہے اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں تو ہم جنسی کو قانونی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ بڑھاپے میں والدین شدید کسمپرسی کی زندگی گزارتے ہیں اور جونہی ایک خاتون کی عمر ۳۵ سال سے تجاوز کرتی ہے، اسے اس طرح نظر انداز کیا جاتا ہے کہ وہ زندہ درگور ہو کر نفسیاتی مریض بن جاتی ہے۔ امریکہ میں ذہنی امراض کے ہسپتال مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ غرض وہاں نہ عورتوں کو سکون حاصل ہے، نہ بچوں کو، نہ بوڑھوں کو۔ پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پاکستانی خواتین اور مرد حضرات اس معاشرے کو آئیڈیل کیوں سمجھتے ہیں اور وہی اطوار کیوں اختیار کر رہے ہیں جنھوں نے امریکی اور یورپی سماج کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ❶

بے پردگی کے سبب سینما ہال میں انتہائی ناروا سلوک ہوا

چند دن کی بات ہے کہ ایک سینما ہال میں چار حقیقی بہنیں فلم دیکھنے آئی تھیں، جس بہن کا میں نے چشم دید واقعہ دیکھا، ان کا کہنا ہے کہ اس دن کے بعد سے میرے شوہر کی تاکید پر میں نے برقعہ پہننا شروع کیا ہے، جب وہ مجھ سے بات چیت کر رہی تھیں، میں ان کو پہچان نہ سکی چونکہ وہ برقعے میں تھیں، انہوں نے مجھے پہچان لیا، میں نے کہا: کیا بات ہے، آپ برقعے میں نظر آ رہی ہیں؟ تب انہوں نے یہ واقعہ مجھے تفصیل سے بتایا کہ تین بہنیں میکسی اور ایک بہن شلوار شرٹ میں تھیں، تین کے بال کھلے تھے، اور

❶ نومسلم خواتین کی ایمان افروز آپ بیتیاں: ص ۶۴

ایک نے دو چوٹیاں ڈالی تھیں، پکچر کے دوران کسی نے چوٹیاں کاٹ دیں، انٹرویل ہوا اسے احساس ہوا تو اس نے شور مچایا، یہ بات منیجر تک پہنچی، تو اس نے کہا کہ ہم کیا کر سکتے ہیں؟ آپ لوگ اتنا عیش نہ کریں، فلمیں دیکھ کر ہی لڑکیاں ایسے غلط راستے پر آتی ہیں اور غلط لوگوں کے ہاتھوں میں آ کر اپنی زندگی نادانی میں تباہ برباد کر رہی ہیں، تو کیا یہ فلم بینی ماں بہنوں کے لئے فائدہ مند ہے یا نقصان دہ ہے؟ آپ ٹھنڈے دل سے غور کیجئے، فلم بینی سے گھر کا تمام کام کاج ٹھپ ہو کر رہ جاتا ہے، پھر اس کے علاوہ گھر کے بچوں کی تربیت پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے، بچے گھر کے بڑے لوگوں کی تقلید کرتے ہیں، بچے نادان ہوتے ہیں، لیکن جب عقل وشعور کو پہنچ جاتے ہیں تو وہ والدین کے ہر کام پر نظر رکھتے ہیں، اگر والدین بااخلاق ہوں تو بچے بڑے ہو کر بہت ہی قابل اور نیک سیرت ہوتے ہیں لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو بس سمجھ لیجئے کہ گھر کا شیرازہ بکھر گیا۔ ❶

بے پردگی کے سبب تمیز مشکل ہوگئی

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، آج کل معاشرے میں یہ چیز زیادہ مقبول ہو رہی ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کا لباس اور لڑکیوں کو لڑکوں کا لباس پہناتے ہیں، ایک جگہ کا واقعہ ہے کہ کسی جگہ دعوت تھی مرد اور عورت ایک جگہ جمع تھے، ایک نوعمر کو دیکھا کہ رواج کہ مطابق میز پر کھانا لگا رہا ہے، کسی کی زبان سے نکل گیا کہ لڑکا بڑا ہونہار ہے، سلیقہ مندی سے کام کر رہا ہے، اس پر پیچھے سے آواز آئی کہ میاں کیا فرما رہے ہیں، یہ لڑکا نہیں میری لڑکی ہے، ان صاحب نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور ایک نظر ڈال کر کہا: معاف کیجیے مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اس کی والدہ ہیں، اس نے فوراً جواب

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۲۳۸، ۲۳۹

دیا کہ میاں! آپ کا دماغ تو خراب نہیں! آپ صحیح دیکھا کریں۔ میں والدہ نہیں، اسکا والد ہوں۔ ❶

بے پردگی اور آزادانہ اختلاط کے اخلاقی اور معاشرتی نقصانات

بے پردگی اور مرد وزن کے بے روک ٹوک اختلاط کے جو نتائج سامنے آرہے ہیں وہ بڑے ہی ہولناک ہیں اور ہم سب ان نتائج کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں مگر خاموش ہیں، ہم بے حس ہو چکے ہیں، ہم نے اپنی غیرت کا سودا کرلیا ہے اور ہم نے فحاشی کو اپنی ثقافت کا ایک لازمی جزو سمجھ لیا ہے، ان نتائج میں سے جو سب سے بڑا نتیجہ ہمارے سامنے آیا ہے وہ ہے زنا کی کثرت اور اس زنا کے نتیجے میں ناجائز بچے بھی کثرت سے پیدا ہو رہے ہیں۔

آج سے کئی سال قبل لندن کے روزنامہ ٹائمز نے خبر دی تھی کہ لندن کا ہر آٹھواں بچہ حرام کی پیدائش ہے۔ یہ تعداد بڑی سرعت سے بڑھتی جارہی ہے، اور ایسا نظر آرہا ہے کہ آئندہ چند سالوں میں کوئی ایسا بچہ ملنا مشکل ہوگا جو حرامی نہ ہو، پھر کمال یہ ہے کہ حرامی بچہ ہونے یا اس کا باپ یا ماں ہونے پر قطعاً کسی قسم کی عار محسوس نہیں کی جاتی، بلکہ برسرعام اس کا اظہار کیا جاتا ہے۔

برطانوی پریس اور کلیسا کے باقاعدہ جائزوں کے مطابق شادی کے وقت حاملہ نکلنے والی لڑکیوں کی تعداد سرعت سے بڑھ رہی ہے، اس وقت تناسب دس میں سے سات کا ہے اور ان لڑکیوں کی تعداد جو شادی سے پہلے حاملہ ہوئے بغیر جنسی تعلقات رکھ چکی ہوتی ہیں اس سے کہیں زیادہ ہے، ایسے واقعات بھی دیکھنے میں آتے ہیں جہاں پندرہ سال سے بھی کم عمر کی پرائمری اسکول جانے والی لڑکیاں حاملہ نکلیں۔

---

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۲۳۷

۱۹۶۹ء میں بارہ بارہ سال کی گیارہ لڑکیوں سے بچے پیدا ہوئے۔ درحقیقت اس عمر کی بہت سی لڑکیاں اپنے تعلقات والے لڑکوں اور مردوں کی تعداد کو فخریہ ذکر کرنا اپنے لیے اعزاز سمجھتی ہیں۔

اس بے غیرتی کے عام بلکہ قابلِ فخر بنے کے مختلف اسباب ہیں، مثلاً: عورتیں آزادانہ طور پر صنف مخالف سے ملتی ہیں، نیم عریاں لباس پہنتی ہیں، سینما، ٹیلی ویژن، تھیٹر اور جوابازی کے کلبوں میں جنسی اور عریاں رقصوں پر زور دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اسٹیج پر جنسی فعل ہوتا ہوا دکھایا جاتا ہے۔ عام اشتہارات، اخباروں، کتابوں اور رسالوں میں ننگی لڑکیوں کی نمائش کی جاتی ہے، ہر عمر کے عورت اور مرد آزادانہ اکٹھا ناچتے اور تھرکتے ہیں، اسکول کے بچوں کو جنسی عمل پر مبنی نصاب باقاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔

یہ اقتباس آج سے تقریباً بیس سال قبل کا ہے ہم نے جب یہ پڑھا تھا تو بڑا تعجب ہوا تھا کہ کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے؟ مگر ان میں سے بہت ساری چیزیں ہمارے ہاں بھی عام ہو چکی ہیں اور جب اسباب پائے جائیں تو ان سے نتائج بھی ظاہر ہوکر رہتے ہیں اور وہ ظاہر ہورہے ہیں۔ مشہور سماجی کارکن جناب عبدالستار ایدھی کی بیگم بلقیس ایدھی کے حوالے سے اخبار میں خبر آئی ہے کہ صرف تین دن میں کراچی کے مختلف علاقوں سے ہمارے رضا کاروں نے دس حرامی بچوں کی لاشیں برآمد کی ہیں۔

اسکے بعد ایک اور خبر آئی کہ ایدھی ویلفیئر سینٹر کے ایدھی ہوم میں گزشتہ سال بھر کے دوران کراچی کے مختلف علاقوں کے کچرا گھروں اور فٹ پاتھوں پر ملنے والے تین سو بار نوزائیدہ بچوں کو پناہ دی گئی، جن میں سے بیشتر بچوں کو بے اولاد جوڑے حاصل کر کے لے گئے، اس کے علاوہ گھروں سے بھاگنے والی پندرہ سولڑکیوں کو بھی پناہ دی گئی۔

یہ تین سو بارہ بچے وہ تھے جو کسی طرح دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھ لئے، باقی رہے دو بچے جن کی لاشیں گندے نالوں یا گٹر یا نالے وغیرہ میں پھینک دی جاتی ہیں ان کا کوئی شمار نہیں۔اور یوں دہرے جرم کا ارتکاب کیا جاتا ہے یعنی زنا اور قتل ناحق۔

یقین جانیں جیسے قیامت کے دن زندہ درگور ہونے والی لڑکیوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا:"بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ" (تمہیں کس جرم میں قتل کیا گیا) یونہی ان معصوم بچوں سے بھی ضرور سوال کیا جائے گا کہ آخر تمہارا کیا جرم تھا، جس کی سزا تمہیں ہولناک قتل کی صورت میں دی گئی؟ محض اپنی گھناؤنی حرکت اور شرمناک عمل پر پردہ ڈالنے کیلئے؟ محض سوسائٹی میں پاک باز بننے کیلئے؟

آپ کو دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ واقعہ یاد ہوگا کہ جب قبیلہ مزنیہ کی ایک عورت نے اعتراف جرم کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حد جاری کرنے کی درخواست کی تھی، تو آپ نے جواب میں جو کچھ فرمایا تھا اس کا مفہوم یہ تھا کہ اگر میں تم پر حد جاری کروں تو وہ بچہ ہلاک ہو جائے گا جو اس گناہ کے نتیجے میں تمہارے پیٹ میں پرورش پا رہا ہے، اور جرم تو تم نے کیا ہے اس بچے کا کیا قصور ہے؟

بچوں کو اس قتل ناحق سے بچانے کیلئے ایدھی ویلفیئر سینٹر کے باہر باقاعدہ ایک جھولا رکھ کر یہ اعلان لکھ دیا گیا ہے کہ ان بچوں کو قتل نہ کریں بلکہ خاموشی سے اس جھولے میں ڈال جائیں، بلکہ اخبارات میں بھی ان کی طرف سے اس قسم کی اپیلیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ حمل ایک ایسی چیز ہے جو چھپائے نہیں چھپتا، اور حاملہ عورت کے بارے میں اس کی جسمانی حالت دیکھ کر ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ اسے حمل ہے یا نہیں، حاملہ لڑکی کے والدین، اس کے بھائی بہنوں اور گھر میں آنے جانے والے

عزیزوں اور پڑوسیوں کوتو اس کا علم ہو ہی جاتا ہے، کہنا یہ چاہتا ہوں کہ کیا یہ مسلمان سوسائٹی کے تنزل اور بے غیرتی کی انتہانہیں جہاں کنواری مائیں اس کثرت کیساتھ پائی جاتی ہیں۔

اسکے علاوہ ہماری اونچی سوسائٹی میں بیسیوں حاملہ لڑکیاں، بچے کی ولادت سے پہلی ہی صفائی کرالیتی ہیں، بہت سارے ڈاکٹر اورنرسیں، گرانقدر معاوضہ لیکراس کام کیلئے تیار ہوجاتے ہیں، پھر مانع حمل اَدویات، انجکشن اورسامان اس پر مستزاد! اب تو جگہ جگہ ان چیزوں کی دستیابی کے اشتہار ہیں اور ہر میڈیکل اسٹور سے قیمت اورحکومت کے بنائے گئے سینٹروں سے تقریباً مفت یہ سب کچھ مل جاتا ہے۔

یہ نکتہ بھی ملحوظ رہے کہ مندرجہ بالا اعداد وشمار صرف شہر کراچی کے ہیں، اگر ملک کے تمام صوبوں اور ہر ہر شہراور قصبے کے اعداد وشمار جمع کئے جائیں تو ممکن ہے بہت سے حقیقت پسند لوگ یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوجائیں کہ ہم نے واقعی اپنے کرتوتوں سے پاکستان کو پلیدستان بنادیا ہے۔

مجھے اس موقع پر ایک عوامی خطیب کی بات یاد آرہی ہے، انہوں نے ایک جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے ظریفانہ انداز میں کہا تھا میں فلاں شہر میں تقریر کرنے گیا تو لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں کوئی چیز اصل بھی ملتی ہے؟ تو میں نے جواب دیا: بادشاہو! اصلی چیزیں تلاش کرتے پھرتے ہو، یہاں تو بچوں کے اصلی باپ نہیں ملتے۔

اس کا دوسرا نقصان خاندانی نظام کی تباہی و بربادی ہے،تو جوان لڑکے اورلڑکیاں مادر پدرآزادی کو پسند کرتے ہیں، عریانیت نے انکے اندر شہوانی آگ اس قدر بھڑکادی ہے کہ اب وہ نت نئے تعلقات قائم کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

وہ بھنوروں کی طرح پھول پھول کا رس چوسنا چاہتے ہیں، ان کو اگر نکاح کے بندھن

میں باندھ بھی دیا جاتا ہے تو بھی ان کی ہوس ختم نہیں ہوتی، وہ یا تو بیوی کو طلاق دیتے ہیں اور یا اس بیچاری کو نکاح میں رکھتے ہوئے ادھر ادھر منہ مارتے پھرتے ہیں۔

بے حجابی اور عریانیت کا تیسرا نتیجہ جو سامنے آیا ہے وہ یہ کہ نوعمر لڑکیاں اور بعض اوقات شادی شدہ عورتیں گھروں سے بھاگ جاتی ہیں اور یوں اپنے پورے خاندان کی ناک کٹنے کا سبب بن جاتی ہیں۔

اور ان کو بھگا کر لیجانے والے اکثر وہی ہوتے ہیں جو منہ بولے بیٹے یا منہ بولے بھائی بن کر گھر میں بلا روک ٹوک آتے ہیں، اخبارات میں ایسے واقعات بھی ہم پڑھتے ہیں کہ دیور بھاوج کو یا دولہا بھائی، سالی کو بھگا کر لے گیا، یا مریدنی اپنے پیر صاحب کے ساتھ فرار ہوگئی، کبھی آپ نے سوچا ایسے کیوں ہوتا ہے؟ اسکی سب سے بڑی وجہ یہی بے پردگی اور مرد و زن کا اختلاط ہے، ہمارے ذہنوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ منہ بولے بیٹوں اور بھائیوں، دیور اور بہنوئی اور پیر صاحب سے تو پردے کی ضرورت نہیں، گویا اِن لوگوں میں نہ تو کوئی شہوانی جذبہ ہے، نہ کوئی نفسانی خواہش ہے، حالانکہ شہوت تو ان میں بھی ہے۔ (1)

ابلیس کا سامان اور اُس کے خریدار

حضرت عیسی علیہ السلام کی ملاقات ابلیس لعین سے ہوئی، وہ چار گدھوں کو ہانکے جا رہا تھا جن پر سامان لدا ہوا تھا۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ ابلیس نے کہا: تجارت کا سامان اٹھا رکھا ہے، خریدنے والوں کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ حضرت نے پوچھا: ایک میں کیا ہے؟ کہا: ظلم۔ پوچھا، اس کو کون خریدے گا؟ کہا: بادشاہ لوگ۔ پھر دریافت فرمایا دوسرے میں کیا ہے؟ کہا: حسد۔ دریافت فرمایا اس کو کون خریدے گا؟

(1) ندائے منبر و محراب: جلد ثانی، ص ۳۱۴ تا ۳۱۸

کہا: علماء۔ دریافت فرمایا تیسرے میں کیا ہے؟ کہا: خیانت۔ دریافت فرمایا اس کو کون خریدے گا؟ کہا: تاجر۔ پھر دریافت فرمایا چوتھے میں کیا ہے؟ کہا: مکر وفریب۔ حضرت نے دریافت فرمایا اس کو کون خریدے گا؟ کہا: عورتیں۔ ❶

جب تم جیسی بیٹیاں پیدا ہونے لگیں تو وہ قوم کا بدترین دن ہوگا

اس واقعہ کو بیس سال کا عرصہ بیت گیا ہے لیکن اس کے نقش روزِ اول کی طرح تازہ ہیں اور آج بھی یہ آواز میرے کانوں میں گونجتی رہتی ہے کہ جب قوم میں تم جیسی بیٹیاں پیدا ہونے لگیں گی وہ قوم کا بدترین دور ہوگا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم نے مری جانے کا پروگرام بنایا، ایسا لگتا تھا جیسے ساری دنیا کا حسن مری میں اُمڈ آیا ہو، مغربیت کی تقلید میں تمام لوگ اتنے دور نکل آئے کہ پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ان کو فرصت نہ تھی، ہر شخص دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش میں تھا، خواتین نے ایسے لباس پہنے ہوئے تھے کہ نسوانیت خود اپنے آپ پر شرما رہی تھی، میں بھی اس دوڑ میں پیچھے رہ جانے کے حق میں نہیں تھی، شاپنگ کے لئے بازار میں ہر طرف ایک نفسا نفسی کا عالم تھا، کچھ نوجوان بے کار بیٹھے آنے جانے والوں کو گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔

بیٹی یہ چادر اوڑھ لو، میں ٹھٹک کر اس طرف دیکھنے لگی، جس طرف سے آواز آئی تھی، وہ میرے قریب تھے، بوڑھے ہاتھوں میں چادر لرز رہی تھی، بوڑھی آنکھوں میں دکھ ہی دکھ نظر آ رہا تھا۔ بیٹی ہمارے خواب کی حقیقت اتنی بھیانک تو نہ تھی؟

اس کونے سے لے کر ملک کے آخری کونے تک چلی جاؤ، تمہیں بے شمار شہیدوں کا خون ملے گا جنہوں نے ایک چادر بچانے کے لئے بے دریغ قربانیاں دیں، ان بہنوں کی آہیں ملیں گی جو اپنی ناموس کو بچانے کے لئے زندہ دفن ہوگئیں۔

❶ المستطرف فی کل فن مستطرف: الباب الثالث والسبعون فی ذکر النساء ...... الخ، ص ۴۶۴

اپنے آپ کو غور سے دیکھو! شرافت تم پر ماتم کناں ہے، شاید ہماری قوم کا زوال شروع ہو گیا ہے کیونکہ جب قوم میں تم جیسی بیٹیاں پیدا ہونے لگیں گی وہ قوم کا بدترین دور ہوگا، تم جو مغربیت کے پیچھے اندھا دھند دوڑ رہی ہو، بولو! مغربیت نے ہمیں کیا دیا، عریانیت، فحاشی اور دولت کی ہوس، اس دوڑ میں تم اپنا سب کچھ کھو بیٹھی ہو۔ بیٹی! عورت تو ایک مقدس روپ ہے، تم اس روپ کو کیوں داغدار کر رہی ہو، ان شہیدوں کو کیا جواب دو گی، جن کی روحیں تمہارے دروازوں سے مایوس لوٹ جاتی ہیں؟

میں چونک اٹھی، آگے بڑھ کر معافی مانگنا چاہتی تھی لیکن نہ جانے وہ کب کے اِس ہجوم میں گم ہو گئے تھے، یا شاید کسی کی بے چین روح تھی، مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں سر بازار ذلیل ہو گئی ہوں، جب قوم میں تم جیسی بیٹیاں پیدا ہونے لگیں گی، وہ قوم کا بدترین دور ہوگا۔ یہ الفاظ میرے ضمیر پر ہتھوڑے برسانے لگے، یہ ایک مجھ سے نہیں پوری قوم کی بیٹیوں سے کہا گیا تھا، میں نے اپنے آپ سے عہد کر لیا میں یہ داغ کبھی عورت کے ماتھے پر نہیں لگنے دوں گی، ہر عورت تک یہ پیغام پہنچا دوں گی، عورت روزِ اول سے مقدس رہی ہے۔

اور ابد تک رہے گی، ہم شہیدوں کو شرمندہ نہیں ہونے دیں گے اور شمع محفل بن کر بر سر عام دعوت نظارہ نہیں دیں گے، کیونکہ عورت شرعاً اور اخلاقاً پردہ کی چیز ہے، نمائش کی نہیں۔ ❶

بے پردگی کے سبب جہاز عملہ کا اپنی جنسی ہوس کی تکمیل کرنا

ایک شوہر نے یہ اعتراف کیا کہ میں ایک شہر میں تھا، میں نے اپنی بیوی کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تمہاری آمد کا منتظر ہوں، مقررہ وقت پر میں نے اہلیہ کا انتظار کیا لیکن ہوائی

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۳۸۳، ۳۸۴

جہازنہیں آیا، میں نے کمپنی سے ٹیلی فون پرانکوائری کی، وہاں سے جواب ملا کہ ہوائی جہاز میں کوئی خرابی آگئی ہے، اس لئے کسی اسٹیشن پر جہاز درستگی کے لئے اتر گیا ہے، ایک گھنٹہ بعد جہاز ایئرپورٹ پرآجائے گا، بعد میں جہاز ایئرپورٹ پراترا، بیوی جہاز سے اتری تو قریب ہی کھڑی ہوئی ایئرہوسٹس اس سے کہنے لگی: کیوں پائلٹ سے تم نے چلتے چلتے ملاقات نہیں کی؟

ایئرہوسٹس کوکیا معلوم تھا کہ اس کا شوہر یہی ہے، شوہر نے یہ سنا تواس کے کان کھڑے ہو گئے، اس نے فوراً بھانپ لیا اور بالآخر بیوی نے بھی مجبوراً اقبال جرم کیا کہ کسی طریقہ سے جہاز کے پائلٹ اوراس کی بیوی کا تعارف ہوگیا، پائلٹ نے مسافروں کو یہ جھانسہ دیا کہ ہوائی جہاز میں کچھ خرابی آگئی ہے جس کی درستگی کے لئے پرواز گھنٹہ بھر لیٹ ہوگی، اس کے بعد ہوائی جہاز رن وے پراترا، مسافر جہاز سے اتر کر باہر لاؤنج میں چلے گئے اور تقریباً ایک گھنٹہ بعد کہیں انہیں اندرآنے دیا گیا، اس اثناء میں پائلٹ اوراس کے معاون عملہ نے اس عورت کے ساتھ اپنی جنسی ہوس کی تکمیل کرلی۔

دیکھے اِسے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو! (۱)

بے پردگی کے سبب عذاب قبر میں مبتلا ہونا

۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں کسی دکھی ماں کا بیان:

میری سب سے بڑی لڑکی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، اسے دفن کرنے کے لئے جب قبر کھودی گئی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس پر پچاس ساٹھ سانپ جمع ہو گئے، دوسری قبر کھدوائی گئی اس میں بھی وہی سانپ آکر کنڈلی مار کر ایک دوسرے پر بیٹھ گئے، پھر تیسری قبر تیار کی اس میں ان دونوں قبروں سے زیادہ سانپ تھے، سب لوگوں پر

(۱) ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۳۹۵، ۳۹۶

دہشت سوار تھی، وقت بھی کافی گزر چکا تھا۔ ناچار ہو کر باہم مشورہ کر کے میری پیاری بیٹی کو سانپوں بھری قبر میں دفن کر کے لوگ دور ہی سے مٹی پھینک کر چلے آئے۔ میری مرحومہ بیٹی کے ابا جان کی قبرستان سے گھر آنے کے بعد حالت بہت خراب ہو گئی اور وہ خوف کے مارے بار بار اپنی گردن جھٹکتے تھے۔

ماں کا مزید بیان ہے کہ میری بیٹی یوں تو نماز روزہ کی پابند تھی مگر وہ فیشن کیا کرتی تھی۔ میں اسے پیار و محبت سے سمجھانے کی کوشش کرتی تھی مگر وہ اپنی آخرت کی بھلائی کی باتوں پر کان دھرنے کی بجائے الٹا مجھ پر بگڑ جاتی اور مجھے ذلیل کر دیتی تھی۔ افسوس! میری کوئی بات میری نادان ماڈرن بیٹی کی سمجھ میں نہ آتی۔ ❶

بے پردگی کے سبب دلہن کو طلاق ہو گئی

شادی میں دلہن کی بہنوں نے خلاف شرع رسم پوری کرنے کیلئے دولہا کا جوتا چھپالیا اور ضد کی کہ اتنے پیسے دو گے تو جوتا واپس کریں گی، اِس اثناء میں بے پردگی ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ جوتا چھڑانے کے بعد دولہا میاں دلہن کے پاس گئے اور اسے یہ کہا کہ مجھے تو تیری بہن پسند آ گئی ہے، میں تو اسی سے شادی کروں گا لہٰذا تجھے طلاق ہے، غور کیجئے! غور کیجئے! کہ اس بے بردگی سے کس قدر نقصان ہوتے ہیں یہ تو صرف ایک واقعہ ہے ورنہ آئے دن اخبارات اس سے بھرے پڑے ہیں، کوئی ہے جو اس سے عبرت حاصل کرے۔ ❷

بے پردگی اور آزادی کے بھیانک نتائج

مجھ سے بعض ان غیرت مند مخلص اساتذہ نے بیان کیا جن پر مجھے پورا بھروسہ اور اعتماد ہے، ایک روز وہ ایک عرب ملک کے شہر کے ایک قہوہ خانے میں اپنے ایک دوست کو

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص۱۳۲، ۱۳۳

❷ عجیب وغریب واقعات: ص۲۰۶

تلاش کرنے گئے، وہ اس قہوہ خانے میں داخل ہو ہی رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ طلباء وطالبات قہوہ خانے کی اوپر کی منزل کی طرف چلے جارہے ہیں، ان کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اوپر جا کر دیکھیں کہ یہ لوگ اوپر کہاں جارہے ہیں؟ اور کیوں جارہے ہیں؟

یہ جیسے ہی اوپر پہنچے تو وہاں کا ہولناک حیا سوز منظر دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے، اس لئے کہ انہوں نے دیکھا کہ اوپر جانے والوں کی اکثریت طلباء وطالبات پر مشتمل ہے اوران میں سے کوئی کسی سے بوسہ بازی کررہا ہے، کوئی کسی سے بغلگیر ہے، کوئی غزلیہ و عشقیہ اشعار پڑھ رہا ہے، اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ بے ہنگم طریقے سے ہنس رہا ہے، کوئی دوسروں کے جذبات برانگیختہ کرنے کے سامان مہیا کررہا ہے، انہوں نے خود اپنے نفس سے پوچھا کہ یہ لوگ یہاں کیسے پہنچے؟ اوران کا ایک دوسرے سے تعلق و رابطہ کیسے قائم ہوا؟ اورکون ان لوگوں کواس جگہ تک لے کر آیا ہے؟

درحقیقت آزادی، بے راہ روی، اور فحاشی کے یہ ایسے اسباق ہیں جوانہوں نے ٹیلی ویژن، سینما اورانٹرنیٹ سے حاصل کئے ہیں، جوانہوں نے فحش رسالوں سے سیکھے ہیں، جوانہوں نے عشقیہ ناولوں اور فحش گانوں سے سیکھے ہیں، جس کا نتیجہ اس دردناک انجام اورغم ناک عاقبت کی شکل میں ظاہر ہوا، ان کے گھر والوں کو اپنے بچوں بچیوں کے ان معاملات کی کچھ خبر نہیں ہے، واقعتاً برے ماحول کا انسان کوخراب کرنے اور بگاڑنے میں بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ (۱)

بے پردہ اورسوکن کوناحق طلاق دلوانی والی آگ میں جھلس کرمرگئی

محترمہ عائشہ عثمان یونیورسٹی آف لاہور (رائے ونڈ روڈ) میں انگلش کی لیکچرار ہیں،

(۱) ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۲۴۱، ۲۴۲

انہوں نے بتایا (۰۹۔۰۵۔۰۳) تقریباً پندرہ برس پہلے کی بات ہے کہ میرے ماموں فیصل ٹاؤن کے فلیٹوں میں رہائش پذیر تھے، ان کے گھر کے سامنے گھمن نامی ایک افسر کا فلیٹ تھا، اس کی بیوی گھریلو عورت تھی، سادہ مزاج تھی، ان کی شادی کو پانچ برس کا عرصہ گزر گیا تھا لیکن ان کا کوئی بچہ نہیں ہوا تھا، اس وجہ سے بھی وہ خاتون افسردہ اور پریشان رہتی تھی۔

ایک سال یہ خاتون اپنے والدین اور بھائی کے ساتھ حج کرنے چلی گئی، اس کی غیر موجودگی میں اس کے خاوند نے ایک شوخ وشنگ، آزاد خیال عورت سے تعلق استوار کرلئے، اس سے شادی کا وعدہ کرلیا اور جونہی اس کی بیوی حج سے واپس آئی، اس نے اسی روز اس کے ہاتھ میں طلاق نامہ تھمادیا اور اسے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا، وہ بے چاری دروازے سے باہر گر کر بے ہوش ہوگئی، اس کے والدین اور بھائی کو خبر ہوئی تو وہ اسے اٹھا کر لے گئے، اس حادثے کے ڈیڑھ ماہ بعد یہ خاتون صدمے سے انتقال کرگئی۔

گھمن نے پروگرام کے مطابق فوری طور پر نئی شادی کرلی، اب وہ بہت خوش تھا اور اپنی آزاد خیال، بے پردہ بیوی کے ساتھ خوب چہکتا ہوا نظر آتا تھا۔ نئی شادی کو تقریباً ڈیڑھ سال گزر گیا لیکن اس خاتون سے بھی اولاد کے کوئی آثار نہ تھے، پھر ایک روز یوں ہوا کہ گھر میں آگ لگ گئی، خاتون کے ریشمی کپڑے تھے، انہوں نے فوراً ہی آگ پکڑ لی اور وہ بری طرح جل گئی، آگ بجھاتے ہوئے گھمن کے ہاتھ بھی جھلس گئے، جان بچانے کی خاطر خاتون گیٹ سے باہر بھاگی اور عین اس جگہ پر گر کر دم توڑ گئی جہاں گھمن کی پہلی بیوی طلاق ملنے کے بعد صدمے سے بے ہوش ہوکر گری تھی۔ ❶

❶ مکافات عمل: ص۳۱۳

بے پردگی کے سبب خواہش پوری کر کے جسم کے ٹکڑے کردیئے گئے

ایک نمازی نے واقعہ سنایا کہ ایک شخص نے ایک رنگ کرنے والے کو اپنے گھر میں لگایا کہ تم میرے گھر کے صحن اور کمروں کو رنگ کردو، اس شخص کی تین بیٹیاں تھیں، سب جوان تھیں اور گھر والی بھی جوان تھی، رنگ کرنے والا آتا تو اس شخص نے کہا کوئی پردے کی بات نہیں یہ تو گویا ہمارا بیٹا ہے، بیٹے کی طرح ہے اس سے کیا پردہ ہے؟ یہ شخص تو نوکری پر چلا جاتا تو وہ رنگ والا آتا تھا، وہ گھر میں رنگ کرتا، اس شخص کی بیٹیاں بھی گھر میں گھومتی پھرتی نظر آتیں، ایک دن ہوا، دوسرا دن ہوا، اب اسکی ایک بچی کے ساتھ دوستی لگی اور اس کو لے کر چلا گیا اور پھر ماں باپ تلاش کرتے رہے پتہ ہی نہ چلا کہ کہاں ہے؟ چند دنوں بعد اس رنگ والے نے اپنی شہوت پوری کردی تو اس بچی کو قتل کردیا، قتل کرنے کے بعد اس کے اعضاء کاٹے اور کاٹ کر ایک پیٹی میں ڈال کر نالے میں پھینک دیا۔

تو یہ سارا کچھ کیسے ہوگیا؟ وجہ یہی ہے کہ گھر میں پردہ نہیں تھا، اس نے تو کہا تھا یہ تو ہمارا بیٹا ہے، آج کل تو یہی کہا جاتا ہے یہ میرا منہ بولا بیٹا ہے۔ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا، شریعت میں وہی بیٹا ہے جو آپ کا حقیقی اور صلبی بیٹا ہے، منہ بولے بیٹے سے بھی پردہ ہے، منہ بولے بھائی سے بھی پردہ ہے، وہ غیر محرم ہے۔ صرف بولنے سے کوئی بھائی یا بیٹا نہیں بنتا۔ تو پردے کو زندگیوں میں لائیں، خود بھی غیر محرم پر نگاہ نہ ڈالیں اور اپنی بیٹی، بہن اور اہلیہ کو بھی پردے کا اہتمام کرائیں، جب پردہ ہوگا تو زندگی حیاء وپاک دامنی کے ساتھ گزرے گی، عفت وعصمت محفوظ رہے گی، عورت کے پاس سب سے بڑا زیور اس کی حیاء وپاک دامنی ہے، اسکی حفاظت کے لئے شریعت نے پردہ کا حکم دیا، عورت کی عزت اور شوہر کی نگاہوں میں اس کی محبوبیت پردے سے بڑھے گی،

اولاد حیاء دار ہوگی، زندگی میں چین واطمینان نصیب ہوگا، ہر قیمتی چیز کو محفوظ رکھا جاتا ہے اوراس کی حفاظت کی جاتی ہے، عورت چونکہ نہایت قیمتی متاع ہے اس لئے شریعت نے اس کی عزت وحیاء کو پردے کے ذریعے محفوظ کیا۔

اللہ رب العزت ہم سب کو حیاء و پاک دامنی والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۴۶......مہمان نوازی کی فضیلت، فوائد وثمرات اور اسلافِ امت کے پرتاثیر واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿هَلْ أَتَاکَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ. إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ. فَرَاغَ إِلٰى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ. فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ﴾(الذاریات: ۲۴تا۲۷)

وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِی صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الحشر: ۹)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ،جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ،وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ،فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَهُوَ صَدَقَةٌ،وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِیَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ.❶

❶صحيح البخاری: كتاب الأدب،باب إكرام الضيف وخدمتة إياه بنفسه،رقم الحديث:۶۱۳۵

وَفِی الْحَدِیْثِ: فَقَالَتْ خَدِیجَۃُ: کَلَّا وَاللّٰہِ مَا یُخْزِیکَ اللّٰہُ أَبَدًا، إِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الکَلَّ، وَتَکْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِی الضَّیْفَ، وَتُعِینُ عَلَی نَوَائِبِ الْحَقِّ. ❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں مہمان نوازی کی اہمیت و ترغیب کا درس دیا گیا ہے، مہمان نوازی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، اسلام میں اِس کی بڑی قدر و منزلت ہے، دین اسلام نے مہمان نوازی کے متعلق جو بہترین اصول و قواعد مقرر کیے ہیں یا جس خوب صورت انداز سے اسلام نے ہمیں مہمان نوازی کے آداب وضوابط کا پابند بنایا ہے، دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جو مذہب مہمان کے اعزاز و اکرام کا تقابل میزبان کی ایمان جیسی عظیم دولت سے کر رہا ہو، اس نے اس کی مہمان نوازی کے متعلق کتنے کڑیل اور سخت اصول و آداب مقرر کر رکھے ہوں گے؟ اس کا اندازہ درجِ ذیل قرآنی آیات اور واحادیث مبارکہ سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں مہمان نوازی کی اہمیت و ترغیب

مہمان نوازی کی فضیلت

شریعت اسلامیہ میں مہمان نوازی کی نہایت اہمیت بیان کی گئی ہے اور مہمان نواز شخص کو معاشرے کے بہترین لوگوں میں سے شمار کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿لَیسَ البِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُم قِبَلَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ وَلَكِنَّ البِرَّ مَن

❶ صحیح البخاری: باب بدء الوحی، رقم الحدیث: ۳

آمَنَ بِاللّٰہِ وَالیَومِ الآخِرِ وَالمَلائِکَۃِ وَالکِتَابِ وَالنَّبِیِّینَ وَآتَی المَالَ عَلَی حُبِّہِ ذَوِی القُربَی وَالیَتَامَی وَالمَسَاکِینَ وَابنَ السَّبِیلِ وَالسَّائِلِینَ وَفِی الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاۃَ وَآتَی الزَّکَاۃَ وَالمُوفُونَ بِعَھدِھِم إِذَا عَاھَدُوا وَالصَّابِرِینَ فِی البَأسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِینَ البَأسِ أُولَئِکَ الَّذِینَ صَدَقُوا وَأُولَئِکَ ھُمُ المُتَّقُونَ﴾ (البقرۃ:۱۷۷)

ترجمہ: نیکی بس یہی تو نہیں ہے کہ اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر ایمان لائیں، اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کریں، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، اور جب کوئی عہد کرلیں تو اپنے عہد کو پورا کرنے کے عادی ہوں، اور تنگی اور تکلیف میں نیز جنگ کے وقت صبر واستقلال کے خوگر ہوں۔ ایسے لوگ ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں، اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔

اس آیت میں ’’ابنَ السَّبِیل‘‘ سے مراد مسافر ہے، بعض حضرات نے اِس میں مہمان کو بھی شامل کیا ہے۔❶

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿ھَلْ أَتَاکَ حَدِیثُ ضَیْفِ إِبْرَاھِیمَ الْمُکْرَمِیْنَ. إِذْ دَخَلُوْا عَلَیْہِ فَقَالُوْا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْکَرُوْنَ. فَرَاغَ إِلَی أَھْلِہٖ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ.

❶ تفسیر القرطبی: سورۃ البقرۃ آیت نمبر۱۷۷ کے تحت، ج۲ ص۲۴۱ / التفسیر المنیر: ج۲ ص۱۰۰ / فتوح الغیب: ج۴ ص۵۳۷

فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ﴾(الذاریات: ۲۴تا۲۷)

ترجمہ:(اے پیغمبر) کیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کا واقعہ تمہیں پہنچا ہے؟ جب وہ ابراہیم کے پاس آئے، تو انہوں نے سلام کہا، ابراہیم نے بھی سلام کہا، (اور دل میں سوچا کہ) یہ کچھ انجان لوگ ہیں، پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا سا بچھڑا لے آئے، اور اسے ان مہمانوں کے سامنے رکھا، کہنے لگے: کیا آپ لوگ کھاتے نہیں؟

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے وہ انسان ہیں جنہوں نے دنیا میں مہمان نوازی کی رسم جاری فرمائی، ان کا معمول یہ تھا کہ کبھی تنہا کھانا نہ کھاتے، بلکہ ہر کھانے کے وقت تلاش کرتے تھے کہ کوئی مہمان آجائے تو اس کے ساتھ کھائیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے بعض اسرائیلی روایات سے نقل کیا ہے کہ ایک روز کھانے کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمان کی تلاش شروع کی تو ایک اجنبی آدمی ملا، جب وہ کھانے پر بیٹھا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بسم اللہ کہو، اس نے کہا کہ میں جانتا نہیں اللہ کون اور کیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو دسترخوان سے اٹھا دیا، جب وہ باہر چلا گیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تو اس کو کفر کے باوجود ساری عمر رزق دیا اور آپ نے ایک لقمہ دینے میں بھی بخل کیا، یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑے اور اس کو واپس بلایا، اس نے کہا کہ جب تک آپ اس کی وجہ نہ بتلائیں کہ پہلے کیوں مجھے نکالا تھا اور اب پھر کیوں بلا رہے ہیں، میں اس وقت تک آپ کے ساتھ نہ جاؤں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واقعہ بتلا دیا، تو یہی واقعہ اس کے مسلمان ہونے کا سبب بن گیا، اس نے کہا کہ وہ

رب جس نے یہ حکم بھیجا ہے بڑا کریم ہے، میں اس پر ایمان لاتا ہوں، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ گیا اور مؤمن ہو کر باقاعدہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا۔

مہمان اور میزبان کے لئے چند آداب

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی عادت مہمان نوازی کے مطابق بشکل انسان آنے والے فرشتوں کو انسان اور مہمان سمجھ کر مہمان نوازی شروع کی اور فوراً ہی ایک تلا ہوا بچھڑا سامنے لاکر رکھ دیا، اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اول یہ کہ مہمان نوازی کے آداب میں سے یہ ہے کہ مہمان کے آتے ہی جو کچھ کھانے پینے کی چیز میسر ہو اور جلدی سے مہیا ہو سکے وہ لا رکھے، پھر اگر صاحب وسعت ہے تو مزید مہمانی کا انتظام بعد میں کرے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مہمان کے لئے بہت زیادہ تکلفات کی فکر میں نہ پڑے، آسانی سے جو اچھی چیز میسر ہو جائے وہ مہمان کی خدمت میں پیش کر دے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں گائے بیل موجود تھے، اس لئے بچھڑا ذبح کر کے فوری طور پر اس کا گوشت تل کر سامنے لا رکھا۔

تیسرے یہ کہ آنے والوں کی مہمانی کرنا آداب اسلام اور مکارم اخلاق میں سے ہے، انبیاء وصلحاء کی عادت ہے، اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ مہمانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟ جمہور علماء اس پر ہیں کہ واجب نہیں، سنت اور مستحسن ہے۔ بعض نے فرمایا کہ گاؤں والوں پر واجب ہے کہ جو شخص ان کے گاؤں میں ٹھہرے اس کی مہمانی کریں، کیونکہ وہاں کھانے کا کوئی دوسرا انتظام نہیں ہوسکتا اور شہر میں ہوٹل وغیرہ سے اس کا انتظام ہوسکتا ہے، اس لئے شہر والوں پر واجب نہیں۔

نیز یہ بات ہی معلوم ہوئی کہ میزبان کو چاہیے کہ صرف کھانا سامنے رکھ کر فارغ نہ

ہو جائے بلکہ اس پر نظر رکھے کہ مہمان کھا رہا ہے یا نہیں، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا کہ فرشتوں کے کھانا نہ کھانے کو محسوس کیا۔

مگر یہ نظر رکھنا اس طرح ہو کہ مہمان کے کھانے کو تکتا نہ رہے، سرسری نظر سے دیکھ لے کیونکہ مہمان کے لقموں کو دیکھنا آداب ضیافت کے خلاف اور مدعو کے لئے باعث شرمندگی ہوتا ہے، جیسا ہشام بن عبدالملک کے دسترخوان پر ایک روز ایک اعرابی کو یہ واقعہ پیش آیا کہ اعرابی کے لقمہ میں بال تھا، امیر المؤمنین ہشام نے دیکھا تو بتلایا، اعرابی فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ہم ایسے شخص کے پاس کھانا نہیں کھاتے جو ہمارے لقموں کو دیکھتا ہے۔

امام طبری رحمہ اللہ نے اس جگہ نقل کیا ہے اول جب فرشتوں نے کھانے سے انکار کیا تو یہ کہا تھا کہ ہم مفت کا کھانا نہیں کھاتے اگر آپ قیمت لے لیں تو کھائیں گے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ ہاں اس کھانے کی ایک قیمت ہے وہ ادا کردو، وہ قیمت یہ ہے کہ شروع میں اللہ کا نام لو اور آخر میں اللہ کی حمد کرو، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ سن کر اپنے ساتھیوں کو بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو خلیل بنایا ہے یہ اسی کے مستحق ہیں۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کھانے کے شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہنا سنت ہے۔ (۱)

تنگدستی کے باوجود ایثار وہمدردی

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(۱) معارف القرآن: ج۴ص۲۵ے،۲۶ے/ تفسیر القرطبی: سورۃ ھود: آیت ۶۹ ،۷۰ کے تحت، ج۹ ص۶۴ تا۶۸/ تفسیر الطبری: تحت ھذہ الآیۃ، ج۱۵ ص ۳۸۹، ۳۹۰، الرقم: ۱۸۳۱۴

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِي صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الحشر: ۹)

ترجمہ: (اور یہ مال فیء) ان لوگوں کا حق ہے جو پہلے ہی سے اس جگہ (یعنی مدینہ میں) ایمان کے ساتھ مقیم ہیں، جو کوئی ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں، اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے، یہ اپنے سینوں میں اس کی کوئی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے، اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو، اور جو لوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں، وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں مہمان نوازی کی اہمیت وفضیلت

مہمان کا اکرام کرنا ایمان میں سے ہے

حضرت شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ. ❶

ترجمہ: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم وخاطر داری کرے، مہمان کے ساتھ تکلف واحسان کرنے کا زمانہ ایک دن وایک

❶ صحیح البخاری: کتاب الأدب، باب إکرام الضیف وخدمته إیاه بنفسه، رقم الحدیث: ۶۱۳۵

رات ہے اور مہمان داری کرنے کا زمانہ تین دن ہے، اس (تین دن کے بعد جو دیا جائے گا) وہ ہدیہ وخیرات ہوگا اور مہمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ میزبان کے ہاں تین دن کے بعد اس کی استدعا کے بغیر ٹھہرے کہ وہ تنگی میں مبتلا ہو جائے۔

مہمان نوازی مہمان کا حق ہے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہم لوگوں کو بھیجتے ہیں ہم جس قوم کے پاس اترتے ہیں اگر وہ ہماری مہمان نوازی نہ کریں تو اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ، فَأُمِرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا، فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ. ❶

ترجمہ: اگر تم کسی قوم کے پاس اترو اور وہ تمہارے لئے اس چیز کا حکم دیں جو مہمان کے لئے مناسب ہے تو اسے قبول کریں، اور اگر وہ اِس طرح نہ کریں تو ان سے ان کے مناسب حال مہمانی کا حق وصول کرو۔

مہمان کا میزبان پر حق ہے

حضرت مقدام ابوکریمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَيُّمَا رَجُلٍ أَضَافَ قَوْمًا، فَأَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُومًا، فَإِنَّ نَصْرَهُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، حَتَّى يَأْخُذَ بِقِرَى لَيْلَةٍ مِنْ زَرْعِهِ وَمَالِهِ. ❷

❶ صحيح البخاری: كتاب المظالم والغصب، باب قصاص المظلوم إذا وجد مال ظالمه، رقم الحديث: ۲۴٦۱

❷ سنن أبی داود: كتاب الأطعمة، باب ما جاء فی الضيافة، رقم الحديث: ۳۷۵۱

ترجمہ: جوشخص بھی کسی کے ہاں رات کومہمان ہوجائے اور پھر وہ صبح تک مہمان داری سے محروم رہے، بیشک ہرمسلمان پراس کی مدد کرنا اس کا حق ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی اس کی مہمان نوازی نہ کرے، وہ مہمان اس قوم کی کھیتی اور مال میں سے (جواس کی رات کی ضرورت کے مطابق ہو) لےسکتا ہے۔

کوئی مہمان نوازی نہ کرے تب بھی تم اُس کی مہمان نوازی کرو

حضرت ابوالاحوص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، میں نے (ایک دن) عرض کیا: یارسول اللہ!

اَلرَّجُلُ أَمُرُّ بِهِ فَلَا يَقْرِيْنِی وَلَا يُضَيِّفُنِیْ فَيَمُرُّ بِیْ أَفَأُجْزِيْهِ؟

ترجمہ: اگر میں کسی شخص کے ہاں سے گزروں (یعنی اس کے یہاں مہمان ہوں) اور وہ میری مہمان نوازی نہ کرے اور نہ میری مہمان نوازی کا حق ادا کرے اور پھر اس کے بعد اس کا گزر میرے یہاں ہو (یعنی وہ میرے یہاں آ کر مہمان ہو،) تو کیا میں اس سے بدلہ لوں (یعنی میں بھی اس کے ساتھ وہی سلوک کروں جو وہ میرے ساتھ کر چکا ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا،أَقْرِهِ. ❶

ترجمہ: نہیں (اس سے بدلہ نہ لو) بلکہ اس کی مہمان نوازی کرو۔

اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو مہمان نوازی نہ کرے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی الإحسان والعفو، رقم الحديث: ٢٠٠٦

لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَّا يُضِيفُ. ❶

ترجمہ: اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو مہمان نوازی نہیں کرتا۔

مہمان نوازی مہمان کا حق ہے

حضرت ابوکریمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ،فَمَنْ أَصْبَحَ بِفِنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ،إِنْ شَاءَ اقْتَضَى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ. ❷

ترجمہ: مہمان کی ایک رات مہمانی کرنا اس کا حق ہے ہر مسلمان پر، جو شخص کسی کے صحن میں اترے تو وہ اس پر قرض ہے، چاہے تو اُسے پورا کردے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

اللہ کے ہاں محبوب کھانا وہ ہے جس میں شرکاء زیادہ ہوں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى اللَّهِ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْأَيْدِي. ❸

ترجمہ: بے شک اللہ کے ہاں محبوب کھانا وہ ہے جس میں زیادہ ہاتھ ہوں (یعنی کھانے والے زیادہ ہو)۔

❶مسند أحمد: مسند الشاميين، ج۲۸ ص۲۳۵، رقم الحديث: ۱۷۴۱۹/قال الهيثمي: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح غير ابن لهيعة وحديثه حسن. (مجمع الزوائد: كتاب البر والصلة، باب ماجاء في الضيافة، ج۸ ص۱۷۵، رقم الحديث: ۱۳۶۰۹)

❷سنن أبي داود: كتاب الأطعمة، باب ما جاء في الضيافة، رقم الحديث: ۳۷۵۰

❸مسند أبي يعلى: مسند جابر، ج۴ ص۳۹، رقم الحديث: ۲۰۴۵/سلسلة الأحاديث الصحيحة: ج۲ ص۵۶۱، رقم الحديث: ۸۹۵/صحيح الجامع الصغير: ج۱ ص۹۶، رقم الحديث: ۱۷۱

گھر میں ایک بستر مہمان کے لیے ہونا چاہیے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ. ❶

ترجمہ: آدمی کے لئے ایک بستر ہونا چاہیے اور ایک بستر اس کی بیوی کے لئے ہونا چاہیے، تیسرا بستر مہمان کے لئے ہونا چاہیے اور چوتھا تو شیطان کے لئے ہے۔

دخول جنت کے اعمال

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑنے لگے اور کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا تا کہ دیکھوں (کہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں یا نہیں؟) جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہرہ مبارک کی چمک دیکھی تو میں نے کہا کہ (ایسا خوبصورت چہرہ) جھوٹے شخص کا نہیں ہوسکتا، وہاں پہنچ کر جو سب سے پہلا ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا، وہ یہ تھا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ. ❷

ترجمہ: اے لوگو! آپس میں سلام کا رواج ڈالو اور (غرباء کو) کھانا کھلاؤ اور رات کے

❶ صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، بَابُ كَرَاهَةِ مَا زَادَ عَلَى الْحَاجَةِ مِنَ الْفِرَاشِ وَاللِّبَاسِ، رقم الحديث: ۲۰۸۴

❷ سنن الترمذي: أبواب صفة القيامة والرقاق والورع، باب، رقم الحديث: ۲۴۸۵

وقت جب سب لوگ سوئے ہوں (تہجد کی) نماز پڑھا کرو، تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

مہمانوں کا اکرام کرنا اور اُن کی ضیافت کرنا یہ بھی اِس میں شامل ہے۔

پرہیزگاروں کو دوست بناؤ اور انہیں کھانا کھلاؤ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ. ❶

ترجمہ: سوائے مؤمن کے کسی کو دوست مت بناؤ، اور سوائے متقی کے تمہارا کھانا کوئی نہ کھائے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مہمان نوازی اسلام کا اہم حکم ہے، اس لیے اگر کوئی مہمان آئے تو اس کا دل سے اکرام کریں، اور اِسے اپنی سعادت سمجھیں، اور اپنی استطاعت کے مطابق مہمان نوازی کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی اور اکرام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہمان نواز تھے

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو، مجھے کمبل اڑھا دو، تو انھوں نے کمبل اڑھا دیا، یہاں تک کہ آپ کی کیفیت جاتی رہی، تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سارا واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

❶ سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب من يؤمر أن يجالس، رقم الحديث: ۴۸۳۲

كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا،إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ،وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ،وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ. ❶

ترجمہ: ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں فرمائیں گے، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھانے والوں کی مدد کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی اور دین کی دعوت

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہِ صفا پر رشتہ داروں کو پیغام حق پہنچایا اور وہ انکار کر کے چلے گئے، تو آپ نے مہمان نوازی کے ذریعہ انہیں اکٹھا کرنا چاہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھانے کی دعوت کا انتظام کرنے کی ہدایت فرمائی، جس میں بکری کے پائے تیار کروائے، آپ کے عزیز و اقارب میں سے چالیس مہمان آئے اور سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا، پھر انہیں دودھ پلایا گیا۔ کھانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کرنا چاہی تو ابولہب یہ کہتا ہوا اٹھ کر چلا گیا کہ تمہارے ساتھی نے تم پر جادو کر رکھا ہے، اس پر لوگ بھی اُٹھ کر چلے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگلے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور دعوت کا اہتمام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ دعوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندان بنی مطلب کو خطاب فرمایا کہ:

يَا بَنِي عَبدِ الْمُطَّلِبِ إِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَعلَمُ شَابًّا فِي الْعَرَبِ جَاءَ قَومَهُ بِأَفضَلَ مِمَّا قَد جِئتُكُم بِهِ إِنِّي قَد جِئتُكُم بِخَيرِ الدُّنيَا وَالآخِرَةِ وَقَد أَمَرَنِي اللّٰهُ

❶ صحيح البخاري: باب بدء الوحي، رقم الحديث: ٣

تَعَالَى أَن أَدعُوَكُم إِلَيهِ فَأَيُّكُم يُؤَازِرُنِيْ عَلَى هَذَا الأَمرِ عَلَى أَن يَّكُونَ أَخِي وَوَصِيِّي وَخَلِيفَتِي فِيْكُمْ. ❶

ترجمہ: اے بنی عبدالمطلب! خدا کی قسم! مجھے عربوں میں کوئی ایسا نوجوان معلوم نہیں جو اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر چیز لے کر آیا ہو جو میں تمہارے پاس لایا ہوں۔ میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف بلاؤں۔ پس تم میں سے کون اس کام میں میری مدد کرے گا تا کہ وہ میرا بھائی، میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ بنے؟

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدد کی حامی بھری۔ یہ پہلا پھل تھا جو اس مہمان نوازی اور دعوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحاب صفہ کی مہمان نوازی کرنا

عبداللہ بن طخفہ غفاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد اصحاب صفہ میں سے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حوالے سے لوگوں کو حکم دیا تو لوگ ایک ایک دو دو کر کے انہیں اپنے ساتھ لے جانے لگے۔ وہ کہتے ہیں کہ صرف پانچ آدمی رہ گئے جن میں سے ایک میں بھی تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میرے ساتھ چلو، چنانچہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر چلے گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پہنچ کر فرمایا: اے عائشہ! ہمیں کھانا کھلاؤ، وہ کچھ کھجوریں لے کر آئیں جو ہم نے کھالیں، پھر وہ کھجور کا تھوڑا سا حلوہ لے کر آئیں ہم نے وہ بھی کھایا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! پانی پلاؤ،

❶ تاریخ الطبری: ج۲ ص ۳۲۰، ۳۲۱/دلائل النبوة لأبی نعیم: ج۱ ص ۴۲۵/المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: ج۲ ص ۳۶۷/سبل الهدی والرشاد: مقدمة، ص ۱۷

چنانچہ وہ ایک بڑے پیالے میں پانی لے کرآئیں جو ہم سب نے پیا، پھر ایک چھوٹا پیالہ لے کرآئیں جس میں دودھ تھا ہم نے وہ بھی پیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اگر چاہو تو رات یہیں پر گذارلو اور چاہو تو مسجد چلے جاؤ، میں نے عرض کیا کہ نہیں ہم مسجد ہی جائیں گے، ابھی میں سحری کے وقت اپنے پیٹ کے بل لیٹا ہوا سو ہی رہا تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا اور مجھے اپنے پاؤں سے ہلانے لگا اور کہنے لگا کہ لیٹنے کا یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، میں نے دیکھا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ❶

اصحاب صفہ کا اکرام اور معجزہ رسول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تعلیم کے دوران بارہا ایسا ہوا کہ بھوک کی وجہ سے آپ بے ہوش گئے اور لوگوں نے سمجھا کہ آپ کو مرگی کا دورہ پڑ گیا ہے اور وہ آپ کو جوتا سونگھا کر ہوش میں لانے کی کوشش کرتے۔

ایک مرتبہ تین دن گزر گئے اور سوائے پانی کے آپ کے حلق سے کوئی چیز نہ اتری، تو آپ مجبور اور پریشان ہو کہ ''صفہ'' سے باہر نکلے کہ کوئی ساتھی مل جائے تو اس سے کچھ کھانے کی چیز لے لوں، اتنے میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں، آپ نے بڑھ کر سلام کیا اور ان سے چلتے چلتے مسائل پر گفتگو شروع کر دی کہ اس بہانے گھر تک پہنچ جائیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو توجہ نہیں ہوئی یا آپ کے گھر میں بھی کچھ نہیں تھا اس لئے آپ نے ساری گفتگو گھر سے باہر ہی ختم کر کے مصافحہ کر کے رخصت کیا۔

اتنے میں دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں، آپ نے ان سے

❶ مسند أبی داود الطیالسی: ج ۲ ص ۶۷۴، رقم الحدیث: ۱۴۳۶

مصافحہ کیا اور چلتے چلتے مسائل پر گفتگو شروع کردی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی طرح گھر لے جانے کے بجائے باہر ہی سے رخصت کردیا۔

آپ واپس ہو رہے تھے کہ دیکھا محبوبِ رب العالمین رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں، آپ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کو دیکھتے ہی مسکرانے لگے اور فرمایا: ابو ہریرہ! معلوم ہوتا ہے کہ بھوک کی شدت سے بے تاب ہو، آپ نے اثبات میں سر ہلایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ میرے ساتھ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندرونِ خانہ تشریف لے گئے اور گھر والوں سے پوچھا کچھ کھانے کے لئے ہے؟

گھر والوں نے جواب دیا کہ ایک پیالہ دودھ کا آپ کے لئے ہدیہ کے طور پر کسی نے بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ لیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے، دودھ کے پیالہ پر نظر پڑتے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان میں جان آئی کہ ان کا رزق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے مل رہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! اِنْطَلِقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ.

ترجمہ: اے ابو ہریرہ! جاؤ اہل صفہ کی طرف اور اُن کو بلا کر لاؤ۔

اس وقت صفہ میں مہمانانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد ستر تھی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر طبیعت پر گرانی ہوئی اور سوچا:

مَا يَفْعَلُ هَذَا اللَّبَنُ مَعَ أَهْلِ الصُّفَّةِ.

ترجمہ: یہ (ایک پیالہ) دودھ اہلِ صفہ (کی کثیر تعداد) کو کیا کام دے گا۔
لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے جاں نثار صحابہ کرام فوراً سرِ تسلیم خم کرتے تھے، اس لئے فوری طور پر آپ اصحابِ صفہ کو بلانے کے لئے گئے اور دل ہی دل میں اپنے آپ کو تسلی دیتے رہے کہ چوں کہ میری حالت سب سے زیادہ ابتر ہے اس لئے آپ سب سے پہلے مجھے دودھ پلائیں گے، بہر حال تمام مہمانانِ رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا:

خُذْ أَبَا هُرَيْرَةَ فَأَعْطِهِمْ

ترجمہ: اے ابو ہریرہ! یہ دودھ لو اور اہلِ صفہ کو (پینے کے لئے) دو۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حکم کی اتباع میں ایک ایک ساتھی کو دودھ پلانا شروع کیا، ہر ساتھی سیر ہو کر دودھ پیتا رہا، یہاں تک کہ ستر کے ستر اصحاب سیر ہو گئے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اب ابو ہریرہ رضی اللہ سے فرمایا کہ دودھ پیو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیر ہو کر دودھ پیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور پیو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور پیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اور پیو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور پیا اس کے بعد فرمایا کہ حضرت اب گنجائش نہیں ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ماندہ دودھ نوش فرمایا۔ (1)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کا اکرام اور مہمان نوازی

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے دو ساتھی آئے اور تکلیف کی وجہ سے ہماری قوت سماعت اور قوت بصارت چلی گئی تھی، ہم نے اپنے آپ کو

(1) مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة، ج١٦ ص٣٩٧ تا ٣٩٩، رقم الحديث: ١٠٦٧٩

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر پیش کیا، تو اس میں سے کسی نے بھی ہمیں قبول نہیں کیا، پھر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے گھر کی طرف لے گئے، تین بکریاں تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بکریوں کا دودھ نکالو، پھر ہم ان کا دودھ نکالتے تھے اور ہم میں سے ہر ایک آدمی اپنے حصے کا دودھ پیتا اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اٹھا کر رکھ دیتے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تشریف لاتے، سلام کرتے کہ سونے والا بیدار نہ ہوتا اور جاگنے والا سن لیتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے پھر آپ اپنے دودھ کے پاس آئے اور اسے پیتے، ایک رات شیطان آیا جبکہ میں اپنے حصے کا دودھ پی چکا تھا، شیطان کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے پاس آتے ہیں اور آپ کو تحفے دیتے ہیں اور آپ کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ مل جاتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ایک گھونٹ دودھ کی کیا ضرورت ہوگی، پھر میں آیا اور میں نے وہ دودھ پی لیا، جب وہ دودھ میرے پیٹ میں چلا گیا اور مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ ملنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، تو شیطان نے مجھے ندامت دلائی اور کہنے لگا تیری خرابی ہو تو نے یہ کیا کیا، تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کا دودھ بھی پی لیا، آپ آئیں گے اور وہ دودھ نہیں پائیں گے تو تجھے بددعا دیں گے تو تو ہلاک ہو جائے گا اور تیری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی، میرے پاس ایک چادر تھی جب میں اسے اپنے پاؤں پر ڈالتا تو میرا سر کھل جاتا اور جب میں اسے اپنے سر پر ڈالتا تو میرے پاؤں کھل جاتے اور مجھے نیند بھی نہیں آرہی تھی جبکہ میرے دونوں ساتھی سو رہے تھے، انہوں نے وہ کام نہیں کیا جو میں نے کیا تھا، بالآخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز پڑھی پھر آپ اپنے

دودھ کی طرف آئے برتن کھولا تو اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ پایا، تو آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا، میں نے دل میں کہا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے بددعا فرمائیں گے پھر میں ہلاک ہوجاؤں گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو اسے کھلا جو مجھے کھلائے اور تو اسے پلا جو مجھے پلائے (میں نے یہ سن کر) اپنی چادر مضبوط کر کے باندھ لی پھر میں چھری پکڑ کر بکریوں کی طرف چل پڑا کہ ان بکریوں میں سے جو موٹی بکری ہو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کر ڈالوں، میں نے دیکھا کہ اس میں ایک تھن دودھ سے بھرا پڑا ہے بلکہ سب بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے پڑے تھے، پھر میں نے اس گھر کے برتنوں میں سے وہ برتن لیا کہ جس میں دودھ نہیں دوہا جاتا تھا، پھر میں نے اس برتن میں دودھ نکالا یہاں تک کہ دودھ کی جھاگ اوپر تک آگئی، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے رات کو اپنے حصہ کا دودھ پی لیا تھا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ دودھ پئیں، آپ نے وہ دودھ پیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا پھر جب مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیر ہوگئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں نے لے لی ہے، تو میں ہنس پڑا یہاں تک کہ مارے خوشی کے میں زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مقداد! یہ تیری ایک بری عادت ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ تو اس طرح کا معاملہ ہوا ہے اور میں نے اس طرح کرلیا ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت کا دودھ سوائے اللہ کی رحمت کے اور کچھ نہ تھا، تو نے مجھے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا تاکہ ہم اپنے ساتھیوں کو بھی جگا دیتے وہ بھی اس میں سے دودھ پی لیتے، میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے

ساتھ بھیجا ہے، جب آپ نے یہ دودھ پی لیا ہے اور میں نے بھی یہ دودھ پی لیا ہے تو اب مجھے اور کوئی پرواہ نہیں (یعنی میں نے اللہ کی رحمت حاصل کر لی ہے تو اب مجھے کیا پرواہ (بوجہ خوشی کہ لوگوں میں سے کوئی اور بھی یہ رحمت حاصل کرے یا نہ کرے۔)❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان سے بے تکلفی

عبدالحمید بن صیفی کے دادا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھجوریں اور روٹی رکھی ہوئی تھی، آپ نے صہیب سے فرمایا کہ قریب آجاؤ اور کھاؤ، چنانچہ وہ کھجوریں کھانے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں تو آشوب چشم ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں دوسری جانب سے کھا رہا ہوں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے۔❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبان سے بے تکلفی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پڑوسی فارس کا رہنے والا تھا، وہ سالن بڑا اچھا پکاتا تھا، ایک دن اس نے آپ کے لئے کھانا پکایا اور آپ کو دعوت دینے کے لئے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ بھی میرے ساتھ ہوں گی، اس نے انکار کر دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور وہ چلا گیا، پھر تین مرتبہ اسی طرح چکر لگائے، بالآخر اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی ساتھ

❶ صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب إكرام الضيف وفضل إيثاره، رقم الحديث: ٢٠٥٥

❷ مسند أحمد: مسند المدنيين، ج٢٧ ص ١٣٦، رقم الحديث: ١٦٥٩١

لانے کے لئے ہامی بھرلی، چنانچہ پھر آپ دونوں اس کے گھر دعوت میں گئے۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلم مہمان کا اکرام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک مہمان آیا جو کافر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ نکالنے کا حکم دیا، دودھ نکالا گیا اور اس کافر نے اس دودھ کو پی لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دوسری بکری کا دودھ نکالا گیا، وہ اس دودھ کو بھی پی گیا، یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا، پھر جب صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس وقت بھی) اس کے لئے ایک بکری کا دودھ نکالنے کا حکم دیا۔ دودھ نکالا کیا گیا اور اس نے اس کا دودھ پی لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بکری کا دودھ نکالنے کا حکم دیا، دودھ نکالا کیا گیا، لیکن (اب) وہ اس کو بھی پورا نہ پی سکا، (اس میں سے بھی دودھ بچ گیا) تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُؤمِنُ یَشرَبُ فِی مِعًی وَاحِدٍ وَالکَافِرُ یَشرَبُ فِی سَبعَةِ أَمْعَاءٍ. ❷

ترجمہ: مؤمن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

کافر کی زندگی کھانے پینے اور عیش میں گزر جاتی ہے، جب کہ مؤمن بقدرِ ضرورت کھاتا ہے، کھانے پینے کو مقصد زندگی نہیں بناتا، عبادات اور اعمال سے اُسے روحانی طور پر تقویت ملتی ہے۔

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، ج۱۹ ص۲۷۰، رقم الحديث: ۱۲۲۴۳

❷ صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب المؤمن يأكل فى معى واحد......الخ، رقم الحديث: ۲۰۶۳

حضرات انبیاء علیہم السلام کی مہمان نوازی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿هَلُ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيُفِ إِبُرَاهِيمَ الْمُكُرَمِينَ. إِذُ دَخَلُوا عَلَيُهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوُمٌ مُنكَرُونَ. فَرَاغَ إِلَى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجُلٍ سَمِينٍ. فَقَرَّبَهُ إِلَيُهِمُ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ﴾(الذاریات: ۲۴تا۲۷)

ترجمہ: (اے پیغمبر) کیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کا واقعہ تمہیں پہنچا ہے؟ جب وہ ابراہیم کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کہا، ابراہیم نے بھی سلام کہا، (اور دل میں سوچا کہ) یہ کچھ انجان لوگ ہیں، پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا سا بچھڑا لے آئے، اور اسے ان مہمانوں کے سامنے رکھا، کہنے لگے: کیا آپ لوگ کھاتے نہیں؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی اور مجوسی کا قبولِ اسلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے، ایک مرتبہ ایک مجوسی آیا تو اس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا تو میں تجھے کھانا کھلاؤں گا، اُس نے جواب دیا کہ میں مذہب نہیں بدلتا اور اُٹھ کر چل دیا، ادھر اللہ تعالیٰ اس سارے معاملہ کو دیکھ رہا تھا کہ ایک مجوسی کا دل ٹوٹا ہے اور وہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے مارا مارا پھر رہا ہے۔ اس کے ٹوٹے ہوئے دل پر اللہ کو بڑا پیار آیا، تو مجوسی کی پریشانی کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور کہلوایا اے میرے خلیل یہ ستر (۷۰) سال سے میرا نافرمان ہے لیکن میں نے اس کی روٹی پانی بند نہیں کی اسے کھلایا پلایا، اگر آپ بھی ایک وقت کھلا دیتے تو کیا حرج تھا، اس کو واپس بلا کر کھانا کھلائیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بھاگے بھاگے اس مجوسی کے پاس گئے اور کھانا کھانے کی دعوت دی، اس نے کہا ارے ابراہیم اب کیا ہوگیا؟ پہلے تو منع کیا تھا اور اب خود بلا رہے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا پیغام سنایا تو اس مجوسی نے فوراً کہا: اے ابراہیم! تیرا رب اتنا مہربان تو میں ابھی مسلمان ہوتا ہوں۔ ❶

حضرت لوط علیہ السلام کی مہمان نوازی

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ﴾ (الحجر: ٦٨، ٦٩)

ترجمہ: لوط نے (ان سے) کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں، لہذا مجھے رسوا نہ کرو، اور اللہ سے ڈرو، اور مجھے ذلیل نہ کرو۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی مہمان نوازی

قرآن کریم میں حضرت شعیب علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مہمان نوازی کا ذکر ہے۔ قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا﴾ (القصص: ٢٥)

ترجمہ: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں، تاکہ آپ کو اس بات کا انعام دیں کہ آپ نے ہماری خاطر جانوروں کو پانی پلایا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی مہمان نوازی

وَرُوِيَ أَنَّ أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ رَجُلًا مِنَ الرُّومِ ذَا مَالٍ عَظِيمٍ وَكَانَ

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الخوف والرجاء، بيان دواء الرجاء والسبيل الذى يحصل منه حال الرجاء ويغلب، ج ۴ ص ۱۵۴

بَـرًّا تَـقِيًّـا رَحِـيـمًـا بِالمَسَاكِينِ ،يَكفُلُ الأَيْتَامَ وَالأَرَامِلَ وَيُكرِمُ الضَّيفَ وَيُبَلِّغُ ابنَ السَّبِيلِ. ❶

ترجمہ: منقول ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بہت مال ودولت کے مالک تھے، نہایت ہی نیک اور پارسا تھے، مسکینوں پر شفقت فرماتے ،یتیموں اور بیواؤں کی کفالت فرماتے ، مہمان نوازی کرتے اور راہ گیروں کی مدد فرماتے تھے۔

مہمان نوازی سے متعلق اسلافِ امت کے اکیس (۲۱) اقوال

اپنے بھائیوں کی دعوت کرنا غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے

۱......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَأَنْ أَجْمَعَ إِخْوَانِيْ عَلَى صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ رَقَبَةً. ❷

ترجمہ: میں اپنے بھائیوں کو کھانے کی ایک دعوت پر جمع کروں یہ مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک غلام آزاد کروں۔

انسان کی عزت ساتھیوں پر خرچ کرنے میں ہے

۲......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مِنْ كَرَمِ الْمَرْءِ طَيِّبِ زَادَهُ فِي سَفَرِهِ وَبَذْلِهِ لِأَصْحَابِهِ. ❸

ترجمہ: آدمی کی شرافت میں سے ہے کہ سفر میں اسکا زادِ راہ اچھا ہو اور ساتھیوں کے لیے خرچ ہو۔

مہمانوں کا آنا فرشتوں کے آنے کا سبب ہے

۳......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

❶ تفسير القرطبي: سورة الأنبياء، ج ١١ ص ٣٢٣

❷ إحياء علوم الدين: كتاب آداب الأكل ،الباب الأول، ج ٢ ص ٩

❸ إحياء علوم الدين: كتاب آداب الأكل ،الباب الأول، ج ٢ ص ٩

كُلُّ بَيْتٍ لَا يَدْخُلُهُ ضَيْفٌ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ. ❶

ترجمہ: جس گھر میں مہمان داخل نہ ہوتا ہو وہاں فرشتے نہیں آتے۔

ساتھیوں کا اکرام عالی اخلاق میں سے ہے

۴......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

اَلْإِجْتِمَاعُ عَلَى الطَّعَامِ مِنْ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ. ❷

ترجمہ: کھانے پر جمع ہونا اچھے اخلاق میں سے ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی

۵......حضرت عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُكْنَى أَبَا الضِّيفَانِ، وَكَانَ لِقَصْرِهِ أَرْبَعَةُ أَبْوَابٍ لِكَيْلَا يَفُوتَهُ أَحَدٌ. ❸

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابو الضیف (مہمانوں کا والد) کہا جاتا تھا، اور اِن کے گھر کے چار دروازے تھے تاکہ کوئی آنے میں رہ نہ جائے۔

گھر کی زکوۃ مہمان کے لئے جگہ کا ہونا ہے

۶......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ زَكَاةَ الرَّجُلِ فِي دَارِهِ أَنْ يَّجْعَلَ فِيهَا بَيْتًا لِلضِّيَافَةِ. ❹

ترجمہ: آدمی کی گھر کی زکوۃ یہ ہے کہ اس میں مہمان کے لیے جگہ مختص ہو۔

❶إحياء علوم الدين: كتاب آداب الأكل، الباب الأول، ج۲ ص۱۳

❷إحياء علوم الدين: كتاب آداب الأكل، الباب الأول، ج۲ ص۹

❸حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: عكرمة مولى ابن عباس، ج۳ ص۳۳۶

❹شعب الإيمان: إكرام الضيف، ج۱۲ ص۱۴۲، الرقم: ۹۱۸۰

مہمان نوازی نجات کا سبب ہے

۷......حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوئے جس بیماری میں ان کا انتقال ہوا، تو صحابہ کرام ان کے پاس گئے، ان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے، تو حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ لوگ میرے حالت کے بارے میں کیا سمجھتے ہو؟ تو سب نے کہا:

مَانَشُکُّ لَکَ فِی النَّجَاۃِ، قَدْ کُنْتُ تَقْرِی الضَّیْفَ،وَتُعْطِی الْمُخْتَبِطَ. ❶

ترجمہ: ہمیں تمہاری نجات میں کوئی شک نہیں ہے، آپ مہمان نوازی کیا کرتے تھے اور مختبط کو دیا کرتے تھے۔ (مختبط وہ ہے جو بغیر کسی تعلق اور معرفت کے مانگتا ہو، اور بغیر کسی احسان اور رشتہ داری کے اُس کے ساتھ تعاون کیا جائے۔)

عالی مرتبہ پانے والوں کی صفات

۸......حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان رحمہ اللہ نے فرمایا: چند کام ایسے ہیں جنہوں نے مجھے اس مقام پر پہنچایا ہے، اگر وہ کام تم بھی کرلو تو تمہیں بھی یہی درجہ حاصل ہو جائے گا۔ وہ کام یہ ہیں۔ ۱......اپنی نگاہ کو پست رکھنا۔ ۲......زبان کو روکے رکھنا۔ ۳......رزق حلال کھانا۔ ۴......اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنا۔ ۵...... سچی بات کرنا۔ ۶......عہد کو پورا کرنا۔ ۷......مہمان کا اکرام کرنا۔ ۸...... پڑوسی کی حفاظت کرنا۔ ۹......فضول باتوں اور فضول کاموں کو چھوڑ دینا۔ ❷

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا میزبانی میں تکلف سے گریز کرنا

۹......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے:

❶مختصر تاریخ مدینۃ دمشق: ترجمۃ: عبد اللّٰہ بن عامر، ج ۱۲ ص ۲۹۱

❷تفسیر ابن کثیر: ،سورۃ لقمان: آیت نمبر ۱۲ کے تحت، ج ۶ ص ۲۹۹

أَنَّ سَلمَانَ دَخلَ عَليهِ رَجُلٌ فَدَعَا لَهُ بِمَا كَانَ عِندَهُ فَقَالَ: لَولَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَليهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَو لَولَا أَنَّا نُهِينَا أَن يَتَكَلَّفَ أَحدُنَا لِصَاحِبِهِ لَتَكَلَّفنَا لَكَ. ❶

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا، تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس جو موجود تھا وہی اس کے سامنے پیش کردیا اور فرمایا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تکلف برتنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمہارے لئے تکلف کرتا۔

تین چیزوں میں انتظار نہ کرو

۱۰...... حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ لَيسَ فِيهِنَّ اِنتِظَارٌ: اَلجَنَازَةُ إِذَا وَجَدَتْ مَنْ يَّحمِلُهَا، وَالْأَيِّمُ إِذَا أَصَابَتْ لَهَا كُفُؤًا، وَالضَّيفُ إِذَا نَزَلَ بِهِ لَمْ يَنتَظِرْ بِهِ الْكُلْفَةَ. ❷

ترجمہ: تین چیزوں میں انتظار نہیں ہے: جنازہ جب اس کے اٹھانے والے موجود ہوں، (بیوہ یا) کنواری جب اس کا ہمسر مل جائے اور مہمان جب آئے تو تکلف کا انتظار نہ کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام دور تک مہمانوں کو تلاش کرتے تھے

۱۱...... امام عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ إِبرَاهِيمُ خَلِيلُ الرَّحمَنِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّتَغَدَّى طَلَبَ مَنْ يَّتَغَدَّى مَعَهُ

❶ مسند أحمد: أحاديث رجال من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج۳۹ ص۱۳۶، رقم الحديث: ۲۳۷۳۳

❷ تاريخ مدينة دمشق: حرف الضاد، ترجمة: الضحاك بن قيس بن معاوية، ج۲۴ ص۳۴۴، رقم الترجمة: ۲۹۲۱

مِيُلًا فِي مِيلٍ.❶

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام جب صبح کا ناشتہ کرنے کا ارادہ کرتے تو میلوں دور جاتے اور تلاش کرتے کہ اِن کے ساتھ ناشتہ کرنے والا مل جائے۔

سب سے پہلے مہمان نواز

۱۲......حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَن أَضَافَ الضَّيُفَ إِبُرَاهِيمُ خَلِيلُ الرَّحُمَنِ.❷

ترجمہ: جس نے سب سے پہلے مہمان نوازی کی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

مہمان کا اکرام وُسعت کے مطابق کریں

۱۳......حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا نَزَلَ بِكَ ضَيُفٌ فَلَا تُكَلِّفُ لَهُ مَا لَا تَطِيقُ، وَأَطُعِمُهُ مِنُ طَعَامِ أَهُلِكَ، وَالُقِهِ بِوَجُهٍ طَلِقٍ، فَإِنَّكَ إِنُ تُكَلِّفُتَ لَهُ مَا لَا تَطِيقُ أَوُشَكُتَ أَنُ تُلُقِيَهُ بِوَجُهٍ يَكُرَهُهُ.❸

ترجمہ: جب آپ کے پاس مہمان آجائے تو اس چیز کا تکلف نہ کرو جس کی طاقت نہیں رکھتے ،اوراس کو اپنے اہل وعیال کے کھانے میں سے کھلاؤ اوراس سے خندہ پیشانی سے ملو،اس لیے کہ اگر آپ وسعت سے زیادہ تکلف کریں گے تو قریب ہے کہ آپ اس سے تُرش روی سے ملیں۔

❶مختصر تاريخ مدينة دمشق:ترجمة:إبراهيم الخليل عليه السلام، ج۳ص ۳٦۸

❷مختصر تاريخ مدينة دمشق:ترجمة:إبراهيم الخليل عليه السلام، ج۳ص ۳٦۹

❸تاريخ مدينة دمشق:حرف الميم،ترجمة:ميمون بن مهران، ج ٦١ ص، ۳٦۲،۳٦۳،رقم الترجمة: ۷۸۰٦

باآسانی مہیا ہونے والی چیزوں سے اکرام کریں

۱۴......حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا أَتَاکَ ضَيْفٌ فَلَا تَنْتَظِرْ بِهِ مَا لَيْسَ عِنْدَکَ وَتَمْنَعُهُ مَا عِنْدَکَ، قَدِّمْ إِلَيْهِ مَا حَضَرَ وَانْتَظِرْ بِهِ بَعْدَ ذٰلِکَ مَا تُرِيدُ مِنْ إِكْرَامِهِ. ❶

ترجمہ: جب تمہارے پاس مہمان آجائے تو انتظار نہ کرو اس چیز کا جو تمہارے پاس نہیں ہے اور مت روکو اس چیز سے جو تمہارے پاس ہے، اسے وہ پیش کرو جو (گھر میں) موجود ہے اور اس کے بعد اُس کا انتظام کرو جو تم اکرام کرنا چاہتے ہو۔

میزبانی میں تکلف نہ کریں

۱۵......امام ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُبَّمَا دَخَلْنَا عَلَى الْحَسَنِ فَقَدِمَ إِلَيْنَا مَرَقًا،وَلَيْسَ فِيهِ لَحْمٌ. ❷

ترجمہ: بسا اوقات ہم حضرت حسن کے پاس آتے تو ہمارے سامنے شوربہ پیش کرتے جس میں گوشت نہیں ہوتا تھا۔

موجود اشیاء سے اکرام کرنا

۱۶......حضرت اسحاق بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَخَلْنَا عَلَى كَهْمَسٍ الْعَابِدِ،فَقَدَّمَ إِلَيْنَا إِحْدَى عَشْرَةَ بُسْرَةً حَمْرَاءَ، وَقَالَ:هٰذَا الْجَهْدُ مِنْ أَخِيكُمْ،وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ. ❸

ترجمہ: ہم کہمس عابد کے پاس آئے تو انہوں نے ہمیں گیارہ سرخ کھجوریں پیش کیں اور کہا: یہ تمہارے بھائی کی طرف سے کوشش کی گئی ہے، اللہ ہی تمہارا مددگار رہو۔

❶شعب الإيمان: إكرام الضيف، ج۱۲ ص ۱۳۱، الرقم: ۹۱۶۰

❷شعب الإيمان: إكرام الضيف، ج۱۲ ص ۱۳۳، الرقم: ۹۱۶۳

❸شعب الإيمان: إكرام الضيف، ج۱۲ ص ۱۳۳، الرقم: ۹۱۶۴

معزز انسان اکرام سے خوش ہوتا ہے

۱۷......شیخ ابوبکر قفال شاشی رحمہ اللہ اشعار میں فرماتے ہیں:

أُوَسِّعُ رَحْلِي عَلَى مَنْ نَزَلْ   فَزَادِي مُبَاحٌ عَلَى مَنْ أَكَلْ

نُقَدِّمُ حَاضِرَ مَا عِنْدَنَا   وَإِنْ لَمْ يَكُنْ غَيْرَ خُبْزٍ وَخَلّ

وَأَمَّا الْكَرِيمُ فَيَرْضَى بِهِ   وَأَمَّا اللَّئِيمُ فَمَنْ لَا أُبَالُ. ❶

ترجمہ: میرے پاس جو بھی مہمان آئے تو میں اس کے لیے اپنا سامان کھول دیتا ہوں، میرا سامان ہر اس شخص کے لیے مباح ہے جو کھانا چاہے۔ جو کچھ ہمارے پاس موجود ہوتا ہے ہم پیش کردیتے ہیں، اگرچہ روٹی اور سرکہ سوا کچھ بھی نہ ہو۔ بہر حال شریف انسان اسی پر راضی ہوتا ہے، اور کمینہ انسان کی میں پرواہ نہیں کرتا۔

مہمان میزبان کی حوصلہ شکنی نہ کرے

۱۸......محمد بن عباد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابیہ عورت کے ہاں کوئی مہمان آ گیا، تو اس نے سوکھی روٹی اور کھٹا دودھ پیش کیا، اس کے سوا کچھ اور نہ تھا، مہمان نے ملامت کیا، تو اس عورت نے یہ اشعار کہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْمَرْءَ مِنْ ضِيقِ عَيْشِهِ   يُلَامُ عَلَى الْمَعْرُوفِ وَهُوَ يُعْذَرُ

وَمَاذَاكَ مِنْ لُوْمٍ، وَلَامِنْ ضَرَاعَةٍ   وَلَكِنْ كَمَا يُطَيِّلُ لَهُ الدَّهْرُ يَزْمِرُ. ❷

ترجمہ: کیا آپ نہیں دیکھتے کہ انسان اپنی گزر بسر کی تنگی کی وجہ سے نیکی اور اچھائی کرنے پر بھی شرم وعار دلایا جاتا ہے حالانکہ وہ مجبور ہوتا ہے۔

---

❶تاریخ مدینة دمشق: حرف المیم، ترجمة: محمد بن علي بن إسماعيل، ج۵۴ ص۲۴۷، رقم الترجمة: ۶۷۷۱/سير أعلام النبلاء: ج۱۶ ص۲۸۵

❷شعب الإيمان: إكرام الضيف، ج۱۲ ص۱۳۴، الرقم: ۹۱۶۷

درحقیقت نہ تو یہ ملامت ملامت ہے اور نہ ہی یہ کوئی ذلت کی بات ہے، بلکہ جیسے جیسے زمانہ اس کے لیے طویل ہوتا جاتا ہے اُسکی تشہیر ہوجاتی ہے۔

اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن مجلس اختیار کرو

۱۹...... حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا قَعَدتُمْ مَعَ الْإِخْوَانِ عَلَى الْمَائِدَةِ فَأَطِيلُوا الْجُلُوسَ فَإِنَّهَا سَاعَةٌ لَا تُحْسَبُ عَلَيْكُمْ مِنْ أَعْمَارِكُمْ. ❶

ترجمہ: جب تم اپنے بھائیوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھو تو مجلس کشادہ کرو، اس لیے یہ ایسی گھڑی ہے جو تمہاری زندگی میں شمار نہیں کی جاتی۔

اپنے بھائیوں اور عزیزوں پر خرچ کا حساب نہیں

۲۰...... حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّ نَفَقَةٍ يُنْفِقُهَا ابْنُ آدَمَ يُحَاسَبُ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى إِخْوَانِهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَسْتَحِي أَنْ يَّسْأَلَهُ عَنْهَا. ❷

ترجمہ: ابن آدم جو خرچ کرتا ہے اُس کا قیامت کے دن حساب کیا جائیگا، سوائے اپنے بھائیوں پر خرچ کے، اس لیے کہ اللہ تعالی کو حیا آتی ہے کہ اِس کے بارے میں سوال کرے۔

بابرکت کھانوں میں دوسروں کا حصہ ہوتا ہے

۲۱...... حضرت سری سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آهٍ عَلَى لُقْمَةٍ لَيْسَ عَلَى اللَّهِ فِيهَا تَبِعَةٌ وَلَا لِمَخْلُوقٍ فِيهَا مِنْهُ. ❸

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آداب الأكل، الباب الأول، ج ٢ ص ٨

❷ سير السلف الصالحين: باب الحاء، ج ١ ص ٣٣٧

❸ إحياء علوم الدين: كتاب آداب الأكل، الباب الأول، ج ٢ ص ١٤

ترجمہ: اس لقمے پر افسوس! جس میں نہ اللہ کی تابعداری ہے اور نہ ہی مخلوق کے لیے اس میں کچھ ہے۔

مہمان نوازی کے کچھ آداب ہیں ،ان کا بھی خیال رکھا جائے تاکہ مہمان کی حسن ترتیب کے ساتھ میزبانی کی جائے۔

میزبان سے متعلق آداب

امام غزالی رحمہ اللہ نے مہمان اور میزبان کے چند آداب نقل کئے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱...... جب مہمان آئے تو اُس کی خدمت کریں۔

۲......مہمان نوازی میں جلدی کی جائے اس لئے کہ یہاں عجلت مطلوب ہے۔

۳...... جب مہمان آئے تو اُس کی خدمت میں تنگ دِلی کا مُظاہرہ نہ کریں۔

۴......اول کھانا اس کو دیں جو عمر میں بڑے ہو یا فضیلت والا ہو۔

۵......کھانے کے دوران کثرتِ گفتگو سے گریز کریں۔

۶......کھانے میں اپنے ساتھی کے ساتھ نرمی کریں اور ایثار پر عمل کریں۔

۷......میزبان کو چاہیے کہ مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا کھائے ، اِس سے اُن کی دل جوئی ہوگی۔قوت القلوب میں ہے: جو شخص اپنے بھائیوں کے ساتھ کھاتا ہے اُس سے حساب نہ ہوگا۔

۸......میزبان کے لیے مستحب ہے کہ کھانے کے دوران کبھی کبھار بِلا اِصرار مہمان سے کہے: اور کھایئے! یوں مہمان زیادہ رغبت اور مزے سے کھاتا ہے لیکن اِس میں زیادہ اِصرار نہ کرے۔

۹......مہمان جب جانے کی اجازت مانگے تو میزبان اُسے روکنے کے لئے اِصرار نہ کرے، ہوسکتا ہے مہمان کوئی ضروری کام چھوڑ کر آیا ہو، زبردستی روک لینے کی صورت

میں اُس کا نقصان ہوسکتا ہے۔امام ابن سیرین رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اپنے بھائی کا احترام اس طرح نہ کرو کہ اُسے تکلیف ہو۔

۱۰......میزبان پر لازم ہے کہ دعوت کی جگہ یا کہیں اور بھی گانے باجے وغیرہ کا اِہتمام ہرگز ہرگز نہ کرے، یہ گناہ کے ساتھ ساتھ مذہبی مہمانوں کی شِرکت میں بھی رُکاوٹ کا سبب ہے۔

۱۱......جب کھا کر فارغ ہوں تو مہمانوں کے ہاتھ دُھلائے جائیں۔

۱۲......ایک دسترخوان پر امیر اور غریب کے کھانے میں امتیاز نہ کیا جائے۔

۱۳......جب تک کہ مہمان کھانے سے ہاتھ روک نہ لے تب تک دسترخوان نہ اُٹھایا جائے۔

۱۴......مہمانوں کے سامنے اتنا کھانا رکھا جائے جو انہیں کافی ہو، کیونکہ کفایت سے کم کھانا رکھنا مُرَوَّت کے خلاف ہے، اور ضرورت سے زیادہ رکھنا بناوٹ اور دکھلاوا ہے۔ (1)

مہمان سے متعلق آداب

۱......جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھ جائیں۔

۲......جو کچھ میزبان پیش کرے اِس پر خوشی کا اظہار کریں۔

۳......صاحبِ خانہ کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہ اُٹھیں۔

۴......جب وہاں سے جائیں تو اِن کے لئے دُعا کریں۔

۵......اتنی دیر نہ ٹھہریں کہ میزبان کو تنگی محسوس ہو۔

۶......اسی طرح مہمان کا میزبان سے ایسی فرمائشیں کرنا کہ جو وہ پوری نہ کرسکتا ہو اور اس سے اس کو دقّت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہو تو یہ بھی میزبان کو تنگی میں ڈالنے

(1) إحياء علوم الدين: كتاب آداب الأكل، الباب الأول، ج ۲ ص ۷، ۸

کے مترادف ہے۔ لہٰذا دوسروں کے گھر میں جا کر مختلف کھانوں اور ڈشوں کی فرمائشیں کرنا مناسب نہیں۔ میزبان جو حاضر کر رہا ہے اس کو صبر وشکر سے بشاشت کے ساتھ لے لینا چاہیے۔ اس لیے کہ فرمائشیں کرنا بسا اوقات میزبان کے لئے تنگی اور تکلیف کا باعث ہوتا ہے، البتہ اگر میزبان کے حال سے یہ اندازہ ہو کہ وہ فرمائش سے خوش ہوتا ہے، مثال کے طور پر فرمائش کرنے والا کوئی بہت قریبی عزیز یا دوست ہو یا شاگرد ہو اور اُس سے جو فرمائش کی جائے وہ اس پر دل وجان سے جان نثار ہو تو پھر کر سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ امام شافعی رحمہ اللہ بغداد میں امام زعفرانی رحمہ اللہ کے مہمان بنے۔ امام زعفرانی رحمہ اللہ روزانہ امام شافعی رحمہ اللہ کی خاطر اپنی ایک باندی کو ایک پرچہ لکھا کرتے تھے، جس میں اس وقت کے کھانے کی تفصیل درج ہوتی تھی۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک وقت باندی سے پرچہ لے کر دیکھا اور اس میں اپنے قلم سے ایک چیز کا اضافہ فرما دیا۔

دسترخوان پر جب امام زعفرانی رحمہ اللہ نے وہ چیز دیکھی تو باندی سے پوچھا کہ میں نے اِس کے پکانے کا نہیں لکھا تھا۔ وہ پرچہ لے کر آقا کے پاس آئی اور پرچہ دکھا کر کہا کہ یہ چیز حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے خود اپنے قلم سے اضافہ فرمائی تھی۔ امام زعفرانی رحمہ اللہ نے جب اس کو دیکھا اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے قلم سے اس میں اضافہ پر نظر پڑی تو خوشی سے باغ باغ ہو گئے اور اس خوشی میں اس باندی کو ہی آزاد فرما دیا۔ ❶

حاصل یہ کہ اگر ایسا کوئی خاص اور قریبی عزیز اور دوست ہو کہ جس کو میزبان بھی دل و

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آداب الأكل، الباب الأول، ج ٢ ص ١١

جان سے خوب چاہتا ہوتو اُس صورت میں یقیناً ایسی فرمائش بھی بڑے لطف کی بات ہے۔

حضرات صحابہ کرام کے مہمان نوازی کے پرتاثیر واقعات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مہمان نوازی

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ غریب لوگ تھے، ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو (ان میں سے) لے جائے اور اگر چار کا ہو تو پانچواں یا چھٹا ان میں سے لے جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین آدمی لے گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس لے گئے، عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تھا اور میرے ماں باپ (راوی حدیث ابوعثمان نے کہا) اور میں نہیں جانتا کہ انہوں نے یہ بھی کہا (یا نہیں) کہ میری بیوی اور خادم بھی تھا، جو میرے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں مشترک تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا کھالیا اور تھوڑی دیر وہیں ٹھہر رہے جہاں عشاء کی نماز پڑھی گئی تھی، اس کے بعد (کسی ضروری مشاورت یا کام کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمانے لگے تو پھر واپس آئے،) گھر میں آئے تو ان سے ان کی بیوی نے کہا: آپ کو آپ کے مہمانوں سے کس چیز نے روک لیا تھا؟ وہ بولے کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے کہا وہ نہیں مانے یہاں تک کہ آپ آجائیں، (یعنی مہمانوں نے کہا جب میزبان آجائیں تو اُن کے ساتھ کھالیں گے) کھانا ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا، مگر انہوں نے انکار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا اے نادان! پھر انہیں سخت سست کہا اور مہمانوں

سے کہا کہ تم خوب سیر ہوکر کھاؤ۔اس کے بعد کہا کہ اللہ کی قسم !میں ہرگز نہ کھاؤں گا(کھانے میں اتنی دیر ہوگئی اور مہمانوں کوتکلیف ہوگئی)عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ:

وَایمُ اللّٰہِ،مَا کُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَۃٍ إِلَّارَبَامِنْ أَسْفَلِھَا أَکْثَرُ مِنْھَاقَالَ:یَعْنِی حَتّٰی شَبِعُوا.

ترجمہ:اللہ کی قسم !ہم جب کوئی لقمہ لیتے تھے تو اس کے نیچے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا، پھر جب سب مہمان سیر ہو گئے اور کھانا جس قدر پہلے تھا اس سے زیادہ بچ گیا۔

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ اسی قدر تھا، جیسا کہ پہلے تھا یا اس سے بھی زیادہ،تو اپنی بیوی سے کہا کہ اے اللہ! کی بندی یہ کیا ماجرا ہے؟ (یعنی کھانا تو پہلے سے بڑھ گیا)وہ بولیں:

وَقُرَّۃُ عَیْنِی،لَھِیَ الآنَ أَکْثَرُ مِنْھَا قَبْلَ ذٰلِکَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ. ❶

ترجمہ:اے میری ! آنکھوں کی ٹھنڈک یقیناً یہ اس وقت پہلے سے بھی تین گنا زیادہ ہوگیا ہے۔

پھر اس میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھایا اور کہا یہ یعنی ان کی قسم شیطان ہی کی طرف سے تھی (تو انہوں نے قسم کا کفارہ دیا اور اِس بابرکت کھانے میں سے کھایا، جتنا بھی کھاتے وہ اور بڑھتا جاتا)اس کے بعد یہ کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، وہ کھانا صبح تک وہیں تھا، ہمارے اور ایک قوم کے درمیان کچھ عہد تھا،اس کی مدت گزر چکی تھی، تو ہم نے بارہ آدمی علیحدہ علیحدہ کر دیئے ،ان میں سے ہر ایک کے ساتھ کچھ آدمی تھے، واللہ اعلم! ہر شخص کے ساتھ کس قدر آدمی تھے،اس

❶صحیح البخاری : کتاب مواقیت الصلاۃ،باب السمر مع الضیف والأھل:رقم الحدیث: ۶۰۲

کھانے میں سے اِن سب نے بھی یہ کھایا، (یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی اور مہمان نوازی کی برکت تھی کہ سب نے کھایا اور کھانا ختم نہیں ہوا۔)

اس واقعے میں ہمارے لیے بھی یہ سبق ہے کہ ہمارے گھر میں بھی کوئی مہمان آئے تو ہم اس کا خوب اکرام کریں، جب مہمان آئے تو کھڑے ہوکر اس کا استقبال کریں، اور گھر میں صاف ستھری اور عمدہ جگہ پر انہیں بٹھائیں، خوش اخلاقی اور مسکراتے چہرے کے ساتھ مہمان کا اکرام کریں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کا اکرام کرے۔ مہمان کے اکرام سے اللہ تعالی رزق میں برکتیں عطا فرماتا ہے، جتنے خلوص اور محبت کے ساتھ مہمان کا اکرام کریں گے اتنا ہی اللہ اور اس کے رسول ہم سے خوش ہوں گے۔

حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن یا رات کے وقت (کہیں جانے کے لئے گھر سے) نکلے کہ اچانک حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کو کس چیز نے تمہارے گھروں سے نکال دیا ہے (یعنی اس وقت چوں کہ گھر سے نکلنے کی تم لوگوں کی عادت نہیں ہے، اس لئے ایسی کیا ضرورت پیش آ گئی، جو تمہارے گھر سے نکلنے کا باعث ہوئی ہے) ان دونوں نے عرض کیا کہ بھوک نے ہمیں گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے، (یعنی ہم بھوک کی شدت سے بیتاب ہوکر گھر سے نکلے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور مجھے بھی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اسی چیز نے (گھر سے) نکالا ہے، جس چیز نے تمہیں نکالا ہے یعنی میں بھی بھوک ہی کہ وجہ سے گھر سے نکلا ہوں، اٹھو، (میرے ساتھ چلو) چنانچہ وہ دونوں (بھی)

اٹھے (اور آپ کے ساتھ ہوئے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے گھر پہنچے (جن کا نام ابوالہیثم تھا) مگر وہ اپنے گھر میں موجود نہیں تھے، ان کی بیوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا کہ خوش آمدید! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہی لوگوں میں آئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا مبارک، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں شخص یعنی تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لانے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری (یعنی صاحب خانہ بھی) آ گئے، انہوں نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں صحابہ (حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے گھر میں) دیکھا تو (اپنی اس خوش بختی پر پھولے نہیں سمائے اور) کہنے لگے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا أَحَدٌ الْيَوْمَ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّي'' الحمدللہ! اللہ کا شکر ہے، بزرگ تر مہمانوں کے اعتبار سے آج کے دن مجھ سے زیادہ کوئی خوش نصیب نہیں ہے، یعنی آج کے دن میرے مہمان دوسرے لوگوں کے مہمانوں سے زیادہ بزرگ و معزز ہیں۔ راوی (یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ انصاری) ان حضرات کو لے کر اپنے باغ میں گئے جہاں ان کے لئے ایک بچھونا بچھا کر ان کو اس پر بٹھایا اور خود کھجوروں کے درختوں کے پاس) گئے اور ان (مہمانوں) کے لئے کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے، جس میں نیم پختہ، پختہ اور تر وتازہ (ہر طرح کی) کھجوریں تھیں، پھر انہوں نے کہا کہ آپ لوگ اس میں سے کھایئے، اس کے بعد انہوں نے چھری لی (اور ایک بکری کو ذبح کرنا چاہا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ دودھ والی بکری ذبح کرنے سے اجتناب کرنا، آخر کار انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لئے ایک بکری ذبح کی (اور جب اس کا گوشت پک گیا تو)

سب نے اس بکری کا گوشت کھایا، اس خوشہ میں سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا، اس طرح جب کھانے پینے سے پیٹ بھر گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے، قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کی بابت پوچھا جائے گا، بھوک نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا تھا، لیکن تم اپنے گھروں کو واپس (بھی) نہ ہوئے تھے کہ (خدا کی طرف سے) تمہیں یہ نعمتیں مرحمت ہوگئیں۔ ❶

تشریح: اس انصاری کا اپنے گھر میں ان معزز بزرگ ترین مہمانوں کو دیکھ کر اپنے حق میں ایک عظیم نعمت تصور کرنا اور اس پر ان کا ''الحمدللہ'' کہنا اس بات کی علامت ہے کہ کسی نعمت کے ظاہر ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا مستحب ہے، نیز یہ بھی مستحب ہے کہ جب مہمان آئے تو اس کے سامنے اکرام میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس دنیا میں جو نعمتیں عطا فرماتا ہے ان کے بارے میں وہ قیامت کے دن سوال کرے گا اور یہ سوال بعض کے حق میں تو توبیخ وسرزنش کے طور پر ہوگا اور بعضوں سے احسان جتانے اور اظہارِ نعمت وکرامت کے طور پر ہوگا، گویا ہر صورت میں اللہ تعالیٰ اپنی ہر نعمت پر بندوں سے سوال فرمائے گا کہ ہم نے تمہیں دنیا میں یہ جو فلاں فلاں نعمت عطا کی تھی تم نے اس پر ادائیگی شکر کا حق ادا کیا یا نہیں؟

حضرت ابوطلحہ اور اُن کی اہلیہ کی مہمان نوازی پر کلام اللہ میں مدح

ایک مرتبہ ایک شخص بحالت پریشانی سرورِدو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

❶ صحيح مسلم: كتاب الأشربة، باب جواز إستتباعه غيره إلى دار من يثق برضاه بذلك، رقم الحديث: ۲۰۳۸

ہوااورآپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کا سوال کیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات سے پوچھا کہ گھر میں کھانے کو کچھ ہے؟ سب طرف سے جواب آیا کہ آج فاقہ ہے۔اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور فرمایا:''کوئی ہے جواس اللہ کے بندے کواپنا مہمان بنائے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادسن کرحضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اورعرض کی:''یا رسول اللہ! میں اس کو اپنا مہمان بناؤں گا'' یہ کہہ کرفوراً گھر آئے اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا''کھانے کے لئے کچھ ہے؟''انہوں نے کہا: بچوں کے لئے تھوڑا سا کھانا پکا ہے،اس کے سوا بخدا گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:''کوئی مضائقہ نہیں ،بچوں کو بہلا کرسلادو، وہ سوجائیں تو ہم ان کا کھانا مہمان کے آگے رکھ دیں گے،تم چراغ درست کرنے کے بہانے سے اُٹھ کراُسے بجھا دینا،اندھیرے میں مہمان کھانا کھالے گااور ہم بھی یونہی منہ چلاتے رہیں گے،غرض اس طرح مہمان کوکھانا کھلا کر دونوں میاں بیوی اور بچوں نے رات فاقے سے گزار دی۔صبح کوحضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، توزبانِ رسالت پر یہ آیت جاری تھی:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ.﴾(الحشر: ۹)

ترجمہ: وہ لوگ اپنے اوپردوسروں کوترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پرتنگی ہو۔

پھرآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکرفرمایا''رات کو مہمان کے ساتھ تم لوگوں کا برتاؤ اللہ تعالی کو بہت پسند آیا۔''[1]

---

[1] التفسير الطبري: سورة الحشر آیت نمبر۹ کے تحت، ج۲۳ ص۲۸۵/ الدر المنثور في التفسير المأثور،سورة الحشر آیت نمبر۹ کے تحت، ج۸ ص۱۰۶

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی

حضرت سلیمان بن ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حج کیا، ان کے ساتھ بصرہ کے علماء کی ایک جماعت بھی تھی جن میں مختصر بن حارث ضنمی بھی تھے۔ ان لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ سے کسی ایسے ممتاز اور پسندیدہ صحابی سے نہ مل لیں جو ہمیں حدیثیں سنائے اس وقت تک ہم بصرہ واپس نہیں جائیں گے۔ چنانچہ ہم لوگوں سے پوچھتے رہے تو ہمیں بتایا گیا کہ ممتاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مکہ کے نشیبی حصہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم ان کے پاس گئے تو ہم نے دیکھا کہ بہت بڑی مقدار میں سامان لیکر لوگ جارہے ہیں، تین سو اونٹوں کا قافلہ ہے جن میں سو اونٹ تو سواری کے لئے ہیں اور دوسو اونٹوں پر سامان لدا ہوا ہے، ہم نے پوچھا: یہ سامان کس کا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ہم نے حیران ہوکر کہا: یہ سارا انہی کا ہے؟ ہمیں تو یہ بتایا گیا تھا کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ متواضع انسان ہیں اور یہاں نقشہ اور ہی طرح کا نظر آرہا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ سامان ہے تو ان کا ہی لیکن اپنے اوپر خرچ کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ دوسروں پر خرچ کرنے کے لئے ہے، یہ سو اونٹ تو ان کے مسلمان بھائیوں کے لئے ہیں جن کو یہ سواری کے لئے دیں گے اور ان دوسو اونٹوں کا سامان ان کے پاس مختلف شہروں سے آنے والے مہمانوں کے لئے ہے، یہ سن کر ہمیں بہت زیادہ تعجب ہوا۔ لوگوں نے کہا: تمہیں تعجب ہوا؟ تم تعجب نہ کرو، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مالدار آدمی ہیں اور وہ اپنے پاس آنے والے ہر مہمان کی مہمانی بھی کرتے ہیں اور جاتے وقت اسے زادِراہ دینا اپنے ذمہ

مستقل حق سمجھتے ہیں۔ ہم نے کہا: ہمیں بتاؤ وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا وہ اس وقت مسجد حرام میں ہیں، چنانچہ ہم انہیں ڈھونڈنے گئے تو دیکھا کہ کعبہ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں، چھوٹے قد کے ہیں، آنکھوں میں نمی ہے، دو چادریں اوڑھی ہوئی ہیں اور سر پر عمامہ باندھا ہوا ہے اور ان پر قمیص نہیں ہے اور اپنے دونوں جوتے بائیں طرف لٹکائے ہوئے ہیں۔ ❶

غزوہ خندق کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت اور معجزہ رسول

حضرت ایمن روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انہوں نے فرمایا: ہم خندق کھود رہے تھے کہ اتنے میں ایک سخت پتھر نکلا، ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ایک سخت پتھر خندق میں نکل آیا کیا کرنا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہرو میں خود خندق میں اترتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ کے پیٹ سے پتھر بندھا ہوا تھا، اور ہم تین دن سے بھوکے پیاسے تھے، ہم لوگوں نے تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال ہاتھ میں لے کر اس پتھر کے سخت قطعہ پر ماری، پتھر ریتی کی طرح بہنے لگا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ آخر میں نے اجازت مانگی کہ گھر تک جانے دیا جائے، میں گھر آیا اور اپنی بیوی سے کہا: آج میں نے ایسی بات دیکھی کہ صبر کرنا دشوار ہوگیا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ بیوی نے کہا تھوڑے سے جَو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے، میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا، بیوی

---

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص، ج۴ص ۲۰۲/تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص، ج ۳۱ص ۲۸۱، ۲۸۲/مختصر تاریخ مدینة دمشق: ج۱۳ص ۲۰۳، ۲۰۴

نے جو پیسے اور گوشت ہانڈی میں پکنے کو رکھ دیا، آٹا خمیر ہو رہا تھا اور ہانڈی پکنے کے قریب تھی، اس وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا'' طُعَيِّمٌ لِيْ فَقُمْ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ أَوْرَجُلَانِ'' تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے، آپ تشریف لے چلیں اور ایک دو دوسرے ساتھیوں کو ساتھ لے لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کتنا کھانا تیار کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک صاع جَو اور ایک بکری کا بچہ پکایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''كَثِيرٌ طَيِّبٌ قَالَ: قُلْ لَهَا: لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّورِ حَتَّى آتِيَ'' کافی ہے اور اچھا ہے، تم جاؤ اور اپنی بیوی سے کہہ دو کہ جب تک میں نہ آؤں ہانڈی چولہے سے نہ اتاریں اور روٹی تنور سے نہ نکالیں، میں آتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا: اٹھو جابر کی دعوت میں چلو، مہاجرین وانصار کھڑے ہو گئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کیفیت کو دیکھا تو بیوی کے پاس جا کر کہنے لگے کہ اب کیا ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار اور ساتھ والے سب کو لے کر آ رہے ہیں، بیوی نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کچھ پوچھا تھا؟ کہنے لگے: ہاں! پوچھا تھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور سب سے فرمایا: اندر چلو، پھر آپ نے روٹیاں توڑ کر اوران پر گوشت رکھ کر سب کے سامنے رکھا، سب نے پیٹ بھر کر کھا لیا لیکن پھر بھی کھانا بچ گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے فرمایا کہ تم کھاؤ اور دیگر لوگوں کی طرف بھی بھجواسیئے کہ لوگ آج کل بھوک سے پریشان ہو رہے ہیں۔ (۱)

(۱) صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب غزوة الخندق وهي الأحزاب، رقم الحديث: ۴۱۰۱

انصار صحابہ کا وفد عبد القیس کی مہمان نوازی اور اکرام

وفد عبد القیس کے کچھ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو لوگوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا، جب ہم صحابہ کے پاس گئے، تو انہوں نے ہمارے لئے جگہ کشادہ کردی، ہم لوگ وہاں جا کر بیٹھ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خوش آمدید کہا، ہمیں دعائیں دی اور ہمارے طرف دیکھ کر فرمایا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ ہم سب نے منذر بن عائذ کی طرف اشارہ کردیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہی اشج ہیں، (اصل میں ان کے چہرے پر چوٹ کا نشان تھا،) یہ پہلا دن تھا کہ جب ان کا یہ نام پڑا۔ کچھ لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے اپنی سواریاں باندھیں، سامان سمیٹا، پراگندگی کو دور کیا، سفر کے کپڑے اتارے، عمدہ کپڑے زیب تن کئے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک پاؤں پھیلا کر پیچھے سے ٹیک لگائی ہوئی تھی، جب اشج قریب پہنچتے تو لوگوں نے ان کے لے جگہ کشادہ کی اور کہا: اے اشج! یہاں تشریف لاؤ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سیدھے ہوئے اور پاؤں سمیٹ لئے اور فرمایا کہ اشج یہاں آؤ، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب جا کر بیٹھ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کے ساتھ لطف وکرم سے پیش آئے اور ان کے شہروں کے متعلق دریافت کیا اور ایک ایک بستی مثلاً صفا، مشقر وغیرہ دیگر بستیوں کے نام لئے، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کو تو ہماری بستیوں کے نام ہم سے بھی زیادہ اچھی معلوم ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے علاقوں میں گیا ہوا ہوں اور وہاں میرے ساتھ کشادگی کا معاملہ رہا ہے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا:

يَا مَعشَرَ الأَنصَارِ! أَكرِمُوا إِخوَانَكُم فَإِنَّهُم أَشبَاهُكُم فِي الْإِسلَامِ أَشبَهُ شَيءٍ بِكُم أَشعَارًا وَأَبشَارًا أَسلَمُوا طَائِعِينَ غَيرَ مُكرَهِينَ وَلَا مَوتُورِينَ إِذْ أَبَى قَومٌ أَن يُسلِمُوا حَتَّى قُتِلُوا. قَالَ: فَلَمَّا أَنْ أَصبَحُوا قَالَ: كَيفَ رَأَيتُم كَرَامَةَ إِخوَانِكُم لَكُم، وَضِيَافَتَهُم إِيَّاكُم؟ قَالُوا: خَيرَ إِخوَانٍ أَلَانُوا فِرَاشَنَا، وَأَطَابُوا مَطعَمَنَا، وَبَاتُوا، وَأَصبَحُوا يُعَلِّمُونَا كِتَابَ رَبِّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَأَعجَبَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَفَرِحَ بِهَا، ثُمَّ أَقبَلَ عَلَينَا رَجُلًا رَجُلًا يَعرِضُنَا عَلَى مَا تَعَلَّمنَا، وَعَلِمنَا فَمِنَّا مَنْ عَلِمَ التَّحِيَّاتِ وَأُمَّ الْكِتَابِ، وَالسُّورَةَ وَالسُّورَتَينِ. ❶

ترجمہ: اے گروہ انصار! اپنے بھائیوں کا اکرام کرو، یہ اسلام میں تمہارے مشابہ ہیں، ملاقات اور خوش خبری میں تمہارے سب سے زیادہ مشابہ ہیں، یہ لوگ اپنی رغبت سے بلا کسی جبر واکرہ یا ظلم کے اس وقت اسلام لائے ہیں، جبکہ دوسروں لوگوں نے اسلام لانے سے انکار کردیا اور قتل ہوگئے۔ اگلے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے اپنے بھائیوں کا اکرام اور میزبانی کا طریقہ کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا یہ لوگ بہترین بھائی ثابت ہوئے ہیں، انہوں نے ہمیں نرم گرم بستر مہیا کئے، بہترین کھانا کھلایا اور صبح وشام ہمیں اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت سکھاتے رہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بہت خوش ہوئے، پھر ہم سب کی طرف فرداً فرداً متوجہ ہوئے اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ چیزیں

❶ مسند أحمد: مسند المكيين، ج ۲۴ ص ۳۲۸۳۲۷، رقم الحديث: ۱۵۵۵۹

پیش کیں جو ہم نے سیکھی تھیں اور وہ جو آپ نے ہمیں سکھائیں تھیں، ہم میں سے بعض لوگ وہ بھی تھے جنہوں نے التحیات، سورہ فاتحہ اور ایک دو سورتیں اور کچھ سنتیں سیکھی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مہمانوں کا اکرام کرنا

حضرت عاصم لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بنی منتفق کا نمائندہ تھا یا کہا میں اس وفد میں شامل تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام پر موجود نہیں تھے، گھر پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے لئے خزیرہ (ایک قسم کا کھانا) بنانے کا حکم دیا، تو وہ ہمارے لئے تیار کر دیا گیا اور ہمارے لئے ایک بڑی پلیٹ میں لایا گیا۔ قتیبہ روامی نے پلیٹ کا ذکر نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ ہمارے لئے کھجوروں کا ایک طباق (بڑی پلیٹ میں) لایا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے کچھ کھایا؟ یا یہ فرمایا کہ کیا تمہارے لئے کسی چیز کے بنانے کا حکم دیا گیا۔ ہم نے کہا: جی ہاں! یارسول اللہ! لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک چرواہا بکریاں لے کر باڑے کی طرف چلا، اس کے پاس ایک بکری کا بچہ تھا جو چلا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے چرواہے! کیا پیدا ہوا ہے؟ (یعنی مذکر ہے یا مؤنث؟) اس نے کہا: مؤنث۔ آپ نے فرمایا اس کے بدلہ میں ہمارے لئے ایک بکری ذبح کر کے لا، اس کے بعد فرمایا کہ:

لَا تَـحْسِبَنَّ وَلَم يَقُل: لَا تَحسَبَنَّ أَنَّا مِن أَجلِكَ ذَبَحنَاهَا لَنَا غَنَمٌ مِائَةٌ لَا نُرِيدُ أَن تَزِيدَ فَإِذَا وَلَّدَ الرَّاعِي بَهمَةً ذَبَحنَا مَكَانَهَا شَاةً. ❶

❶ سنن أبی داود: کتاب الطهارة، باب فی الاستنثار، رقم الحدیث: ۱۴۲

ترجمہ: تم یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ اس کو ہم نے محض تمہاری خاطر ذبح کیا ہے بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس سو بکریاں ہیں اور ہمیں اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے، پس جب کوئی مادہ پیدا ہوتی ہے تو ہم اس کے بدلہ ایک بکری ذبح کر دیتے ہیں۔

ایک انصاری صحابی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری جس کی کنیت ابوشعیب تھی، اس کا ایک غلام تھا جو قصائی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ اپنے صحابہ کرام کے پاس بیٹھے تھے، اس نے آپ کے چہرہ مبارک سے بھوک کا اثر معلوم کیا، چنانچہ اپنے قصائی غلام کے پاس گیا اور کہا کہ میرے لئے اتنا کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کو کافی ہو، تاکہ میں پانچ آدمیوں سمیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کرسکوں، اس غلام نے کھانا تیار کیا، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا، ان لوگوں کے پیچھے ایک آدمی اور بھی ہولیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوشعیب! ایک شخص ہمارے ساتھ آ گیا ہے اگر تم چاہو تو اسے آنے دو اور اگر تمہاری خواہش نہ ہو تو اسے چھوڑ دو، انصاری نے کہا نہیں، بلکہ اسے بھی میں اجازت دیتا ہوں۔ (۱)

روٹی اور سرکہ کے ساتھ ضیافت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ہاں کچھ مہمان آئے، انہوں نے ان کو گندم کی روٹی اور سرکہ پیش کیا اور کہا: کھائیے، اس لیے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

---

(۱) صحیح البخاری: کتاب الأطعمة، باب الرجل یتکلف الطعام لاخوانہ، رقم الحدیث: ۵۴۳۴

نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ، هَلَاكٌ بِالْقَوْمِ أَنْ يَحْتَقِرُوا مَا قُدِّمَ إِلَيْهِمْ، وَهَلَاكٌ بِالرَّجُلِ أَنْ يَحْتَقِرَ مَا فِي بَيْتِهِ يُقَدِّمُهُ إِلَى أَصْحَابِهِ. ❶

ترجمہ: سرکہ اچھا سالن ہے، ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہو جواس کوحقیر سمجھے جو سامنے پیش کیا جائے، اوراس شخص کے لیے بھی ہلاکت ہو جواپنے احباب کے لیے اس کو حقیر سمجھے جو کچھ اس کے گھر میں موجود ہو۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی

ایک دفعہ بنی عذرہ کے تین مہمان مدینہ میں آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ان کی کفالت کا ذمہ لیتا ہے، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں۔ چنانچہ ان تینوں کواپنے گھر لے گئے، اور پھر وہ جب تک زندہ رہے انہی کے ہاں رہے لیکن انہوں نے کبھی ان کو اپنے لیے بار تصور کر کے ان سے گلوخلاصی کی کوشش نہیں کی اور ایسے اخلاق سے ان کے ساتھ پیش آتے رہے کہ ان کو یہ احساس تک نہیں ہونے دیا کہ وہ کسی اجنبی جگہ میں ہیں۔ ❷

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور مہمان کا اکرام

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن سے چلے، آپ کے ہمراہ ایک مہمان بھی تھے، آپ نے جنگل میں ہرنوں کو پھرتے ہوئے اور پرندوں کو اڑتے دیکھا، آپ نے فرمایا تم میں سے ایک پرندہ اور ایک ہرن جو فربہ ہوں میرے پاس آ جائیں، کیونکہ میرے پاس ایک مہمان آ گیا ہے میں اس کا اکرام کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ دونوں

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، ج۲۳ ص ۲۳۵، ۲۳۶، رقم الحديث: ۱۴۹۸۵

❷ مسند أحمد: ج۳ ص ۱۹، رقم الحديث: ۱۱۴۰۱ /الترغيب والترهيب للمنذرى: ج۴ ص ۱۲۷، رقم الحديث: ۵۰۹۶

آ گئے، اِس مہمان نے کہا سبحان اللہ! کیا یہ ہوائی پرندے بھی آپ کے مسخر ہیں؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم اس سے تعجب کرتے ہو، کیا تو نہیں جانتا کہ کوئی بندہ خدا اللہ کی فرماں برداری کرے اور کوئی شئی اُس کی نافرمانی کرے؟۔ ❶

اسلافِ امت کے مہمان نوازی کے پرتاثیر واقعات

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور مہمان نوازی

رجاء بن حیوہ رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ خلیفہ عادل امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے صاحبزادے عبدالعزیز سے کہا کہ میں نے تمہارے والد محترم سے زیادہ کامل عقل والا شخص نہیں دیکھا، ایک رات میں ان کا مہمان ہوا، ابھی ہم گفتگو کر رہے تھے کہ چراغ بجھ گیا، ہمارے قریب ایک خادم سو رہا تھا، میں نے عرض کیا: اس خادم کو جگا دیجئے، وہ چراغ جلا لائے گا، تو حضرت نے فرمایا: نہیں، وہ سو گیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا: اچھا تو میں جا کر اس کو درست کر دوں، تو آپ نے فرمایا: اپنے مہمان سے خدمت لینا شرافت اور مروت کے خلاف ہے۔ پھر آپ خود اٹھے اور چراغ کی بتی درست کی اور اس میں تیل ڈال کر جلا کر لائے۔ پھر فرمایا:

قُمْتُ وَأَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَرَجَعْتُ وَأَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ. ❷

ترجمہ: میں جب گیا تھا تو بھی عمر بن عبدالعزیز تھا اور آیا تو بھی عمر بن عبدالعزیز ہی ہوں۔ (یعنی اس چراغ جلانے سے میری حیثیت میں کوئی کمی نہیں آئی۔)

معلوم ہوا کہ مہمان کسی بھی درجہ کا ہو اس کا اکرام یہ ہے کہ میزبان اس سے کوئی کام نہ لے بلکہ ہر ممکن طریقہ پر اُسے راحت پہنچانے کی کوشش کرے۔

❶ شرح البخاری: للسفیری: المجلس الثالث والعشرون، ج ۱ ص ۴۶۵

❷ شعب الإیمان: إکرام الضیف، ج ۱۲ ص ۱۴۹، الرقم: ۹۱۹۴

حضرت عبیداللہ بن عباس کی بے مثال مہمان نوازی

ابان بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے یہ چاہا کہ حضرت عبیداللہ بن عباس کو کچھ ضرر (نقصان) پہنچانا چاہیے، اس کے لیے تمام سرداران قریش کے پاس جا کر کہہ دیا کہ عبداللہ نے آپ کو کہا ہے کہ صبح کا کھانا میرے یہاں کھانا، لوگوں نے اس کے کہنے پر عمل کیا، صبح کو سب سردار حضرت عبیداللہ بن عباس کے گھر میں جمع ہوئے حتی کہ گھر میں جگہ بھی نہ رہی، آپ نے ان کے آنے کا حال پوچھا انہوں نے ماجرا بیان کیا کہ تمہارا پیام فلانے کی معرفت (ذریعہ) اس وقت کی دعوت کا پہنچا تھا۔ آپ نے سنتے ہی میوے خرید کر اِن کے سامنے رکھ دیئے اور کچھ لوگوں کو کھانا پکانے کے لیے مقرر کیا، ہنوز میوہ نہ کھا چکے تھے کہ دسترخوان بچھایا گیا اور سب کھا پی کر چلے گئے، آپ نے اپنے وکلاء سے پوچھا کہ ''أَوَمَوْجُودٌ لَنَا هٰذَا كُلَّ يَوْمٍ'' جس قدر آج خرچ ہوا ہے اتنا ہر روز ہوسکتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ (نہایت خرچ کے ساتھ) البتہ ہوسکتا ہے، آپ نے فرمایا کہ ''فَلْيَتَغَدَّ عِندَنَا هٰؤُلَاءِ فِي كُلِّ يَوْمٍ'' تو ہر روز یہ لوگ صبح کو یہیں کھانا کھایا کریں۔ ❶

حضرت حسن رحمہ اللہ کا طرزِ ضیافت

فضالہ شحام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن رحمہ اللہ ایسے تھے کہ ان کے پاس ان کے مہمان بھائی آتے تو جو اِن کے پاس ہوتا لے آتے، بعض اوقات خادموں سے کہتے:

''أَخْرِجِ السَّلَّةَ مِنْ تَحْتِ السَّرِيرِ'' چارپائی کے نیچے سے ٹوکری نکال لو۔

ہم لوگ نکال دیتے تو اس میں کھجوریں ہوتیں، حضرت حسن رحمہ اللہ مہمانوں سے فرماتے: ہم نے آپ کے لیے ذخیرہ کیے تھے۔ ❷

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج٣ص٢٤٧

❷ شعب الإيمان: إكرام الضيف، ج١٢ ص١٣١، الرقم: ٩١٦١

مہمان کے اکرام میں سب خالی منہ چلاتے رہے

حضرت ابوالحسن اَنطا کی رحمہ اللہ خراسان کے شہروں میں ایک جگہ ''ری'' ہے وہاں رہتے تھے، ایک دن تیس آدمیوں سے زیادہ مہمان آ گئے اور روٹی تھوڑی تھی، تیاری کا موقع نہ تھا، رات کا وقت تھا، انہوں نے جتنی روٹیاں موجود تھیں سب کے ٹکڑے کیے اور دستر خوان پر ان کو پھیلا کر سب کو بٹھایا اور چراغ گل کر دیا اور سب کے سب نے کھانا شروع کر دیا، سب کے منہ چلانے کی آواز آتی تھی، جب دیر ہو گئی اور گویا سب بالکل فارغ ہو گئے تو چراغ جلایا گیا اور دستر خوان اٹھایا گیا، اس میں وہ سارے ٹکڑے بدستور رکھے تھے، سب ہی خالی منہ چلاتے رہے، کسی نے بھی اس خیال سے نہ کھایا کہ اچھا ہے دوسرے ہی کا کام چل جائے گا۔ ❶

یمن کی ایک مہمان نواز اور عمدہ تلاوت کرنے والی خاتون

محمد بن سلیمان قرشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم یمن کے راستہ پر چل رہے تھے، وہاں ایک لڑکا کھڑا تھا، جس کا چہرہ چمک رہا تھا، اِس نے اپنے رب کی تعریف بڑی فصاحت وبلاغت سے کی، میں اس کے قریب ہوا اور سلام کیا، اس لڑکے نے کہا میں سلام کا جواب نہیں دیتا حتی کہ میرا جو حق تم پر واجب ہے وہ ادا کرو، میں نے کہا کہ وہ حق کیا ہے؟ اس نے کہا:

لَا أَتَغَذَّى وَلَا أَتَعَاشَى كُلَّ يَوْمٍ حَتَّى أَسِيرُ الْمِيلَ وَالْمِيلَيْنِ فِي طَلَبِ الضَّيْفِ.

ترجمہ: (میں ابراہیمی طریقے پر عمل پیرا ہوں) نہ صبح کا کھانا کھاتا ہوں نہ شام کا کھانا، ایک دو میل آتا ہوں تا کہ کوئی مہمان مل جائے۔

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص:۲۳/۷ /إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج۳ص ۲۵۸ /إتحاف السادة المتقين: ج۸ص ۲۰۲

میں نے اس کی دعوت قبول کی، کشادہ دل کے ساتھ مجھے لے گیا میں اس کے ساتھ چلا گیا، یہاں تک کہ ایک بالوں والے خیمہ کے پاس چلے گئے، جب خیمہ کے قریب گئے اس نے کہا کہ بہن اس نے جواب دیا جی بھائی، اس نے کہا کہ مہمان آ گیا ہے، اس لڑکی نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس مہمان کا سبب بنادیا، وہ کھڑی ہوئی اور شکرانے کے دو نفل ادا کئے، پھر مجھے خیمہ میں لے گئے، لڑکے نے بڑی چھری لی اور بکری کا بچہ ذبح کیا، جب میں خیمہ میں بیٹھ گیا تو میں چوری چھپے اِس لڑکی کو دیکھنے لگا، یہ لڑکی نہایت خوبصورت تھی، لڑکی میری اس حرکت کو سمجھ گئی، اس نے کہا:

فَقَالَتْ لِي مَهْ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ قَدْ نُقِلَ إِلَيْنَا عَنْ صَاحِبِ يَثْرِبَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ زِنَى الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ أَمَّا أَنِّي مَا أَرَدْتُ بِهَذَا أَنْ أُوَبِّخَكَ وَلَكِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُؤَدِّبَكَ لِكَيْ لَا تَعُودَ إِلَى مِثْلِ هَذَا. ❶

ترجمہ: اس غلطی سے باز آ جا، ہمیں یثرب والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پہنچا ہیکہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، میں تجھے ڈانٹنا نہیں چاہتی تھی لیکن میں نے ارادہ کیا کہ تجھے تھوڑا ادب سکھا دوں، تا کہ آئندہ ایسی حرکت کا دوبارہ ارتکاب نہ کرو۔

جب رات ہوگئی میں سو گیا، لڑکا خیمہ سے باہر تھا، لڑکی نے رات خیمہ میں گزاری اور میں ساری رات قرآن پڑھنے کی بہت خوبصورت آواز سنتا رہا، صبح کو میں نے کہا کہ یہ آواز کس کی تھی، اس نے کہا میری بہن کی یہ ساری رات جاگتی ہے، میں نے کہا اگر تو بھی یہ تلاوت کرے تو یہ زیادہ بہتر ہے، وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا: افسوس ہے تجھ پر یہ سب کچھ اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے۔

یعنی اللہ رب العزت نے میری بہن کو شب بیداری اور تلاوت کی توفیق دی ہے،

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات اليمن، ج ١ ص ٤٦٢، الرقم: ٢٥٣

اعمال وعبادات رب تعالی کی توفیق سے ہوتے ہیں،انسان کا کام مانگنا اوراس کے لئے بھرپورکوشش کرنی ہے۔

عربوں کی مہمان نوازی

عربوں کے ہاں دستورتھا کہ رات کے وقت اونچے اونچے ٹیلوں پرآگ جلا دیا کرتے تھے،تا کہ اگر رات کے وقت کوئی مسافرگزرے تو وہ اس آگ کو دیکھ کر مقامی لوگوں کے خیموں تک پہنچ سکے اور جب کوئی بھولا بھٹکا مسافر رات کے وقت ان کے ہاں پہنچ جاتا تھا تو وہ اس کی خاطر مدارات میں کوئی کمی نہ رہنے دیتے۔

سید محمود بغدادی نے دوشعراس سلسلے میں نقل کیے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

ایک آقا اپنے غلام سے کہتا ہے:اے واقد!اونچے ٹیلے پرآگ جلادے،رات نہایت سرد ہے،ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں،ممکن ہے کہ کوئی بھٹکا ہوا راہی تیری آگ کو دیکھ لے،اگر تیری اس جلائی ہوئی آگ نے کسی مہمان کو اپنی طرف کھینچ لیا تو تجھے آزاد کر دیا جائے گا۔

کبھی کبھی یہ لوگ بجائے آگ جلانے کے عوداور دوسری خوشبودار چیزیں بھی جلاتے تا کہ ہوا کے جھونکے وسیع وعریض صحرا میں دور دور تک مہک پھیلاتے رہیں اور مسافر یہ خوشبوسونگھ کران کے پاس پہنچ جائیں، پھروہ اس کی ضیافت کر کے لطف اندوز ہوں۔

بعض لوگوں نے اس مقصد کے لیے کتے پال رکھے تھے جو رات کے سناٹے میں بھونکتے تھے اور دور دراز تک ان کی پھیلتی ہوئی آوازیں شب کے صحرا میں نو واردوں کو میز بانوں کے خیموں تک پہنچا دیتی تھیں،اس طرح وہ ان کی مہمانی کر کے اپنی روح کوسکون بخشتے تھے۔

ایک موقع پرایک شاعر نے اپنے بیٹے کو اپنے کتے کے بارے میں یہ وصیت کی:

میرے بیٹے! میں تجھے اپنے کتے کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ اس سے اچھا سلوک کرنا، اس میں بعض خوبیاں ایسی ہیں جو مجھے بہت پسند ہیں، اِن میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ جب فضا رات کی سیاہ چادر اوڑھ لیتی ہے تو یہ میرے مہمان کو رات کی تاریکی ہی میں میرے پاس کھینچ لاتا ہے، کیونکہ اس وقت آگ جلانے والے سو جایا کرتے ہیں۔ ❶

مہمانوں کے اکرام میں ہر دن ایک اونٹ نحر کرنا

قیس بن سعد رحمہ اللہ جو اپنے زمانے کے مشہور سخی ہیں، اِن سے پوچھا گیا: کیا آپ نے اپنے سے زیادہ سخی دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں ہم ایک مرتبہ صحراء میں ایک عورت کے پاس ٹھہرے، شام کو اس کا شوہر آیا، عورت نے کہا: دو مہمان آئے ہیں، شوہر باہر گیا اور ایک اونٹ لا کر اسے نحر کر ڈالا، اس کا گوشت بھوننے کے بعد ہم سے کہا: آؤ کھانا کھاؤ، ہم نے کھانا کھایا، پھر جب اگلا دن ہوا تو اس نے دوسرا اونٹ نحر کیا اور ہمیں کھانے پر بلایا، ہم نے کہا: تم نے گزشتہ رات جو اونٹ نحر کیا تھا اس میں سے ہم نے بہت تھوڑا کھایا ہے، زیادہ گوشت بچا ہوا ہوگا، تو یہ دوسرا اونٹ نحر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس نے کہا:

إِنِّي لَا أُطعِمُ ضَيفًا مِنَ الْبَائِتِ.

میں مہمانوں کو باسی کھانا نہیں کھلاتا۔

ان دنوں مسلسل بارشیں ہو رہی تھیں، اس لیے ہم اس کے پاس کئی روز ٹھہرے رہے، ہر دن وہ نیا اونٹ ذبح کرتا۔

---

❶ سنہرے نقوش: ص۲۷۲، ۲۷۳/ بلوغ الأرب في معرفة أحوال العرب: من اشتهر بالجود والسخاء...... الخ، ص ۷۸، ۷۹

جس دن ہم نے وہاں سے کوچ کرنے اور آگے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو ہم نے سو دینار اس کے گھر میں رکھے اور اس کی بیوی سے کہا: ہماری طرف سے اپنے شوہر سے معذرت کردینا، اور وہاں سے ہم رخصت ہوگئے، جب دن چڑھا تو ایک آدمی چیختا ہوا ہمارے پیچھے آیا، کہنے لگا:

قِفُوْا أَيُّهَا الرَّكْبُ اللِئَامُ! أَعْطَيْتُمُوْنَا ثَمَنَ قِرَانَا.

اے کمینوں کی جماعت! رکو، تم نے ہمیں ہماری مہمان نوازی کی قیمت دی ہے۔

پھر وہ ہمارے قریب آیا اور اپنا نیزہ نکال کر بولا:

خُذُوْهَا وَإِلَّا طَعَنْتُكُمْ بِرُمْحِيْ هٰذَا. ❶

یہ رقم واپس لے لو، ورنہ میں اپنے اس نیزے سے تمہارا خاتمہ کردوں گا۔

ہم نے چار ونا چار رقم واپس لی اور جانب منزل آگے بڑھ گئے ہے۔(میزبان چاہتے تھے کہ اِن کا یہ عمل صرف اللہ کی رضا کے لئے ہو، دنیا میں اس کا کوئی عوض نہ لیا جائے، لب ولہجہ میں سختی عرب کے رواج کی وجہ سے تھی کہ آپ مجھے مہمان نوازی کا بدل کیوں دے رہے ہیں، سختی اِس لئے کی تاکہ وہ قبول کرنے سے انکار نہ کریں۔)

مہمان نوازی میں خاندانی مزاج کے اثرات

ایک شخص اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ میں سفر پر نکلا تو راستہ بھٹک کر ایک جنگل میں جانکلا، اچانک میری نظر ایک جھونپڑی پر پڑی تو میں وہاں چلا آیا۔ جھونپڑی میں ایک عورت تھی، اس نے مجھے دیکھ کر پوچھا: کون ہو تم؟ میں نے کہا: ایک مسافر مہمان ہوں۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی، کہنے لگی اللہ تعالیٰ آپ کا آنا مبارک کرے، آیئے! تشریف رکھئے۔ میں گھوڑے سے اتر آیا، اس نے میرے سامنے کھانا پیش کیا، میں

❶ المستطرف فی کل فن مستظرف: الباب السادس والعشرون، الفصل الثانی، ص۱۶۷، ۱۶۸

عورت کی مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوا، ابھی میں کھانا کھا کر فارغ ہی ہوا تھا کہ اتنے میں اس کا شوہر آ پہنچا، اس نے غصیلی نگاہوں سے مجھے گھورا اور سخت لہجے میں پوچھا: کون ہوتم؟ میں نے کہا: ایک مسافر مہمان ہوں۔ یہ سن کر وہ ناک بھوں چڑھا کر کہنے لگا مہمان ہو تو یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ ہمارا کسی مہمان سے کیا کام؟ میں اس کی بدمزاجی برداشت نہ کر سکا، اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوا اور چل دیا۔ مجھے اس جنگل بیابان کی خاک چھانتے ہوئے دوسرا دن ہو چلا تھا، آج پھر مجھے اس ویرانے میں ایک جھونپڑی نظر آئی، میں بھوک کی تکلیف میں قسمت آزمائی کرنے آ گیا، دیکھا تو یہاں بھی ایک عورت تھی۔ اس نے پہلے تو مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا پھر بولی کون ہوتم؟ میں نے جواب دیا ایک مسافر مہمان ہوں، وہ جل بھن وہ اپنی جلی کٹی سنا رہی تھی کہ اس کا شوہر آ گیا، اس نے ایک نظر مجھے دیکھا پھر اپنی بیوی سے مخاطب ہوا کون ہے یہ؟ بیوی نے برا سا منہ بنا کر کہا: کوئی مسافر مہمان ہے۔ یہ سن کر اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا، اس نے آگے بڑھ کر مجھے گلے لگایا، کہنے لگا آپ کی آمد مبارک، آپ ہمارے لئے اللہ کی رحمت بن کر آئے ہیں۔ پھر اس نے مجھے عزت واحترام سے بٹھایا، نہایت ہی عمدہ کھانے لے کر آیا، میں کھانا کھا ہی رہا تھا کہ مجھے گزشتہ روز کا واقعہ یاد آ گیا اور بے اختیار میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ اس شخص نے مجھے مسکراتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟

فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ مَا اتَّفَقَ لِي مَعَ تِلْكَ الْأَعْرَابِيَّةِ وَبَعْلِهَا وَمَا سَمِعْتُ مِنْهُ وَمِنْ زَوْجَتِهِ، فَقَالَ: لَا تَعْجَبْ إِنَّ تِلْكَ الْأَعْرَابِيَّةَ الَّتِي رَأَيْتَهَا هِيَ أُخْتِي وَإِنَّ بَعْلَهَا أَخُو امْرَأَتِي هَذِهِ، فَغَلَبَ عَلَى كُلٍّ طَبْعُ أَهْلِهِ. ❶

❶ المستطرف في كل فن مستظرف: الباب الخامس والثلاثون، ص ۱۸۶ / ثمرات الأوراق: ج ۲ ص ۲۴۸

ترجمہ: میں نے اس کے سامنے گزشتہ روز کا واقعہ بیان کیا اور دونوں میاں بیوی کا متضاد سلوک بھی ذکر کیا۔ یہ سن کر وہ شخص ہنس دیا، بولا وہ عورت جس سے گزشتہ روز آپ کا واسطہ پڑا تھا، وہ میری بہن ہے اور اس کا شوہر جس کی بداخلاقی کی آپ شکایت کررہے ہیں، میری اس بیوی کا بھائی ہے، یقیناً ہر شخص پر اس کے خاندانی مزاج کا اثر ضرور ہوتا ہے۔

مہمانوں کے لئے حاتم طائی کی سخاوت اوراہلیہ کی پریشانی

حاتم طائی زمانہ جاہلیت میں نہایت مشہور ومعروف آدمی تھا، سخاوت میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا، اس کی بیوی ماویہ بنت عفیر اس کوٹوکتی رہتی کہ اتنی سخاوت اچھی بات نہیں، ذرا ہاتھ روک کر خرچ کیا کرو، اس کی ملامت کا حاتم طائی پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا، وہ اس کی جلی کٹی ضرور سنتا مگر مرضی اپنی کرتا۔ اس کے پاس دور دور سے لوگ ملنے آتے اس کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوتے اور دعائیں دیتے ہوئے جاتے۔

ماویہ کا ایک چچازاد بھائی تھا جس کا نام مالک تھا، وہ ماویہ کو پسند کرتا تھا، ایک دن اس نے ماویہ سے کہا کہ تم آخر حاتم کو سمجھاتی کیوں نہیں، دیکھتی نہیں وہ کسی طرح بغیر سوچے سمجھے مال لٹاتا ہے؟ اس کے پاس کتنا ہی قیمتی مال کیوں نہ ہو جب تک اسے خرچ نہ کرے اسے چین نہیں آتا۔ اب تو اس کے پاس جائیداد ہے اگر اسی طرح مال لٹاتا رہا تو ایک دن کنگال ہوجائے گا اور پھر تمہاری زندگی اجیرن ہوجائے گی۔ اور اگر اچانک یہ مرجائے تو پھر سوچو تمہارا کیا بنے گا؟ تمہارے بچے بھوکے اور بے یار و مددگار رہ جائیں گے۔

ماویہ نے مالک کی بات کی تصدیق کی اور اس کو سراہا کہ تم واقعی میرے خیرخواہ ہو مگر میں کیا کرسکتی ہوں؟ مالک نے اسے ورغلایا: اگر تم حاتم سے طلاق لے لو تو میں تم سے

شادی کرلوں گا، میں مالی طور پر حاتم سے زیادہ مستحکم ہوں، مالدار ہوں، صاحب جائیداد ہوں، میرے ساتھ تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی، یہ اسلام سے پہلے کا دور تھا، اس دور میں عورتوں کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ عورت بالوں کے بنے ہوئے خیمہ میں بیٹھ جاتی، اگر اس کے گھر کا دروازہ مشرق کی طرف ہوتا تو وہ خیمے کے دروازہ کا رخ مغرب کی طرف کر لیتی اور اگر مغرب کی طرف ہوتا تو مشرق کی طرف پھیر دیتی، یہ گویا اعلان تھا کہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، ماویہ اپنے چچازاد کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گئی اور آخر اس نے خیمے کے دروازے کا رخ بدل لیا۔ حاتم گھر آیا تو دیکھا کہ دروازے کا رُخ بدلا ہوا ہے۔ اسے سمجھ آ گئی کہ ماویہ اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، اس نے اپنے بیٹے عدی کو بلایا اور کہا کہ دیکھو تمہاری ماں نے کیا کیا ہے، عدی نے کہا کہ میں نے بھی دیکھ لیا ہے، مگر میں بھی کیا کرسکتا ہوں۔

حاتم نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دور ایک وادی میں جا کر سکونت اختیار کر لی۔

اسی دوران میں پچاس افراد پر مشتمل ایک قافلے نے حسب معمول حاتم کے گھر کے سامنے آ کر پڑاؤ ڈالا، مہمانوں کا یہ قافلہ دیکھ کر ماویہ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔

اس نے اپنی لونڈی کو بلوایا اور اس سے کہا کہ میرے چچازاد بھائی مالک کو مہمانوں کا بتاؤ، اس سے کہو کہ ان کے لیے دودھ اور کھانے پینے کا سامان فوراً بھیجوائے۔ آخر مہمان نوازی تو کرنی ہوگی۔

لونڈی سوچ رہی تھی کہ آج لوگ حاتم کا مقام جان لیں گے، یقیناً آج کی رات فیصلہ کن ہے۔ لونڈی مالک کے پاس گئی اور ماویہ کا پیغام دیا، پیغام سنتے ہی مالک نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا، اپنی داڑھی نوچی اور کہنے لگا: جاؤ ماویہ کو میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ اس مہمان نوازی اور اسراف کی وجہ سے میں نے تمہیں حاتم سے طلاق کا مشورہ دیا

تھا۔اب مجھے اس مصیبت میں پھنسانا چاہتی ہو،میں باز آیا ایسی سخاوت اور مہمان نوازی سے۔اب پچاس آدمیوں کی مہمان نوازی میرے بس کی بات نہیں۔

لونڈی نے آ کر ماویہ کے سامنے مالک کے الفاظ دہرا دیے،ماویہ کو یہ جواب اچھا نہ لگا،گھر میں مہمان بیٹھے تھے آخر وہ حاتم طائی کی بیوی تھی۔اس کے گھر میں ہر وقت مہمانوں کا میلہ لگا ہوتا تھا،اس نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جاؤ حاتم طائی اتنا دور نہیں قریب ہی وادی میں ٹھہرا ہوا ہے۔اسے بتاؤ کہ تمہارے مہمان گھر میں بھوکے پیاسے بیٹھے ہیں،ان کے کھانے کا بندوبست کرو۔

لونڈی بھاگتی ہوئی وادی کی طرف گئی،دور سے حاتم طائی کو پکارا،مہمانوں کی خبر دی۔اس نے کہا کہ اھلا وسھلا مہمانوں کوخوش آمدید۔وہ بھاگتا ہوا اونٹوں کے باڑے میں آیا دو اونٹ کھول کر خیمے کے پاس لایا اور ان کی پچھلی ٹانگوں کے گھٹنے کاٹ ڈالے (اس دور میں اونٹ ذبح کرنے کا یہی طریقہ تھا)ماویہ نے دیکھا تو زور زور سے چلانے لگی کہ یہ تم کیا کر رہے ہو؟

هَذَا الَّذِي طَلَّقْتُكَ بِسببِهِ تَتْرُكُ أَوْلَادَنَا وَلَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ. ❶

ترجمہ:میں نے اسی وجہ سے تو تم سے جدائی اختیار کی تھی،یہ اونٹ میری اولاد کے لیے چھوڑ دو،مہمانوں کے لیے ہمارے پاس کچھ نہیں۔

حاتم طائی نے جواب دیا:ماویہ تیرا ستیاناس!جس ذات نے ان مہمانوں کو،تیری اولاد کو اور ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے وہی ان کا روزی رساں ہے۔تم فکر کرنے والی کون ہوتی ہو؟

❶ سنہری کرنیں:ص۲۲۵ تا۲۲۸ بحوالہ دیوان حاتم الطائی:ص۱۹،۲۰/المستطرف فی کل فن مستظرف:الباب الثالث والثلاثون،ص ۱۷۹،۱۸۰

مہمان کے اکرام کے سبب ایک غیبی بکری دودھ اور شہد دینے لگی

حضرت ابو الربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک گاؤں میں ایک نیک عورت کی شہرت سنی جس کا نام ''فِضّہ'' تھا، میری عادت کسی عورت سے ملنے کی نہ تھی، مگر اس کے احوال میں نے ایسے سنے کہ مجھے اس کے پاس جانے کی خواہش پیدا ہوئی، میں اس گاؤں میں گیا اور اس کی تحقیق کی تو مجھے لوگوں نے بتایا کہ اس کے یہاں ایک بکری ہے جس کے تھنوں سے دودھ اور شہد دونوں نکلتے ہیں، مجھے یہ سن کر تعجب ہوا، میں نے ایک نیا پیالہ خریدا اور اس کے گھر جا کر میں نے کہا کہ تمہاری بکری کے متعلق میں نے یہ شہرت سنی ہے کہ وہ دودھ اور شہد دیتی ہے، میں بھی اس کی برکت دیکھنا چاہتا ہوں، اس نے وہ بکری میرے حوالہ کردی، میں نے اس کا دودھ نکالا، تو واقعی اس میں سے دودھ اور شہد نکلا، ہم نے اس کو پیا، اس کے بعد میں نے پوچھا کہ یہ بکری کہاں سے تمہارے پاس آئی؟ کہنے لگی اس کا قصہ یہ ہے کہ ہم غریب ہیں، ایک بکری کے سوا ہمارے پاس کچھ نہ تھا، اسی پر ہمارا گزر تھا، اتفاق سے بقرہ عید آگئی، میرے خاوند نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ اور تو ہے نہیں، یہ بکری ہمارے پاس ہے لاؤ اسی کی قربانی کر لیں، میں نے کہا کہ ہمارے پاس گزر کے لئے اس کے سوا تو کوئی چیز ہے نہیں، ایسی حالت میں قربانی کا حکم تو نہیں ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ ہم قربانی کریں، خاوند نے یہ بات مان لی اور قربانی ملتوی کردی۔ اس کے بعد اتفاق سے اسی دن ہمارے یہاں ایک مہمان آگیا، تو میں نے خاوند سے کہا کہ مہمان کے اکرام کا تو حکم ہے، اور کوئی چیز تو ہے نہیں، اس بکری ہی کو ذبح کرلو، وہ اس بکری کو ذبح کرنے لگا، مجھے یہ خیال ہوا کہ میرے چھوٹے بچے اس بکری کو ذبح ہوتے دیکھ کر رونے لگیں گے، اس لئے میں نے کہا کہ باہر لے جا کر دیوار کی آڑ میں ذبح کرلو، بچے نہ دیکھیں، وہ باہر لے گئے

اور جب اس پر چھری چلائی تو یہ بکری ہماری دیوار کے اوپر کھڑی تھی اور وہاں سے خود اُتر کر مکان کے صحن میں آ گئی، مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید وہ بکری خاوند کے ہاتھ سے چھوٹ گئی، میں اس کو دیکھنے باہر گئی تو خاونداس بکری کی کھال کھینچ رہے تھے، میں نے ان سے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسی ہی بکری گھر میں آ گئی، اس کا قصہ میں نے سنایا خاوند کہنے لگے کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اس کا بدل ہمیں عطا فرمایا ہو، یہ وہ بکری ہے جو دودھ اور شہد دیتی ہے یہ سب کچھ محض مہمان کے اکرام کی وجہ سے ہے، پھر وہ عورت کہنے لگی کہ اے میرے بچو! یہ بکری دلوں میں چَرتی ہے، اگر تمہارے دل نیک رہیں گے تو اس کا دودھ بھی اچھا رہے گا، اور اگر تمہاے دلوں میں کھوٹ آ گیا تو اس کا دودھ بھی خراب ہو جائے گا، اپنے دلوں کو اچھا رکھو، ہر چیز تمہارے لئے اچھی بن جائے گی۔ ❶

مہمانوں کے لئے اونٹ نحر کرنا

مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام بڑے نامور مجاہد اور سخی تھے، جب مسلمہ بن عبدالملک نے سرزمین روم میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو یہ اس لڑائی میں شامل تھے، اس لڑائی میں ان کی آنکھ زخمی ہوگئی جس کے سبب بینائی جاتی رہی، یہ جس بستی میں جاتے، وہاں اونٹ ذبح کرتے اور لوگوں کو کھانا کھلاتے۔

ایک مرتبہ ان کا دسترخوان لگا ہوا تھا، ایک بدو بھی مہمانوں میں شامل تھا، وہ کھانے کی بجائے مسلسل مغیرہ کی طرف دیکھے جا رہا تھا، مغیرہ اس سے کہنے لگے:

أَلَا تَأْكُلُ مِنْ هَذَا الطَّعَامِ؟ مَا لِي أَرَاكَ تُدِيمُ النَّظَرَ إِلَيَّ.

ترجمہ: تم کھانا کیوں نہیں کھاتے، میں دیکھ رہا ہوں کہ ٹکٹکی باندھے میری ہی جانب

❶ فضائلِ صدقات: ص ۶۴۷، ۶۵۷/ روض الرياحين في حكايات الصالحين: الحكاية الثالثة والخمسون، ص ۹۳، ۹۴

دیکھے جارہے ہو؟

بدو نے کہا: تمہارا دستر خوان بڑا وسیع ہے اور کھانا بھی لذیذ ہے، مگر میں تمہاری آنکھ کی وجہ سے شک میں پڑ گیا ہوں۔

کہنے لگے: تمہیں کیا شک پڑ گیا ہے؟ بدو بولا: تم کانے ہو اور لوگوں کو کھانا کھلا رہے ہو۔ میں نے ایک مسجد کے خطیب سے سن رکھا ہے کہ یہ دجال کی نشانی ہے۔

مغیرہ بے اختیار ہنس دیے اور کہا بھئی! اطمینان سے کھانا تناول کرو، میں دجال نہیں! دجال کی آنکھ جہاد فی سبیل اللہ میں ضائع نہیں ہوگی۔ ❶

مہمان نوازی نہ کرنے کی سزا

حویرث بن رآب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ''اُثاثہ'' نامی مقام میں تھا، اچانک ایک آدمی قبر سے نکلا، اس کے چہرے اور سر پر آگ بھڑک رہی تھی، اس کے گلے میں لوہے کا ایک طوق تھا، مجھے دیکھ کر اس نے کہا: اپنے لوٹے سے تھوڑا سا پانی پلا دو، اتنے میں ایک اور شخص اس کے پیچھے قبر سے نکلتا ہوا آیا، اس نے مجھے خطاب کر کے کہا کہ اس کافر کو پانی مت پلاؤ، اس کافر کو پانی مت پلاؤ۔ یہ کہہ کر تیزی سے پہلے والے شخص کو آ کر پکڑ لیا، اس کے طوق کے کنارے کو کھینچا تو وہ اوندھا منہ گر گیا، وہ اس کو گھسیٹ کر قبر کے اندر لے گیا۔

حویرث بیان کرتے ہیں کہ یہ سب دیکھ کر میرے حواس قابو میں نہیں رہے، میں نے جلدی سے اپنی سواری کی اونٹنی کو ایڑ لگائی، وہ مسلسل مجھے لے کر بھاگتی رہی، یہاں تک کہ میں ایک جگہ اترا، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی، اس کے بعد دوبارہ سوار ہوا، پوری رات اونٹنی مجھے لے کر دوڑتی رہی۔ صبح کے وقت مدینہ منورہ پہنچا تو سیدھا حضرت عمر

❶ سنہرے اوراق: ص ٦٩/ تاریخ مدینۃ دمشق: حرف المیم، ترجمۃ: المغیرۃ بن عبد الرحمن بن الحارث، ج ٦٠ ص ٦٩، رقم الترجمۃ: ٧٥٩٤

بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور یہ واقعہ سنایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حویرث! تم پر دروغ بیانی کا کوئی شبہ نہیں ہے، تم نے ایک دل سوز واقعہ سنایا ہے، یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بھیجا تا کہ وہ صفراء نامی پودے کے قریب رہنے والے کچھ معمر لوگوں کو بلائے ، وہ لوگ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ اس (حویرث) نے مجھے ایک واقعہ سنایا، مجھے اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے کہ یہ جھوٹ بولے گا، یہ کہہ کر انہوں نے میری جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ حویرث! ان کو ذرا واقعہ سنا دو۔ میں نے واقعہ از اول تا آخر سنایا تو ان لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! ہم اس شخص کو جانتے ہیں، یہ قبیلہ بنی غفار کا آدمی تھا، زمانہ جاہلیت میں اس کا انتقال ہوا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا چہرہ کھل اٹھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی کہ یہ (عذاب میں مبتلا شخص) کوئی مسلمان نہیں تھا، زمانہ جاہلیت کا آدمی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس شخص کے (اوصاف) کے متعلق پوچھا: تو انہوں نے کہا:

يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَانَ رَجُلًا مِنْ رِجَالِ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَمْ يَكُنْ يَرَى لِلضَّيْفِ حَقًّا. ❶

ترجمہ: اے امیر المؤمنین: یہ دور جاہلیت کا آدمی تھا، کسی مہمان کو بھی کچھ کھلانا گوارا نہیں کرتا تھا۔

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور مہمانوں کا اکرام

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کو طلبہ سے خاص لگاؤ تھا، طالب علم جو بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کو تین روز تک حضرت اپنا مہمان سمجھتے اور

❶ من عاش بعد الموت: ص ۵۰، الرقم: ۵٦

دسترخوان پر پاس بٹھا کر یا مکان سے کھانا منگا کر اپنے روبرو کھلایا کرتے تھے، جب طلبہ کی آمد زیادہ ہوئی اور حضرت کے مشاغل بہت بڑھ گئے تو طلبہ کو کھانا کھلانے کا وہ اہتمام آپ سے نہ ہوسکا جو کبھی کبھی آنے والے مسافر کا ہوتا تھا۔ مگر تین دن کی مہمانی ضرور قائم تھی، اتفاق سے ایک پنجابی طالب علم آئے خدا جانے کیا وجہ پیش آئی کہ مکان سے ان کے لئے کھانا نہیں آیا۔ چونکہ یہ طالب علم مولوی نور محمد کا ملاقاتی تھا اس لئے اُن کو یہ بات سنکر رنج ہوا اور انہوں نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بے باکانہ طور پر عرض کیا کہ:

''طلبہ کیا مہمان نہیں ہیں دوسرے لوگ ہی مہمان ہیں، آخر اسکی کیا وجہ ہے کہ جو مہمان آتا ہے آپ اس کو خود کھانا کھلاتے ہیں اور ان بے چاروں کو دوسروں پر چھوڑ کر اتنی خبر نہیں لیتے کہ مکان سے کھانا آیا یا نہیں؟''

مولوی نور محمد صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے اپنی حرکت اور گستاخی و جرأت پر بہت ندامت ہوئی مگر اس وقت جو کہنا زیبا نہ تھا وہ بھی کہہ گیا، میری اس عرض پر حضرت نے ندامت کے ساتھ گردن جھکالی اور مجھ ناکارہ سے جو ادنیٰ شاگرد تھا معذرت کی اور فرمایا:

''بے شک میری غلطی ہے ان شاءاللہ آئندہ نہ دیکھو گے۔''

اس تاریخ سے حضرت نے طلبہ کی مہمانی کسی معتمد شخص کے حوالے نہیں کی بلکہ جو کوئی آتا اس کو خود کھلاتے۔ ❶

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ہندو مہمان کے پاؤں دبانا

مولانا محمود صاحب رام پوری فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اور ایک ہندو تحصیل دیوبند میں کسی کام کو گئے، میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کے ہاں

❶ حکایات اسلاف: ص ۲۳۱، ۲۳۲/ روزنامہ نئی دنیا دہلی: ص ۵۶

مہمان ہوا اور وہ ہندو بھی اپنے بھائیوں کے گھر کھانا کھا کر میرے پاس آ گیا کہ میں بھی یہیں رہوں گا، اس کو ایک چارپائی دے دی گئی، جب سب سو گئے تو رات کو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ الہند زنانہ میں سے تشریف لائے، میں لیٹا رہا اور یہ سمجھتا تھا کہ اگر کوئی مشقت کا کام کریں گے تو میں امداد کروں گا اور نہ خواہ مخواہ اپنے جاگنے کا اظہار کر کے کیوں پریشان کروں، میں نے دیکھا کہ مولانا اس ہندو کی طرف بڑھے اور اس کی چارپائی پر بیٹھ کر اس کے پیر دبانے شروع کیے، وہ خراٹے لے کر خوب سوتا رہا، مولانا محمود صاحب کہتے ہیں کہ میں اُٹھا اور عرض کیا کہ حضرت آپ تکلیف نہ کریں میں دبا دوں گا۔ مولانا نے فرمایا کہ تم جا کر سو دیہ میرا مہمان ہے، میں ہی اس کی خدمت انجام دوں گا، مجبوراً میں چپ رہ گیا اور مولانا اس ہندو کے پاؤں دباتے رہے۔ ❶

علامہ انور شاہ کشمیری کی نفیس طبیعت اور انعاماتِ الٰہیہ پر شکر

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ نے تحریر فرمایا کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ کی طبیعت میں غذا کے بارہ میں لطافت تھی۔ مگر شوقینی نہ تھی، غذاؤں کے تنوع اور کھانوں کے الوان کی طرف طبیعت جھکی ہوتی نہ تھی، جو مل گیا کھا لیا، جو آ گیا شکر و رضا سے اُسے قبول کر لیا۔ میری جدہ محترمہ رحمہ اللہ جن کی مہمان نوازی اپنے دور میں مشہور تھی، اور خود حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے بھی اس بارہ میں یہ کہہ کر شہادت دی تھی کہ ہماری مہمان نوازی تو احمد کی والدہ کی بدولت ہے، کبھی کبھی حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے میری معرفت یہ کہلا کر بھیجتیں کہ حضرت کبھی تو اپنے کسی مرغوب کھانے کی فرمائش کر دیا کیجیے۔

❶ ارواح ثلاثہ: شیخ العالم حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ کی حکایات، ص ۲۷۰

تو متاثرانہ لب ولہجہ سے جواب دیتے کہ میری طرف سے سلام گزارش کیجئے اور یہ عرض کر دیجئے کہ دستر خوان پر ہمہ نعمت موجود ہوتے ہوئے کاہے کی فرمائش کروں۔ مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں میری جنت کی نعمتیں یہیں تو نہیں تمام کی جارہی ہیں۔

فائدہ: حضرت علامہ انور شاہ صاحب نے بامتثال اکابر دارالعلوم میں درس شروع فرما دیا لیکن غلبہ زہد وقناعت سے مشاہرہ لینے پر راضی نہ ہوئے، اور لوجہ اللہ کام شروع کر دیا اور کھانے کا انتظام حضرت مولانا محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے گھر سے قائم ہوگیا اور تقریباً دس سال یہ صورت قائم رہی۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا اپنا بستر مہمان کو دے کر ساری رات عبا اوڑھ کر گزارنا

شیخ العرب والعجم کا معمول تھا کہ عشاء کے بعد سے بارہ بجے تک حدیث کی سب سے بڑی مہتم بالشان کتاب بخاری شریف کا درس دیتے تھے۔ مولانا فیض اللہ صاحب رحمہ اللہ لالٹین دکھانے پر مامور تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک رات حضرت نصف شب کو سردی کے موسم میں مہمان خانہ میں تشریف لائے، دیکھا کہ ایک خستہ حال شخص بوسیدہ کپڑے میں ملبوس چارپائی پر بیٹھا ہے، حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ کیوں بیٹھے ہیں؟ اور پھر خود ہی جا کر پوچھا تو اس مہمان نے جواب دیا کہ کسی صاحب نے مجھے دستر خوان سے اُٹھا دیا اور میرے پاس لحاف بھی نہیں ہے۔

حضرت پر بڑا اثر ہوا، بار بار ان کا نام پوچھا مگر پتہ نہ چلا۔ فوراً اندر تشریف لے گئے اور کھانا لے کر خود باہر تشریف لائے اور جب تک اس مہمان نے کھانا نہیں کھایا، آپ باہر ہی بیٹھے رہے۔ سارے مہمان اور اہل خانہ سو چکے تھے، حضرت اندر گئے اور اپنا بستر اٹھا لائے اور اس کو بچھا دیا، اور خود ساری رات عبا اوڑھ کر گزاری دی۔

---

❶ حکایات اسلاف: ص ۱۴۴، ۱۴۵/ حیات انور: ص ۲۰۵

مولانا فیض اللہ جو حضرت رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے بہت اصرار کیا اور چاہا کہ اپنا بستر لے آؤں اور حضرت آرام فرمائیں، مگر اس پیکر سنت نے گوارا نہ کیا۔ ❶

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا جوؤں والے مہمان کو اپنے برابر بٹھا کر کھانا کھلانا

ایک مرتبہ دیوبند میں حضرت کی خدمت میں ایک مہمان آیا جس کے کپڑوں میں بے انتہا جوئیں تھیں اور بدبو بھی آتی تھی، مہمان خانے میں کوئی اس کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دیتا۔ لیکن حضرت رحمہ اللہ نے اس کو دستر خوان پر اپنے برابر بٹھلا کر کھانا کھلایا، حضرت کے اوپر بہت سی جوئیں چڑھ گئیں جس کو آپ نے زنان خانے میں اندر تشریف لے جا کر صاف کروایا، مگر اس مہمان کی دل شکنی کسی طرح سے گوارا نہ کی۔ ❷

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا مہمان کیمونسٹ لیڈر کے پاؤں دبانا

ڈاکٹر اشرف صاحب اپنے زمانہ کے مشہور کیمونسٹ لیڈر جو عملاً علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے وابستہ تھے، خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں اور شیخ الاسلام سے دیوبند میں اپنی ملاقات، گفتگو، مہمان نوازی اور حاصل ہونے والی سہولتوں اور اپنے آرام وراحت کی تفصیل کہتے ہوئے ایک واقعہ بتاتے ہیں، یاد رہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف مشہور کیمونسٹ، الحاد کے شکار اور مذہب بیزار شخص تھے وہ اپنے مضمون میں لکھتے ہیں۔ دیوبند کے قیام کی غالباً چوتھی شام تھی، میں اپنے بستر پر دراز تھا، رات کے دس بج چکے تھے، گھومنے کی وجہ سے کچھ تھکن زیادہ تھی، چنانچہ لیمپ گل کیا اور سونے لگا، دروازہ کھلا رہتا تھا، مجھے غنودگی سی تھی کہ میں نے ایک ہاتھ اپنے ٹخنے پر محسوس کیا پھر دونوں ہاتھوں سے کسی

❶ بیس بڑے مسلمان: مولانا مدنی واقعات کے آئینے میں، ص ۵۱۹

❷ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۱۶۵

نے میرے پاؤں دبانے شروع کردیئے، میں چوکنا ہوگیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا بہ نفس نفیس اس گنہگار کے پاؤں دبانے میں مصروف ہیں، میری بدحواسی، حیرانی اور شرمندگی کا اندازہ آپ خود کرسکتے ہیں، میں نے پاؤں جلد جلد سکیڑے اور بڑے ادب اور لجاجت سے حضرت کو روکا، مولانا نے اس پر حسرت سے فرمایا کہ آپ مجھے اس ثواب سے کیوں محروم کرتے ہیں، کیا میں اس قابل بھی نہیں ہوں کہ آپ جیسے مہمان کی خدمت کرسکوں، مجھ پر اس ارشاد کے بعد جو گزری میرے لیے اس کا بیان کرنا مشکل ہے، واقعہ یہ ہے کہ میں بارہ برس بعد آج پہلی بار اس واقعہ کا انکشاف کررہا ہوں اور اگر حضرت زندہ ہوتے تو اس راز کو فاش کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، ان کی فراخ دلی اور ان کے اخلاق کا یہ ادنی نمونہ تھا۔ ❶

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا مہمان کا اکرام اور سخاوت

میں (حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ) ایک دفعہ دیوبند گئے، وہاں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے گھر مہمان ہوا، حضرت مدنی رحمہ اللہ خود گھر میں نہیں تھے، میں رات کو ایک کمرے میں سویا ہوا تھا کروٹ جو بدلی تو آنکھ کھلی دیکھا تو حضرت مدنی رحمہ اللہ ایک چٹائی پر جو میری چارپائی کے بالکل قریب تھی لیٹے ہوئے تھے، سر کے نیچے اینٹ رکھی ہوئی تھی۔

مجھے بہت شرم آئی خیال آیا کہ حضرت کو اس وقت جگانا مناسب نہیں، ذرا دیر گزری تو دیکھا: حضرت مدنی نوافل میں مشغول ہیں، صبح ہوئی تو پوچھا کہ حضرت! یہ کیا غضب کیا؟ نیچے کیوں آرام فرمانے لگے؟ مجھے اٹھایا کیوں نہیں؟

فرمایا: یہ مہمان کا اکرام ہے، کیا آپ نے حدیث نہیں پڑھی:

❶ روزنامہ الجمعیت دہلی شیخ الاسلام نمبر: ص ۵۳

جو کوئی اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ مہمان کا اکرام کرے۔

پھر فرمایا: آج مولوی پڑھتے تو ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔ میں اپنے ساتھ ایک من کے قریب کوئٹہ کے عمدہ انگور لے کر گیا تھا وہ سب حضرت نے حاضرین میں تقسیم فرمادیئے۔

گھر سے خادمہ آئی: کہنے لگی: سنا ہے افغانی صاحب انگور لائے ہیں گھر کے لئے بھی دیدیجئے، فرمایا: اب آئی ہو وہ تو تقسیم بھی ہو گئے۔ ❶

حضرت مدنی رحمہ اللہ مہمان کی بداکرامی پر نہایت غصہ ہو گئے

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے مہمان خانہ میں ایک صاحب تقریباً دو ماہ سے مقیم تھے، نہ نماز پڑھتے تھے اور نہ حضرت کی مجلس میں شریک ہوتے تھے۔ خادم مہمان خانہ نے ان سے کہا تم دو ماہ سے مقیم ہو، حضرت سے کوئی مقصد بھی عرض نہیں کرتے، نماز نہیں پڑھتے اگر تمہارا کوئی کام نہیں ہے تو جاؤ اپنا گھر بار دیکھو، اتفاق سے جس وقت خادم یہ کہہ رہا تھا مولانا سید فرید الوحیدی صاحب مدظلہ بھی وہاں موجود تھے۔ بات رفت گذشت ہوگئی، وہ مہمان بھی رخصت ہو گئے، مہینوں کے بعد کسی موقع پر حضرت مدنی رحمہ اللہ کو اس واقع کا علم ہوا، جب مولانا سید فرید الوحیدی حاضر ہوئے ایک دم ڈانٹنا شروع فرمادیا:

''کس نے مہمان سے کہا چلے جاؤ! ارے بیوقوف تو اسی لئے پیدا ہوا تھا''

جب مولانا فرید الوحیدی صاحب نے نہایت صفائی کے ساتھ اپنا بے قصور ہونا ثابت کیا تو فرمایا: ''تو وہاں موجود تو تھا، تو نے روکا کیوں نہیں''

مولانا فرید الوحیدی نے عرض کیا کہ حضرت! وہ مہمان دو ماہ سے مقیم تھے، تارک الصلوۃ تھے، اس لئے میرا خیال تھا کہ صوفی جی کچھ بے جا نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سنکر فرمایا:

---

❶ ماہنامہ انوارِ مدینہ لاہور جولائی ۲۰۱۶ء: ص ۴۱، ۴۲

ترک صلوۃ ہمارا نہیں خدا کا قصور ہے، اس پر ان کو سمجھانا چاہیے تھا اور دو ماہ رہے کوئی مہمان چاہے سو ماہ رہے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کوئی ٹیڑھی نظر سے دیکھے، یہ نہ سمجھنا کہ میں سفر پر رہتا ہوں، مجھے علم نہیں ہوتا، اگر کسی نے مہمانوں کو تکلیف پہنچائی تو میں قیامت کے دن دامن گیر ہوں گا، اسلئے احادیث میں مہمان کے اکرام کا نہایت تاکید کے ساتھ حکم ہے۔ ❶

بوڑھے مہمان کی دلجوئی کا انوکھا واقعہ

ایک مرتبہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ رات کے بارہ بجے درس حدیث سے فارغ ہوکر تشریف لائے تو مہمان خانہ میں ایک مہمان نے آرڈر دے کر پوچھا کون ہے؟ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے اپنا نام نہ بتایا اور بڑی نرمی سے فرمایا کہ آپ کو کچھ کام ہے، مہمان نے کہا ذرا حقہ بھر دو، تعمیل حکم کے لئے حضرت مدنی رحمہ اللہ آہستگی سے چار پائی کی طرف بڑھے، رات کے بارہ بجے کا وقت تھا خواب و بیداری کی کشمکش کا عالم تھا، مہمان کچھ ضعیف العمر تھے، حضرت چار پائی کے پاس پہنچے تو قدموں کی چاپ سنکر بھی مردِ خدا نے آنکھیں نہ کھولیں اور لیٹے لیٹے حکم دیا: ”میاں صاحب چلم بھر رہے ہو تو حقہ بھی تازہ کر لینا نہ جانے کب سے تازہ نہیں ہوا ہے، کچھ مزہ نہیں آیا۔“

حضرت حقہ لے کر زنان خانہ میں تشریف لاتے اہل خانہ محو خواب تھے، حقہ تازہ کیا آگ سلگائی، انگارے تیار کئے، چلم بھری اور لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ اُدھر بڑے میاں نے سوچا کہ آنکھ کھل گئی ہے تو لگے ہاتھوں پیشاب سے بھی فارغ ہولیں، چنانچہ وہ پیشاب سے فارغ ہوکر آتے اُدھر سے مہمان نواز میزبان حقہ لئے پہنچے۔

❶ حکایات وعملیات مدنی رحمہ اللہ: ص ۵۲

مہمان نے میزبان کی صورت دیکھی تو نیچے کا سانس نیچے اور اوپر کا سانس اُوپر رہ گیا، ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا، حضرت مدنی نے کمالِ شفقت وانکساری سے فرمایا: آپ کی عنایت ہے کہ آپ نے خدمت لی، مہمان کی خدمت بڑا شرف وامتیاز ہے۔ ❶

حضرت مدنی رحمہ مہمانوں کے لئے رات کو بیت الخلاء صاف کرنا

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مہمانوں کی کثرت ہوا کرتی تھی، ان کے لئے مکان پر ایک ہی بیت الخلاء (جسے دن میں دو دفعہ صاف کرنے کی ضرورت پڑتی تھی) موجود تھا، اس میں تمام مہمان جاتے تھے، اس بیت الخلاء میں پوری غلاظت جمع ہوتی تھی، صفائی کے لئے بھنگی آتا تھا اور وہ غلاظت اٹھا کر لے جاتا تھا لیکن حضرت کے یہاں مہمانوں کی آمد ورفت بہت زیادہ تھی تو بھنگی کا دن میں دو دفعہ آنا بھی کافی نہیں تھا، لیکن صورتحال کیا تھی کہ لوگ صبح کو اٹھ کر بیت الخلاء استعمال کرنے جاتے تھے تو وہ بالکل صاف! اس میں غلاظت کا نام ونشان نہیں، یہ صورتحال وہاں کے حاضر ہونے والے احباب نے محسوس کی کہ یہ کون آتا ہے، بھنگی تو صبح سے پہلے نہیں آتا اور مہمانوں کی جو نوعیت ہے اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ بیت الخلاء صاف نہیں ہونا چاہیے، جب لوگوں نے اس بات کی تحقیق کی تو ان کو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ روزانہ رات کے ایک بجے اس بیت الخلاء کو صاف کرنے جاتے ہیں اور اس کی جتنی غلاظت ہوتی ہے اس کو بالٹی میں اٹھا کر جہاں بھنگی ڈالتے ہیں وہاں ڈال کر آتے ہیں اور بیت الخلاء صبح مہمانوں کو بالکل صاف ملتا ہے، اب آپ مجھے بتائیے کہ یہ خلقِ عظیم ہوا یا نہیں ہوا؟ یہ بھی خدمت خلق ہوئی یا نہیں؟ اس میں بھی تواضع اور انکساری کا دخل ہے یا نہیں؟ اس میں للّٰہیت اور فنائیت کی شان پائی جا رہی ہے یا نہیں،

❶ شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات: مہمان نوازی، ص ۱۱۶، ۱۱۷

یہی تو روحانیت ہے۔ ❶

کیا سب مہمانوں کے لئے انتظام ہو جائیگا

ایک مرتبہ رمضان شریف میں آپ سے عرض کیا گیا کہ آج کل گرمی اور خشکی زیادہ ہے، سحری میں کچھ دودھ نوش فرمالیا کریں! آپ نے دریافت کیا کہ کیا سب مہمانوں کے لئے دودھ وغیرہ کا انتظام ہو جائے گا؟ چونکہ ٹانڈہ میں اِس قدر زیادہ دودھ کی فراہمی دشوار تھی، لہذا یہ طے پایا کہ سحری میں چاول یا کھیر وغیرہ تیار کرادی جائے اور اِسی میں دودھ ڈال دیا جایا کرے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور حضرت بھی سحری میں سب کے ساتھ وہی چاول کھیر استعمال فرماتے۔ ❷

غیر مسلم مہمانوں کے لئے بھی اکرام کا اہتمام

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ دسترخوان پر اگر کوئی مہمان موجود نہ ہوتے تو فوراً دریافت فرماتے، نام تو سب کے کہاں تک یاد رہتے علامات بتا کر دریافت فرمایا کرتے تھے، مثلاً وہ جو سیاہ شیروانی پہنے ہوئے تھے یا وہ جو لاہور سے تشریف لائے ہیں۔ غیر مسلم مہمان کے لئے اس سے دریافت کر کے سبزی پکواتے یا بازار سے غیر مسلم کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا منگوا کر اپنے ساتھ شریک کرتے تھے۔ اگر غیر مسلم مہمان گوشت خور ہوتا تو اسی عام دسترخوان پر اور عام برتن میں جس میں سب کھا رہے ہوتے شریک فرماتے تھے۔ کھانا گول دسترخوان پر کھایا جاتا، درمیان میں ایک بڑی رقاب میں سالن یا طشت میں چاول رکھے جاتے اور اس کے گرد تمام مہمان مع میزبان بیٹھتے۔ دسترخوان پر امیر وغریب میں کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا اور اس موقع پر وزیر وفقیر، رئیس ومفلس، تاجر و

❶ مجالس علم وذکر: ج ۲ ص ۱۱۴، ۱۱۵

❷ شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات: مہمان نوازی، ص ۱۲۳

کسان سب دوش بدوش نظر آتے۔ ❶

غریب اور مفلوک الحال مہمانوں کا زیادہ اکرام

ایک عینی گواہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کھانے کے موقعہ پر ایک صاحب جو بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس تھے دوسرے حضرات کے سفید پوش اور معزز ہونے کی وجہ سے مرعوب ہو کر کھانے کے حلقے سے پیچھے بیٹھ گئے، حضرت نے دیکھا تو ساتھ کھانے کے لئے فرمایا: اتفاق سے وہ ایسے صاحب کے پاس آ بیٹھے جو بہت معزز اور سفید پوش تھے۔ موصوف ان کے پاس بیٹھ جانے کی وجہ سے کچھ کبیدہ خاطر سے معلوم ہو رہے تھے، یہ محسوس کرتے ہوئے اول الذکر مہمان کچھ تکلف اور پریشانی کے ساتھ کھا رہے تھے۔ حضرت نے اس صورت حال کا احساس کرتے ہوئے فرمایا کہ اٹھئے! وہ نہ اُٹھے، تو دوبارہ فرمایا کہ اُٹھئے آپ اُٹھئے! اب وہ اُٹھے تو حضرت نے ان کو اپنے پہلو میں بٹھالیا اور فرمایا کہ اچھی طرح اور اطمینان سے کھایئے، پھر فرمایا کہ کسی کو کیا معلوم ہے کہ ان بوسیدہ حال لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے یہاں کتنا اونچا درجہ ہوگا۔ یہ سن کر سفید پوش صاحب پر گھڑوں پانی پڑ گیا اور بعد میں ان مفلوک الحال مہمان سے انہوں نے معافی مانگی۔ یہ وسعت مہمان نوازی پر ہی ختم نہیں ہو جاتی تھی بلکہ بہت سے ضرورت مندوں، یتیموں اور بیواؤں کی امدادوں کا سلسلہ بھی ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ چنانچہ مولانا عبید اللہ صاحب سندھی جب تک حجاز میں رہے، حضرت رحمہ اللہ ہمیشہ ان کو پچاس روپیہ ماہوار کے حساب سے ارسال فرماتے رہے، جود و عطا کا یہ سلسلہ اس قدر پوشیدہ رہتا تھا کہ بہت سے قریبی حضرات کو بھی اطلاع نہ ہوتی تھی۔ ❷

---

❶ شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات: مہمان نوازی، ص ۱۱۸

❷ شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات: مہمان نوازی، ص ۱۲۰

اگرمہمانوں کے لئے انتظام ہوسکتا ہے تو میں کھاتا ہوں

ایک مرتبہ رمضان المبارک کے مہینے میں حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ ٹانڈہ میں قیام فرما تھے، ناچیز کو متعدد مرتبہ حاضری کا اتفاق ہوا۔ مئی اور جون کا رمضان تھا گرمی شباب پر تھی اور شدید لُو چل رہی تھی، روزانہ مہمانوں کی ایک کثیر تعداد کا اوسط تھا، اہل خانہ نے آپ کے ضعف کے پیش نظر اور موسم کے تقاضے کے بموجب عرض کیا کہ سحر کے وقت آپ کوئی میٹھی چیز تناول فرمالیا کریں۔ یہ سن کر پیکر اتباع سنت نے برجستہ فرمایا کہ میرے مہمان روٹی سالن کھائیں اور میں میٹھی چیز استعمال کروں؟ اگر مہمانوں کے لئے انتظام ہوسکتا ہو تو میں کھاسکتا ہوں ورنہ میں تنہا نہیں کھاؤں گا۔ آخر کار اہل خانہ سب کے لئے روزانہ سحر میں میٹھے چاول یا شیر یا سویوں کا اہتمام کرتے تھے۔ ❶

شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کے گھرانے کی مہمان نوازی

حضرت شیخ الحدیث صاحب نوراللہ مرقدہ اپنی ''آپ بیتی'' میں ایک دلچسپ قصہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا ابراہیم بلیاوی اور دیگر دس بارہ آدمی اچانک کچے گھر میں آگئے، میں نے بچیوں سے پوچھا: کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے کہا: نہ روٹی کا ٹکڑا اور نہ سالن ہے، میں جلدی باہر گیا، قصاب سے قیمہ خرید کر گھر پہنچا تو دونوں چولہوں میں آگ جل چکی تھی، ایک پر توا رکھا تھا، ایک پر مصالحہ بھن رہا تھا، میں نے ان سے کہا: جلدی کر کے کھانا تیار کرو اور میں نے باہر آکر شور مچایا کہ بھائی کسی نے دسترخوان نہیں بچھایا، ارے بھائی دسترخوان بچھاؤ، ہاتھ دھلاؤ، حضرت مدنی سمجھے کہ کھانا تیار کر رکھا ہوگا، سب کے ہاتھ دھلائے اور ترتیب سے بیٹھنے اور دسترخوان بچھانے میں دو تین منٹ لگ گئے، میں اندر گیا، دس

---

❶ شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات: مہمان نوازی، ص۱۲۰، ۱۲۱

بارہ روٹیاں تیار ہو چکی تھیں اور قیمہ بھی تیار ہو چکا تھا، میں اطمینان سے تین رکابیوں میں قیمہ لایا اور تین جگہ روٹیاں رکھیں، ایک دم حضرت کو خیال ہوا کہ پہلے کا کچھ نہیں، ابھی ہی پکایا ہے، حضرت کو تعجب نہیں ہوا کہ بارہا ان کا سابقہ پڑ چکا تھا، لیکن مولانا ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ جو فن معقول کے مشہور امام تھے، فرمانے لگے: کیا آپ کو ہمارے آنے کا پہلے سے علم تھا یا آپ کو کشف ہو گیا، میں نے کہا: جناب! آپ کے یہاں بیٹھنے کے بعد گوشت قصاب کے یہاں سے خریدا گیا ہے، فرمانے لگے: یہ بات عقل میں نہیں آتی، میں نے کہا: ہر بات معقول نہیں ہوتی، کچھ عقول سے بالاتر بھی ہوتی ہیں، حضرت مدنی نے مولانا ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ سے فرمایا: مناظرہ نہ کرو، جلدی سے کھالو دیر ہو رہی ہے، ان کے یہاں تو یہ قصے چلتے رہتے ہیں، حضرت فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ حضرت مدنی قدس سرہ کے دروازے میں مصافحے کے وقت سے گیارہویں منٹ پر دسترخوان بچھ گیا تھا۔ ❶

عام مہمان کے لئے آدھی رات اٹھ کر تازہ کھانا تیار کروایا

حضرت مولانا شاہ عبدالغفور عباسی رحمہ اللہ کے آخری ایام کا ایک واقعہ ان کے خادم خاص سید حشمت علی صاحب مدظلہ یوں تحریر کرتے ہیں:

ایک رات مدینہ منورہ میں ایک عمارت کی چوتھی منزل کی چھت پر حضرت والا حسب عادت آرام فرما رہے تھے، ڈیڑھ دو بجے کے قریب گھنٹی بجی، تو ہم دونوں جاگ گئے، فرمایا: دیکھ لیں شاید کوئی مہمان ہے؟

سید حشمت صاحب لکھتے ہیں: میں کڑھتے دل کے ساتھ اترا، کنڈی کھولی تو ایک نو وارد شخص کھڑا تھا، پوچھنے پر اپنا نام بتایا اور کہنے لگا: شیخ کے یہاں قیام کرنا ہے۔ میں

❶ آپ بیتی: آپ بیتی نمبر۴، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، ج۱ ص۷۸، ۷۹، ط: مکتبۃ الشیخ

نے شیخ کو اطلاع کی، پہچانتے نہیں تھے لیکن فرمایا: اوپر بلائیں، آدھی رات بے آرام کرنے والے مہمان سے اس طرح خندہ پیشانی سے ملے کہ پیشانی پر ایک بل تک نہ تھا۔ شفقت سے پوچھا: آپ مجھے کیسے جانتے ہیں؟

انہوں نے کسی آدمی کا حوالہ دیا، لطف یہ کہ حضرت ان صاحب سے بھی واقف نہ تھے لیکن فرمانے لگے: بہت اچھا کیا یہاں آ گئے۔ کھانے کا پوچھا تو فرشتہ صفت بھولے مہمان نے سچ سچ بتا دیا کہ جی نہیں، کھانا تو نہیں کھایا۔ حضرت کمزوری اور بیماری کی اسی حالت میں دوسری چھت پر گئے، بچوں کو جگایا اور مہمان کے لئے کھانا تیار کرنے کا کہا، گھر والے میزبانی کے عادی تھے، تھوڑی ہی دیر میں گرم کھانا آ گیا، مہمان کو اپنے سامنے کھانا کھلایا، پھر حشمت صاحب سے کہا کہ ان کے لئے فلاں کمرے میں بستر کا انتظام کر دیں، وہ مہمان کو سلا کر آئے تو شیخ مہمان پر ترس کھا کر فرما رہے تھے کہ گھر تلاش کرتے ہوئے معلوم نہیں بیچارے کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی، اللہ کرے اِسے نیند آ جائے۔

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

سبحان اللہ! کیسے لوگ تھے، اللہ پاک ہمیں بھی ان حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ❶

کئی دنوں تک مہمانوں اور گھر والوں کی نجاست اٹھا کر جنگل میں پھینکنا

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ میں بہت زیادہ خدمت خلق اور اکرام ضعیف کا بہت جذبہ تھا، اس سلسلہ میں وہ ادنی سی ادنی خدمت کرتے ہچکچاتے نہ تھے، بعض خدمتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عام سے عام آدمی بھی اس کو کرتے ہچکچاتا ہے اور اپنے

❶ ہمارے اسلاف: ص ۱۸۶، ۱۸۷

مقام سے کم تر سمجھتا ہے، لیکن مولانا کو کم سے کم درجہ کا کام کرتے ہوئے بھی ہچکچاہٹ نہ ہوتی تھی۔

مولانا اظہار الحسن کاندھلوی بیان کرتے ہیں:

ایک بار بستی نظام الدین میں مہتروں نے ہڑتال کردی، مہمان مرد تو جنگلوں میں جا کر فراغت حاصل کر لیتے، لیکن عورتوں کا مسئلہ سخت بن گیا تھا، یا ان مردوں کا جو بیمار یا بوڑھے تھے اس سے گندگی پھیلنے لگی، مولانا نے کئی دن تک مہمانوں اور گھر والوں کی نجاست اٹھا کر جنگل میں آ کر پھینکی لیکن کسی کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ (۱)

مہمان کو قتل کر کے مال لوٹنے والے نے اپنے ہی بیٹے کو قتل کر دیا

ایک آدمی شام کے وقت مدینۃ السلام (بغداد) سے ایک خطرناک علاقہ کے مغربی جانب آ نکلا، اس کے پاس کافی دراہم تھے، وہ کسی ایسے شخص کو ڈھونڈنے لگا جو اس کی مہمان نوازی کر سکے، چنانچہ اس نے وہاں کے لوگوں میں سے ایک آدمی سے مل کر کہا: میں مسافر ہوں اور آپ کے ہاں رات گزارنا چاہتا ہوں، تو وہ اس کو اپنے گھر لے گیا، گھر لے جانے کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ مہمان کے پاس کافی مال ہے، تو اس نے اپنے دل میں اس کو قتل کرنے کا اور مال لینے کا ارادہ کر لیا۔

اس میزبان کا ایک نوجوان بیٹا تھا، اس نے اپنے بیٹے کو مہمان کے کمرے میں جوتوں کے پاس سلا دیا، اس کے بیٹے کو معلوم نہ تھا کہ اس کے والد نے کیا ارادہ کر رکھا ہے؟ چنانچہ وہ میزبان ان دونوں کی جگہ کو اچھی طرح پہچانتے ہوئے چراغ کو بجھا کر چلا گیا۔

یہ بات مقدر میں لکھی ہوئی تھی کہ بیٹا اپنی جگہ سے مہمان کی جگہ پر منتقل ہو جائے اور مہمان بیٹے کی جگہ پر منتقل ہو جائے، ابھی رات کا ایک حصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ نوجوان کے والد

(۱) سوانح مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ: سولہواں باب: صفات وکمالات اور خصوصی امتیازات، ص ۱۰۷

مہمان کو تلاش کرتے ہوئے اپنے بیٹے کے پاس پہنچا اوران کو ذرا بھی شک نہ گزرا کہ یہ اس کا اپنا بیٹا ہے، تو اس کا گلا گھونٹ دیا اور وہ بے چارہ تڑپ تڑپ کر مر گیا:

وَانتبَہَ الضَّیفُ باضطِرَابِہِ، وَعَرَفَ مَا أُرِیدَ بِہِ، فَخَرَجَ ھَارِبًا مِنَ الدَّارِ، وَصَاحَ فِی الطَّرِیقِ،وَوَقَفَ الجِیرَانُ عَلَی خبَرِہِ، فَأَغَاثُوہُ، وَأَخَذُوا الرَّجُلَ، فقرَّرَ، فَأَقَرَّ بِقَتلِ اِبنِہِ، فَحُبِسَ، وَأُخِذَ المَالُ مِنْ دَارِہِ، فَرُدَّ عَلَی الضَّیفِ، وَسَلِمَ. ❶

ترجمہ: اتنے میں مہمان اس کے تڑپنے سے بیدار ہو گیا اور جب اس نے اپنے قتل کے منصوبے کو دیکھا تو وہ چیختا ہوا بھاگ نکلا، چنانچہ پڑوسیوں نے وجہ معلوم کرنے پر اس کی مدد کی اور اس آدمی کے پاس گئے، تو انہوں نے اس کو موقع پر آتے ہی گرفتار کر لیا اور اس سے بیٹے کے قتل کا اقرار کروا کر جیل میں ڈال دیا، پھر اس کے گھر سے مال لے کر مہمان کو لوٹا دیا اور وہ صحیح سلامت واپس چلا گیا۔

دیکھیں مہمان کی بداکرامی، خود غرضی اور لالچ کی وجہ سے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا، بدنامی بھی ہو گئی، جیل بھی چلا گیا، مال بھی نصیب نہ ہوا، اور اپنے ہی لخت جگر کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا۔

میزبان کے ساتھ طویل مدت ٹھہرنے سے گریز کیا جائے، میزبان کو تکلیف میں نہ ڈالا جائے، ورنہ بسا اوقات میزبان مہمان کو نکالنے کی عجیب حرکتیں بھی کرتے ہیں، بعض دفعہ مہمان بھی ایسے طفیلی ہوتے ہیں کہ وہ آسانی سے جان نہیں چھوڑتے، بعض دفعہ میزبان بخیل ہوتے ہیں، یا بعض لوگ طبعاً بخیل اور کنجوس ہوتے ہیں، ظرافتِ طبع کے لئے چند واقعات درج ذیل ہیں۔

---

❶ نشوار المحاضرة وأخبار المذاكرة للتنوخي: الجزء الرابع، ج۴ ص ۱۷۵، ۱۷۶

بخیل میزبان اور طفیلیوں کے واقعات

بوجھل مہمان کونکالنے کے لیے میزبانوں کا آپس میں جھگڑنا

ایک آدمی مہمان بن کرکسی کے گھر آیا، اس کی مہمانی نوازی کی مدت لمبی ہوگئی، اہل خانہ اس کے طویل قیام کو ناپسند کرنے لگے، شوہر نے بیوی سے کہا: کیا ترکیب ہوسکتی ہے کہ ہم اس کو اس کی مدت اقامت سے باخبر کردیں، بیوی نے کہا: ہم کل آپس میں دکھلاوے کا جھگڑا کریں گے اور فیصلہ اس مہمان سے کرائیں گے تاکہ اسے بتائیں کہ کب وہ یہاں سے کوچ کر جائے، جب کل آئی تو دونوں نے آپس میں جھگڑا کیا، بیوی نے مہمان سے کہا:

أَسْتَحْلِفُكَ بِاللَّهِ الَّذِىْ يُبَارِكُ لَكَ فِىْ سَفَرِكَ غَدًا، أَيُّنَا أَظْلَمُ؟

ترجمہ: میں اللہ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتی ہوں جو آپ کے کل کے سفر میں برکت عطا کرے گا، ہم میں سے ظالم کون (اور مظلوم کون) ہے؟

مہمان نے جواب دیا:

وَاللَّهِ الَّذِىْ يُبَارِكُ لِيْ فِيْ إِقَامَتِيْ عِنْدَكُمَا شَهْرًا مَا أَعْلَمُ أَيُّكُمَا أَظْلَمُ! (۱)

ترجمہ: اس ذات کی قسم! جس نے تمہاری ہاں میرے ایک ماہ ٹھہرنے میں برکت عطا فرمائی ہے میں نہیں جانتا تم میں سے ظالم کون (اور مظلوم کون) ہے۔

ایک بخیل میزبان اور طفیلی مہمان

ایک بخیل سے منقول ہے کہ ایک مہمان نے اس سے اندر آنے کی اجازت مانگی، اس

---

(۱) التطفيل وحكايات الطفيلين: ص ۶۹/الأذكياء: ص ۱۳۱/أخبار الظراف والمتماجنين: ص ۹۴

کے سامنے روٹی اور شہد کا پیالہ رکھا تھا، اس نے روٹی تو اٹھا کر چھپا لی، اور شہد اٹھانے ہی لگا تھا کہ مہمان آ دھمکا، بخیل نے یہ سمجھا کہ مہمان بغیر روٹی کے شہد نہیں کھائے گا، یہ سوچ کر اس نے اس سے پوچھا: کیا تم روٹی کے بغیر شہد کھاؤ گے؟ اس نے کہا: ہاں، بخیل نے بادل نخواستہ پیالہ اس کو تھما دیا، مہمان نے پیالہ لے کر انگلیوں سے اسے چاٹنا شروع کیا، اور مسلسل چاٹتا ہی رہا، ادھر بخیل کی حالت غیر ہونی شروع ہوئی، بالآخر اس سے رہا نہ گیا، اس نے کہا:

مَهْلًا يَا أَخِي وَاللّٰهِ أَنَّهُ يَحْرُقُ الْقَلْبَ.

ترجمہ: بھائی صاحب! ذرا رُکئے، اللہ کی قسم شہد دل جلا دیتا ہے۔

مہمان نے جواب دیا:

نَعَمْ صَدَقْتَ، وَلٰكِنَّهُ قَلْبُكَ. ❶

ترجمہ: جی ہاں، آپ نے صحیح ارشاد فرمایا مگر یہ (میرا دل نہیں) آپ کا دل جلا رہا ہے۔

ایک بخیل شخص کا اولاد کی نیند کے وقت ان کی کروٹیں تبدیل کرنا

ایک شخص نے کہا کہ ایک رات میں نے کوفہ کے مال داروں میں سے ایک کے ہاں گزاری، اس کے بچے سوئے ہوئے تھے، میں نے رات اس کو دیکھا کہ وہ بچوں کے پہلو بدل رہا ہے، صبح میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا، اس نے کہا:

هٰؤُلَاءِ الصِّبْيَانُ يَأْكُلُوْنَ وَيَنَامُوْنَ عَلَى الْيَسَارِ، فَيَمْرِيْهِمُ الطَّعَامُ وَيُصْبِحُوْنَ جِيَاعًا، فَأَنَا أُقَلِّبُهُمْ مِنَ الْيَسَارِ إِلَى الْيَمِيْنِ لِئَلَّا يَنْهَضِمَ مَا أَكَلُوْهُ سَرِيْعًا. ❷

ترجمہ: یہ بچے کھاتے ہی بائیں کروٹ پر لیٹ جاتے ہیں، ان کا کھانا جلد ہضم ہو جاتا

❶ المستطرف فی کل فن مستظرف: الباب الخامس والثلاثون، ص ۱۹۳

❷ نهاية الأرب في فنون الأرب: ذکر ماقیل فی البخل، واللؤم، ج۳ ص ۳۰۵

ہے اور صبح بھوکے اٹھتے ہیں، میں بائیں سے دائیں ان کی کروٹیں بدلتا رہتا ہوں تاکہ ان کا کھانا جلد ہضم نہ ہو۔

ایک بخیل شخص کا بیوی کو کھانے میں شریک نہ کرنا

ایک بخیل نے کھانے کی ہانڈی پکائی، اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگا اور کہنے لگا:

مَاأَطْيَبَ هٰذَا الطَّعَامَ لَوْلَا كَثْرَةُ الزِّحَامِ❶

ترجمہ: کھانا کس قدر لذیذ ہے، کاش! یہاں بھیڑ نہ ہوتی۔

بیوی نے کہا: کون سی بھیڑ ہے یہاں تو صرف میں اور تو ہیں، بخیل خاوند نے جواب دیا، میں چاہتا تھا کہ یہاں صرف میں اور ہانڈی ہوتے۔

ایک بخیل شخص کا اولاد کو ہڈی دیتے وقت اس کے حق کے متعلق سوال کرنا

ایک بخیل نے اپنی اولاد سے کہا: میرے واسطے گوشت خرید لاؤ۔ وہ خرید لائے، بخیل نے اسے پکانے کا حکم دیا۔ جب گوشت پک کر تیار ہوگیا تو بخیل تنہا خود سارا گوشت کھا گیا، سوائے ایک ہڈی کے اس نے کچھ نہ چھوڑا، اس کے بچے اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے، اس نے بچوں سے کہا: یہ ہڈی میں تم میں سے اس کو دوں گا جو اس کے کھانے کا حق ادا کرے گا۔

بڑا لڑکا بولا: ابا جان! آپ مجھے دے دیں، میں اسے چوس چوس کر اس کا گودا تک نکال لوں گا، اس میں چیونٹی کے لیے سایہ لینے کی جگہ تک نہیں چھوڑوں گا۔

باپ نے کہا: تو اس کا اہل نہیں۔ منجھلا بیٹا بولا: ابا جان! میں اسے آہستہ آہستہ چباؤں گا اور زبان سے اس قدر چاٹوں گا کہ کوئی پہچان نہیں سکے گا کہ یہ ہڈی سال پرانی ہے یا دو سال پرانی۔ باپ نے کہا: تو بھی اس کا حق دار نہیں۔

---

❶ نهاية الأرب في فنون الأرب: ذكر ماقيل فى البخل، واللؤم، ج۳ص ۳۲۳

چھوٹا بیٹا بولا: ابا جان! میں اسے چوسوں گا پھر اس کے باریک ٹکڑے کر کے ان سب کو پھانک لوں گا۔

باپ نے کہا:

أَنْتَ صَاحِبُهَا، وَهِيَ لَكَ، زَادَكَ اللّٰهُ مَعْرِفَةً وَحَزْمًا. ❶

ترجمہ: تو ہی اس کا حق دار ہے، میں نے یہ تجھے دی، اللہ تیری معرفت اور دور اندیشی میں ترقی عطا فرمائے۔

مہمان کے آنے سے پہلے اُس کا رزق آجاتا ہے

شہر میں ایک حکیم صاحب تھے وہ وفات پا چکے تھے، ہم (حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب مدظلہ) اسکول جایا کرتے تھے تو راستے میں ان کی دکان آتی تھی، اس وقت ان کے سفید بال تھے، ان کا تعلق بھی ''مسکین پور شریف'' میں سلسلہ نقشبندیہ سے ہی تھا، جب ہمارا بھی اس سلسلہ کے ساتھ غلامی کا تعلق ہوا تو ہم بھی ان سے دعائیں لینے کے لئے عقیدت واحترام کے ساتھ ان کے پاس جاتے تھے۔

انہوں نے ایک واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں، واقعہ یوں ہے کہ اس شہر سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں میں ایک صاحب کی اپنی بیوی کے ساتھ کچھ ان بن ہوگئی، ابھی جھگڑا ختم نہیں ہوا تھا کہ اسی اثناء میں ان کا مہمان آگیا، خاوند نے اسے بیٹھک میں بٹھا دیا اور بیوی سے کہا کہ فلاں رشتہ دار مہمان آیا ہے اس کے لئے کھانا بناؤ، وہ غصے میں تھی، کہنے لگی: نہ تمہارے لئے کھانا ہے نہ تمہارے مہمان کے لئے، وہ بڑا پریشان ہوا کہ لڑائی تو ہماری اپنی ہے، اگر رشتہ دار کو پتہ چل گیا تو خوامخواہ کی باتیں ہوں گی، لہٰذا خاموشی سے آکر مہمان کے پاس بیٹھ گیا۔

---

❶ المستطرف فی کل فن مستظرف: الباب الثالث والثلاثون، ص ۱۸۵

اتنے میں اسے خیال آیا کہ چلو اگر بیوی روٹی نہیں پکاتی تو سامنے والے ہمارے ہمسائے بہت اچھے ہیں، خاندان والی بات ہے، میں انہیں ایک مہمان کا کھانا پکانے کیلئے کہہ دیتا ہوں، چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی کی طبیعت خراب ہے (اب یہ کیسے کہتا کہ نیت خراب ہے) لہٰذا آپ ہمارے مہمان کے لئے کھانا بنا دیجئے۔

انہوں نے کہا: بہت اچھا جتنے آدمیوں کا کہیں کھانا بنا دیتے ہیں وہ مطمئن ہو کر مہمان کے پاس آ کر بیٹھ گیا کہ مہمان کو کم از کم کھانا تو مل جائے گا جس سے عزت بھی بچ جائے گی۔

تھوڑی دیر کے بعد مہمان نے کہا کہ ذرا ٹھنڈا پانی تو لا دیجئے، وہ اٹھا کہ گھڑے کا ٹھنڈا پانی لاتا ہوں اندر گیا، تو دیکھا کہ بیوی صاحبہ تو زار و قطار رو رہی تھیں، وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ شیرنی اور اس کے آنسو۔ کہنے لگا: کیا بات ہے؟ اس نے پہلے سے بھی زیادہ رونا شروع کر دیا۔ کہنے لگی: بس مجھے معاف کر دیں وہ بھی سمجھ گیا کہ کوئی وجہ ضرور بنی ہے اس بیچارے نے دل میں سوچا ہوگا کہ میرے بھی بخت جاگ گئے ہیں۔ کہنے لگا کہ بتاؤ تو سہیں کہ کیوں رو رہی ہو؟ اس نے کہا کہ پہلے آپ مجھے معاف کر دیں پھر میں آپ کو بات سناؤں گی، خیر اس نے کہہ دیا کہ جو لڑائی جھگڑا ہوا ہے میں نے وہ دل سے نکال دیا ہے اور اب معاف کر دیا ہے۔

کہنے لگی کہ جب آپ نے آ کر مہمان کے بارے میں بتایا اور میں نے کہہ دیا نہ تمہارے لئے کچھ پکے گا اور نہ مہمان کیلئے چلو چھٹی کرو، تو آپ چلے گئے مگر میں نے دل میں سوچا کہ لڑائی تو میری اور آپ کی ہے اور یہ مہمان رشتہ دار ہے ہمیں اس کے سامنے تو یہ پول نہیں کھولنا چاہیے، چنانچہ میں اٹھی کہ کھانا بناتی ہوں جب میں کچن میں

گئی تو میں نے دیکھا کہ جس بوری میں ہمارا آٹا پڑا ہوتا ہے، ایک سفید ریش آدمی اس بوری میں سے کچھ آٹا نکال رہا ہے، میں یہ منظر دیکھ کر سہم گئی۔

وہ مجھے کہنے لگا: اے خاتون! پریشان نہ ہو یہ تمہارے مہمان کا حصہ تھا جو تمہارے آٹے میں شامل تھا، اب چونکہ یہ ہمسائے کے گھر میں پکنا ہے، اس لئے میں وہیں آٹا لینے کے لیے آیا ہوں۔ جی ہاں مہمان بعد میں آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس کا رزق پہلے بھیج دیتے ہیں۔ ❶

تو اللہ تبارک وتعالی کبھی کوئی چیز مخفی انسان پر ظاہر کر دیتا ہے، تاکہ انسان کو معلوم ہو جائے کہ صلہ رحمی قائم رکھتے ہوئے خونی رشتوں کو برقرار رکھتے ہوئے جو مال خرچ ہوتا ہے وہ حقیقت میں بڑھتا ہے، جو وقت لگتا ہے اللہ اس وقت میں برکتیں ڈال دیتا ہے۔

مسئلہ: اگر اپنے عزیز غریب لوگ مستحق زکوٰۃ ہوں تو ان کو زکوٰۃ وصدقات دینا زیادہ بہتر اور دوہرا ثواب ہے، ایک ثواب صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا، اس میں یہ بھی ضروری نہیں کہ ان کو یہ بتلا کر دے کہ صدقہ یا زکوٰۃ دے رہا ہوں، کسی تحفہ یا ہدیہ کے عنوان سے بھی دیا جا سکتا ہے، تاکہ لینے والے شریف آدمی کو اپنی خفّت محسوس نہ ہو۔

اِن واقعات سے اندازہ لگائیں کہ اپنے بزرگوں کے ایسے شاندار اُسوہ کے ہوتے ہوئے بھی آج مسلمانوں میں یہ وصف نمایاں نظر نہیں آتا، بے شک ان میں آج بھی مہمان نواز ہیں لیکن ایسے لوگ شاذ ہونے کی وجہ سے معدوم ہونے کے حکم میں ہیں۔ اور اس کمی کی وجہ جہاں تک سمجھ میں آتی ہے یہ ہے کہ ہمارا تمدن اسلامی سادگی کو کھو چکا ہے اور جو بے تکلفی اور سادگی اسلام کے ان شیدائیوں کی زندگیوں میں نظر آتی ہے وہ ہمارے اندر دکھائی نہیں دیتی۔ ہمیں تصنع، عجب اور تکلفات نے ایسی بری طرح آ گھیرا ہے کہ

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۲۵٦ تا ۲۵۸

مہمان نوازی کے لیے اعلیٰ سے اعلیٰ سامان اور عمدہ سے عمدہ کھانوں کو ہم ضروری سمجھنے لگ گئے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر مہمان کو اس سے بہت بڑھ کر کھانا پیش نہ کرسکے جو خود عام طور پر گھروں میں کھاتے ہیں تو اس سے سبکی ہوگی، اور وقار میں فرق آئے گا، اور اس قسم کے خیالات ایسی بری طرح ہمارے قلوب میں جاگزیں ہو چکے ہیں کہ مہمان نوازی کی سعادت سے محرومی کو گوارا کرلیں گے، اس کا کوئی قلق محسوس نہیں کریں گے، لیکن یہ کبھی نہیں کریں گے کہ مہمان کے سامنے ماحضر لاکر رکھ دیں، اور اس طرح بغیر کوئی بوجھ برداشت کرنے کے ثواب بھی حاصل کرلیں۔ بے شک جو استطاعت رکھتا ہو اس کے لیے مہمان نوازی میں اہتمام بھی ثواب کا موجب ہے اور اسے چاہیے کہ مہمان کا اس رنگ میں بھی احترام کرے، لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں ہونے چاہئیں کہ اس کے بغیر مہمان نوازی ہی کرنی چھوڑ دی جائے۔ اگر ہمارے دوست اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں اور تکلفات کی خود پیدا کردہ پابندیوں سے آزادی حاصل کر کے سادگی، خندہ پیشانی اور بے تکلفی کو راہِ عمل بنالیں تو یقیناً اگر ایک طرف وہ مہمان نوازی کی توفیق پاکر ثواب حاصل کرسکیں گے تو دوسری طرف اس ثواب کے حصول کے لیے انہیں کوئی غیر معمولی اور زائد بوجھ بھی برداشت نہ کرنا پڑے گا۔

دُعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو اخلاص کے ساتھ اتباعِ شریعت وسنت میں مہمان کے اکرام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، مہمان کے اکرام میں قوم، زبان برادری اور جماعت کو نہیں بلکہ ایمان کے رشتے کو ملحوظ رکھنا چاہیے، جس قدر بے غرض ہو کر خوش دلی کے ساتھ اکرام ہوگا اُس کے فوائد وثمرات بھی اِسی طرح حاصل ہوں گے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو مال سے زیادہ اعمال سے اور اخلاص وتواضع اور خندہ پیشانی کے ساتھ اکرام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۴۷......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور سلف کی گستاخی اور استہزاء کرنے والوں کا بھیانک انجام

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ،وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاشَرِیکَ لَہٗ،وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ.

أَمَّابَعْد:فَأَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم.بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

قَالَ اللّٰہُ تبارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ:

﴿إِنَّ الَّذِینَ یُؤْذُونَ اللَّہَ وَرَسُولَہُ لَعَنَھُمُ اللَّہُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَأَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُھِینًا﴾(الأحزاب:۵۷)

وَفِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَکُونُوا کَالَّذِیْنَ آذَوْا مُوسَی فَبَرَّأَہُ اللَّہُ مِمَّا قَالُوا وَکَانَ عِنْدَ اللَّہِ وَجِیھًا﴾(الأحزاب:۶۹)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ اللَّہَ قَالَ:مَنْ عَادَی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہُ بِالْحَرْبِ.❶

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اللّٰہَ اللّٰہَ فِی أَصْحَابِی،لا تَتَّخِذُوھُمْ غَرَضًا بَعْدِی،فَمَنْ أَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّی أَحَبَّھُمْ،وَمَنْ أَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِی أَبْغَضَھُمْ،وَمَنْ آذَاھُمْ فَقَدْ آذَانِی،وَمَنْ

❶صحیح البخاری: کتاب الرقاق،باب التواضع،رقم الحدیث:۶۵۰۲

آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ، وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ. ❶

میرے انتہائی واجب الاحترام قابل صد احترام بھائیوں دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں شریعت نے دین، دین کے شعائر، احکامات، انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام اور اولیاء کرام کی گستاخی اور اِن کا مزاق اڑانے سے منع کیا ہے، یہ لوگ اللہ تعالی کے برگزیدہ بندے ہیں، اِن کا اللہ تعالی کے ہاں بلند و بالا مقام ہے، لہذا ان کا تذکرہ بڑے ادب واحترام سے کیا کریں اور ان کے حق میں ہرگز ایسا جملہ یا بات نہ کریں جو انکی شان کو گھٹائے اور ہرگز اِن کا استہزاء نہ کریں، ورنہ دنیا اور آخرت میں رسوائی اور ذلت کا سامنا ہوگا۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں گستاخی اور استہزاء کرنے والوں کا بھیانک انجام

شعائر اللہ کی بے حرمتی نہ کرو

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا﴾ (المائدة: ٢)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی کرو، نہ حرمت والے مہینے کی، نہ ان جانوروں کی جو قربانی کے لیے حرم لے جائے جائیں، نہ ان پٹوں کی جو ان کے گلے میں پڑے ہوں، اور نہ ان لوگوں کی جو اللہ کا فضل اور اس کی رضا مندی حاصل کرنے کی خاطر بیت حرام کا ارادہ لے کر جا رہے ہوں۔

❶ سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب فيمن سبّ أصحاب النبی صلی اللّٰه عليه وسلم، رقم الحديث: ٣٨٦٢

منافقین کی طرح نماز کا استہزاء نہ کرو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ﴾ (الأنفال: ٣٥)

ترجمہ: اور بیت اللہ کے پاس ان کی نماز سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کے سوا کچھ نہیں، لہذا (اے کافرو!) جو کافرانہ باتیں تم کرتے رہے ہو ان کی وجہ سے اب عذاب کا مزہ چکھو۔

رسول کو اذیت دینے والوں کے ساتھ لڑو

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ. وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبة: ۱۳ تا ۱۵)

ترجمہ: کیا تم ان لوگوں سے جنگ نہیں کرو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑا، اور رسول کو (وطن سے) نکالنے کا ارادہ کیا، اور وہی ہیں جنہوں نے تمہارے خلاف (چھیڑ چھاڑ کرنے میں) پہل کی؟ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ (اگر ایسا ہے) تو اللہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو، اگر تم مؤمن ہو۔ ان سے جنگ کرو تا کہ اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے، انہیں رسوا کرے، ان کے خلاف تمہاری مدد کرے، اور مؤمنوں کے دل ٹھنڈے کر دے۔ اور ان کے دل کی کڑھن دور کر دے، اور جس کی چاہے توبہ قبول کر لے اور اللہ کا علم بھی کامل ہے، حکمت بھی کامل۔

مذاق اُڑانے والوں کے لیے اللہ کافی ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ﴾ (الحجر: ۹۵)

ترجمہ: یقین رکھو کہ ہم تمہاری طرف سے ان لوگوں سے نمٹنے کیلئے کافی ہیں جو (تمہارا) مذاق اڑاتے ہیں۔

اللہ اور رسول کو اذیت دینے والوں کا انجام

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا﴾ (الأحزاب: ۵۷)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے ایسا عذاب تیار کر رکھا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

اذیت دینے والوں کی طرح مت بنو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا﴾ (الأحزاب: ۶۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا جنہوں نے موسی علیہ السلام کو ستایا تھا، پھر اللہ نے ان کو ان باتوں سے بری کر دیا جو ان لوگوں نے بنائی تھیں اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے رتبے والے تھے۔

بنو اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام پر طرح طرح کے الزامات لگا کر انہیں بہت ستایا تھا، حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے فرمایا جا رہا ہے کہ وہ ایسی حرکت

نہ کریں۔ (۱)

قرآن کریم کی گستاخی کرنے والوں کے لئے دردناک سزا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ. فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ. ذَلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ﴾ (حم السجدة: ۲۶ تا ۲۸)

ترجمہ: اور یہ کافر (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی نہیں، اور اس کے بیچ میں غل مچادیا کرو تاکہ تم ہی غالب رہو، اس لیے ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور یہ (دنیا میں) جو بدترین کام کیا کرتے تھے، اس کا پورا پورا بدلہ دیں، یہی ہے سزا اللہ کے دشمنوں کی جو آگ کی صورت میں ہوگی، اسی میں ان کا دائمی ٹھکانا ہوگا، جو اس بات کا بدلہ ہوگا کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

احادیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برگزیدہ بندوں کی، دین اسلام اور شعائر اللہ کی گستاخی کرنے اور استہزاء کرنے سے بڑی تاکید سے منع فرمایا ہیں۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں گستاخی اور استہزاء کرنے والوں کا بھیانک انجام

میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) آسان ترجمہ قرآن: ص ۹۰۴

اَللّٰہَ اللّٰہَ فِی أَصْحَابِی،لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا بَعْدِی،فَمَنْ أَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّی أَحَبَّھُمْ،وَمَنْ أَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِی أَبْغَضَھُمْ،وَمَنْ آذَاھُمْ فَقَدْ آذَانِی،وَمَنْ آذَانِی فَقَدْ آذَی اللّٰہَ،وَمَنْ آذَی اللّٰہَ فَیُوشِکُ أَنْ یَأْخُذَہُ.❶

ترجمہ: میرے صحابہ کے بارے میں کچھ کہنے سے اللہ سے ڈرو، میرے پیچھے میرے صحابہ کو نشان طعن مت بنانا، جو ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے، اور جو ان سے نفرت کرتا ہے وہ مجھ سے نفرت کی وجہ سے ان سے نفرت کرتا ہے، جو انہیں ایذاء پہنچاتا ہے وہ مجھے ایذاء پہنچاتا ہے، اور جو مجھے ایذاء پہنچاتا ہے وہ اللہ کو ایذاء پہنچاتا ہے، اور جو اللہ کو ایذاء پہنچاتا ہے تو اللہ اسے عنقریب ہی پکڑ لے گا۔

میرے صحابہ کی تعظیم کرو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَکْرِمُوْا أَصْحَابِی،فَإِنَّھُمْ خِیَارُکُمْ،ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ،ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ،ثُمَّ یَظْھَرُ الْکَذِبُ حَتَّی یَحْلِفَ الْإِنْسَانُ عَلَی الْیَمِیْنِ لَا یُسْأَلُھَا،وَیَشْھَدَ عَلَی الشَّھَادَۃِ لَا یُسْأَلُھَا.❷

ترجمہ: میرے اصحاب کی تعظیم وتکریم کرو، کیونکہ وہ تمہارے برگزیدہ اور بزرگ ترین لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں یعنی تابعین، اور پھر وہ لوگ جو ان (تابعین) کے قریب ہیں یعنی تبع تابعین اور اس کے بعد جھوٹ ظاہر ہوجائے گا،

❶سنن الترمذی:أبواب المناقب،باب فیمن سبّ أصحاب النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم،رقم الحدیث:۳۸۶۲

❷جامع معمر بن راشد:باب لزوم الجماعۃ،ج ۱۱ ص ۳۱۴،رقم الحدیث:۲۰۷۱۰/ مسندأبی داودالطیالسی:ج ۱ ص ۳۴،رقم الحدیث: ۳۱

یہاں تک کہ ایک شخص قسم کھائے گا، درانحالیکہ اس سے قسم کھانے کا مطالبہ نہ ہوگا اور گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی دینے کو نہ کہا جائے گا۔

میرے صحابہ کو برا بھلامت کہو

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِی،فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا،مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ،وَلَا نَصِيفَهُ. ❶

ترجمہ: میرے صحابہ میں سے کسی صحابی کو برا بھلامت کہا کرو، کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کردے تو وہ ان میں سے کسی کے ایک مد بلکہ اس کے نصف تک کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

خوارج کے قتل کرنے کا حکم

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ،أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ،سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ،لَايُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ،يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ، كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ،فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ،فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❷

---

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة رضى الله عنهم،باب تحريم سب الصحابة رضى الله عنه،رقم الحديث: ٢٥٤١

❷ صحيح البخارى: كتاب إستتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب قتل الخوارج و الملحدين بعد إقامة الحجة عليهم،رقم الحديث: ٦٩٣٠

ترجمہ: عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے یا نکلیں گے جو نوعمر اور عقل سے کورے ہوں گے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کریں گے لیکن ایمان ان کے اپنے حلق سے نہیں اترے گا، دین سے وہ یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے، پس تم انہیں جہاں کہیں پاؤ تو قتل کر دینا، کیونکہ ان کو قتل کرنے والوں کو قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

اللہ کی طرف سے اعلانِ جنگ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں:

مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ. ❶

ترجمہ: جو میرے کسی نیک ولی کو اذیت دیگا، میرا اس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے۔

اولیاء اللہ کو تکلیف پہنچانے والوں کا بھیانک انجام

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں تشریف لے گئے، تو انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ کر روتا ہوا پایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیوں رو رہے ہو؟ (کیا حضور کی جدائی رلا رہی ہے یا کسی آفت ومصیبت کے پیش آجانے کی وجہ سے رو رہے ہو اور یا ان کے علاوہ کسی اور سبب نے تمہیں رونے پر مجبور کر دیا ہے؟) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: مجھے ایک بات کی یاد نے رلا دیا ہے جس کو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے:

إِنَّ يَسِيرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ، وَإِنَّ مَنْ عَادَى لِلَّهِ وَلِيًّا، فَقَدْ بَارَزَ اللَّهَ

❶ صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب التواضع، رقم الحديث: ٦٥٠٢

بِالْمُحَارَبَةِ،إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْأَبْرَارَ الْأَتْقِيَاءَ الْأَخْفِيَاءَ،الَّذِينَ إِذَا غَابُوا لَمْ يُفْتَقَدُوا،وَإِنْ حَضَرُوا لَمْ يُدْعَوْا،وَلَمْ يُعْرَفُوا، قُلُوبُهُمْ مَصَابِيحُ الْهُدَى، يَخْرُجُونَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ.❶

ترجمہ: تھوڑا ریا بھی شرک ہے۔(نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ) جس شخص نے اللہ کے دوست سے دشمنی اختیار کی (یعنی اولیاء اللہ کو اپنے کسی قول وفعل کے ساتھ ناحق تکلیف پہنچائی یا ان کو غصہ دلایا) تو اس نے گویا اللہ سے مقابلہ کیا اور اس کے ساتھ جنگ کی، یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکاروں، پرہیز گاروں اور مخفی حال لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی ظاہری حالت تو اتنی خستہ اور عام نگاہوں میں اس قدر ناقابل توجہ ہوتی ہے کہ جب وہ نظروں سے غائب ہوں تو ان کو پوچھا نہ جائے اور جب موجود ہوں تو انہی کسی دعوت ومجلس میں بلایا نہ جائے،اور اگر وہ بلائے بھی جائیں تو پاس نہ بٹھائے جائیں،لیکن باطنی وروحانی طور پر ان کا مقام بہت بلند ہوتا ہے، چنانچہ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں جن کے نور سے راہ راست پائی جاتی ہے اور یہ لوگ ہر تاریک زمین سے نکل کر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جس سے جنگ کرے،تو (معاذ اللہ) یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی خالقِ کائنات کو شکست دے سکے،اس لئے ایسے شخص کا شکست کھانا یقینی ہوا کرتا ہے،اور جب جنگ ہوتی ہے تو انسان عموماً دوسرے کی اہم چیز لیتا ہے اور انسان کے پاس اہم چیز ایمان ہے،اس لئے جو شخص گستاخی کرتا ہے،عموماً انجام یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے ایمان کی دولت لے لیتا ہے،ایسا شخص عموماً ایمان سے محروم ہو جاتا ہے،اور ذلت کی زندگی گزارتا ہے اور اس کی موت بھی بڑی ذلت آمیز ہوتی ہے،تو قرآن کریم اور حدیث کی

❶سنن ابن ماجه: كتاب الفتن ،باب من ترجى له السلامة من الفتن ،رقم الحديث: ۳۹۸۹

ان نصوص میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ انسان شریعت پر عمل کرے، دین کی اتباع کرے اوراپنے آپ کو ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گستاخی سے بچائے، آخرت کا وبال تو اپنی جگہ انسان کے لئے دنیا میں بھی اِس کا سخت وبال ہے، تو جنہوں نے بھی دین اور شعائر کی بے حرمتی کی، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابہ کرام، تابعین، آئمہ محدثین یا فقہاء کرام کی گستاخی کی، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں آخرت سے پہلے دنیا میں بھی عبرتناک سزادی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا عبرتناک انجام

گستاخِ رسول ابوجہل کا دو بچوں کے ہاتھوں قتل ہونا

ابوجہل (معاذ اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہتا تھا، آپ کے بارے میں نازیبا جملے کہتا تھا، اس کو اللہ تعالیٰ نے کیسی ذلت آمیز موت دی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا: میں بدر والے دن صف میں کھڑا تھا، میں نے اپنے دائیں بائیں جانب نظر ڈالی تو دیکھا کہ میرے دونوں طرف دونو جوان انصاری لڑکے کھڑے ہیں، میں نے تمنا کی کہ کاش! میرے نزدیک کوئی طاقتور اور مضبوط آدمی ہوتے۔ ان میں سے ایک مجھے میرے پہلو میں ہاتھ مار کر کہنے لگا:

يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟

ترجمہ: چچا! کیا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو؟

میں نے کہا: ہاں، بھتیجے! تمہیں اس کی کیا غرض ہے؟ اُس نے کہا:

أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَايُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الأَعْجَلُ مِنَّا.

ترجمہ: مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے، اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میرا جسم اس کے جسم سے اتنی دیر تک جدا نہیں ہوگا جب تک ہم میں سے جس کو جلدی موت آنی ہے وہ آ جائے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس نوجوان لڑکے کے جذبات پر بڑا تعجب ہوا۔ پھر مجھے دوسرے لڑکے نے بھی اسی طرح پہلو میں ہاتھ مارا اور اُس جیسی بات کہی۔ اتنے میں میری نظر ابوجہل پر پڑی۔ وہ لوگوں میں گھوم رہا تھا، میں نے کہا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ ابوجہل ہے جس کے بارے میں تم دونوں سوال کر رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ دونوں جلدی سے اس کی طرف دوڑے اور دونوں نے اس پر تلوار کا وار کیا یہاں تک کہ اُسے جہنم رسید کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آ کر آپ کو خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟'' تو دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا؟ اُن دونوں میں ہر ایک کہنے لگا: ''أَنَا قَتَلْتُهُ'' میں نے اسے قتل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟'' کیا تم دونوں اپنے تلواریں صاف کر دی ہیں؟ اُنہوں نے کہا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں تلواروں پر نظر دوڑائی اور فرمایا: ''كِلَاكُمَا قَتَلَهُ ''تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے اور ابوجہل کا پہنا ہوا سامان وغیرہ معاذ بن عمرو بن الجموح کو عطا کر دیا۔ اور وہ دونوں نوجوان لڑکے معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ ابن عفراء تھے۔ (۱)

---

(۱) صحيح البخاری: كتاب فرض الخمس، باب ومن لم يخمس الأسلاب......الخ، رقم الحديث: ۳۱۴۱/صحيح مسلم: كتاب الجهاد والسير، باب إستحقاق القاتل سلب القتيل، رقم الحديث: ۱۷۵۲

تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے فرعون کو ایسی دردناک سزا دی اور ذلت آمیز موت دی، دو بچوں کے ذریعے سے اِس کو قتل کروادیا اور قیامت تک کے لئے عبرت کا نشان بنادیا۔

گستاخِ رسول کعب بن اشرف کا انجام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک اور بدبخت تھا، جس کا نام کعب بن اشرف ہے، یہ بھی (معاذ اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا الفاظ کہا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: کون کعب بن اشرف کو قتل کریگا، اس لئے کہ اس نے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے۔

تو ایک صحابی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دو میں اِسے قتل کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسے اجازت دی، جب یہ جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ مجھے یہ بھی اجازت دیں کہ میں اس کے سامنے بات مبہم انداز میں کروں، جس میں بظاہر آپ کی تنقیص ہوگی لیکن حقیقت میں میرا ارادہ اور میری مراد یہ نہیں ہوگی، میں صرف اسکا اعتماد لینا چاہوں گا اور پھر میں اسکو قتل کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی، اب یہ صحابی محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور کعب بن اشرف کے پاس پہنچے، تو باتیں شروع کیں، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ابھی زکوۃ بھی مانگتا ہے، صدقات بھی مانگتا ہے، تو آج ہمارے پاس پیسے ختم ہوگئے ہیں، تو کعب بن اشرف نے کہا: میں نے تو تم کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ تم لوگ باز آجاؤ لیکن تم باز نہیں آئے، یہ کرتے کرتے تم سے تمہارا سارا مال لے لیگا، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

ہمیں مال کی ضرورت ہے، ہمیں کچھ مال دیدو، کعب بن اشرف نے کہا: میں تمہیں مال اس وقت نہیں دوں گا جب تک تم اپنی عورتوں میں سے کوئی میرے پاس گروی نہ رکھواؤ، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کیسے عورت کو تمہارے پاس رکھوائیں، آپ تو عرب کے بڑے خوبصورت انسان ہو، عورتیں آپ کے پاس آئیں گی تو آپ پر فریفتہ ہوجائیں گی، تو کعب بن اشرف نے کہا: ایسا کرو اپنے بچے میرے پاس رکھواؤ، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تو یہ تو بڑا طعنہ ہوگا کہ چند پیسوں کے خاطر بچوں کو کعب بن اشرف کے پاس گروی رکھوایا، تو ہماری نسلوں میں آنے والے لوگ طعنہ دیں گے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم ایسا کریں گے کہ آپ کے پاس ہتھیار گروی رکھوادیتے ہیں، آپ ہمیں قرضہ دیدو، کعب بن اشرف نے کہا: ٹھیک ہے۔

اب یہ لوگ رات کے وقت ہتھیار لے کر گئے، تو کعب بن اشرف اپنے محل کے اندر موجود تھا، تو ایک یہ صحابی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ایک انہوں نے اپنے ساتھ دوسرے صحابی کو لیا جو کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی تھا، رات کے وقت انہوں نے کعب بن اشرف کو آواز دی، کعب بن اشرف نیچے اترنے لگا، تو اس کی بیوی نے اس کو منع کیا اور کہا مت جاؤ! مجھے اس الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہیں یہ لوگ قتل کے ارادہ سے نہ آئے ہوں، اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، یہ میرے پاس ہتھیار رکھوانے کے لئے آئیں ہیں، بھلا کون میرا مقابلہ کرسکتا ہے، ادھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ آنے والے جو صحابی تھے جو کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی بھی تھے، اسے کہا تھا کہ میں اس کا سر اپنے قابو میں لوں گا اور تم اس پر حملہ کردینا، اب جب کعب بن اشرف قریب آیا، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ سے تو بڑی خوشبو آرہی ہے، کعب بن اشرف نے کہا: بلا کیوں نہیں آئیگی، میں تو عرب کی

سب سے مہنگی خوشبو استعمال کرتا ہوں اور میرے نکاح میں عرب کی سب سے خوبصورت عورت ہے جو زیادہ خوشبو لگاتی ہے اس لئے مجھ سے خوشبو آتی ہے، تو صحابی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ذرا قریب ہو جاؤ میں آپ کے بالوں کو سونگھنا چاہتا ہوں، سونگھنے کے لئے قریب کیا، تو اپنے بغل میں اسے پکڑ لیا، تو دوسرے صحابی نے اس پر حملہ کیا، یہاں تک کہ کعب بن اشرف کو قتل کر دیا۔ اب جب یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شاباشی دی کہ تم نے اچھا عمل کیا کہ یہ وہ بدبخت تھا جو میرے بارے میں نازیبا گفتگو کیا کرتا تھا۔ ❶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والی یہودی عورت کا قتل

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا. ❷

ترجمہ: ایک یہودیہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتی تھی اور آپ کی برائی میں پڑی رہتی تھی، ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا حتی کہ وہ مرگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (عورت) کا خون ہدر (ضائع قرار) دے دیا۔

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الرهن، باب رهن السلاح، رقم الحديث: ٢٥١٠/صحيح البخاري: كتاب المغازي، باب قتل كعب بن الأشرف، رقم الحديث: ٤٠٣٧/صحيح مسلم: كتاب الجهاد والسير، باب قتل كعب بن الأشرف طاغوت اليهود، رقم الحديث: ١٨٠١

❷ سنن أبي داود: كتاب الحداد، باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ٤٣٦٢

گستاخ ابولہب کا عبرتناک انجام

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سگا چچا تھا اور آپ کا بڑا دشمن تھا، ابولہب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عداوت رکھتا تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہِ صفا پر چڑھ کرلوگوں کو جمع کیا اور انہیں توحید کی دعوت دی، تو سب سے پہلے ابولہب نے کہا تھا:

تَبًّا لَکَ سَائِرَ الْیَوْمِ، اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا؟❶

ترجمہ: تو برباد ہوجائے کیا تو نے ہمیں یہ سنانے کے لئے جمع کیا تھا؟

(نعوذ باللہ من ذلک) اس پر خالق ارض وسماء نے اس کی تباہی و بربادی کا اعلان فرماتے ہوئے پوری ایک سورت اس کی مذمت میں نازل فرمائی:

﴿تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ. مَا اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ. سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ. وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ. فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ (اللهب: ۱ تا ۵)

ترجمہ: ہاتھ ابولہب کے برباد ہوں، اور وہ خود برباد ہوچکا ہے، اس کی دولت اور اس نے جو کمائی کی تھی وہ اس کے کچھ کام نہیں آئی، وہ بھڑکتے شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا، اور اس کی بیوی بھی لکڑیاں ڈھوتی ہوئی، اپنی گردن میں مونجھ کی رسی لیے ہوئے۔

دنیا میں تو ابولہب کا حال یہ ہوا کہ اس کو زہریلی قسم کی ایک بیماری یا پھوڑا نکلا جو پورے جسم میں پھیل گیا، ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی، گوشت گل گل کر گرنے لگا، اس کے بیٹوں نے اسے گھر سے باہر پھینک دیا اور اس نے تڑپتے تڑپتے جان دیدی، اس کی لاش تین دن تک یونہی دھوپ میں گلتی سڑتی رہی، اور لوگ اس کے تعفن اور بدبو سے تنگ آگئے اور اس کے بیٹوں کو لعنت وملامت کرنے لگے، تو انہوں نے چند حبشی غلاموں

❶ صحیح البخاری: کتاب تفسیر القرآن، باب: وانذر عشیرتک الأقربین، رقم الحدیث: ۴۷۷۰

سے گڑھا کھدوایا اور بانسوں سے اس کی لاش کو دور سے ہی دھکیل کر اس گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی (یہ تو دنیا کی ذلت ورسوائی ہے اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔) ❶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والی امّ ولد کا انجام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص کی ام ولد (وہ باندی جس سے مالک کی اولاد ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا کرتی تھی اور آپ کی برائی میں (نعوذ باللہ) مشغول رہتی تھی، وہ نابینا شخص اِسے منع کرتا تھا تو وہ باز نہ آتی تھی، اور وہ اسے ڈانٹتا تھا لیکن وہ اس کی ڈانٹ نہیں سنتی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک رات جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں پڑی تھی اور آپ کو برا بھلا کہہ رہی تھی، تو اس کے اندھے مالک نے خنجر لیا اور اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اس پر تکیہ لگا لیا اور اسے قتل کر دیا، اس عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ پڑا ہوا تھا، تو وہ وہاں پر خون سے لتھڑ گیا، صبح کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا، تو آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں اس شخص کو جس نے اپنے اوپر میرا حق رکھتے ہوئے یہ فعل کیا ہے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے، تو وہ نابینا شخص کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا لرزتا کانپتا ہوا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا کہ یارسول اللہ! میں اس عورت کا ساتھی ہوں، وہ آپ کو برا بھلا کہتی تھی اور آپ کی برائی میں پڑی رہا کرتی تھی، میں اسے منع بھی کرتا تھا تو وہ باز نہ

❶ المسند البزار: ج ۹ ص ۳۱۷، رقم الحدیث: ۳۸۶۶/المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۱ ص ۳۰۸، رقم الحدیث: ۹۱۲/تفسیر الرازی: ج ۳۲ ص ۳۵۳/ تفسیر القرطبی: ج ۲۰ ص ۲۴۳

آئی تھی اور اسے ڈانٹا تو اس پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور اس سے میرے دو موتیوں جیسے بیٹے ہیں اور وہ میری بڑی اچھی ساتھی تھی، گذشتہ رات وہ آپ کو برا بھلا کہنے لگی اور آپ کے بارے میں ایسی ویسی بات کہنے لگی، تو میں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر زور دیا یہاں تک کہ میں نے اسے قتل کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا اِشْهَدُوْا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ. ❶

خبردار گواہ رہو! اس کا خون ہدر ہے (یعنی اِس کا قتل کرنا درست ہے اس کا قصاص نہیں لیا جائے گا۔)

قریش کے گستاخ سرداروں کا عبرتناک انجام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ قریش اپنی مجلس میں (قریب ہی) بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ان میں سے ایک قریشی بولا اس ریا کار کو نہیں دیکھتے؟ کیا کوئی ہے جو فلاں قبیلہ کے ذبح کئے ہوئے اونٹ کا گوبر، خون اور اوجھڑی اٹھا لائے۔ پھر یہاں انتظار کرے۔ جب یہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ میں جائے تو گردن پر رکھ دے (چنانچہ اس کام کو انجام دینے کے لیے) ان میں سے سب سے زیادہ بد بخت شخص (عقبہ بن ابی معیط) اٹھا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر یہ غلاظتیں ڈال دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ہی کی حالت میں سر رکھے رہے۔ مشرکین (یہ دیکھ کر) ہنسے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ ایک شخص

❶ سنن أبی داود: کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۴۳۶۱

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ وہ ابھی بچی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا دوڑتی ہوئی آئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی سجدہ ہی میں تھے، پھر (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے) ان غلاظتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر سے ہٹایا اور مشرکین کو برا بھلا کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کر کے اِن کے حق میں بددعا کی:

اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ،اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ،اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ، ثُمَّ سَمَّی:اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ،وَالوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ،وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الوَلِيدِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ:فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى القَلِيبِ، قَلِيبِ بَدْرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ القَلِيبِ لَعْنَةً. (۱)

ترجمہ: یا اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے، یا اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے، یا اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے، پھر نام لے کر کہا: یا اللہ! عمرو بن ہشام (ابو جہل)، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو ہلاک کر۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے ان سب کو بدر کی لڑائی میں مقتول پایا، پھر انہیں گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنویں والے اللہ کی لعنت کے حقدار بن گئے (اور رحمت سے دور کر دیئے گئے۔)

(۱) صحيح البخاري: كتاب الصلاة،باب المرأةتطرح عن المصلى شيأمن الأذى،رقم الحديث: ٥٢٠

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والا ایک بوڑھے کا انجام

قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں ابوعفک ایک شاعر تھا، اس کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی، ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور ہجو کرتا تھا، اپنی قوم کے جذبات کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا تھا، بدر کی فتح سے بھی کوئی سبق نہ لیا، بلکہ اس کی گستاخی کچھ اور ہی بڑھ گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو میری عزت و حرمت کے لئے اِس کی زبان بند کردے؟ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہوئے، رات آئی تو اپنے کام پر روانہ ہوئے، ابوعفک اپنے گھر کے صحن میں غفلت کی نیند سورہا تھا، تلوار اس کے سینے کے پار کردی اور اس کا کام تمام کردیا۔ ❶

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں گستاخ کی سزا

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق کے پاس تھا، وہ کسی آدمی پر بہت زیادہ ناراض ہوئے، میں نے کہا: اے خلیفۃ الرسول! مجھے اجازت دیں، میں اس کی گردن ماردوں۔ میری اس بات نے اِن کا غصہ ختم کردیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُٹھے اور گھر چلے گئے اور مجھے پیغام بھیجا اور کہا: تم نے ابھی ابھی کیا کہا تھا۔ میں نے کہا: مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیں۔ کہنے لگے: اگر میں تمہیں اس بات کا حکم دیتا تو کیا واقعی تم یہ کام کر گزرتے۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا وَاللّٰهِ، مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❷

ترجمہ: نہیں، اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بشر کو یہ مقام حاصل نہیں۔

---

❶ الصارم المسلول على شاتم الرسول: المسألة الأولى: أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله، ص ۱۰۴، ۱۰۵

❷ سنن أبي داود: كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۴۳۶۳

توہین رسالت کے مرتکب عیسائی کو سزا

کعب بن علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرفہ بن الحارث کندی کے پاس سے ایک عیسائی گزرا تو اُنھوں نے اسے اسلام کی دعوت پیش کی، تو اُس عیسائی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی۔ غرفہ کندی نے مُکّا مارہ اور اس کی ناک پھوڑ دی۔ یہ کیس حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا، تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ہم نے ان کو عہد و پیمان دیا ہے (یعنی ان کی حفاظت ہم پر لازم ہے) عرفہ کندی رحمہ اللہ نے فرمایا:

مَعَاذَاللّٰهِ أَنْ نَكُونَ أَعْطَيْنَاهُمْ عَلَى أَنْ يُظْهِرُوا شَتْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا أَعْطَيْنَاهُمْ عَلَى أَنْ نُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ كَنَائِسِهِمْ، يَقُولُونَ فِيهَا مَابَدَا لَهُمْ، وَأَنْ لَّا نُحَمِّلَهُمْ مَالَا يُطِيقُونَ، وَإِنْ أَرَادَهُمْ عَدُوٌّ قَاتَلْنَاهُمْ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَنُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ أَحْكَامِهِمْ، إِلَّا أَنْ يَأْتُوا رَاضِينَ بِأَحْكَامِنَا، فَنَحْكُمَ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ وَحُكْمِ رَسُولِهِ، وَإِنْ غَيَّبُوا عَنَّا لَمْ نَعْرِضْ لَهُمْ فِيهَا. ❶

ترجمہ: اللہ کی پناہ! ہم ان کو اس بات پر عہد و پیمان دیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کا اظہار کریں۔ ہم نے ان کو اس بات کا عہد دیا ہے کہ ہم اُنہیں ان کے گرجا گھروں میں چھوڑ دیں، وہ اپنے گرجا گھروں میں جو کہنا ہے کہیں اور ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالیں، اور اگر کوئی دشمن ان کا قصد کرے تو ہم اِن کی حفاظت کے لئے لڑیں اور اِنہیں ان کے احکامات پر چھوڑ دیں، اِلا یہ کہ وہ ہمارے احکامات پر

❶ السنن الكبرى للبيهقي: كتاب الجزيه، أبواب الشرائط......الخ، باب يشترط عليهم أن لايذكروا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إلا بماهو أهله، رقم الحديث: ١٨٧١٠

راضی ہوکر آئیں تو ہم ان کے درمیان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں اور اگر وہ ہم سے غائب ہوں تو ہم اِن کے پیچھے نہ پڑیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”صَدَقْتَ“، تم نے سچ کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہونے والے کے لئے حضرت عمر کا فیصلہ

ایک منافق اور یہودی کے درمیان ایک زمین کے مسئلہ میں اختلاف و جھگڑا ہوگیا، یہودی کا کہنا تھا کہ یہ زمین میری ہے اور منافق کا دعویٰ تھا کہ میری ہے، یہودی نے کہا کہ تم مسلمان ہوتو چلو تمہارے نبی کے پاس ہی فیصلہ کرا لیتے ہیں، اب دونوں یہ مسئلہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنے مابین اس زمین کے متعلق فیصلہ طلب کرنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی گفتگو سننے اور دونوں کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ کیا کہ یہ زمین یہودی کی ہے، اس مسلمان کی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ منافق کو پسند نہیں آیا۔ وہ یہودی سے کہنے لگا کہ یہ فیصلہ صحیح نہیں ہوا۔ لہٰذا ہم حضرت عمر کے پاس اس کا دوبارہ فیصلہ کرائیں گے، اس پر بھی یہودی تیار ہوگیا۔ منافق دراصل یہ سمجھ رہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چونکہ کافروں، یہودیوں کے متعلق سخت ہیں، وہ اس یہودی کو برداشت نہیں کریں گے اور معاملہ سنتے ہی میرے حق میں فیصلہ کریں گے۔

چنانچہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور اپنے مسئلے کی تفصیل سنائی اور فیصلہ چاہا، اور یہودی نے یہ بھی کہہ دیا کہ حضرت! اس کا فیصلہ آپ کے پیغمبر میرے حق میں کر چکے ہیں، مگر پھر بھی یہ شخص (منافق) ماننے کو تیار نہیں، اور اس نے دوبارہ

آپ سے فیصلہ کرانے کے لیے مجھے یہاں آپ کے پاس لایا ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر دیا ہے؟
جواب دیا گیا کہ ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَكَانَكُمَا حَتَّى أَخْرُجَ إِلَيْكُمَا فَدَخَلَ فَاشْتَمَلَ عَلَى سَيْفِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَضَرَبَ بِهِ عُنُقَ الْمُنَافِقِ حَتَّى بَرَدَ، ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا أَقْضِي لِمَ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَضَاءِ رَسُوْلِهِ.

ترجمہ: تم لوگ یہیں بیٹھے رہو میں ابھی آتا ہوں، یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور تلوار لا کر اس منافق کی گردن اڑا دی، اور فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کے حق میں، میں اِسی طرح فیصلہ کرتا ہوں۔
اس کے بعد منافقوں نے شور مچایا کہ حضرت عمر نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا، حضور کی خدمت میں شکایت لے کر آئے، اسی واقعہ کے متعلق اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ (النساء: ۶۰)

ترجمہ: (اے پیغمبر) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی یہ کرتے ہیں کہ وہ اس کلام پر بھی ایمان لے آئے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا، (لیکن) ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنا مقصد فیصلے کے لیے طاغوت کے پاس لے جانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ ان کو حکم یہ کیا تھا کہ وہ اس کا کھل کر انکار کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بھٹکا کر پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا کر دے۔
معلوم ہوا کہ دین کی بعض باتوں کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا منافقوں کی علامت ہے،

اور کامل مؤمن وہ ہے جو ہر بات میں رسول کی اطاعت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں پر راضی نہ ہونا یہ آپ کی بے ادبی اور گستاخی ہے، ایسے شخص کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ یہ ہے کہ اُس کا سرتن سے جدا کر دیا جائے۔ ❶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والے پانچ افراد کا بھیانک انجام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والے پانچ افراد تھے، اوّل ولید بن مغیرہ، دوسرا عاص بن وائل سہمی، تیسرا اسود بن عبد یغوث، چوتھا اسود بن مطلب، پانچواں حارث بن قیس تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو استہزاء کی سزا دی اور یہ لوگ بری موت مرے۔ ایک دن یہ لوگ کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے (زمانہ جاہلیت میں بھی کعبہ شریف کا طواف کیا جاتا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر وہاں موجود تھے، حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی تشریف لے آئے، جب ولید بن مغیرہ کا گزرا ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس شخص کو کیسا پاتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ برا بندہ ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اس کی طرف سے آپ کی حفاظت کر دی گئی، اور یہ فرماتے ہوئے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ فرمایا، اس کے بعد ولید وہاں سے چلا گیا یمانی چادریں پہنے ہوئے تھا، تہبند کو گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا، راستہ میں بنی خزاعہ کا ایک شخص کھڑا ہوا تھا جس کے تیروں کے پَر بکھرے ہوئے تھے، ان تیروں کا دھار دار حصہ ولید کے پاؤں میں چبھ گیا، اس نے تکبر کی وجہ سے جھکنا گوارا نہیں کیا تا کہ اسے اپنے پاؤں سے نکال دے، بالآخر وہ

---

❶ تفسیر البضاوی: سورة النساء آیت نمبر ۶۰ کے تحت، ج ۲ ص ۸۰/ تفسیر أبو السعود، سورة النساء آیت نمبر ۶۰ کے تحت، ج ۲ ص ۱۹۴

دھار دار حصہ آگے بڑھتا رہا جس نے اس کی پنڈلی کو زخمی کر دیا جس سے وہ مریض ہو گیا اور اس مرض میں مر گیا۔ پھر عاص بن وائل سہمی وہاں سے گزرا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے محمد! یہ کیسا شخص ہے؟ آپ نے فرمایا یہ برا بندہ ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے قدموں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ آپ کی اس سے حفاظت ہوگئی، اس کے بعد عاصم بن وائل اپنے دولڑکوں کے ساتھ تفریح کرنے نکلا ایک گھاٹی پر پہنچا تو اس کا پاؤں ایک خاردار درخت پر پڑ گیا اس کا ایک کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں گھس گیا جس سے اس کا پاؤں پھول کر اونٹ کی گردن کے برابر ہو گیا اور وہی اس کی موت کا سبب بن گیا۔ تھوڑی دیر میں اسود بن مطلب گزرا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد! یہ کیسا شخص ہے؟ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ برا شخص ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ آپ اس سے محفوظ ہو گئے، چنانچہ وہ اندھا ہو گیا اور برابر دیوار میں سر مارتا رہا اور یہ کہتے ہوئے مر گیا: قَتَلَنِيْ رَبُّ مُحَمَّدٍ (مجھے محمد کے رب نے قتل کر دیا) پھر اسود بن عبدیغوث گزرا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے محمد! آپ اسے کیسا شخص پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ برا بندہ ہے حالاں کہ میرے ماموں کا لڑکا ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس کی طرف سے آپ کی حفاظت کر دی گئی یہ کہہ کر اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا، لہٰذا اس کو استسقاء کا مرض لگ گیا۔ اس کے بعد حارث بن قیس کا گزر ہوا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے محمد! آپ اِسے کیسا پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ برا بندہ ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس سے آپ کی حفاظت کر دی گئی، اِس کی بعد اس کے ناک سے مسلسل پیپ

نکلنے لگی جو اس کی موت کا ذریعہ بن گئی۔ ❶

گستاخ شخص کی نسل سے خوارج کا ظہور ہوا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رنگے ہوئے چمڑے کے تھیلے میں تھوڑا سا سونا بھیجا، جس کی مٹی اس سونے سے جدا نہیں کی گئی (کہ تازہ کان سے نکلا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید الخیل اور چوتھے علقمہ یا عامر بن طفیل کے درمیان تقسیم کردیا، آپ کے صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ہم اس کے ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں مجھ پر اطمینان نہیں ہے؟ حالانکہ میں آسمان والے کا امین ہوں۔ میرے پاس صبح وشام آسمان والے کی خبریں آتی ہیں۔ تو ایک آدمی دھنسی ہوئی آنکھوں والا، رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی، اونچی پیشانی، گھنی داڑھی، منڈا ہوا سر، تہبند اٹھائے ہوئے تھا، کھڑا ہوکر بولا یا رسول اللہ! اللہ سے ڈرو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ہلاک ہو، کیا میں تمام روئے زمین پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے کا مستحق نہیں ہوں؟ پھر وہ آدمی چلا گیا، تو حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ! أَلاَ أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ کیا میں اس کی گردن نہ مار دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، ممکن ہے وہ نماز پڑھتا ہو (یعنی ظاہری اسلام سے وہ مستحق قتل نہیں رہا) حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور بہت سے ایسے نمازی ہیں جو زبان سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں (یعنی

❶ تفسير الطبري: سورة الحجر آیت نمبر ۹۵ کے تحت، ج ۱۷، ص ۱۵۴، ۱۵۵/ تفسير البغوی: سورة الحجر آیت نمبر ۹۵ کے تحت، ج ۳ ص ۶۸، ۶۹/اللباب فی علوم الكتاب: ج ۱۱ ص ۴۹۶

منافق ہوتے ہیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں کے دلوں کو کریدنے اوران کے پیٹوں کو چاک کر(کے باطنی حالات معلوم) کرنے کا حکم نہیں ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب وہ پیٹھ موڑے جارہا تھا تو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھراس کی طرف دیکھ کرفرمایا:

إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا،لَايُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ،يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. ❶

ترجمہ: اس شخص کی نسل سے وہ قوم پیدا ہوگی جو کتاب اللہ کو مزے سے پڑھے گی حالانکہ وہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا، دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے پاس سے نکل جاتا ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے یاد پڑتا ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اس قوم کے زمانہ میں ہوتا تو قوم ثمود کی طرح انہیں قتل کردیتا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! انصاف سے تقسیم کیجئے (اس کے اِس طعن پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کمبخت اگر میں انصاف نہیں کرتا تو اور کون کرتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! "دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ" اجازت عطا فرمایئے میں اس (خبیث) کی گردن اڑا دوں، فرمایا: رہنے دو اس کے کچھ ساتھی ایسے ہیں (یا ہوں گے) کہ ان کی نمازوں اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر جانو گے، لیکن وہ لوگ

---

❶ صحیح البخاری: کتاب المغازی، بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَخَالِدِ بْنِ الوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ، رقم الحديث: ۴۳۵۱

دین سے اس طرح خارج ہوں گے جس طرح تیر نشانہ سے پار نکل جاتا ہے۔ (تیر پھینکنے کے بعد) تیر کے پر کو دیکھا جائے گا تو اس میں بھی خون کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ تیر کی دھار کو دیکھا جائے گا تو اس میں بھی خون کا کوئی نشان نہ ہوگا اور تیر (جانور کے) گوبر اور خون سے پار نکل چکا ہوگا۔ (ایسی ہی ان خبیثوں کی مثال ہے کہ دین کے ساتھ ان کا سرے سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔) ❶

ابولہب کے گستاخ بیٹے کا عبرتناک انجام

ابولہب اور اس کا بیٹا عتبہ شام کے سفر کی تیاریاں کرنے لگے، اس کے بیٹے نے کہا سفر میں جانے سے پہلے ایک مرتبہ ذرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اللہ کو گالیاں تو دے دیں، چنانچہ یہ آیا اور کہا اے محمد! جو قریب ہوا اور اترا اور دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک آ گیا، میں تو اس کا منکر ہوں (یہ انتہائی بے ادب تھا اور بار بار گستاخی کرتا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس کے لئے بددعا نکل گئی کہ "اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْباً مِّنْ كِلَابِكَ" اے اللہ! اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مقرر کر دے۔ یہ جب لوٹ کر اپنے باپ ابولہب کے پاس آیا اور ساری باتیں کہہ سنائیں، تو اس نے کہا بیٹا اب مجھے تو تیری جان کا اندیشہ ہوگیا، اِس کی بددعا رَد نہیں ہوتی، اس کے بعد یہ قافلہ یہاں سے روانہ ہوا شام کی سرزمین میں ایک راہب کے عبادت خانے کے پاس پڑاو ڈالا، راہب نے ان سے کہا یہاں تو درندے بھیڑیئے اس طرح پھرتے ہیں جیسے بکریوں کے ریوڑ، تم یہاں کیوں آ گئے؟ ابولہب یہ سن کر ٹھٹک گیا اور تمام قافلے والوں کو جمع کر کے کہا دیکھو میرے بڑھاپے کا حال

❶ صحيح البخاري: كتاب إستتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ، وَأَنْ لَا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ، رقم الحديث: ٦٩٣٣

تمہیں معلوم ہے اور تم جانتے ہو کہ میرے کچھ حقوق تم پر ہیں، آج میں تم سے ایک عرض کرتا ہوں، امید کرتا ہوں کہ تم سب اِسے قبول کرو گے، بات یہ ہے کہ مدعی نبوت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے جگر گوشے کے لئے بددعا کی ہے اور مجھے اس کی جان کا خطرہ ہے، تم اپنا سب سامان واسباب اس عبادت خانے کے پاس جمع کرو اور اس کے اوپر میرے پیارے بچے کو سلاؤ اور تم سب اس کے اردگرد پہرا دو۔ لوگوں نے اسے منظور کرلیا۔ یہ اپنی سب احتیاطی تدابیر کرکے سو گئے، اچانک ایک شیر آیا اور سب کے منہ سونگھنے لگا، جب سب کے منہ سونگھ چکا اور گویا جسے تلاش کر رہا تھا اسے نہ پایا، تو پچھلے پیروں ہٹ کر بہت زور سے چھلانگ لگا کر اس جگہ پر پہنچ گیا، وہاں جا کر اس کا بھی منہ سونگھا اور گویا وہی اس کا مطلوب تھا، پھر اس نے اس کے پرخچے اڑا دیئے، چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اس وقت ابولہب کہنے لگا اس کا تو مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کے بعد یہ بچ نہیں سکتا۔ ❶

مشرکہ گستاخی کرنی والی بہن کا بھائی کے ہاتھوں بھیانک انجام

حضرت عمیر بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کی ایک بہن تھی، حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلتے تو وہ اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے اذیت دیتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی اور وہ مشرکہ تھی۔ اُنہوں نے ایک دن تلوار اُٹھائی پھر اس بہن کے پاس آئے، اسے تلوار کا وار کرکے قتل کر دیا۔ اس کے بیٹے اُٹھے، اُنہوں نے چیخ وپکار کی اور کہنے لگے کہ ہمیں معلوم ہے کس نے اسے قتل کیا

❶ تاریخ مدینہ دمشق: ترجمۃ: عتبۃ بن عبدالعزی، ج۳۸ص ۳۰۲/الذریۃ الطاهرۃ للدولابی: ص۵۷، رقم الحدیث: ۷۷/المستدرک علی الصحیحین: کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ أبی لهب، ج۲ ص ۵۸۸، رقم الحدیث: ۳۹۸۴، قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ووافقه الذهبی

ہے؟ کیا ہمیں امن وامان دے کر قتل کیا گیا ہے؟ اور اس قوم کے آباء واجداد اور مائیں مشرک ہیں (یعنی پھر ہم انہیں قتل کریں گے) جب عمیر رضی اللہ عنہ کو یہ خوف لاحق ہوا کہ وہ اپنی ماں کے بدلے میں کسی اور کو ناجائز قتل کردیں گے، تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو خبر دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''أَقَتَلْتَ أُخْتَکَ؟'' کیا تم نے اپنی بہن کو قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے اِسے کیوں قتل کیا؟ تو اُنہوں نے کہا: ''إِنَّهَا کَانَتْ تُؤْذِينِي فِيکَ'' یہ مجھے آپ کے بارے میں تکلیف دیتی تھی۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹوں کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے پوچھا تو اُنہوں نے کسی اور کو قاتل بنایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی اور اس کا خون رائیگاں قرار دیا، تو اُنہوں نے کہا: ہم نے سنا اور مان لیا۔ (یعنی جیسے یارسول اللہ! آپ کا حکم ہے ہم اُس کی اطاعت کرتے ہیں۔) ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا مذاق اڑانے والے بادشاہ کسریٰ کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر اور کسریٰ دونوں کی طرف اپنے خطوط بھیجے کہ وہ اسلام کو قبول کرلیں، دونوں نے اسلام قبول نہیں کیا، لیکن اِن میں سے قیصر روم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کی تکریم اور عزت کی اور خط لانے والے کی خاطر داری اور تکریم کی تو اس کی بادشاہت باقی رہی، جبکہ کسریٰ نے گستاخی کی تو اِس کی

❶ المعجم الكبير: باب العين، ج١٧ ص٦٤، رقم الحديث: ١٢٤/قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ تَابِعِيَّيْنِ أَحَدُهُمَا ثِقَةٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الحدود والديات، بَابُ مَنْسَبّ نبياأوغيره، ج٦ ص٢٦٠، رقم الحديث: ١٠٥٧٠)

سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَيُقَالُ: إِنَّ الْمَلِكَ بَاقٍ فِي ذُرِّيَّتِهِ إِلَى الْيَوْمِ، وَكِسْرَى مَزَّقَ كِتَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَهْزَأَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَتَلَهُ اللَّهُ بَعْدَ قَلِيلٍ، وَمَزَّقَ مُلْكَهُ كُلَّ مُمَزَّقٍ. ❶

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ بادشاہت آج بھی قیصر کے خاندان میں باقی اور جاری ہے، جبکہ کسری نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو پھاڑ ڈالا اور اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا، جس کے انجام میں تھوڑے وقت کے بعد قتل ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اوراس جہانِ فانی میں سلطنت کسری کا کوئی وجود باقی نہ رہا، درحقیقت یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ (الکوثر: ۳) یقیناً تیرادشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والوں کی نسلیں ختم ہوجاتی ہیں، صفحہ ہستی سے ان کا نام ونشان مٹ جاتا ہے، اور کوئی اِن کا ذکر خیر نہیں کرتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والے عیسائی کاتب کی لاش کو زمین نے قبول نہیں کیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نصرانی اسلام لایا اور اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتبِ وحی مقرر ہوگیا، اس کے بعد پھر وہ مرتد ہوکر نصرانی ہوگیا اور مشرکوں سے جاملا، وہ کہا کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف اتنا ہی جانتے ہیں جتنا میں نے ان کو لکھ کر دیا ہے۔ پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے

---

❶ الصارم المسلول علی شاتم الرسول: المسألة الأولی، ص ۱۶۴

موت دی، تو لوگوں نے اس کو دفن کر دیا، جب صبح کو دیکھا گیا تو زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا تھا، لوگوں نے کہا:

هَـذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَعَلِمُوا: أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ. ❶

ترجمہ: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کا فعل ہے، چونکہ ان کے ہاں سے بھاگ آیا تھا اس لئے انہوں نے اس کی قبر کھود ڈالی، چنانچہ ان لوگوں نے اس کو دوبارہ حتی الامکان بہت گہرائی میں دفن کیا، دوسری صبح بھی اس کی لاش کو جب زمین نے باہر پھینک دیا، تو لوگوں نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کا فعل ہے کیونکہ وہ بھاگ آیا تھا، پھر انہوں نے جتنا گہرا گھڑا کھود سکتے تھے کھود کر اس کی لاش کو دفن کر دیا لیکن تیسری صبح بھی جب زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا، تب لوگوں کو یہ بات سمجھ آگئی کہ یہ کسی انسان کی طرف سے نہیں، (خود خالق کائنات کی طرف سے زمین کو حکم ہے کہ اِس گستاخ کی لاش کو باہر پھینک دو) تب انہوں نے اِس کی لاش کو اِسی طرح چھوڑ دیا۔

ایک کتے کا گستاخ عیسائی کو قتل اور چالیس ہزار افراد کا قبولِ اسلام

مغل بادشاہوں میں سے کوئی امیر عیسائی ہو گیا تھا، اس کے پاس ایک مرتبہ بہت بڑی تقریب میں سرکردہ عیسائی مبلغین بھی شریک ہوئے۔ ایک عیسائی مبلغ نے موقع کی

❶ صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام، رقم الحدیث: ۳٦١٧

مناسبت سے فائدہ اٹھانے کی خاطر وعظ ونصیحت شروع کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اورتوہین شروع کردی۔ وہاں قریب ہی ایک شکاری کتا بھی بندھا ہوا تھا۔ کتے نے رسی تڑوا کراس عیسائی مبلغ پر حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا، بہت ہی جدو جہد اور کوشش کے بعد لوگوں نے کتے کو اس سے علیحدہ کیا۔ مجمع میں سے کچھ لوگوں نے اُس عیسائی سے کہا کہ کہیں کتے نے تیری اس گستاخی کی وجہ سے تو تجھ پر حملہ نہیں کیا؟ عیسائی نے کہا بالکل نہیں، اصل میں یہ ایک غیرت مند کتا ہے، میں نے بات کرتے ہوئے اس کی طرف ہاتھوں سے اشارہ کیا تھا، اس نے سمجھا میں اِسے مارنا چاہتا ہوں، اس لئے یہ مجھ پر حملہ آور ہو گیا۔

اس کے بعد عیسائی نے دوبارہ شانِ رسالت میں گستاخی وتوہین شروع کردی، اب کی بار کتے نے رسی توڑ کر عیسائی کی گردن دبوچ لی اور اُس وقت تک نہ چھوڑا جب تک وہ جہنم واصل نہ ہو گیا۔ اِس واقعہ کی وجہ سے چالیس ہزار لوگ مسلمان ہو گئے۔ ❶

ایک گستاخ کو سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ نے قتل کر دیا

شیطان صفت پرنس ارطاق والئی کرک ریجی نالڈ نے جزیرہ نمائے عرب پر لشکر کشی کا قصد کیا تا کہ مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کو منہدم اور مکہ معظّمہ میں خانہ کعبہ کو مسمار کر دے، جب وہ سمندری راستے سے حملہ آور ہوا تو مسلمان مقابلے کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، اس کی فوج اسلامی لشکر کو دیکھ کر گھبرا گئی، وہ اپنے جہازوں کو چھوڑ کر پہاڑوں کی جانب بھاگے، مسلم سپاہ کے جیالوں نے انہیں پہاڑوں اور باغوں سے پکڑ کر ان کے ٹکڑے کر دیئے۔ ریجی نالڈ جیسا شاتم رسول خود بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا، لیکن یہ ابلیس اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا اور

❶ الدرر الكامنة فى أعيان المائة الثامنة: ترجمة: على بن مرزوق بن أبى الحسن، ج۴ ص ۱۵۳

مسلمانوں کو دکھ پہنچانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرنا اس کی فطرت کا جزو لاینفک بن چکا تھا لیکن پول کا بیان ہے کہ ریجی نالڈ نے ۱۱۷۹ء میں مسلمانوں کے ایک کارواں کو لوٹ لیا اور اس کے تمام آدمی گرفتار کر لئے۔ بادشاہ یروشلم نے اس پر اعتراض کیا اور کارواں کے لوگوں کی رہائی اور لوٹے ہوئے مال کی واپسی کے لئے سفیر بھیجا۔ ریجی نالڈ نے ان کا مذاق اڑایا۔ ۱۱۸۳ء میں پھر یہی حرکت کی۔ ۱۱۸۶ء میں مسلمان تاجروں کے ایک قافلہ کو لوٹ کر اہل قافلہ کو گرفتار کر لیا، جب ان لوگوں نے ان سے رہائی کے لئے کہا تو اس نے یہ طعن آمیز جواب دیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہو اس سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آ کر تم کو چھڑائے (استغفر اللہ) جس وقت سلطان صلاح الدین ایوبی کو ریجی نالڈ کی اس گستاخانہ گفتگو کی خبر ملی تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ اس صلح شکن کافر کو خدا نے چاہا تو میں اپنے ہاتھوں سے قتل کر دوں گا۔ صلیبی لڑائیوں کے سلسلے میں ایک موقع پر فرنگیوں کو شکست ہوگئی۔ فرنگی بادشاہ اور شہزادے قید کر کے سلطان صلاح الدین ایوبی کے سامنے لائے گئے۔ ان میں ریجی نالڈ بھی شامل تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس کو تمام بداعمالیاں گنوائیں اور یہ بھی کہا کہ اس وقت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہتا ہوں اور یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں سے اس موذی کا سر قلم کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہم مسلمانوں کا یہ دستور نہیں کہ لوگوں کو خواہ مخواہ قتل کرتے رہیں۔ ریجی نالڈ تو صرف حد سے بڑھی ہوئی بداعمالیوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخی کی پاداش میں قتل کیا گیا ہے۔ (۱)

(۱) الکامل فی التاریخ: ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ ثَلَاثٍ وَثَمَانِينَ وَخَمْسِمِائَةٍ، ج ۱۰ ص ۲۶، ۲۷/ النوادر السلطانية والمحاسن اليوسفية: ج ۳ ص ۲۴۳/ الأنس الجليل بتاريخ القدس والخليل: ج ۱ ص ۳۲۱، ۳۲۲

بیوی کی التجاء پر گستاخِ رسول کو قتل کرنے کا ایمان افروز واقعہ

ایک ایسے غازی کا واقعہ جو مقام شہادت تو نہ حاصل کر سکا مگر شاتم کو قتل کر دیا۔

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے — جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا — سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

سندھ کے علاقہ ضلع نواب شاہ تحصیل پنیڈ عیدن سے پندرہ میل دور ایک قصبہ آباد تھا، جس کا نام کونڈی ہے، اس قصبہ میں کچھ مرزائی رہائش پذیر تھے، انہوں نے مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج کیا تو تحریک ختم نبوت والوں نے اپنے اکابر علماء کو دعوت دے کر بلایا اور مناظرہ کی تیاری کر لی، حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ اور دیگر علماء کرام تشریف لائے، اور مسلمانوں کی کثیر تعداد بھی اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے پہنچی ہوئی تھی، مناظرہ کا آغاز ہوا اور مولانا لال حسین اختر صاحب رحمہ اللہ نے بڑے ہی جرأت مندانہ انداز میں فرمایا آج میں ان شاء اللہ ثابت کروں گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب تھا اور اس کا دعوی نبوت بھی جھوٹا تھا، اور اس کے احکامات کا نزول ماننے والے اس کے پیروکار سب جھوٹے ہیں، ان کے مقابلہ میں قادیانی مناظر جو آیا تھا وہ ایک مقامی جاگیردار عبدالحق نامی شخص تھا، اس نے مولانا لال حسین صاحب رحمہ اللہ کے جواب میں وہی الفاظ دہرائے کہ میں آج یہ ثابت کروں گا کہ تمہاری نبی جھوٹے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ نعوذ باللہ من ذلک

پھر کیا تھا مسلمان تو بپھر گئے کہ مسلمانوں کی موجودگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین، مسلمانوں میں شور پڑ گیا، مسلمان اس کی طرف دوڑے قریب تھا کہ اس کا قصہ تمام کر دیا جاتا مگر مقامی پولیس نے پہنچ کر معاملہ رفع دفع کروایا، مسلمانوں نے کہا کہ یہ ملعون اپنے الفاظ واپس لے اور معافی مانگے اس نے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے، ہماری

غیرت ایمانی کوللکارا ہے۔

مسلمان فرطِ غم میں ڈوبے بوجھل قدموں کے ساتھ اپنے گھروں کولوٹ گئے،ان کے دل غمزدہ تھے،حاجی مانک بھی دوسرے لوگوں کی طرح غمزدہ بوجھل قدموں سے چلتا آرہا تھا،اور حاجی مانک لوگوں کوغیرت دلا رہے تھے کاش یہ دن دیکھنے سے پہلے مجھے موت آجاتی،میری زندگی میں حضور کی مطہرہ ومنزہ ذات کی اتنی توہین،ابھی گھر کی دہلیز پرقدم رکھا ہی تھا کہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی تاریخ کودہرانے والی اہلیہ نے چیخ چیخ کررونا شروع کردیا،وہ زاروقطار رورہی تھی اورشوہرکومخاطب کرکے کہہ رہی تھی توبے غیرت ہے،آج کے بعد میں تمہاری بیوی کہلانے کوتیارنہیں،تواس گھر سے چلا جا اس گھر میں آج میں رہوں گی یاتم رہوگے،آج وہ اپنے سرتاج سے اس طرح مخاطب تھی،اے حاجی مانک! تجھے شرم نہیں آئی ابھی کچھ دن پہلے تو روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرحاضری دے کرآئے ہو،ابھی تو کچھ زیادہ دن بھی نہیں گزرے ہیں،کہاں گئی تمہاری غیرتِ ایمانی؟ کل حوضِ کوثر پررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوکیا منہ دکھاؤگے،تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اتنے گستاخانہ جملے سن کرگھر زندہ کیسے چلے آئے،کیا تم رسول اللہ کے امتی نہیں ہو؟ بس پھرکیا تھا بیوی کے یہ جملے جلتی پرتیل کا کام کرگئے، حاجی صاحب توپہلے ہی بڑے رنجیدہ تھے،بیوی کے یہ جملے سنے اورکلہاڑی اٹھائی اور اس شاتم رسول عبدالحق ملعون کی طرف چل دیئے،مانک کے دل میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے جوش مارا،کلہاڑی لئے چلتا جارہا تھا کہ مانک پچاس سالہ بوڑھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں آج بہت طاقتوراورجوان لگ رہا تھا،حاجی مانک کھیتوں کی طرف جارہے تھے کہ اسے اپنا شکارسامنےنظرآیا،ضمیرنے یہ فیصلہ کیا آج میں رہوں گا یا یہ گستاخِ رسول،عبدالحق نے کلہاڑی اٹھائے حاجی صاحب کوآتے

ہوئے دیکھ لیا تھا مگر اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ موت اس قدر قریب پہنچ چکی ہے۔

قریب پہنچتے ہی حاجی مانک نے اُسے للکارا کہ او گستاخِ رسول تو آج بچ کر نہیں جاسکتا۔ رسول اللہ کا عاشق تیرے لئے پیغام اجل لایا ہے، آج تیری زندگی کا آخری دن ہے۔ یہ سن کر اس ملعون نے دوڑ لگادی، حاجی مانک اس کے پیچھے دوڑے، عبدالحق کو ٹھوکر لگی اور نیچے گر گیا، حاجی مانک نے کلہاڑی سے وار کیا اور ٹھوکر مارتے ہوئے نعرہ تکبیر لگایا اور زوردار ضربیں لگانی شروع کردیں۔ سینے پر یہ کہتے ہوئے ضرب لگائی اس سینے میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کینہ تھا اور دماغ پر وار کر کے اسے جہنم رسید کردیا، ابھی اس عاشق کی آگ ٹھنڈی نہیں پڑی تھی اس کی زبان کو کھینچا انگلی کو کاٹا جس انگلی سے اشارہ کیا تھا، جس زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی تھی اور کلہاڑی لئے خون آلود کپڑوں کے ساتھ تھانے جا پہنچا، تھانیدار نے پہچانتے ہوئے کہا حاجی صاحب یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا عبدالحق نے کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا ارتکاب کیا تھا میں آج اس کی زبان کو بند کر آیا ہوں، وہ جہنم واصل ہو چکا ہے، اس کے خون کو کتے چاٹ رہے ہیں اور اس کے مغز کو چیل اور کوے کھا رہے ہیں، قتل کرنے کے بعد خود ہی تھانے میں حاضر ہو گئے، تھانیدار کانپنے لگا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اپنی کرسی سے اُٹھ کر اپنی ٹوپی اتار کر حاجی مانک کے قدموں میں رکھتے ہوئے کہا معاف کیجئے گا، میں آپ کو گرفتار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہونا نہیں چاہتا ہوں، اتنے میں تھانہ کا سارا عملہ اکٹھا ہو گیا، سپاہیوں کی نگاہیں مانک جیسے بہادر بوڑھے پر پڑیں تو سب سراپا ادب بن کر کھڑے ہو گئے، اور شرمندہ تھے کہ جو کام ہم جوانوں سے نہ ہو سکا ایک بوڑھے نے کتنی جلدی سے کر دکھایا، مانک نے کہا

مجھے گرفتار کرو، افسر نے کہا میں اپنی وردی اتار کر حکومت کے حوالے کر سکتا ہوں لیکن آپ کو گرفتار نہیں کر سکتا ہوں، کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا، مانک آپ میرے مہمان ہیں، مانک کو عزت سے بٹھایا اور سکھر پولیس کو اطلاع دی گئی، سکھر پولیس نے ان کو گاڑی میں بٹھایا اور سکھر جیل میں بند کر دیا، جیل میں لوگ ہزاروں کی تعداد میں اس عاشق کی زیارت کے لئے آتے تھے، اور جیل کے لوگ حاجی مانک کی خدمت کرنا اپنے لئے باعثِ فخر تصور کرتے تھے، جب علماء کو علم ہوا تو علماء اکابر دور دور کا سفر کر کے حاجی مانک کی زیارت کے لئے تشریف لائے، جن میں مولانا محمد علی جالندھری، مولانا قاضی احسان شجاع آبادی، حضرت امروٹی، مولانا عبد اللہ درخواستی اور مولانا عبد الشکور دین پوری رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں، واہ مانک تیرے مقدر کہ حضور کے گستاخ کو واصل جہنم کر کے تو اتنا قیمتی ہو گیا کہ بڑے بڑے بزرگ تیری زیارت کو سعادت سمجھنے لگے، دن بھر ہزاروں علماء صلحاء زیارت کرنے آتے، اور رات کو غازی مانک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جاتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اے مانک! مجھے تیری غیرت اتنی پسند آئی کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تجھے مبارکباد پیش کرتا ہوں سبحان اللہ!

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانک وکیل نہ کرنا، تیری وکالت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود کروں گا، مرزائیوں نے خوب ایڑی چوٹی کا زور لگایا، لندن سے وکیل کر کے لائے اور مانک کے وکیل نے کہا مانک بیان بدل لو، جان بچ جائے گی، مگر اس دیوبند کے فرزند نے وہی الفاظ کہے جو سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے کراچی کی عدالت میں انگریز جج سے کہے تھے، بیان بدل دیا تو ایمان چلا جائے گا، جان جائے تو جائے مگر

ایمان نہ جائے، کیوں؟ اس لئے کہ:

جان دی ہوئی اس کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لیکن مانک چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا تھا ہاں یہ کام میں نے کیا ہے اور جو بھی گستاخ آئندہ یہ جرم کرے گا میں اس کا یہی حشر کروں گا، میری جان جاتی ہے تو چلی جائے:

فنافی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے جسے مرنا نہیں آتا اُسے جینا نہیں آتا

چنانچہ تین سال مقدمہ چلنے کے بعد جج نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عشق میں دیوانہ ہو گیا ہے اور دیوانے پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا، لہذا اسے بری کیا جاتا ہے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گستاخ کی سزا شرعی طور پر قتل بھی بنتی ہے۔

حاجی مانک رحمہ اللہ نے غازی کا لقب تو پالیا مگر اس بات پر تاحیات افسوس رہا کہ شہادت کی موت نصیب نہ ہوسکی، عرصہ دراز یہ غازی مانک حیات رہے مگر کوئی دشمن رسول اتنی جرأت نہ کرسکا کہ حاجی مانک کی طرف میلی نگاہ سے بھی دیکھ سکے، کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے، حاجی مانک کو اس واقعہ سے قبل کوئی نہیں جانتا تھا لیکن بیوی کے غیرت دلانے سے مانک نے وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ نوجوان بھی جو کارنامہ سرانجام نہ دے سکے، اور قیامت تک کے لئے حاجی مانک کا نام روشن ہو گیا۔ ❶

گستاخِ رسول کے قتل کے لئے ماں کا اپنے بیٹے کو بخوشی اجازت دینا

شمع نبوت کے عظیم شیدائی غازی محمد صدیق کی ولادت ۱۹۱۴ء میں ہوئی، لڑکپن میں ہی اپنے والد ماجد شیخ کرم الٰہی کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے، آپ کی والدہ محترمہ کا

❶ خطبات ختم نبوت: حصہ دوم، ص ۳۳۴ تا ۳۴۳/ تحفظ ختم نبوت، اہمیت اور فضیلت: ص ۳۰۰ تا ۳۰۳/ شاہراہِ عشق کے مسافر: ص ۱۷۲ تا ۱۷۷

نام عائشہ بی بی تھا، آپ بڑی نیک سیرت اور حوصلہ مند خاتون تھیں، ان کی تربیت کا اثر موصوف کے تاریخی عمل سے ۱۹۳۵ء میں سامنے آیا، جب شمع رسالت کے یہ پروانے تختہ دار کو رونق بخش گئے۔

پالامل سنار ایک صاحبِ ثروت ہندو سنار تھا، اس کی دکان درگاہ حضرت بلھے شاہ سے ذرا دور تھی، اس کی پشت پر ہندو ساہو کاروں کا ہاتھ تھا، بنیوں کے ٹولے کی حمایت میں ابتداء میں وہ مسلمانوں کی معاشی ناسازگاریوں پر بکواس کرتا تھا، پالامل نے بے ادبیوں کا یہ کھلم کھلا سلسلہ شروع کر رکھا تھا، ۱۶ مارچ کو جب لوگ نماز پڑھ رہے تھے تو مردود مذکور نے نہ صرف نماز کا مضحکہ اڑایا بلکہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے متعلق نازیبا کلمات بکے، شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں صریحاً گستاخی کی اس قبیح حرکت پر پورے شہر میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔

انہی دنوں کا ذکر ہے کہ ایک رات حافظ غازی محمد صدیق صاحب نیند میں تھے کہ مقدر جاگ اٹھا، نصف شب بیت چکی تھی، جب آپ کو سرورِ دوعالم، روح رواں عالم، جناب احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قصور میں ایک بدنصیب ہندو پے درپے ہماری شان میں گستاخیاں کرتا چلا جارہا ہے، جاؤ اور اس ناپاک زبان کو لگام دو، قبلۂ صدق ووفا، کعبۂ ارباب حلم وحیاء، وارثِ علوم اولین، مورث کمالات آخرین، شہنشاہ فضائل وکمالات، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وعزت کا یہ جانباز محافظ کئی روز تک شدت غم وغصہ سے پیچ وتاب کھاتا رہا، ان کے سینے میں جوش غضب کی چنگاریاں چٹخ رہی تھیں، ان کے دل میں ایک ہی جذبہ موجزن تھا کہ وہ جلد از جلد قصور پہنچ کر اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو جہنم رسید کریں۔

۱۰ستمبر۱۹۳۴ء کی بات ہے انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کی کہ مجھے خواب میں ایک دریدہ دہن کافر دکھلا کر بتایا گیا ہے کہ یہ بدبخت توہین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتکب ہورہا ہے، اسے گستاخی کا مزہ چکھاؤ تاکہ آئندہ کوئی شاتم اس امر کی جرأت نہ کرسکے، میں قصور اپنے ماموں کے پاس جارہا ہوں، گستاخ موذی وہیں کا رہنے والا ہے، مجھے بتایا گیا ہے کہ اس ذلیل کتے کی ذلت ناک موت میرے ہی ہاتھوں واقع ہوگی، نیز مجھے تختۂ دار پر جام شہادت پلایا جائے گا، آپ دعا فرمائیں، بارگاہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میں میری قربانی منظور ہو اور میں اپنے اس عظیم فرض کو بطریق احسن نبھا سکوں۔ ماں نے بخوشی اجازت دیدی، ایک مؤمنہ کے لئے اس سے بڑھ کر کیا مسرت ہوسکتی ہے کہ اس کا بیٹا دین اسلام کے کام آئے۔

۱۷ستمبر۱۹۳۴ء کی شام کا واقعہ ہے حضرت قبلہ غازی صاحب دربار بابا بلھے شاہ کے نزدیک نیم کے درخت سے ٹیک لگائے کھڑے تھے، عقابی نگاہیں آنے جانے والوں کا بغور جائزہ لے رہی تھیں، اتنے میں ایسا شخص دکھائی دیا جس نے چہرے پر کسی حد تک نقاب اوڑھ رکھا تھا، آپ نے جھٹ اس کی راہ روکی اور پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ یہاں کیا کرتا ہے؟ اسے اپنا نام بتانے میں تأمل تھا، نوبت ہاتھا پائی تک پہنچی، آپ کو تنہا دیکھ کر اسے بھی حوصلہ ہوا، وہ کہنے لگا مسلمانوں نے پہلے میرا کیا بگاڑ لیا ہے اور اب کونسی قیامت آجائے گی۔ الغرض غازی موصوف نے اسے پہچان لیا کہ یہی وہ گستاخ رسول ہے جسے ٹھکانے لگانے پر اُسے مامور کیا گیا ہے، غازی نے فرمایا کہ میں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں، کئی دنوں سے تیری تلاش میں تھا، اے دہن دریدہ ملیچھ! آج تو کسی طرح بھی ذلت ناک موت سے نہیں بچ سکتا، یہ کہہ کر آپ نے تہہ بند سے ایک تیز دھار آلہ نکالا اور للکارتے ہوئے اس پر

حملہ آور ہو گئے، حافظ محمد صدیق متواتر وار کئے جا رہے تھے اور زور زور سے نعرۂ تکبیر لگا کر بے غیرت پر برس پڑے، واقعات کے مطابق پورے ساڑھے سات بجے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کرنے والا یہ خناس شخص جسے لوگ پارمل سنار کے نام سے جانتے تھے، اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا۔

موقع پر موجود افراد کا بیان ہے کہ اگر غازی صاحب فرار ہونا چاہتے تو با آسانی ایسا کر سکتے تھے، مگر انہوں نے اپنے فرض سے فارغ ہو چکنے کے بعد دوگانہ نماز شکرانہ ادا کی اور قریبی مسجد کی سیڑھیوں پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے اور وقفے وقفے سے زیر لب مسکراتے اور گنگناتے رہے، اس وقت تمام ہندوؤں کے چہرے اترے اترے تھے مگر غازی صاحب نہایت مطمئن اور سرشار نظر آتے، دیکھنے والوں نے دیکھ کہ آپ کی یہ ادا مسلمانوں کی سربلندی اور غیرت مند فطرت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

سیشن کورٹ میں حافظ غازی محمد صدیق کے مقدمہ کی سماعت چھ دسمبر ۱۹۳۴ء کو سنٹرل جیل لاہور میں مسٹر ٹیل کے روبرو شروع ہوئی، استغاثہ کی طرف سے خان قلندر علی خان پبلک پراسیکیوٹر اور صفائی کے لئے میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر اور شیخ خالد لطیف گابا ایڈووکیٹ پیروکار تھے۔

سیشن کورٹ میں فیصلے کے دن حضرت قبلہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی والدہ نے اپنے جواں سال بیٹے کی پیشانی چومتے ہوئے نہایت حوصلے کے ساتھ فرمایا میں خوش ہوں، جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے تحفظ کے لئے تم قربان گاہ پر جا رہے ہو اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان قائم رکھنے کے لئے مجھے تم جیسے بیس بیٹوں کی قربانی دینا پڑے تو رب کعبہ کی قسم! کبھی دریغ نہ کروں۔

سیشن کورٹ میں غازی محمد صدیق رحمہ اللہ کے لئے سزائے موت کا حکم سنایا گیا، زندہ

دلانِ قصور نے اس فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ لاہور میں اپیل گزار دی، عدالتِ عالیہ میں ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء کو سماعت ہوئی، فیصلہ صادر کرنے کے لئے ایک ڈویژنل بینچ تشکیل دیا گیا، اس میں چیف جسٹس اور جسٹس عبدالرشید شامل تھے، فیصلہ کے طور پر سیشن کورٹ کا حکم بحال ہوا۔

ٹھیک ایک بجے جنازہ اٹھایا گیا اور جلوس کی صورت میں نصف میل کا فاصلہ پورے تین گھنٹے میں طے ہوا، نماز جنازہ پریڈ گراؤنڈ میں ادا کی گئی، جس میں محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی، جنازے کو کندھے دینے کے لئے چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تھے، آپ کے جسد مبارک کو قبرستان میں پہنچایا گیا اور فدائی حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم غازی محمد صدیق شہید کو پورے چھ بجے سپرد خاک کر دیا گیا۔ ❶

احادیثِ مبارکہ کا استہزاء کرنے والوں کا عبرتناک انجام

حدیث نبوی کا استہزاء کرنے والا مفلوج ہو گیا

حضرت ابو یحیی زکریا بن یحییٰ ساجی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ہم بصرہ کی گلیوں میں بعض محدثین کے گھر کی طرف جا رہے تھے، میں تیزی سے چلنے لگا، اِن لوگوں میں ایک شخص تھا، جو بے دین قسم کا تھا، اس نے استہزاء کرتے ہوئے کہا:

اِرْفَعُوا أَرْجُلَكُمْ عَنْ أَجْنِحَةِ الْمَلَائِكَةِ لَا تَكْسِرُوهَا، كَالْمُسْتَهْزِئِ، فَمَا زَالَ مِنْ مَوْضِعِهِ حَتَّى جَفَّتْ رِجْلَاهُ وَسَقَطَ. ❷

❶ تحفظ ختم نبوت اہمیت اور فضیلت: ص ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳

❷ بستان العارفين للنووی: ص ۵۰/ مرقاة المفاتيح: ج ۱ ص ۲۹۶/فيض القدير: ج ۱ ص ۵۴۳/تحفة الأحوذی: ج ۷ ص ۳۷۶

ترجمہ: اپنے پاؤں فرشتوں کے پروں سے الگ رکھوان کوتوڑ مت دینا، یہ بات اِس نے استہزاء کرتے ہوئے کہی، یہ کہتے ہی وہ آگے نہ بڑھ سکا، اس کے پاؤں وہیں خشک ہوگئے اور ایک قدم بھی آگے نہ رکھ سکا وہیں گر پڑا۔

حافظ عبدالحافظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس واقعہ کی سند قوی ہے کیوں کہ سب کے سب راوی مشہور ائمہ میں سے ہیں۔

یہ شخص اِس حدیث رسول کا مذاق اڑا رہا تھا جس میں ذکر ہے کہ فرشتے طالب علم کے پاؤں کے نیچے پَر بچھاتے ہیں، وہ روایت یہ ہے:

کثیر بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، تو ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ابوالدرداء! میں آپ کے پاس مدینہ منورہ سے تشریف لایا ہوں، ایک حدیث سننے کیلئے جس کی مجھے خبر ملی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، میں اس کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے نہیں آیا، تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ:

مَنْ سَلَکَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَلَکَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ. (۱)

ترجمہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص طلب علم کے لئے کسی راستے میں چلتا ہے اللہ اُسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے اور فرشتے اس طالب علم کی خوشنودی کے لئے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں۔

(۱) سنن الترمذی: أبواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه على العبادة، رقم الحديث: ۲۶۸۲

تو اس حدیث کا استہزاء کرتے ہوئے یہ گستاخ زور سے پاوں نیچے مارنے لگا کہ میں فرشتوں کے پروں کو توڑتا ہوں، تو قادر مطلق ذات نے وہیں اِس شخص کو مفلوج کر دیا، اور یہ بے حس ہو کر زمین پر گر گیا اور ایک قدم بھی آگے نہ اُٹھا سکا۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اِس واقعہ کو ایک اور سند کے ساتھ اِس طرح نقل کیا ہے کہ امام ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حدیث پڑھنے والوں میں ایک بد اعتقاد اور گستاخ شخص تھا، اس نے جب یہ حدیث سنی کہ فرشتے طالبین علم کے قدموں تلے اظہارِ خوشنودی کے طور پر اپنے پَر بچھا دیتے ہیں، تو اس نے اپنی ایڑیوں کے نیچے کیلیں لگوالیں اور کہنے لگا "أُرِیۡدُأَنۡ أَطَـأَأَجۡنِحَةَ الۡمَلَائِکَةِ" میں چاہتا ہوں اِس سے فرشتوں کے پر کچل دوں۔

چنانچہ محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں شل ہو گئے اور جسم کے سارے اعضاء مفلوج ہو گئے۔ ❶

اندازہ کیجیے اللہ تعالیٰ کے ہاں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کس قدر زیادہ ہے کہ استہزاء کرنے والے شخص کو ایسی سزا دی کہ سارے جہان کے لیے اُسے عبرت کا نشان بنا دیا، اللہ تعالیٰ ہمیں حدیث رسول کا احترام اور اس کے مقتضیٰ کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حدیث نبوی کے استہزاء کے سبب ہاتھ دبر میں گھس گیا

بعض بدعتیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پڑھی کہ جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے نہ ڈالے، کیوں کہ اس کو نہیں معلوم کہ ہاتھ رات کو کہاں رہا ہے۔ (یعنی حدیث سے مقصود یہ ہے کہ پہلے ہاتھ دھو کر پھر

❶ بستان العارفین: ص ۵۰

برتن میں ہاتھ ڈالو) تو ایک بدعتی نے حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا:

أَنَا أَدْرِی أَیْنَ بَاتَتْ یَدِی فِی الفِرَاشِ فَأَصْبَحَ وَقَدْ أَدْخَلَ یَدَهُ فِی دُبُرِهِ إِلَی ذِرَاعِهِ. ❶

ترجمہ: مجھے معلوم ہے کہ میرا ہاتھ رات کو بستر میں کہاں رہا ہے، جب یہ شخص صبح کو اٹھا تو ہاتھ کلائی تک دبر (قضائے حاجت کے مقام) میں گھسا ہوا تھا۔

امام تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ احادیث کی تحقیر سے بچے، اور جہاں سمجھ نہ آئے تو خاموش رہے۔

فرمانِ نبوی کو آزمانے پر ایک محدث کا چہرہ گدھے کی صورت میں تبدیل ہو گیا

دمشق میں ایک بہت بڑے محدث تھے، ان کے پاس سینکڑوں طلبہ پڑھنے آتے تھے مگر ان کا چہرہ ہمیشہ ڈھکا ہوا ہوتا تھا، ایک شاگرد کہتا ہے کہ کئی سال ان کے پاس پڑھنے کے بعد ایک دن میرے بار بار پوچھنے پر انہوں نے مجھے اپنا چہرہ دکھایا، میں نے دیکھا کہ ان کا سر اور چہرہ بالکل گدھے جیسا تھا، استاد نے فرمایا:

أُحْذُرْ یَا بُنَیَّ أَنْ تَسْبِقَ الْإِمَامَ، فَإِنِّی لَمَّا مَرَّ بِیْ فِی الْحَدِیْثِ اسْتَبْعَدْتُّ وُقُوعَهُ فَسَبَقْتُ الْإِمَامَ فَصَارَ وَجْهِی کَمَا تَرَی. ❷

ترجمہ: اے بیٹے! احادیث نبوی کی تحقیر سے بچنا، کیوں کہ مجھے ایک بار اس حدیث میں شک گزرا کہ تم میں سے کوئی رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے میں امام سے

❶ بستان العارفین للنووی: ص ۵۰/فیض القدیر: ج ۱ ص ۲۷۸

❷ مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: کتاب الصلاة، باب ما علی الماموم من المتابعة وحکم المسبوق، الفصل الاوّل، ج۳ص ۸۷۹/تحفة الأحوذی: ج۳ص ۱۵۲/ منار القاری شرح مختصر صحیح البخاری: ج ۲ ص ۱۴۲

پہل نہ کرے، ورنہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی مانند کر دیں گے۔ میں نے اس بات کے وقوع میں شک کیا اور (بطورِ تجربہ) امام سے سبقت کی۔ پس (اس عمل کی پاداش میں) میرے چہرے کی یہ حالت ہوگئی جو تم دیکھ رہے ہو۔

مسواک کا مذاق اڑانے والے کا عبرتناک انجام

بصرہ کے ایک گاؤں کا باشندہ ''ابوسلامہ'' تھا، یہ نہایت بے حیاء شخص تھا، احادیث رسول کا استہزاء کیا کرتا تھا، ایک دن اس کے سامنے مسواک اور اس کی فضیلتوں کا ذکر ہوا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اِسے اپنے مقعد یعنی پاخانہ کی جگہ مسواک کرونگا، چنانچہ مسواک کو اس جگہ رکھ کر تھوڑی دیر کے بعد نکال لیا، اس بے جا حرکت پر نو مہینے گزرے، اس دوران اس کے پیٹ میں اور پاخانہ کی جگہ برابر تکلیف رہتی تھی، نویں مہینہ اس کے پیٹ سے ایک جانور نکلا جو چوہے سے مشابہ تھا۔ اس کی صورت یہ تھی چار پاؤں تھے، سر مچھلی کی مانند تھا، چار دانت باہر نکلے ہوئے تھے، اور ایک بالشت لمبی دم تھی، پچھلا حصہ خرگوش کی طرح تھا، نکلنے کے بعد وہ جانور تین بار بہت زور سے سے چیخا، اس ہولناک جانور کو ابوسلامہ کی لڑکی نے دیکھا تو ایک پتھر سے اس کے سر کو کچل کر مار ڈالا، ابوسلامہ اس کو جننے کے بعد دو دن زندہ رہا اور تیسرے دن مر گیا اور یہ کہتے ہوئے مرا کہ مجھے اس جانور نے قتل کر دیا، اور میری آنتوں کو اس نے کاٹ دیا۔

اس حیرت انگیز جانور کو اس اطراف کے بہت سے لوگوں نے دیکھا، کتنوں نے اس جانور کو زندہ دیکھا اور بہت سے لوگوں نے مرنے کے بعد دیکھا۔ ❶

حدیث رسول کے استہزاء کے سبب اِس کا بھیانک انجام ہوا۔

---

❶ البداية والنهاية: سنة خمس وستين وستمائة، ج۱۳ ص ۲۸۹ / شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة خمس وستين وستمائة، ج۷ ص ۵۵۱

حضراتِ صحابہ کرام اور سلف کا تذکرہ عقیدت ومحبت سے کریں

صحابہ کرام کا مقام ومرتبہ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت ومحبت اوران کا ادب واحترام ایک مسلمان کے لیے لازم اورضروری ہے،اس روئے زمین پر حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعدمقدس ترین جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کی ہے،جن کی عظمت وفضیلت میں قرآن کی بیشمار آیتیں نازل ہوئیں اورجن کے مقامِ بلندکو بتانے اوران کے حقوق سے اُمت کوآ گاہ کرنے کے لیے امام الانبیاء جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گراں قدر ارشادات سے نوازا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ مقدس ترین طبقہ ہے جس نے براہِ راست شمعِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی پائی اورمنبع علم وعرفاں صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہوئے،اپنی آنکھوں کوآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف کیا،اپنے کانوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات کوسماعت کیا،جن کی زندگی کا بڑا مقصد نبی کے اشارہ پر جان وتن کولٹانا اورخودکوپیغمبر کے قدموں پر نثار کرنا تھا،کٹھن منزلیں،سخت مرحلے اور مسلسل آزمائشوں نے بھی ان کے جذبۂ اطاعت وفرماں برداری میں کمی آنے نہیں دی، نہ ہی پائے استقامت میں جنبش آنے دی،وہ دیوانہ وار اپنے نبی سے محبت کرتے تھے ،فدائیت وفنائیت کا حیرت انگیز نمونہ پیش کیا،اوررہتی دنیا تک کے انسانوں کو بتادیا کہ نبی کے عاشق ،دین حق کے متوالے اورمحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہی کیسے ہوتے ہیں!جن کی وفاداری،خلوص وجاں نثاری کے واقعات آج بھی ہمارے اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے ایمان کوتازہ کرنے اور جذبۂ وفا کو برانگیختہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ آبرو پر

مال ودولت کو نچھاور کیا، اسلام کی اشاعت اور دین کی تبلیغ کے لیے ناقابلِ فراموش قربانیاں دیں اور ہر طرح کی مشقت کو برداشت کیا۔ امت اور نبی کے درمیان کا مضبوط واسطہ اور اہم ذریعہ یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور فضیلت کے لیے کافی ہے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ان سے رضامندی کا اعلان فرما دیا:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبة: ١٠٠)

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنھوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے، اور وہ اس سے راضی ہیں، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

صحابہ کرام کی گستاخی سے بچیں

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل، محاسن، کمالات پر مشتمل بہت سی آیتیں اور احادیث ہیں جن کا تذکرہ یہاں نہیں کیا جا رہا ہے، بلکہ ان کی بے ادبی اور گستاخی سے بچنے کی جو تعلیم دی گئی اس سلسلہ میں چند ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیش ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ کو بتایا وہیں امت کو آگاہ کیا کہ وہ کسی بھی طرح ان کی شان میں گستاخی نہ کریں اور اِن کی بے ادبی سے بچیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو تیار کیا اور محنتوں کے بعد جن کو سجا، سنوار کر امت کے سامنے پیش کیا، اب کسی کی مجال نہیں کہ وہ

ان کے خلاف زہر اگلے، بے ادبی کرے اور نازیبا باتیں کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے محبت کو اپنی محبت کے مترادف قرار دیا اور ان سے بغض کو پیغمبر سے بغض کی وجہ بتلایا۔ مشہور حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ، وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ. ❶

ترجمہ: میرے صحابہ کرام کے (حقوق کی ادائیگی) کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، ان کو میرے بعد (سب وشتم اور طعن وتشنیع کے لیے) تختہ مشق نہ بنانا، (اور یہ بھی سمجھ لو کہ) جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی ہے، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض ہی کی وجہ سے ان سے بغض رکھا ہے اور جس نے ان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور اس کا پورا خطرہ ہے کہ اللہ ایسے شخص کو (دنیا وآخرت میں) عذاب میں مبتلا کر دے۔

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ آئندہ آنے والی نسلیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں احتیاط سے کام لیں، ان کی تکریم وتعظیم اور ان کے حقوق کی دائیگی کا لحاظ رکھیں۔ کسی قسم کی بے توقیری ان کے بارے میں نہ کریں ورنہ دنیوی یا اخروی عذاب کا خطرہ ہے۔ ❷

❶ سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب فيمن سب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ٣٨٦٢

❷ معارف الحدیث: فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج۸ ص۳۶۳

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَاتَسُبُّوا أَصْحَابِی، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَانَصِيفَهُ. ❶

ترجمہ: میرے صحابہ میں کسی کو برانہ کہو اس لیے کہ (وہ اتنے بلند مقام اور اللہ کے محبوب ہیں) تم اگر احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کروگے تب بھی ان کے ایک مد بلکہ نصف مد خرچ کرنے کے برابر ثواب کے مستحق نہ ہوگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شیخین کی فضیلت پر لطیف استدلال

ایک مرتبہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو آپ سے پہلے کیوں خلیفہ بنا دیا، تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالی کی ذات ہی وہ ہے جس نے ان کو مجھ پر مقدم کر دیا، کیوں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾(ھود:۱۱۳)

ترجمہ: ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تمہیں آگ کا عذاب پہنچے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کی طرف جھکے اور ان ہر دو حضرات کی بیٹیوں سے نکاح فرمایا، اگر یہ دونوں ظالم ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کی بیٹیوں سے نکاح نہ فرماتے اور نہ انکی طرف مائل ہوتے۔ ❷

❶ صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لو کنت متخذا خلیلا، رقم الحدیث: ۳۶۷۳

❷ لطائف المنن: الباب الثانی عشر، ص ۱۷۱

صحابہ کرام کو برا بھلا نہ کہنے والے گناہ گار شخص کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

حضرت ابوبکر آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی الطیب رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمیں جعفر صائغ نے مدینۃ المنصور (بغداد) کی جامع مسجد کے ایک ستون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ امام ابوعبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں اس ستون کے پاس ایک فاسق و فاجر شخص رہتا تھا، ایک دن اس نے مجلس میں آ کر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کو سلام کیا، امام احمد رحمہ اللہ نے اسے صحیح طرح سے جواب نہیں دیا اور ناخوشی کا اظہار کیا۔

اس شخص نے کہا: اے ابوعبد اللہ! آپ مجھ سے ناخوش کیوں ہیں؟ آپ کو میرے بارے میں جو کچھ معلوم ہے ایک خواب دیکھنے کے بعد میں اس سے توبہ کر چکا ہوں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: تم نے کیا خواب دیکھا ہے؟ کہنے لگا: مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح زیارت ہوئی کہ آپ زمین کے ایک بلند حصے پر تشریف فرما ہیں اور بہت سے لوگ نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک شخص اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ حضور! میرے لئے دعا فرمائیں، آپ ہر ایک کے لئے دعا فرماتے ہیں، یہاں تک کہ میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا، میں نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا، لیکن اپنے برے اعمال کی بنا پر شرما گیا اور مجھے اٹھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! تو اٹھ کر ہمارے پاس کیوں نہیں آتا اور ہم سے دعا کی درخواست کیوں نہیں کرتا؟ تاکہ ہم تیرے لئے بھی دعا کریں۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے کرتوت بہت برے ہیں جن کی بنا پر میں شرمندہ

ہوں اور میرا سر بارِ ندامت سے جھکا ہوا ہے، یہ شرمساری مجھے کھڑا ہونے سے روک رہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنْ كَانَ الْحَيَاءُ فَقُمْ فَسَلْنِي أَدْعُوْ لَكَ فَإِنَّكَ لَا تَسُبُّ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِيْ، قَالَ: فَقُمْتُ فَدَعَا لِي،قَالَ: فَانْتَبَهْتُ وَقَدْ بَغَّضَ اللّٰهُ إِلَيَّ مَا كُنْتُ. ❶

ترجمہ: اگر شرم وحیا تمہارے کھڑے ہونے کے لئے مانع ہے تو ہم تمہیں کہتے ہیں کہ اُٹھ کر ہم سے درخواست کرو، ہم تمہارے لئے دعا کریں گے (سبحان اللہ! کیا لطف و کرم ہے؟) کیونکہ تم ہمارے کسی صحابی کو گالی نہیں دیتے۔ میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا، آپ نے میرے لئے بھی دعا فرمائی، میں بیدار ہوا تو مجھے اپنے تمام برے مشاغل سے نفرت ہو چکی تھی۔

امام احمد رحمہ اللہ اپنے شاگردوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ اس حکایت کو یاد کرلو اور اسے بیان کیا کرو، کیونکہ یہ فائدہ مند ہے۔

میں اُن میں سے ہوں جو سلف کو برا بھلا نہیں کہتے

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی، حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے حضرت امام سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میرا تعلق کوفہ سے ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا: اچھا! آپ اس بستی کے رہنے والے ہیں جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور پارٹیاں بنالیں، امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: ہاں! میں اس بستی کا رہنے والا ہوں، پھر حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے پوچھا کہ

❶ طبقات الحنابلة: باب الجيم، ترجمة: جعفر بن محمد، ج ١ ص ١٢٥ / مناقب الإمام أحمد: الباب الثاني والثلاثون: ج ١ ص ٢٧٧، ٢٧٨

اچھا آپ اِن مختلف اَصناف میں سے کس میں داخل ہیں؟امام صاحب نے فرمایا:

مِمَّنْ لَایَسُبُّ السَّلَفَ وَیُؤْ مِنُ بِالْقَدْرِ وَلَا یُکَفِّرُ اَحَدًا بِذَنْبٍ. ❶

ترجمہ: میں ان لوگوں میں سے ہوں جو سلف صالحین میں سے کسی کو برا نہیں کہتے اور تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی شخص کو کسی گناہ کی بنیاد پر کافر نہیں کہتے۔

اس پر حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ نے حق کو پہچان لیا ہے، اِسی پر قائم رہیں۔

سلف پر طعن کرنے والوں سے روایت مت لو

حضرت علی بن شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو لوگوں کے بھرے مجمع میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمرو بن ثابت کی روایت کی ہوئی احادیث کو چھوڑ دو (اِن کی احادیث کو مت لو) کیونکہ وہ حضراتِ سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہتا ہے۔ ❷

گزرے ہوئے لوگوں کے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا جائے گا

بعض علماء سے پوچھا گیا کہ اس خون کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو صحابہ کرام کے باہمی مشاجرات میں بہایا گیا، توانہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھ دی:

﴿تِلْکَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا کَانُوا یَعْمَلُونَ﴾ (البقرة: ۱۳۴)

ترجمہ: وہ ایک امت تھی جو گزر گئی، جو کچھ انہوں نے کمایا وہ ان کا ہے اور جو کچھ تم نے

---

❶ شرح صحیح البخاری لابن بطال: کتاب الإیمان، باب المعاصی من أمر الجاهلیة......الخ، ج ۱ ص ۸۶،۸۷

❷ مقدمة صحیح مسلم: باب الکشف عن معایب رواة الحدیث......الخ، ص ۱۶

کمایا وہ تمہارا ہے، اور تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا عمل کرتے تھے۔ ❶

علامہ شعرانی کی صحابہ اور تابعین سے عقیدت ومحبت

علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے ''لطائف المنن'' کے بارہویں باب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے احسانات میں سے ایک احسان مجھ پر یہ ہے کہ میں نے صحابہ کرام کی اولاد تابعین کو بھی اسی نظر سے دیکھا ہے جس سے ان کے والدین کو دیکھتا ہوں، اَب میں اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ گویا میں ان کے مختلف مراتب واحوال کے مطابق جن کا ثبوت زبانِ نبوت سے ثابت ہے، نہ اس خیال کے مطابق جو ہمارے دلوں میں آتا ہے، ان کی صحبت سے مشرف ہو چکا ہوں، کیوں کہ بسا اوقات جس سے ہم لوگ محبت کرتے ہیں شیطان ان کے خلاف ہمارے اندر عصبیت پیدا کر دیتا ہے، لیکن ان سے محبت چونکہ فرمانِ رسول کی بنیاد پر کی جاتی ہے لہذا یہ محبت عصبیت سے محفوظ رہتی ہے۔ ❷

میں نے عبادت وتلاوت کرنے والے کا کبھی مذاق نہیں اُڑایا

امام شعرانی رحمہ اللہ نے ''لطائف المنن'' کے چودہویں باب میں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں مجھ پر اللہ تعالی کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ میں بچپن سے اس بات کا عادی ہوں کہ جب کوئی عبادت میں مصروف ہو تو میں اس سے مزاق نہیں کرتا محض اللہ تعالی کے ادب کے پیش نظر، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں کسی نماز پڑھتے بچے، قرآن پڑھنے والے یا ذکر کرنے والے کی طرف ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ کروں، حالانکہ مکتب و مدرسہ میں اپنے ہم جماعت بھائیوں سے کم ہی کوئی اِس بات سے محفوظ رہتا ہے اور یہ مجھ پر اللہ تعالی کا بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے ایسی باتوں سے بچپن سے بچائے رکھا ہے۔ ❸

❶ تفسیر القرطبی: سورة الحجرات، آیت نمبر ۹ کے تحت، ج ۱٦ ص ۳۲۲

❷ لطائف المنن: الباب الثانی عشر، ص ۵۵۹

❸ لطائف المنن: الباب الرابع عشر، ص ٦٢١

اسلاف کے برے تذکرہ سے اپنی زبانوں کو پاک رکھیں

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی آپس کی لڑائیوں میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا:

تِلْکَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ مِنْهَا اَيْدِيْنَا فَلَا نُلَوِّثُ بِهَا اَلْسِنَتَنَا. ❶

ترجمہ: یہ ایک پاکیزہ خون تھا جس سے اللہ رب العزت نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے، تو ہم اپنی زبانوں کو اِن سے آلودہ نہیں کرتے۔

صحابہ کرام کی تعظیم واکرام پر اُمت کا اتفاق ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم امت پر لازم ہے اور امت کا یہ اتفاقی فیصلہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کسی بھی طرح کی بے ادبی اور گستاخی جائز نہیں ہے، علامہ سفارینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالَّذِی أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ تَزْكِيَةُ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ، بِإِثْبَاتِ الْعَدَالَةِ لَهُمْ، وَالْكَفِّ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ، فَقَدْ أَثْنَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَيْهِمْ فِي عِدَّةِ آيَاتٍ مِنْ كِتَابِهِ الْعَزِيزِ. ❷

ترجمہ: اہل السنۃ والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پاک صاف سمجھے، ان کے لیے عدالت ثابت کرے، ان پر اعتراضات کرنے سے بچے اور ان کی مدح وتوصیف کرے، اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز کی متعدد آیات میں ان کی مدح کی ہے۔

عقائد کی مشہور درسی کتاب ''عقائد نسفیہ'' میں لکھا ہے کہ ''وَيَكُفُّ عَنْ ذِكْرِ

❶ معالم أصول الدين للرازی: المسألة الثالثة، ص ۱۵۳/مناقب الشافعی للبیهقی: ج ۱ ص ۴۴۹

❷ لوامع الأنوار البهية: الباب الخامس، فصل فی فضل الصحابة......الخ، ج ۲ ص ۳۸۸/ شرح العقائد النسفية: ص ۱۴۸

الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ" یعنی اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر بجز خیر اور بھلائی کے نہ کرے۔

ہم موجود نہیں تھے اس لئے لب کشائی مناسب نہیں

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے صحابہ کے باہمی قتال کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

شَهِدَهُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغِبْنَا، وَعَلِمُوا وَجَهِلْنَا، وَاجْتَمَعُوا فَاتَّبَعْنَا، وَاخْتَلَفُوا فَوَقَفْنَا. ❶

ترجمہ: ایسی لڑائی تھی جس میں صحابہ موجود تھے اور ہم غائب تھے، وہ پورے حالات کو جانتے تھے اور ہم نہیں جانتے، جس معاملہ پر تمام صحابہ کا اتفاق ہے ہم اِس میں ان کی پیروی کرتے ہیں اور جس معاملہ میں ان کے درمیان اختلاف ہے، اس میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔

سلف پر طعن والے کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے

حضرت تھانوی رحمہ اللہ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو لوگ علمائے دین کی توہین اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، قبر میں ان کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ ❷

بغض صحابہ سے توبہ پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سیرابی

شیخ صالح ابو الحسن علی بن صالح انصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو محمد عبد اللہ المہتدی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا،

---

❶ تفسیر القرطبی: سورۃ الحجرات، آیت نمبر ۹ کے تحت، ج ۱۶ ص ۳۲۲

❷ ملفوظات کمالات اشرفیہ: ص ۵۴/ معارف الاکابر: ص ۴۰۱

میں نے حرم شریف میں ایک شخص کو دیکھا جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا کہ وہ پانی نہیں پیتا، میں نے اس سلسلے میں اس سے پوچھا، تو اس نے کہا کہ میں تمہیں اس کی وجہ بتاتا ہوں: میں ''حِلّہ'' کا رہنے والا ہوں اور شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا، ایک رات سویا تو کیا دیکھتا ہوں، جیسے قیامت قائم ہوگئی ہے اور لوگ سخت تکلیف، مصیبت اور پیاس میں مبتلا ہیں، مجھے بھی سخت پیاس لگی ہوئی ہے، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر گیا، وہاں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا، یہ حضرات لوگوں کو پانی پلا رہے تھے۔

میں حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا، کیونکہ مجھے ان پر ناز تھا، میں ان سے محبت رکھتا تھا اور میں ان کو دیگر خلفاء کرام سے مقدم جانتا تھا، انہوں نے اپنا چہرہ مبارک مجھ سے پھیرلیا، پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس حاضر ہوا، انہوں نے بھی اپنا چہرہ مبارک پھیرلیا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے بھی رخ انور پھیرلیا، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے بھی مجھ سے اعراض کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میدان محشر میں تشریف فرما ہیں، میں نے حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ! مجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہے، میں حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ وہ مجھے پانی پلائیں لیکن انہوں نے مجھ سے اعراض کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَيْفَ يَسْقِيْنَكَ وَأَنْتَ تُبْغِضُ صَحَابِي؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَالِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ لِي: نَعَمْ، أَسْلِمْ وَتُبْ، وَاسْقِيْكَ شَرْبَةً لَا تَظْمَأُ بَعْدَهَا أَبَدًا، فَأَسْلَمْتُ وَتُبْتُ عَلَى دَرَجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَاوَلَنِي

كَـأْسًـا فَشَـرِبْتُهَا، فَاسْتَيْقَظْتُ فَلَمْ أَجِدْ عَطَشًا وَبَقِيتُ عَلَى ذَالِكَ، إِنْ شِئْتُ أَشْرَبُ وَإِنْ شِئْتُ لَا أَشْرَبُ. ❶

ترجمہ: وہ تمہیں کیسے پانی پلائیں جب کہ تم میرے صحابہ سے بغض رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟ فرمایا: ہاں تم اسلام لے آؤ اور توبہ کرو، ہم تجھے ایسا مشروب پلائیں گے کہ اس کے بعد تمہیں کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کیا اور توبہ کی، آپ نے مجھے ایک پیالہ دیا جو میں نے پی لیا، پھر میں بیدار ہوا تو اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی، اب میری حالت یہ ہے کہ اگر میں چاہوں تو پانی پیوں اور چاہوں تو نہ پیوں (یعنی اب مجھے پیاس نہیں لگتی کہ پانی کی حاجت ہو۔)

بعدازاں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ''حِلَّہ'' گیا اور ان سے بے تعلقی اختیار کر لی، سوائے اُس کے جس نے میری بات مان لی اور مسلک اہل سنت و جماعت پر آ گیا۔

گستاخی بسا اوقات حبطِ اعمال کا سبب بن جاتی ہے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض معصیتوں کا خاصہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے کرنے والے سے توبہ اور اعمال صالحہ کی توفیق سلب ہو جاتی ہے اور وہ گناہوں میں منہمک ہو کر انجام کار کفر تک پہنچ جاتا ہے جو سبب ہے حبطِ اعمال کا۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کسی صالح بزرگ کو کسی نے اپنا مرشد بنایا ہو، اس کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کا بھی یہی حال ہے کہ بعض اوقات وہ سلب توفیق اور خذلان کا سبب بن جاتی ہے، جو انجام کار متاعِ ایمان کو بھی ضائع کر دیتی ہے۔ ❷

❶ مصباح الظلام فی المستغيثين بخير الأنام فی اليقظة والمنام: ص ۷۴، ۷۵

❷ معارف القرآن: سورہ حجرات، آیت نمبر ۲ کے تحت، ج ۸ ص ۱۰۲

مولانا موسی روحانی بازی رحمہ اللہ پر طعن کرنے والے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا موسی روحانی بازی رحمہ اللہ ہمارے اس دور کے جلیل القدر علما اور عبقری شخصیات میں سے تھے، ان کے صاحبزادے نے ان کی زندگی کا ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے:

ایک مرتبہ حضرت شیخ رحمہ اللہ بمع اہل وعیال حج کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے، حج کے بعد چند روز مدینہ منورہ میں قیام فرمایا:

مولانا سعید احمد خان رحمہ اللہ (جو کہ تبلیغی جماعت کے بڑے بزرگوں میں سے تھے) جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو آپ کی بمع اہل خانہ اپنی مدینہ منورہ والی رہائشگاہ پر دعوت کی، دعوت کے دوران والد محترم مولانا سعید احمد خان رحمہ اللہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص (جو کہ مدینہ منورہ ہی کا رہائشی تھا) آیا، اس نے جب مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ کو اس مجلس میں تشریف فرما دیکھا تو انہیں سلام کر کے مؤدبانہ انداز میں ان کے قریب بیٹھ گیا اور عرض کیا:

”حضرت میں آپ سے معافی مانگنے کیلئے حاضر ہوا ہوں، آپ مجھے معاف فرمادیں۔

والد ماجد رحمہ اللہ نے فرمایا: بھائی کیا ہوا؟

میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں، نہ کبھی آپ سے ملاقات ہوئی ہے، تو کس بات پر معاف کروں؟ وہ شخص پھر کہنے لگا کہ بس حضرت آپ مجھے معاف کردیں، حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کوئی وجہ بتلاؤ تو سہی؟ وہ شخص کہنے لگا: جب تک آپ معاف نہیں فرمائیں گے میں بتلا نہیں سکتا۔

تو اپنے مخصوص لب ولہجہ میں والد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اچھا بھئی معاف کیا، اب

بتلاؤ کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگا: حضرت میری رہائش مدینہ منورہ میں ہی ہے، میں اپنے رفقاء اور ساتھیوں سے اکثر آپ کا نام اور آپ کے علم وفضل کے واقعات سنتا رہتا تھا، چنانچہ میرے دل میں آپ کی زیارت وملاقات کا شوق پیدا ہوا، اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تمنا بڑھتی گئی، مگر کبھی زیارت کا شرف حاصل نہ ہوسکا، اتفاق سے چند دن قبل آپ مسجد نبوی میں نوافل میں مشغول تھے کہ میرے ایک ساتھی نے مجھے اشارے سے بتلایا کہ یہ ہیں حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی صاحب، جن کے بارے میں تم اکثر پوچھتے رہتے ہو، میں نے چونکہ اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہیں تھا، اس لیے میرے ذہن میں آپ کے بارے میں ایک تصور قائم تھا کہ پھٹا پرانا لباس ہوگا، دنیا کا کچھ پتہ نہیں ہوگا، لیکن جب میں نے نوافل پڑھتے ہوئے آپ کا حلیہ اور وجاہت دیکھی تو میرے ذہن میں جو پھٹے پرانے لباس کا تصور تھا، وہ ٹوٹ گیا اور دل میں آپ کے بارے میں کچھ بدگمانی پیدا ہوگئی، چنانچہ میں آپ سے ملے بغیر ہی واپس لوٹ گیا، اسی رات کو خواب میں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی غصے میں ہیں، میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ! مجھ سے ایسی کیا غلطی ہوگئی کہ آپ مجھے ناراض دکھائی دے رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میرے موسیٰ کے بارے میں بدگمانی کرتے ہو، فوراً میرے مدینے سے نکل جاؤ۔

میں خوف سے کانپ گیا، فوراً معافی چاہی، فرمایا:

جب تک ہمارا موسیٰ معاف نہیں کرے گا میں بھی معاف نہیں کروں گا، یہ خواب دیکھنے کے بعد میں بیدار ہوگیا اور اُس دن سے میں مسلسل آپ کو تلاش کررہا ہوں، مگر آپ کی جائے قیام کا پتہ نہیں لگاسکا، آج آپ سے اتفاقاً ملاقات ہوگئی تو معافی مانگنے کے

لیے حاضر ہو گیا ہوں، حضرت شیخ رحمہ اللہ نے جب یہ واقعہ سنا تو پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ ❶

آداب، سنن وفرائض کے ساتھ استخفاف کی سزا

حضرتِ اقدس بقیۃ السلف ، حجۃ الخلف حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی تفسیر میں ”ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَکَانُوا یَعْتَدُوْنَ“ کے ذیل میں ایک مضمون تحریر فرمایا ہے کہ ان یہود کو کفر اور انبیاء کے قتل پر جرأت اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے انبیاء کی نافرمانی کی اور یہ خصلت نافرمانی کی ان میں آہستہ آہستہ محکم ہوتی گئی اور یہ لوگ گناہوں میں حد سے تجاوز کرتے گئے، یہاں تک کہ ان گناہوں کو بہتر جاننے لگے اور جو ان کو گناہوں سے منع کرتا تھا اس کا اپنا دشمن سمجھتے تھے، رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ انبیاء کو جو گناہوں کے منع کرنے میں مبالغہ کرتے تھے، قتل کر ڈالا اور قرآن کی آیات کا صریح انکار کیا، اور یہ گناہ کی نحوست ہوتی ہے کہ آہستہ آہستہ اعتقاد میں بھی فتور پھر تغیر پیدا کر دیتا ہے، اسی وجہ سے علماء ربانی گناہوں کی مداومت سے نہایت ہی تاکید سے منع کرتے ہیں کہ وہ رفتہ رفتہ اچھے معلوم ہونے لگتے ہیں اور جو چیز ان سے مانع ہو اس کی برائی دل میں جم جاتی ہے، حتی کہ آخر نوبت کفر کے حدود تک پہنچ جاتی ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے:

مَنْ تَهَاوَنَ بِالْأَدَبِ عُوقِبَ بِحِرْمَانِ السُّنَنِ، وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالسُّنَنِ عُوقِبَ بِحِرْمَانِ الْفَرَائِضِ، وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالْفَرَائِضِ عُوقِبَ بِحِرْمَانِ الْمَعْرِفَةِ. ❷

ترجمہ: جو شخص شریعت کے آداب کو خفیف اور ہلکا سمجھتا ہے اس کو سنت سے محرومی کا عذاب

❶ رزقِ حلال وغیبی معاش اولیا: احوالِ مصنف، ص ۳ تا ٦

❷ الاعتدال فی مراتب الرجال: ص ۲۵، ۲٦ / شعب الإيمان: الصلاة، ج ۴ ص ۵۵۹، الرقم: ۳۰۱۷

دیا جاتا ہے اور جو شخص سنت کو ہلکا اور خفیف سمجھتا ہے اس کو فرائض کی محرومی سے سزادی جاتی ہے اور جو فرائض کو ہلکا سمجھتا ہے وہ معرفت کی محرومی میں مبتلا ہوتا ہے۔

یہ بہت ہی سخت اندیشہ ناک بات ہے، شریعت کے معمولی آداب کو بھی استخفاف اور فضول سمجھ کر چھوڑ نا نہیں چاہیے، اس سلسلہ کی ہر کڑی اپنے سے اوپر کی دولت سے محرومی کا سبب بنتی ہے، چہ جائے کہ اہل اللہ کے احترام کو جو اہم آداب میں سے ہے، اور جب آداب کے ساتھ استخفاف کا سلسلہ فرائض کے استخفاف اور منتہا میں کفر تک پہنچانے والا ہو تو تم ہی سوچو کہ کتنا خطرناک معاملہ ہے، لوگ معمولی آداب اور معمولی گناہوں کو ہلکا سمجھ کر لاپروائی کرتے ہیں، لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ دین کا ہر ہر جز کچھ ایسا آپس میں مرتبط ہے کہ ہر کڑی دوسرے کے ساتھ وابستہ ہے۔

اہل اللہ پراعتراض کون لوگ کرتے ہیں

علامہ شعرانی رحمہ اللہ ''الطبقات الکبری'' میں لکھتے ہیں کہ امام ابوتراب بخشی رحمہ اللہ جو مشائخ صوفیہ میں سے ہیں، یہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کا دل اللہ جل شانہ سے اعراض کے ساتھ مانوس ہو جاتا ہے تو اہل اللہ پر اعتراض کرنا اس کا رفیق اور ساتھی بن جاتا ہے، یعنی اللہ تعالی سے نامانوس ہو جاتا ہے تو وہ اہل اللہ پر اعتراض کرنے کا خوگر ہو جاتا ہے:

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　میلش اندر طعنہ نیکاں برد

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ جو اکابر صوفیہ اور مشہور ائمہ تصوف میں ہیں، فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کو جھگڑالو لوگوں کے ساتھ ہمیشہ سے ابتلاء رہا ہے، ان میں سے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اولیاء کا اعتقاد تو ظاہر کرتے ہیں، لیکن خاص خاص اللہ والوں کی نسبت یہ کہہ کر انکار کرتے ہیں کہ یہ ولی کیسے ہو سکتے ہیں، حالانکہ جو شخص خود ولایت

سے ناواقف ہے وہ کیسے کسی کی ولایت کا انکار کرسکتا ہے، شیخ نے آگے چل کر ان اسباب کو مفصل ذکر فرمایا ہے جو مشائخ پر انکار کا ذریعہ بنتے ہیں، منجملہ ان کے یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ بعض مشائخ لوگوں کی نگاہ سے اس وجہ سے مستور ہوتے ہیں کہ وہ امراء اور اغنیاء سے ملتے جلتے ہیں اور ان لوگوں کو اس اعتراض کا موقع ملتا ہے کہ اگر یہ اللہ کے ولی ہوتے تو یکسوئی کے ساتھ کونے میں بیٹھ کر علم وعبادت میں مشغول ہوتے، لیکن وہ معترض اگر اپنے دین کی حفاظت کرتا تو یہ بھی غور کرتا کہ یہ امراء سے ملنے والا شخص اپنی ذات کے لئے مل رہا ہے یا کسی دینی غرض اور دینی منفعت کے لئے یا مسلمانوں کی کسی بہبود کے لئے اور ان سے کسی مضرت کے رفع کرنے کے لئے مل رہا ہے، حالانکہ بسا اوقات ایسی مصالح کی بنا پر ان لوگوں سے ملنا واجب ہو جاتا ہے، اور ان سے علیحدگی اختیار کرنا حرام بن جاتا ہے۔ ❶

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے گستاخوں کا عبرتناک انجام

شیخین کے گستاخ کو خواب میں ذبح کر دیا گیا

محمد بن علی سمان رحمہ اللہ نے کہا میں نے رضوان السمان کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک شخص میرے گھر اور بازار کا پڑوسی تھا، وہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔

میرے اور اس کے درمیان اس سلسلے میں بہت بات چیت ہوتی رہتی تھی، ایک دن اس شخص نے میرے سامنے شیخین کریمین کو گالیاں دیں، میرے اور اس کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی، یہاں تک کہ ہم گھتم گتھا ہو گئے، میں جب گھر آیا تو پریشان اور غمگین تھا اور اپنے آپ کو کوس رہا تھا، میں نے اسی صدمے کی وجہ سے رات کا کھانا بھی نہیں کھایا

❶ الاعتدال فی مراتب الرجال: ص ۲۷

اور سو گیا، اسی رات خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں شخص میرے گھر اور بازار کا پڑوسی ہے، وہ آپ کے صحابہ کرام کو گالیاں دیتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مِنْ أَصْحَابِی؟ قُلْتُ: أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْ هَذِهِ الْمُدْيَةَ فَاذْبَحْهُ بِهَا، قَالَ: فَأَخَذْتُهُ فَأَضْجَعْتُهُ فَذَبَحْتُهُ، فَرَأَيْتُ كَأَنَّ يَدِی قَدْ أَصَابَتْ مِنْ دَمِهِ، قَالَ: فَأَلْقَيْتُ الْمُدْيَةَ وَأَهْوَيْتُ بِيَدِی إِلَى الْأَرْضِ أَمْسَحُهَا، فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا أَسْمَعُ الصُّرَاخَ مِنْ نَحْوِ دَارِهِ، فَقُلْتُ: انْظُرُوا مَا هَذَا الصُّرَاخُ؟ قَالُوا: مَاتَ فُلَانٌ فُجَاءَةً فَلَمَّا أَصْبَحْتُ نَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا خَطٌّ مَوْضِعَ الذَّبْحِ. ❶

ترجمہ: میرے کن صحابہ کو گالیاں دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ چھری لو اور اس کے ساتھ اِس کو ذبح کردو۔ رضوان السمان کا بیان ہے کہ میں نے وہ چھری لی اُس شخص کو لٹایا اور ذبح کر دیا، مجھے یوں محسوس ہوا کہ اس کا خون میرے ہاتھ کو بھی لگ گیا ہے، میں نے چھری تو رکھ دی اور اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا۔ میں بیدار ہوا تو اس کے گھر کی طرف سے چیخ و پکار کی آواز آرہی تھی، میں نے کہا: دیکھو یہ چیخ و پکار کیسی ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ فلاں شخص اچانک مرگیا ہے، جب صبح ہوئی تو میں نے اسے جا کر دیکھا تو ذبح کی جگہ ایک نشان دکھائی دیا گیا۔

شیخین کا دشمن بینائی سے محروم ہوگیا

ابوالنصر احمد بن محمد بن علوان تاجر آمدی کو ضُمَیر نامی مقام میں، میں نے یہ کہتے ہوئے

❶ المنامات لابن أبی الدنیا: ص۱۰۸، الرقم: ۲۱۹

سنا کہ میں نے یحییٰ بن عطاف رحمہ اللہ کو موصل میں بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے دمشق کے ایک بزرگ کو بیان کرتے ہوئے سنا، جو حجاز مقدس میں دو سال مقیم رہے تھے، ان کا بیان ہے کہ میں ایک قحط والے سال میں مدینہ منورہ مقیم رہا، ایک دن میں آٹا خریدنے بازار گیا، دوکاندار نے مجھ سے رقم لے لی اور کہنے لگا پہلے شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) پر لعنت بھیجو تو میں تمہیں آٹا دوں گا، میں اس کے لئے تیار نہیں ہوا، اس نے بار بار اپنا مطالبہ دہرایا اور ساتھ ساتھ ہنستا جاتا تھا، یہاں تک کہ میں نے تنگ آکر کہا: جو ان پر لعنت کرے اللہ تعالیٰ اُس پر لعنت کرے۔ اس نے میری آنکھ پر زوردار تھپڑ مارا، میں پلٹ کر مسجد نبوی کی طرف چلا آیا میری آنکھ سے مسلسل آنسو بہ رہے تھے، میرا ایک عابد وزاہد دوست ''میّا فارقین'' شہر کا رہنے والا کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم تھا، اس نے میرا حال پوچھا تو میں نے اُسے واقعہ بیان کر دیا، وہ مجھے ساتھ لے کر روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو، ہم بحیثیت مظلوم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں، آپ ظالم سے ہمارا بدلہ دلوایں، اور بہت گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی، اس کے بعد ہم واپس آگئے، جب ہر سُو رات کا اندھیرا چھا گیا تو میں سو گیا، اور صبح ہوئی تو میری آنکھ بالکل درست ہوگئی گویا اسے کوئی چوٹ لگی ہی نہیں تھی، پھر ایک گھڑی نہیں گزری تھی کہ ایک برقع پوش شخص میرے بارے میں دریافت کرتا ہوا آیا، کسی نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آکر کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے معاف کر دو، میں وہی شخص ہوں جس نے کل تمہیں تھپڑ مارا تھا، میں نے اسے کہا کہ اس طرح معاف نہیں کروں گا، پہلے یہ بتاؤ کہ واقعہ کیا پیش آیا ہے؟

اس نے کہا: میں رات کو سویا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، حضور

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے تھے، آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا السلام علیکم! حضرت علی مرتضی نے فرمایا:

لَا سَلَمَ اللّٰهُ عَلَيْكَ، وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ. أَنَا أَمَرْتُكَ أَنْ تَلْعَنَ الشَّيْخَيْنِ؟ وَجَعَلَ بِأُصْبِعِهِ كَذَافِي عَيْنِي فَفَقَأَهُمَا، فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا تَائِبٌ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى، وَأَسْأَلُكَ التَّجَاوُزَ عَنْ جُرْمِي. [1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی عطا نہ فرمائے، اور نہ ہی تجھ سے راضی ہو، کیا میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو شیخین پر لعنت بھیج، اور انہوں نے دو انگلیاں میری آنکھوں میں ماریں اور دونوں کو ضائع کر دیا، اس کے بعد میں بیدار ہو گیا، میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرا جرم معاف کر دیں۔

میں نے جب اس کی بات سنی تو کہا: جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ راوی ابونصر کہتے ہیں کہ پھر دمشق کے وہ شیخ ہمارے پاس موصل آئے، تو یحیی بن عطّاف رحمہ اللہ نے مجھے ان کی نشاندہی کی، میں نے ان سے جا کر پوچھا تو انہوں نے یہ واقعہ اسی طرح بیان کیا جس طرح اس سے پہلے بیان ہوا، وہ دین دار اور نیک صالح بزرگ تھے۔

شیخین کی گستاخی کرنے والے کا حشر نصرانیوں کے ساتھ ہوا

ابوبکر صیر فی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک شخص حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہا کرتا تھا اور جہم بن صفوان جیسے بدعتی کی راہ پر چلتا تھا، جب اس کا انتقال ہو گیا تو ایک آدمی نے اس بدگو کو خواب میں دیکھا کہ وہ ننگا ہے، اس کے سر اور شرمگاہ پر ایک چھوٹا سا سیاہ چیتھڑا ہے۔ اس سے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس نے کہا:

[1] مصباح الظلام فی المستغيثين بخير الأنام فی اليقظة والمنام: ص ۷۹، ۸۰

جَعَلَنِي مَعَ بَكْرِ الْقَيْسِيِّ وَعَوْنِ بْنِ الْأَعْسَرِ، وَهُمَا نَصْرَانِيَّانِ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالی نے مجھ کو بکر قیسی اور عون بن اعسر کے ساتھ کر دیا، اور یہ دونوں نصرانی تھے۔

شیخین سے بغض رکھنے والے سے اللہ اور اس کا رسول بیزار ہیں

ابو محمد الخراسانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں خراسان میں ایک بادشاہ تھا، اس کا ایک خادم تھا جو بڑا عبادت گزار تھا، جب بادشاہ نے حج کی تیاری کی تو خادم نے بھی آقا سے حج پر جانے کی اجازت مانگی مگر آقا نے اجازت نہ دی، خادم نے کہا میں نے تجھ سے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی خاطر اجازت مانگی ہے، اس نے کہا میں تجھے اس وقت تک اجازت نہیں دوں گا جب تک تو میری حاجت براری کی ضمانت نہ دے، اگر ضمانت دے تو میں تمہیں اجازت دیدوں گا اور اگر تم ضامن نہیں بنتے تو میں تمہیں اجازت نہیں دیتا، خادم نے کہا: پیش کرو تمہاری کیا حاجت ہے؟ کہا میں تمہارے ہمراہ کئی آدمی، خدام اور تھیلیاں بھیجوں گا، جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پہنچو تو کہنا یا رسول اللہ! میرا آقا کہتا ہے کہ میں آپ کے دونوں ساتھیوں (صدیق و فاروق) سے بیزار ہوں، کہا کہ میں نے بادشاہ سے کہا: ٹھیک ہے آپ کی بات کہہ دوں گا، پھر ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے، میں قبر اقدس کی طرف بڑھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلام اور حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا اور مجھے شرم آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بدترین پیغام پہنچاؤں۔

کہا کہ میں مسجد میں روضہ انور کے پاس ہی سو گیا، خواب میں دیکھتا ہوں گویا قبرِ انور کی دیوار کھل گئی ہے اور رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ہیں، آپ کا لباس

---

❶ المنامات لابن أبي الدنيا: ص ۱۰۹، الرقم: ۲۲۱

سبز اور بدن مبارک سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی، دائیں طرف سبز لباس میں حضرت ابوبکر صدیق اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سبز لباس زیب تن کئے ہوئے تھے، گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں، اے عقلمند! پیغام کیوں نہیں پہنچاتے؟ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ساتھ ہی ساتھ میں ہیبت نبوی کے پیشِ نظر کھڑا ہوگیا، حضور! مجھے شرم آتی ہے کہ آپ کے دو ساتھیوں کے بارے میں وہ پیغام پہنچاؤں جو میرے آقا نے میرے ہاتھ بھیجا ہے، اس پر آپ نے فرمایا:

اِعْلَمْ أَنَّکَ تَحُجُّ وَتَرْجِعُ سَالِمًا إِلَى خُرَاسَانَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَإِذَا بَلَغْتَ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَکَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنِّيْ بَرِيْئًا مِّمَّنْ تَبَرَّأَ مِنْهُمَا. ❶

ترجمہ: جب تو حج کر کے واپس خراسان جائے گا تو اپنے اُس آقا کے پاس جانا، اور اس کو میرا پیغام پہنچا دینا کہ جو کوئی صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما سے بیزار ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اِس سے بیزار ہیں۔

کیا یہ بات تم سمجھ گئے ہو، میں نے عرض کیا جی ہاں! یارسول للہ! پھر فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ تمہارے پہنچنے کے چوتھے دن مر جائے گا، سمجھے ہو، میں نے عرض کیا: جی حضور! پھر فرمایا: دیکھنا مرنے سے پہلے اس کے منہ سے گندگی نکلے گی سمجھے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی یارسول اللہ! پھر میں بیدار ہو گیا، میں نے اللہ تعالے کا اس بات پر شکریہ ادا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی زیارت

❶ سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين: الباب الرابع، استطراد في ذم بعض اصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ص ١٦٦، ١٦٧

سے مشرف ہوا۔ پھر میں نے حج کیا اور بخیریت خراسان لوٹ آیا، میں اپنے آقا کے لئے بہت سارے تحائف لایا تھا، دو دن تک تو وہ خاموش رہا تیسرے دن کہنے لگا میری حاجت کا کیا بنا؟ میں نے کہا پوری کر دی، کہنے لگا جواب لاؤ! میں نے کہا جناب! جواب نہ سنیں تو بہتر ہے، بولا نہیں، جواب لاؤ! اس پر میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا، جب میں نے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان سنایا کہ اللہ تعالی اور میں اس آدمی سے بیزار ہیں جو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے بیزار ہے۔ تو وہ کھلکھلا کر ہنسا اور بولا ہم اِن سے بری ہیں، اور وہ ہم سے بری اب چین سے رہیں گئے، (یعنی معاذ اللہ اب ہم اللہ اور اُس کے رسول سے بھی بری ہیں) میں نے دل میں کہا اے دشمن خدا! عنقریب تجھے پتہ چل جائیگا، کہا مجھے آئے چوتھا دن تھا کہ اس کے چہرے پر گندگی ظاہر ہونے لگی، اور اس کے منہ سے گندگی بہنے لگی، چوتھے دن ایمان سے محروم یہ بد بخت غلاظت بھرے منہ اور بد بودار جسم کے ساتھ مردار ہو گیا۔

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی گستاخی کرنے والے کی آنکھیں باہر آگئیں

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "کتاب الروح" میں حضرت ابوالحسن مطلبی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ طیبہ میں ایک عجیب واقعہ دیکھا، کہا ایک شخص مدینہ شریف میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ہم ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ وہ شخص ہمارے سامنے ظاہر ہوا، اس کی دونوں آنکھیں باہر نکل کر اس کے گالوں تک لٹک رہی تھیں، ہم نے اس سے بڑے تعجب سے پوچھا کہ یہ تیری کیا حالت ہے؟ وہ کہنے لگا کہ آج رات کو خواب میں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، میں نے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی

اللہ عنہم موجود ہیں، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ! یہی شخص ہے جو ہمیں ایذاء اور گالیاں دیا کرتا ہے، مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا، میں نے کہا یہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) مجھے اِس کا حکم دیتے ہیں، بس یہ سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ میری طرف غصے سے لپکے اور دونوں انگلیوں سے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

إِنْ كُنتَ كَذَبْتَ فَفَقَأَ اللّٰهُ عَيْنَيْكَ وَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي عَيْنِيْ فَانْتَهَيْتُ مِنْ نَوْمِي وَأَنَا عَلَى هٰذِهِ الْحَالِ،فَكَانَ يَبْكِي يُخْبِرُ النّاسَ وَأَعْلَنَ بِالتّوْبَةِ. (1)

ترجمہ: اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تعالیٰ تیری دونوں آنکھیں نکال ڈالے، بس یہ کہہ کر اپنی دونوں انگلیوں کو میری آنکھوں میں چبھو دیا۔ جس سے میں بیدار ہو گیا اور یہ حالت ہوگئی، جو آپ دیکھ رہے ہیں، بس وہ شخص رو رو کر اس واقعہ کو لوگوں کو سناتا تھا اور اپنی توبہ کا اعلان کرتا تھا۔

شیخین کی گستاخی کرنے والے خنزیر کی صورت میں مسخ ہوگیا

علامہ کمال الدین ابن العدیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب حلب میں ابن منیر کا انتقال ہوا، تو حلب کے چند نوجوان ایک دن بغرض تفریح نکلے آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ سنا ہے کہ جو شخص حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبر میں مسخ کر کے خنزیر بنا دیتا ہے، اور یقیناً ابن منیر اس فعل قبیح کا مرتکب تھا، آؤ دیکھیں کہ کیا یہ سچی بات ہے؟ تمام نے متفق الرائے ہو کر قبر کھودی تو سچ مچ ابن منیر خنزیر کی شکل میں قبلہ کی طرف سے

(1) كتاب الروح: المسئلة التاسع عشرة، ص ۱۹۱

منحرف پڑا ہوا تھا، ان لوگوں نے عبرت کے لیے اس کی لاش باہر نکالی، پھر اس کو جلایا اور قبر میں ڈال کر مٹی سے ڈھک دیا۔ ❶

شیخین سے بغض کی وجہ سے چہرہ سیاہ ہوگیا

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ احمد بن عبدالاعلی سے اور وہ ابوروح سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ ہم مکہ میں کعبہ شریف کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک شخص ہمارے سامنے آیا، اس کا آدھا چہرہ سیاہ تھا اور آدھا چہرہ سفید، کہنے لگا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، اعْتَبِرُوا بِي، فَإِنِّي كُنْتُ أَتَنَاوَلُ الشَّيْخَيْنِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِسَبِّهِمَا، فَبَيْنَا أَنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي شَأْنِي، إِذْ أَتَانِي آتٍ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَلَطَمَ حُرَّ وَجْهِي، فَقَالَ: يَا عَدُوَّ اللَّهِ، أَيُّ فَاسِقٍ؟ أَتَسُبُّ الشَّيْخَيْنِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا؟ فَأَصْبَحْتُ وَأَنَا عَلَى هَذِهِ الْحَالَةِ. ❷

ترجمہ: اے لوگو! میری شکل دیکھ کر عبرت حاصل کرو، میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا، ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن! اے فاسق! کیا تو ہی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا ہے۔ پس جب میں بیدار ہوا تو یہ میری حالت ہوگئی، جو آپ لوگ مشاہدہ کررہے ہیں۔

---

❶ بغية الطلب في تاريخ حلب، ترجمة: أحمد بن منير بن أحمد بن مفلح، ج۳ص ۱۱۶۴

❷ العقوبات لابن أبي الدنيا: ص ۱۹۹، الرقم: ۳۱۲/ كتاب الروح: المسألة التاسعة عشرة، ص ۱۹۰

شیخین کی لاشیں نکالنے والے چالیس آدمی زمین میں دھنس گئے

حضرت شمس الدین المطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے حاکم مدینہ کو جو کہ ایک نیم مسلمان حاکم تھا، بہت سی دولت کا لالچ دے کر یہ بات منوائی کہ ہمیں روضہ نبوی سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی لاشیں نکالنے کی اجازت دی جائے، وہ لالچ میں آ کر یہ بات مان گیا، تو انہوں نے چالیس آدمی اوزاروں کے ساتھ بھیج دیئے۔ شیخ شمس الدین جو اس وقت روضہ نبوی کے خادم تھے ان کو حاکم مدینہ نے بلا کر کہا کہ رات کو چالیس آدمی روضہ نبوی میں داخل ہوں گے وہ جو کچھ کریں ان کو مت روکنا۔ شیخ نے اس ظالم حاکم کی ہیبت کی وجہ سے دبی زبان سے کہا جیسے حکم دیں، حاضر ہوں، پھر آ کر مسجد نبوی میں روتا رہا اور دعائیں مانگتا رہا، وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو یکایک چالیس آدمیوں کی جماعت اوزاروں سمیت مسجد نبوی میں داخل ہوئی، پس جب وہ روضہ کے قریب گئے تو اچانک زمین پھٹ گئی اور وہ سارے کے سارے اوزاروں سمیت زمین میں دھنس گئے۔ صبح کو اس بے دین حاکم نے خادم روضہ نبوی کو بلا کر پوچھا کہ رات کو جو اتنے آدمی مسجد نبوی میں آئے تھے وہ کہاں گئے؟ خادم نے کہا: حضور! وہ سارے کے سارے زمین میں دھنس گئے، اس حاکم نے آ کر اس جگہ کو دیکھا جہاں زمین پھٹنے کا نشان تھا، بعض روایات میں ہے کہ اس جگہ کو کھودا بھی گیا لیکن ان کا نشان نہ ملا۔ علامہ محبّ الدین طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حاکم مدینہ کو کوڑھ کے مرض نے آ گھیرا، جس سے اس کا گوشت بدن سے گرتا تھا حتی کہ وہ نہایت بہت بری موت مرا۔ (۱)

---

(۱) وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: الفصل التاسع والعشرون، خاتمة فيما نقل من عمل نور الدين الشهيد لخندق حول الحجرة الشريفة مملوء بالرصاص، وذكر السبب فى ذلك، وما ناسبه: ج۲ص ۱۸۹، ۱۹۰ / سعادة الدارين فى الصلاة على سيدالكونين: الباب الرابع، استطراد فى ذم بعض أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص۱۶۸، ۱۶۹

بغض شیخین کی وجہ سے کدال کا گلے میں طوق بن جانا

علامہ ابو محمد عبد اللہ حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت بیت اللہ حج کے لیے روانہ ہوئی، ان میں ایک آدمی تھا جو نوافل بہت پڑھتا تھا، وہ راستے میں فوت ہو گیا اس کے دفن کے انتظام کے لیے ان کے پاس کوئی کدال وغیرہ نہیں تھی، جس سے اس کی قبر کھود کر دفن کیا جا سکے۔ انہوں نے اس جنگل میں تلاش کرنا شروع کیا، ایک بڑھیا عورت کی جھونپڑی دیکھی، اس کے پاس گئے، دیکھا اس کی جھونپڑی میں لوہے کا ایک بڑا سا کدال پڑا ہے۔ انہوں نے اس سے طلب کیا، اس نے کہا کہ تم حلفیہ عہد کرو کہ ہم اسے ضرور واپس کریں گے، انہوں نے واپس کرنے کا حلف اُٹھایا اور اس سے کدال لے کر آ گئے، پس اس کدال سے قبر کھودی اور اس کو دفن کر دیا، جب فارغ ہوئے تو دیکھا کہ کدال غلطی سے قبر میں رہ گئی ہے اور اس بڑھیا کا عہد بھی یاد آیا، کدال نکالنے کے لیے اس کی قبر کو کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ کدال اس مردہ کی گردن میں طوق بنی ہوئی ہے اور ہاتھ بھی اس میں بند ہیں، وہ حیران رہ گئے، انہوں نے اسے ویسے ہی بند کر دیا۔ بڑھیا نے "**لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه**" پڑھا اور کہا کہ یہ کدال میرے پاس تھی، مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کدال کو محفوظ رکھنا، یہ ایسے شخص کی قبر میں طوق بنے گی جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا ہے۔ ❶

شیخین کی گستاخی کرنے والے پر شہد کی مکھیوں کا حملہ کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم خراسان سے آ رہے تھے اور

❶ سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين: الباب الرابع، باب استطرادفي ذم بعض أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ص ١٦٦

ہمارے ساتھ ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا تھا، پس ہم نے اس کو منع کیا لیکن وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔

فَحضَرَ غدَاؤُنَا ذَاتَ يَوْمٍ ثُمّ مَضَى إِلَى حَاجَتِهِ فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا فَبعَثْنَا فِي طَلَبِهِ فَرَجَعَ إِلَيْنَا الرّسُولُ وَقَالَ: أَدْرِكُوا صَاحِبَكُمْ، فَذَهَبْنَا إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ قَعَدَ عَلَى حَجَرٍ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِ عُنُقٌ مِنَ الدُّبرِ، فَنَثَرَتْ مَفَاصِلُهُ مَفْصَلًا مَفْصَلًا. ❶

ترجمہ: پس ایک دن صبح ناشتہ کے بعد وہ شخص قضائے حاجت کے لیے نکلا لیکن واپس نہیں آیا، ہم نے اس کی طرف ایک قاصد بھیجا، کچھ دیر بعد قاصد آیا اور کہنے لگا کہ تم اپنے ساتھی کی حالت تو دیکھو؟ پس ہم اس کی طرف گئے تو دیکھا کہ وہ ایک سوراخ پر قضائے حاجت کے لیے بیٹھا ہوا ہے اور اسے شہد کی مکھیوں کا ایک پورا چھتہ چمٹا ہوا ہے اور شہد کی مکھیوں نے کاٹ کاٹ کر اس کے جسم کا ہر عضو جدا کر دیا ہے۔

پس ہم نے اس کے بدن کی ہڈیاں جمع کیں لیکن مکھیوں نے ہمیں اذیت نہیں پہنچائی بلکہ وہ اسی شخص کے اعضاء کے ساتھ چمٹی رہیں۔

شیخین کی گستاخی کرنے والے پر سرخ بھڑوں کا حملہ کرنا

ابومحیاۃ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ہم ایک مرتبہ سفر کے لیے روانہ ہوئے اور ہمارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھی تھا جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتا تھا۔ پس ہم نے اسے منع کیا لیکن وہ باز نہیں آیا، ایک دن وہ قضائے حاجت کے لیے باہر نکلا تو اس کو سرخ بھڑیں جو نہایت کثیر مقدار میں تھیں لپٹ گئیں۔ پس اس نے مدد کے لیے چیخ و پکار کی، ہم اس کی مدد کو گئے لیکن بھڑوں نے اس کو نہیں

❶ حیاۃ الحیوان: الدبر، ج ۱ ص ۴۵٦

چھوڑا، یہاں تک کہ اس کے جسم کو نوچ نوچ کر اِسے ہلاک کر دیا۔ ❶

شیخین کی گستاخی کرنے والوں پر کتے کا مسلط ہونا

حضرت مخلد بن حتیس رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد کی طرف جانے والے میرے راستے میں ایک کتا تھا جو لوگوں کو کاٹتا تھا، میں نے ایک دن نماز کے لیے جانے کا ارادہ کیا تو راستے میں وہی کتا کھڑا تھا، میں خوف کی وجہ سے ایک طرف ہٹ گیا۔ کتے نے مجھے دیکھ کر کہا:

يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ جُزْ فَإِنَّمَا سَلَّطَنِي اللّٰهُ عَلَى مَنْ يَشْتِمُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ. ❷

ترجمہ: اے ابوعبداللہ! (یہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کی کنیت ہے) آپ گزر جائیں، مجھے اللہ تعالیٰ نے صرف اس شخص پر مسلط کیا ہے جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہو۔

شیخین کے گستاخ کے لئے جہاں قبر کھودتے اژدھا نکلتا

ایک معمر بزرگ نے یہ بات سنائی کہ مصریوں کی حکومت کے آخری ایام تھے ہم لوگ مصر میں حضرت عمرو بن العاص کی جامع مسجد میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے، میں نے جامع مسجد کے صحن سے کچھ شور وغل سنا، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ صحن میں جمع ہو گئے، دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کو ذبح کر دیا گیا ہے، حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: میں نے اسے ذبح کیا ہے، میں نے اسے شیخین (صدیق وفاروق کو) گالیاں بکتے سنا ہے، اس شخص کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا، بادشاہ نے واقعہ پوچھا تو اس نے بتا دیا کہ اِسے میں نے قتل کیا ہے، بادشاہ نے قاتل کی گرفتاری اور مقتول کی تدفین کا حکم دیا۔

❶ مجابو الدعوة لابن أبی الدنيا: ص ۵۹، الرقم: ۷۰/ حياة الحيوان: الزنبور، ج ۲ ص ۱۴

❷ حلية الأولياء: الطبقة الأولى، ترجمة: سفيان الثوری، ج ۷ ص ۴۷

لوگوں نے اس کے لئے قبر کھودی تو اندر سے اژدھا نکل آیا، پھر دوسری جگہ قبر کھودی گئی تو وہاں سے بھی اژدھا برآمد ہوا، تیسری جگہ قبر کھودی گئی تو وہاں سے سے بھی اژدھا نکلا، اب لوگوں نے اِسے اسی میں ڈال دیا۔ ❶

شیخین کی گستاخی کرنے والے رافضی کے بھیانک انجام سے چار ہزار افراد کا توبہ کرنا

حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں شہر کے باہر کھلے میدان میں جنازوں کے نماز پڑھنے کے لئے نکل جاتا تھا اور جب مجھے اندازہ ہو جاتا کہ اب کوئی جنازہ نہیں آئے گا تو میں واپس آجاتا تھا۔

ایک دن میں نکلا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو شخص آپس میں گتھم گتھا ہو رہے ہیں، دونوں نے اُون کا لباس پہنا ہوا تھا، ان میں سے ایک نے دوسرے کو زخمی کر دیا، میں نے انہیں چھڑانے کے لئے مداخلت کی اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم نے کپڑے تو نیک اور شریف لوگوں کے پہن رکھے ہیں، لیکن تمہارے کام شریر لوگوں کے ہیں۔

جس شخص نے دوسرے کو زخمی کیا تھا وہ کہنے لگا: مجھے چھوڑ دو تمہیں معلوم نہیں کہ یہ کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا: کیا کہتا ہے؟ کہنے لگا: یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسلام لانے کے بعد معاذ اللہ کافر ہو گئے تھے، اسلام سے برگشتہ ہو گئے تھے، اور انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی، نیز یہ شخص تقدیر کا انکار کرتا ہے، خارجیوں والا عقیدہ رکھتا ہے، اور دین میں راہِ بدعت نکالتا ہے۔

❶ سعادة الدارين فی الصلاة علی سیدالکونین: الباب الرابع، استطراد فی ذم بعض اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، ص۱٦٧

میں نے دوسرے شخص پوچھا کہ کیا واقعی تیرے عقائد یہی ہیں؟ اس نے کہا ہاں، میں نے اس کے ساتھی کو کہا اسے چھوڑ دو، کیونکہ تیرا اوراس کا رب سب کچھ دیکھ رہا ہے، اس نے کہا میں اسے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اوراس کے درمیان فیصلہ فرمادے۔

میں نے کہا کیسے فیصلہ فرمادے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرماگئے ہیں اور سلسلہ وحی منقطع ہو چکا ہے،اس نے قریب ہی واقع حمام کے آتش دان کی طرف دیکھا، جسے اِس کے مالک نے سلگا رکھا تھا اوراس کا دروازہ بند کرنے والا تھا، شخص مذکور نے کہا کہ ہم دونوں اس آتش دان میں داخل ہوں گے، ہم میں سے جوحق پر ہوگا وہ بچ جائے گا،اور جو باطل پر ہوگا وہ جل جائے گا۔

میں نے دوسرے شخص سے پوچھا کہ تو بھی اس کے لئے تیار ہے، اس نے کہا ہاں ! دونوں آتش دان کے مالک کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ آتش دان کا دروازہ بند نہ کرنا ہم اس میں داخل ہونا چاہتے ہیں، اس نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا، لیکن ان دونوں نے کہا کہ ہم اس میں داخل ہوکر رہیں گے، مالک نے کہا وجہ کیا ہے؟ اورتم آگ میں جانے کیلئے کیوں بیقرار ہو؟ انہوں نے پورا واقعہ بیان کردیا، اس نے پھر انہیں اس حرکت سے منع کیا، لیکن وہ نہیں مانے ،سنی نے بدعتی کو کہا: میں پہلے داخل ہوں یا تم پہلے داخل ہوگے؟ اس نے کہا پہلے تم داخل ہو۔ وہ آگے بڑھا اس نے اللہ تعالی کی شان کے لائق حمد وثنا کی اور دعا مانگی: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرا دین اور عقیدہ یہ ہے کہ تیرے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب انسانوں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، جنہوں نے تیرے رسول کی امداد کی اور جان و مال کے ساتھ آپ کی خدمت کی اور نصرت یوں کی کہ وہ سب سے پہلے اسلام لائے، آپ

کے پروگرام کی تکمیل کیلئے دست و بازو بنے اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور جو کچھ آپ لائے اس پر ایمان لائے ، ان کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا جسے ثانی اثنین کہا جاسکے، جب وہ غار میں تھے، جب تیرے حبیب اپنے صاحب کوفرمارہے تھے غمگین نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے،اسی طرح ان کے دوسرے فضائل بیان کئے۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ افضل ہیں، جن کے ذریعے تو نے اسلام کوعزت بخشی اوران کے ذریعے حق و باطل میں فرق کیا، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کے شوہر ہیں، جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہماری تیسری بیٹی ہوتی تو وہ بھی تمہارے نکاح میں دے دیتے ، وہی ہیں جنہوں نے غزوہ تبوک کے موقع پر بھرپور تعاون کیا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر درپیش معاملات میں ذمہ داری نبھائی تھی ۔اس کے علاوہ دیگر فضائل بیان کئے ۔ان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں جو تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد ہیں،مخلوق میں آپ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز اورآپ کے دونواسوں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والداور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر موقع پر تعاون کرنے والے ہیں، اورآپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں، اسی طرح دیگر فضائل بیان کئے۔

اور میں اچھی اور بری تقدیر پر ایمان رکھتا ہوں اور ہر اس چیز پر میرا ایمان ہے جس کا تیرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور جس سے منع فرمایا، میرا وہ عقیدہ نہیں ہے جو خوارج کا ہے، میں قبروں سے اٹھائے جانے اور میدان محشر کی طرف چلائے جانے پر ایمان رکھتا ہوں ،تو برحق ذات ہے،اور تیرے مثل کوئی شی نہیں ،تو ہی اہل قبور کو اٹھائے گا، میں سلف صالحین کی پیروی کرتا ہوں اور راہِ بدعت اختیار نہیں کرتا۔ پھر کہا:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا دِينِي وَاعْتِقَادِي، فَإِن كُنتُ عَلَى حَقٍّ فَبَرِّدْ هٰذِهِ النَّارَ كَمَا بَرَّدْتَهَا عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَاصْرِفْ عَنِّي حَرَّهَا وَهَوَالَهَا وَإِذَا ذَهَبَتْ بِحَوَالِكَ وَقُوَّتِكَ، فَإِنِّي إِنَّمَا أَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَةً لِدِينِكَ، وَلِمَا جَاءَ بِي رَسُولُكَ وَأُؤْمِنُ بِاللّٰهِ. ثُمَّ دَخَلَ الْأَتُوْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! یہ میرا دین اور عقیدہ ہے، اگر میں حق پر ہوں تو اس آگ کو میرے لئے ٹھنڈا فرمادے، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے اسے ٹھنڈا کیا تھا، تو مجھ سے اس کی تپش کے شعلوں اور اذیت کو اپنی قوت اور قدرت سے پھیر دے، کیونکہ میں یہ کام تیرے دین کی غیرت کی بنا پر کررہا ہوں اور جو کچھ تیرے رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم لائے اس کی حمایت کی بنا پر کررہا ہوں اور میں اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہوں، پھر وہ آتش دان میں داخل ہوگیا۔

اس کے بعد بدعتی آگے بڑھا اس نے سنی کی طرح اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر کہنے لگا: میرا دین یہ ہے کہ رسول اللہ کے بعد سب سے افضل انسان حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سنی کی طرح ان کے فضائل بیان کیے اور کہا کہ میں ان کے علاوہ کسی کا حق نہیں جانتا، کیونکہ ابوبکر اسلام کے بعد کافر ہوگئے تھے، انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی تھی، دین سے برگشتہ ہوگئے تھے، اسی طرح عمر بھی مرتد ہوگیا تھا، پھر اُس بدعت کا ذکر کیا جس کا وہ قائل تھا اور اس چیز کا ذکر کیا جس کی وہ تکذیب کرتا تھا۔ پھر اس نے کہا:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا دِينِي وَاعْتِقَادِي، وَقَالَ كَمَا السُّنِّي صَاحِبُهُ وَدَخَلَ وَأَطْبَقَ صَاحِبُ الْأَتُونِ عَلَيْهِمَا وَانْصَرَفَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا يَحْتَرِقَانِ، قَدْ جَنَيَا عَلَى أَنْفُسِهِمَا، وَبَقِيتُ وَحْدِي لَاأُرِيدُ الْإِنْصِرَافَ حَتَّى يَتَبَيِّنَ أَمْرُهُمَا. فَلَمْ

أَزَلُ أَنْتَقِلُ مِنُ فَيءٍ إِلَى فِيءٍ وَعَجَبَنِيُ إِلَى الْأَتُونِ حَتَّى زَالَتِ الشَّمُسُ، فَسَقَطَ الطَّابِقُ وَخَرَجَ عَلَيَّ السُّنِّيُّ وَجَبِينُهُ يَعُرِقُ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ وَقَبَّلْتُ وَجُهَهُ، وَقُلْتُ لَهُ: كَيُفَ كُنتَ؟فَقَالَ: بِخَيُرٍ، أُدُخِلْتُ إِلَى مَجُلِسٍ مُفَرُوشٍ بِأَنُوَاعِ الْفُرُشِ،وَفِيهِ أَنُوَاعُ الرَّيَاحِينَ وَالْخَدَمِ، فَنُوِّمْتُ عَلَى الْفِرَاشِ إِلَى السَّاعَةِ حَتَّى جَاءَ نِيُ جَائِي، فَقَالَ لِي:قُمُ، فَقَدُ حَانَ لَكَ أَنُ تَخُرُجَ مِنُ هَاهُنَا،وَقَدُ حَانَ وَقُتُ الصَّلَاةِ، قُمُ فَصَلِّ.

ترجمہ: اے اللہ! یہ میرا دین اور عقیدہ ہے اور ویسے ہی الفاظ کہے جیسے سنی نے کہے تھے، اور آگ میں داخل ہو گیا، آتش دان کے مالک نے دروازہ بند کر دیا اور یہ سوچ کر چل دیا کہ دونوں جل کر راکھ ہو جائیں گے اور یہ کہ ان دونوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے (اور خودکشی کی ہے) شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں وہیں کھڑا رہا، میں ان دونوں کا فیصلہ سامنے آنے سے پہلے جانا نہیں چاہتا تھا۔ میں ایک سائے سے دوسرے سائے کی طرف منتقل ہوتا رہا، لیکن میری آنکھیں بدستور آتش دان کی طرف لگی ہوئی تھیں، یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا، اچانک دروازہ کھلا اور سنی باہر نکلا اس کی پیشانی پسینے سے تر تھی، میں اٹھ کر اس کے پاس گیا اور اس کا منہ چوما، اس کے بعد پوچھا تم کسی طرح رہے؟ اس نے کہا: خیریت کے ساتھ رہا، مجھے ایسی نشست گاہ تک پہنچا دیا گیا، جہاں طرح طرح کے قالین بچھے ہوئے تھے اور اس میں قسم قسم کے پھول تھے اور خدام تھے، مجھے ایک قالین پر سلا دیا گیا، میں اُس پر اطمینان سے سو گیا، یہاں تک کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا: اٹھو، تمہارے اس جگہ سے جانے کا وقت ہو چکا ہے، نماز کا وقت بھی ہو گیا ہے، اٹھو اور نماز پڑھو۔

چنانچہ میں باہر نکلنے لگا تو اُس نے کہا کہ تھوڑی دیر یہیں ٹھہرو، اور آتش دان کے مالک کو

بلانے کے لئے کسی کو بھیجا، وہ آیا تو اس کے پاس لوہے کی سلاخ تھی، وہ بدعتی کو تلاش کرتا رہا، یہاں تک کہ سلاخ اسکے جسم میں پیوست ہوگئی، اس نے اس کو کھینچ کر نکالا جو جل کر کوئلہ ہو چکا تھا، صرف اس کی پیشانی باقی تھی اور اس پر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں، جنہیں ہر آنے جانے والا پڑھ سکتا تھا۔ اُس کی پیشانی پر لکھا تھا:

هَذَا عَبْدٌ طَغَى وَبَغَى، وَكَفرَ بِأَبِى بَكْرٍ وَعُمَرَ، آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ. ❶

ترجمہ: یہ وہ بندہ ہے جس نے بغاوت کی اور حد سے تجاوز کیا اور ابوبکر وعمر کا انکار کیا، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔

لوگوں نے تین دن تک اپنی دکانیں بند رکھیں، کسی نے دکان نہیں کھولی، لوگ باری باری آتے اور اس شخص کو دیکھتے، اور اِس اہلسنت والجماعت سے اس کی داستان سنتے، اس واقعے کے بعد چار ہزار افراد نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا بھلا کہنے سے توبہ کرلی۔

شیخین کے دشمن کو خواب میں ذبح کردیا گیا

علماء اور حفاظ کی ایک جماعت نے یہ واقعہ بیان کیا ہے، الفاظ میں قدرے اختلاف ہے مگر معنی سب کا ایک ہے کہ ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا، وہاں کے شیعہ امیر نے اس کو بلایا، امیر نے پوچھا تم حج پر جارہے ہو؟ کہا جی ہاں! کہا کہ جب دوران حج مدینہ منورہ جاوتو نبی علیہ السلام کی خدمت میں میرا اسلام کہہ دینا اور یہ بھی کہنا کہ اگر حضور کے دوساتھی (صدیق وفاروق) نہ ہوتے تو میں ضرور زیارت کے لئے حاضر ہوتا۔

❶ مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الأنام فی الیقظة والمنام، ص۸۸تا۹۱/سعادة الدارین: الباب الرابع، استطرادفی بعض أصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، ص۱۶۷، ۱۶۸

وہ شخص کہتا ہے میں حج سے فارغ ہوا تو مدینہ طیبہ حاضر ہوا لیکن روضہ اقدس پر میں نے جلالت نبوی کے پیش نظر وہ پیغام نہ پہنچایا، رات کو جب سویا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا، آپ نے فرمایا: ارے تم نے فلاں امیر کا یہ پیغام کیوں نہ پہنچایا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے جلال کے پیش نظر میں آپ کے ساتھیوں کے بارے میں اُس کے بیہودہ کلمات نہ کہہ سکا، اس پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اقدس اٹھاتے ہوئے پاس کھڑے ایک شخص سے فرمایا:

خُذْ هَذَا الْمُوسَى وَاذْبَحْهُ بِهِ.

ترجمہ: یہ استرا لو اور اِس کو ذبح کردو۔

جب میں شہر میں آیا تو اس کے بارے میں دریافت کیا، تو مجھے بتایا کہ وہ اپنے بستر پر قتل کردیا گیا، میں نے لوگوں کے سامنے وہ خواب بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا، تو بات پھیل گئی یہاں تک کہ شہر کے امیر قرواش بن المسیب تک جا پہنچی، اس نے مجھے بلایا اور کہا پوری پوری تفصیل بتاؤ، میں نے سب کچھ بتادیا، امیر نے پوچھا وہ استرا پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! اس پر استروں سے بھرا ہوا ایک تھال لایا گیا، جن میں وہ استرا ابھی موجود تھا، امیر نے کہا: وہ استرا نکالو! میں نے ہاتھ ڈالا اور وہی استرا نکال کر الگ کردیا، جسے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں دیکھ چکا تھا اور جو خود حضور نے اس شخص کو پکڑوایا تھا۔

امیر نے کہا: تم سچ کہتے ہو، جب وہ شخص ذبح ہوا تھا یہ استرا میں نے خود اس کے سرہانے دیکھا تھا۔ ❶

❶ سعادة الدارين في الصلاة على سيدالكونين: الباب الرابع، استطراد في ذم بعض أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج ١ ص ١٦٥، ١٦٦

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والا بندر کی صورت میں مسخ ہو گیا

شیخ صالح عمر رعینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قریب ٹھرا ہوا تھا، عاشورہ کے دن قبہ عباس کے پاس پہنچا جس میں شیعہ امامیہ جمع تھے، میں دروازہ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت میں کوئی نشانی چاہیے، ان میں سے بوڑھا آدمی باہر نکلا اور کہا کہ بیٹھ جاؤ ہم نشانی دیں گے، میں بیٹھا رہا یہاں تک کہ وہ سب فارغ ہو گئے تو وہی شخص آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان پر لے گیا، ایک جگہ بند کر دیا اور میرے اوپر دو غلاموں کو مسلط کر دیا، انہوں نے مجھے باندھ کر خوب مارا پھر بوڑھے نے حکم دیا کہ اس کی زبان کاٹ لو، چنانچہ میری زبان کاٹ کر مجھے چھوڑ دیا اور کہا جاؤ جس کی محبت میں علامت (نشانی) مانگنے آئے تھے اس سے کہو کہ میری زبان درست کر دو۔

میرا یہ حال تھا کہ درد کی شدت سے سخت بے چین تھا، روتا ہوا حجرہ شریف کے پاس حاضر ہوا دل میں عرض کی کہ یارسول اللہ: آپ میری حالت پر نظر فرمایئے، اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے سچے دوست ہیں تو دعا فرمایئے کہ میری زبان درست ہو جائے، اتنا کہتے ہی مجھے نیند آ گئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ میری زبان درست ہو چکی ہے، مارے خوشی کے آنکھ کھل گئی تو زبان کو بالکل درست پایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اس کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت میرے دل میں اور زیادہ ہو گئی۔

دوسرے سال پھر اسی مقام پر پہنچا اور محبت ابوبکر میں دینار کا سوال کیا، یہ سن کر ایک نوجوان آیا اور کہا کہ ٹھہرو ہم فارغ ہو لیں۔ چنانچہ پھر ہم کو اسی مکان پر لے گیا اور کھانا کھلایا جب کھانا کھا چکے تو وہ نوجوان مجھے لے کر ایک حجرہ کے دروازے پر پہنچا اور اس

کو کھول کر کہنے لگا آؤ اور رونے لگا، میں نے مکان کے اندر کا جائزہ لیا تا کہ نوجوان کے رونے کا سبب معلوم کروں، دیکھا کہ حجرہ کے ایک گوشہ میں بندر باندھا ہوا ہے، میں نے بندر کا حال دریافت کیا تو وہ اور زیادہ رونے لگا، میں نے اس کو خاموش رہنے کو کہا اور حال پوچھا: تو اس نے حالات کو پوشیدہ رکھنے کا وعدہ لے کر بیان کرنا شروع کیا کہ یہ بندر میرا باپ ہے اور ائمہ شیعہ میں سے ہے، سال گزشتہ اس نے ایک نوجوان کی زبان فلاں جرم میں کٹوائی تھی اور وہی قصہ سنایا جو میرے اوپر گزر چکا تھا، وہ نوجوان زبان کٹوا کر چلا گیا، معلوم نہیں اس کا کیا ہوا، مگر باپ کا یہ حال ہوا کہ ایک رات اچانک اٹھ کر چیخنے لگا سب کی آنکھیں کھل گئیں دیکھا کہ اس کی صورت مسخ ہو کر بندر کی ہو چکی ہے، ہم سب بہت ڈرے اور اسے گھر میں مقید کر دیا اور مرنے کی خبر مشہور کر دی۔

میں نے کہا کہ جس نوجوان کی زبان کاٹی گئی تھی اس کو دیکھ کر پہچان سکتے ہو، اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں ہی وہ آدمی ہوں اور سارا قصہ سنا دیا، وہ میرے اوپر گر پڑا، میرے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کپڑے اور دینار دیئے اور زبان درست ہونے کا حال پوچھا، میں نے مفصل حال سنا دیا اور واپس آ گیا۔ (۱)

حضرات صحابہ کرام کے گستاخوں کا عبرتناک انجام

صحابہ کی گستاخی کرنے والے کا چہرہ سیاہ ہو گیا

علی بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے قائد یعنی رہبر سے کہو ذرا اس شخص کو دیکھے کہ اس کا چہرہ اور بدن کیسا ہے؟ اس

(۱) الزواجر عن اقتراف الكبائر: الكبيرة الرابعة والخامسة والستون بعد الأربع مائة، بغض الأنصار وشتم واحد من الصحابة، ج ۲ ص ۳۸۲، ۳۸۳

نے جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص ہے کہ اس کا چہرہ سیاہ حبشی کی طرح ہے اور باقی بدن سفید ہے، وجہ پوچھنے پر فرمایا:

إِنَّ هَـذَا سَـبَّ هَـؤُلاءِ الرَّهْطَ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَلِيًّا فَنَهَيْتُهُ فَأَبَى فَدَعَوْتُ عَلَيْهِ، قَالَ قُلْتُ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَسَوَّدَ اللَّهُ وَجْهَكَ، فَخَرَجَتْ بِوَجْهِهِ قُرْحَةٌ فَاسْوَدَّ وَجْهُهُ. ❶

ترجمہ: یہ شخص حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتا تھا، میں نے منع کیا لیکن یہ نہ مانا۔ میں نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو تیرا چہرہ اللہ تعالیٰ سیاہ کر دیگا، اس کے چہرے پر ایک زخم ہوا اس کی وجہ سے پورا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

صحابہ کرام کی شان میں گستاخی خاتمہ بالخیر سے محرومی کا سبب ہے

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ لکھا ہے: ایک شخص پر موت طاری ہوئی، اسے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ کہو، اس نے کہا: میں نہیں کہہ پا رہا ہوں، کیوں کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ رہتا تھا جو مجھے حکم دیتے تھے کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کو گالی گلوچ کرو۔ ❷

صحابہ کرام کی گستاخی کرنے والے کے گلے میں سانپ کا چمٹ جانا

امام ابن الدنیا رحمہ اللہ ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک میت کے نہلانے کے لیے بلایا گیا، پس جب میں نے اس کے منہ سے کپڑا اُٹھایا تو ناگہاں اس کے گلے میں ایک کالا سانپ چمٹا ہوا تھا، میں وہاں سے نکل گیا اور میں نے میت کو غسل نہیں دیا، حاضرین نے بتلایا کہ یہ وہ بدبخت شخص ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ❸

---

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج٥ ص ١٠٣

❷ شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص ٤٦، الرقم: ١١

❸ القبور لابن أبي الدنيا: ص ١٢٠، الرقم: ١٢٩

بغض صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے رافضی کا خنزیر بن جانا

ایک شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا، اس کی بیوی اور بیٹا اس کو منع کیا کرتے تھے، لیکن وہ اپنی اس شرارت سے باز نہ آتا تھا، بلکہ انھیں بھی اس پر مجبور کرتا تھا۔ خدا کے غضب سے اس کی صورت خنزیر کی صورت میں بدل گئی، اس کے لڑکے نے اس کے گلے میں زنجیر ڈال کر اس کو اپنی دکان میں باندھ رکھا تھا۔ وہ خنزیر کی طرح چنگھاڑتا تھا، ہمسایہ لوگ اس کی آواز کو سنا کرتے تھے، کئی دنوں کے بعد وہ مرگیا۔ اس کے بیٹے نے اس کو ایک گندے گڑھے میں پھینک دیا۔ علامہ شیخ محبّ الدین طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے اس کا ذکر کیا تو میں اس کے بیٹے سے ملا، اس نے اپنے والد کا یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا، اس نے کہا کہ والد مجھے بھی اس چیز پر مجبور کرتا تھا اور مارتا بھی تھا، لیکن میں نے اس کا کہنا نہ مانا۔ ❶

صحابہ کرام پر طعن تشنیع کرنے والے کے منہ سے نجاست کا بہنا

محقق طوسی کا نام ہر عالم جانتا ہے۔ یہ شخص بڑا ہی محقق، منطقی، فلسفی تھا لیکن خنثی مشکل ہونے کے ساتھ ساتھ غالی قسم کا رافضی تھا۔ اس نے ایک علمی کتاب ''التجرید'' لکھی ہے۔ تجرید کے آخر میں اس نے صحابہ کرام کے خلاف انتہائی غلیظ زبان استعمال کی ہے۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آ گیا تو اس کے منہ سے انسانی غلاظت بہنے لگی، اس کی عیادت کے لئے لوگ آتے جاتے رہتے تھے، ایک خوش عقیدہ عالم بھی عیادت کے لئے حاضر ہوا تھا، محقق طوسی نے منہ کی غلاظت کے بارے میں پوچھا: ایں چیست؟ یعنی یہ منہ سے جو گندگی نکل رہی ہے یہ کیا چیز ہے؟ خوش عقیدہ عالم نے جواب دیا:

---

❶ سعادۃ الدارین: الباب الرابع، استطراد فی ذم بعض أصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ص ۱۶۹، ۱۷۰

یہ وہ گندگی ہے جو تو نے اپنی کتاب تجرید کے آخر میں صحابہ کرام کے متعلق کھائی تھی وہی نکل رہی ہے۔

صحابہ کی گستاخی کرنے والا خنزیر کی صورت میں مسخ ہو گیا

عکّہ کے مؤذن نے بیان کیا کہ میں اور میرے چچا مکران کی طرف روانہ ہوئے، ہمارے ساتھ ایک مؤذن تھا جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیتا تھا، ہم نے اسے بہت منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔ ہم نے اسے کہا کہ تو ہم سے الگ ہو جا، وہ ہم سے الگ ہو گیا، اور جب ہمارے سفر کا وقت قریب ہوا تو ہم نادم ہوئے ہم نے سوچا کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم کوفہ واپسی تک اسے اپنے ساتھ رکھتے، ہم نے اس کے غلام سے ملاقات کی اور اسے کہا کہ اپنے آقا کو کہو کہ ہمارے پاس واپس آ جائے۔ اس نے کہا:

إِنَّ مَوْلَایَ قَدْ حَدَّثَ بِهِ أَمْرٌ عَظِیمٌ قَدْ مَسَخَتْ یَدَاهُ یَدَی خِنزِیرٍ. قَالَ فَأَتَیْنَاهُ فَقُلْنَا ارْجِعْ إِلَیْنَا. قَالَ إِنَّهُ حَدَثَ بِیهِ أَمْرٌ عَظِیمٌ وَأَخْرَجَ ذِرَاعَیْهِ فَإِذَا هُمَا ذِرَاعَا خِنزِیرٍ. ❶

ترجمہ: اسے تو بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا ہے، اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں جیسے ہو گئے ہیں، ہم اس کے پاس گئے اور اِسے کہا کہ ہمارے پاس واپس آ جا، اس نے کہا مجھے تو بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا ہے، اس نے اپنے دونوں بازو ہمارے سامنے کر دئے، ہم نے دیکھا تو اِس کے دونوں ہاتھ واقعی خنزیر جیسے ہو گئے تھے۔

راوی کہتے ہیں ہم ساتھ رہے، یہاں تک کہ ایک ایسے گاؤں میں پہنچے جہاں خنزیر

❶ مجابو الدعوة لابن أبی الدنیا: ص ۵۸، الرقم: ۶۹/تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبداللّٰه بن عثمان بن عتیق، ج ۳۰ ص ۴۰۲

بکثرت تھے، جب اس شخص نے خنزیروں کو دیکھا تو ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی جگہ سے اُچھلا، اب وہ پورا خنزیر بن چکا تھا، اور بھاگ گیا، ہم اس کا غلام اور سامان کوفہ لے آئے۔

صحابہ کرام کا مذاق اڑانے والے منافق کا بھیانک انجام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک شخص نے ایک مجلس میں مذاق اڑاتے ہوئے کہا: ہم نے اپنے ان قاریوں (اشارہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا) سے بڑھ کر پیٹ کا پجاری، زبان کا جھوٹا اورلڑائی کے میدان میں بزدل اور ڈرپوک نہیں دیکھے۔اس مجلس کے ایک دوسرے شخص نے کہا: تو جھوٹا ہے، منافق ہے، میں اس کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور دوں گا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو اس بارے میں قرآنِ حکیم کی مذکورہ آیت نازل ہوئی۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

فَنظَرْتُ إِلَيْهِ مُتَعَلِّقًا بِحَقَبِ نَاقَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَنْكُبُهُ الْحِجَارَةُ ،يَقُولُ: (إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ)فَيَقُولُ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ). ❶

ترجمہ: میں نے اِس منافق کو دیکھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا پالان پکڑا ہوا ہے اور پتھروں پر سے گھسٹتا ہوا جارہا ہے اور کہہ رہا ہے: اے اللہ کے رسول! ہم تو ہنسی مذاق اور تفریح کررہے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے جارہے تھے: کیا تم اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذاق کررہے تھے؟

❶ تفسیر الطبری: سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۶۵ کے تحت، ج ۱۱ ص ۵۴۳/تفسیر ابن أبی حاتم: ج ۶ ص ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، رقم الحدیث: ۱۰۰۴۷

صحابہ کے خلاف تعصب کی وجہ سے چہرہ سیاہ ہو گیا

اور شیخ عبدالغفار القوصی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’اَلْـوَحِیْـدُ فِـیْ عِلْـمِ التَّوْحِیْد‘‘ میں ذکر کیا ہے کہ ایک بہت بڑے عالم دین ان کے دوست تھے، وہ مر گئے تو انہوں نے انہیں خواب میں دیکھا، ان سے دین اسلام کے متعلق سوال کیا مگر وہ اٹک گئے، انہوں نے پوچھا، کیا وہ (دین) حق نہیں؟ تو کہنے لگے: ہاں! حق ہے، کہتے ہیں میں نے اس کے چہرے کی طرف جو دیکھا تو وہ تارکول کی طرح سیاہ ہو چکا تھا، حالانکہ زندگی میں اس شخص کا رنگ سفید تھا، میں نے اس سے پوچھا اگر دین اسلام حق ہے تو کس وجہ سے تیرا رنگ سیاہ ہو گیا؟ جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں، اس نے دھیمی آواز میں کہا: میں خواہشِ نفس اور تعصب سے صحابہ کو ایک دوسرے پر ترجیح دیتا تھا، اِس وجہ سے میری یہ حالت ہو گئی۔ ❶

صحابہ کی گستاخی کرنے والا کانا ہو گیا

اسی طرح ایک اور شخص کا بیان ہے کہ میرا ایک پڑوسی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو برا کہا کرتا تھا، جب اس کی وفات ہو گئی تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا وہ کانا نظر آرہا ہے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی، اس نے بتایا:

تَنَقَّصْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ فَنَقَصَنِی هَذَاوَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عَيْنِهِ الْوَاهِيَةِ. ❷

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی شان میں گستاخی کی، اس کی پاداش میں میرے اندر یہ نقص پیدا کر دیا گیا، یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ اس آنکھ پر رکھ دیا جو کہ عیب زدہ ہو گئی تھی۔

❶ سعادة الدارين: الباب الرابع، استطراد في ذم بعض أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ١٧١

❷ المنامات لابن أبي الدنيا: ص ١٠٩، الرقم: ٢٢٢

حضرت عثمان اوران کی اہلیہ کی گستاخی کرنے والے کا عبرتناک انجام

ابو قلابہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک قافلے کے ساتھ شام میں تھا، میں نے ایک شخص کی آواز سنی جو''آگ آگ'' کہہ کر چلا رہا تھا۔ میں قریب گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ٹخنوں سے کٹے ہوئے ہیں۔ اور دونوں آنکھوں سے اندھا منہ کے بل زمین پر پڑا گھسٹ رہا ہے اور ''آگ آگ'' چیخ رہا ہے، میں نے اس سے حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گھسے تھے۔ جب میں ان کے قریب گیا تو ان کی اہلیہ مجھے دور کرنے کے لیے چیخنے لگی، میں نے ان کے منہ پر طمانچہ مارا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَا لَکَ قَطَعَ اللّٰهُ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ وَأَعْمٰی عَیْنَیْکَ وَأَدْخَلَکَ النَّارَ، فَأَخَذَتْنِی رَعْدَةٌ عَظِیمَةٌ وَخَرَجْتُ هَارِبًا فَأَصَابَنِی مَا تَرٰی وَلَمْ یَبْقَ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا النَّارُ قَالَ :فَقُلْتُ لَهُ :بُعْدًا لَکَ وَسُحْقًا. ❶

ترجمہ: تجھے کیا ہو گیا؟ عورت پر ناحق ہاتھ اٹھاتا ہے، خدا تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے، تیری دونوں آنکھوں کو اندھا کرے اور تجھے آگ میں ڈالے۔ مجھے بہت خوف معلوم ہوا اور میں نکل بھاگا، اب میری یہ حالت ہے جو تم دیکھ رہے ہو، صرف آگ کی بددعا باقی رہ گئی ہے۔ میں نے کہا (بدبخت) دور ہو جا ہلاکت ہو تمہارے لیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والا کا چہرہ خنزیر کی صورت میں مسخ ہو گیا

علامہ بارزی رحمہ اللہ منصور سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے شام میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا بدن آدمی جیسا ہے لیکن اس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں ہے، اس کی وجہ پوچھی گئی

❶ الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج۳ ص ۴۱

تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر روزانہ ایک ہزار مرتبہ لعنت بھیجا کرتا تھا۔ (نعوذ باللہ) اور جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ (نعوذ باللہ) کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوخواب میں دیکھا اور اس مردود کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرہ کی طرف تھوک دیا، جس کی وجہ سے اس کا چہرہ خنزیر کی شکل میں مسخ ہو گیا۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والے شخص کا چہرہ سیاہ ہو گیا

قریش کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا اس کا آدھا چہرہ سیاہ تھا، وہ اس کو ڈھانپ کر رکھتا تھا، میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا، اس نے کہا:

قَدْ جَعَلْتُ لِلَّهِ عَلَيَّ أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ تِلْكَ أَحَدٌ إِلَّا أَخْبَرْتُهُ كُنْتُ شَدِيدَ الْوَقِيعَةِ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَثِيرَ الذِّكْرِ لَهُ بِالْمَكْرُوهِ فَبَيْنَا أَنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَائِمٌ أَتَانِي آتٍ فِي مَنَامِي فَقَالَ أَنْتَ صَاحِبُ الْوَقِيعَةِ فِي عَلِيٍّ وَضَرَبَ شِقَّ وَجْهِي فَأَصْبَحْتُ وَشِقُّ وَجْهِي أَسْوَدُ هَكَذَا. ❷

ترجمہ: میں نے اللہ کے لیے اپنے اوپر عہد کر رکھا ہے جو بھی مجھ سے اس بارے میں پوچھے گا میں اس کو اس بارے میں ضرور بتلاؤں گا، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہایت برا بھلا کہتا تھا، ایک رات میں سویا ہوا تھا کہ ایک آنے والا میرے خواب میں آیا، اس نے مجھے کہا تو ہی وہ ہے جو مجھے برا بھلا کہتا ہے، پس اس نے میرے چہرے کی ایک جانب ضرب لگائی، صبح کو جب میں بیدار ہوا تو میرا چہرہ ایک طرف سے سیاہ ہو چکا تھا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔

---

❶ الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة: الفصل الثالث، ج۲ ص ۵۷۳

❷ المنامات لابن أبي الدنيا: ص ۱۰۹، الرقم: ۲۲۰/ كتاب الروح: فصل المائة، ص ۱۸۹

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والا اندھا ہو گیا

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان فرما رہے تھے، آپ نے ایک حدیث بیان فرمائی، تو ایک شخص بولا: آپ جھوٹ کہتے ہیں، ہم نے یہ بات نہیں سنی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَدْعُوْ عَلَيْکَ إِنْ قُلْتَ کَاذِبًا، قَالَ: اُدْعُ، فَدَعَا عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْرَحْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهُ. ❶

ترجمہ: میں تیرے خلاف بددعا کرتا ہوں تو جھوٹا آدمی ہے، اس نے (مغرور ہو کر کہا) کرلو بددعا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف بددعا کی تو وہ آدمی اپنی جگہ سے ابھی اٹھنے نہ پایا تھا کہ اس کی بینائی چلی گئی۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں، حدیث قدسی ہے **"مَنْ عَادَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ"** جو کوئی میرے ولی سے دشمنی رکھے گا تو میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ کیسے اللہ تعالی نے اس شخص کی بینائی لی، اس لیے کسی صحابی اور اللہ والے کو برا بھلا کہنے اور جھٹلانے سے بچنا چاہیے، ان کی گستاخی کبھی نہیں کرنی چاہیے، اللہ والوں کی بددعا سے بچنا چاہیے، ورنہ انسان کی دنیا وآخرت تباہ ہو جاتی ہے اور ایسے لوگوں کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گستاخ کی عبرتناک موت

حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بازار میں چکر لگا رہا تھا، اِس دوران لوگوں کو دیکھا وہ ایک گھڑ سوار کے اردگرد جمع ہیں، اسی اثناء میں حضرت سعد بن

❶ المعجم الأوسط: ج۲ ص ۲۱۹، رقم الحديث: ۱۷۹۱ / تاريخ الخلفاء: الخليفة الرابع، ص ۱۳۸

ابی وقاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بازاروں میں گھومتے ہوئے ''احجار الزیت'' کے مقام پر آپہنچے، آپ نے یہاں دیکھا کہ کچھ لوگ ایک سوار شخص کے پاس جمع ہیں جو بہت بُری اور ناگوار آواز کے ساتھ چیخ رہا ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کررہا ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ یہ آدمی جو اپنی اونٹنی پر سوار ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کررہا ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ طیش میں آگئے، سارے مجمع کو پیچھے دھکیلتے ہوئے آگے بڑھے اور اس سوار سے کہا: اے فلاں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کیوں کررہا ہے؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہونے والے شخص نہیں ہیں؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے شخص نہیں ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت نہیں ہیں؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے بڑے عالم نہیں ہیں؟ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد نہیں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی ان سے نہیں بیاہی تھی؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عَلَم بردار نہیں رہے؟ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ قبلہ رخ ہوکر اس آدمی کے خلاف یوں بددعا کرنے لگے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا يَشْتِمُ وَلِيًّا مِنْ أَوْلِيَائِكَ، فَلَا تُفَرِّقْ هٰذَا الْجَمْعَ حَتّٰى تُرِيَهُمْ قُدْرَتَكَ قَالَ قَيْسٌ: فَوَاللّٰهِ مَا تَفَرَّقْنَا حَتّٰى سَاخَتْ بِهِ دَابَّتُهُ فَرَمَتْهُ عَلَى هَامَتِهِ فِي تِلْكَ الْأَحْجَارِ، فَانْفَلَقَ دِمَاغُهُ وَمَاتَ. ❶

❶ المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب سعد بن أبي وقاص، ج۳ ص ۵۷۱، رقم الحديث: ۶۱۲۱، قال الحاكم والذهبي: على شرط البخاري ومسلم

ترجمہ: اے اللہ! اس شخص نے تیرے دوستوں میں سے ایک دوست کی شان میں گستاخی کی ہے، لوگوں کا یہ مجمع اس وقت تک واپس نہ لوٹے جب تک کہ تو ان لوگوں کو اپنی قدرت کا مشاہدہ نہ کرادے، واقعہ کے راوی حضرت قیس کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ابھی لوگ واپس نہیں لوٹے تھے کہ جس اونٹنی پر وہ آدمی سوار تھا اس نے زوردار جھٹکا دیا اور اس کو نیچے پتھروں پر پھینک دیا، جس سے اس کا دماغ پھٹ گیا اور وہیں مر گیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرنے والے کی موت

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کسی نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم یہ پانچوں صحابی بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک آدمی آ گیا جس کا نام راشد الکندی تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے دیکھ کر کہنے لگے یا رسول اللہ! یہ آدمی ہمیں برا بھلا کہتا رہتا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت سختی سے ڈانٹا۔ وہ کہنے لگا حضرت! میں تو انھیں تو کچھ نہیں کہتا، بلکہ میں تو معاویہ کو کم وبیش کہا کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بربادی ہو تیرے لیے، کیا یہ میرا صحابی نہیں ہے؟ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لوہے کا ڈنڈا اُٹھا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا کہ اسے زور سے مارو، انھوں نے اسے مارا تو میری نیند اُڑ گئی، جب صبح ہوئی تو میں نے سنا کہ رات کو وہ ناگہانی طور پر اچانک مر گیا۔ ❶

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر الزام لگانے والے کا بھیانک انجام

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے والے کو سزا بھی اللہ نے دنیا ہی

❶ البداية والنهاية: ترجمة: معاوية وذكر شيء من أيامه وما ورد في مناقبه، ج ۸ ص ۴۹

میں دی اور انسانوں کے لیے نمونۂ عبرت بنایا۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر تھے، کچھ لوگوں نے ان کے خلاف سازشیں شروع کر دیں اور دربارِ خلافت میں ان کی شکایت بھیجنا شروع کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک تحقیقاتی ٹیم ان شکایت کنندگان کے ہمراہ بھیجی، اس ٹیم کے ارکان نے کوفہ کی تمام مساجد میں جا جا کر معاملات کی تحقیق شروع کی، لیکن کسی بھی جگہ سے کوئی ایک شکایت بھی درست ثابت نہیں ہوئی، صرف ایک مسجد میں ایک شخص ابوسعدہ نے الزام لگایا کہ بخدا سعد نہ تقسیم اموال میں انصاف سے کام لیتے ہیں، نہ عدالتی فیصلوں میں انصاف کرتے ہیں اور نہ کفار کے خلاف جنگوں میں نکلتے ہیں، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَأَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ، وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ، أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ، قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ، قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے، ریاکاری اور شہرت کے لئے یہ کر رہا ہے تو اس کی عمر دراز کر، اس کے فقر کو بڑھا دے، اور اسے فتنوں میں مبتلا کر۔ واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو بہت بوڑھا دیکھا، بڑھاپے کی وجہ سے ان کی پلکیں آنکھوں پر گری ہوتی تھیں، فقر سے بدحال تھا اور راہ چلتی لڑکیوں کو چھیڑتا تھا۔ جب اس سے پوچھتے کہ تیری یہ کیا حالت ہوگئی ہے، تو وہ کہتا: میں فتنہ میں مبتلا بڈھا ہوں، مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔

❶ صحیح البخاری: کتاب الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم فی الصلوات ......الخ، رقم الحدیث: ۷۵۵

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا گستاخ جذام، برص اور جنون میں مبتلا ہو گیا

امام اعمش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جو قبیلہ بنو اسد سے تھا اس نے حضرت حسین بن سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی قبرانور پر قصداً پاخانہ کر دیا تھا تو وہ فقر وفاقہ، جذام، برص اور جنون میں مبتلا ہو گیا۔ (دماغی توازن کھو بیٹھا اور لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہو کر عبرت کا نشان بن گیا۔) وہ پاگل ہو گیا اور ہر وقت وہ کتوں کی طرح بھونکتا رہتا تھا، پھر وہ لعنتی مر گیا، تو اس کی قبر سے بھی کتے کے بھونکنے کی آواز آتی رہتی تھی۔ ❶

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سامان لوٹنے والے شخص سے ہر وقت بد بو آنا

حضرت عبدالملک بن عمیر رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بیٹھنے والا ایک شخص کثرت سے عطر استعمال کیا کرتا تھا، لیکن اِس کے جسم سے سیاہ تیل کی بد بو ہر وقت آتی رہتی تھی۔

ایک آدمی نے اس سے پوچھا کہ تم بکثرت عطر استعمال کرتے ہو پھر بھی تمہارے جسم سے ہر وقت بدبو آتی رہتی ہے، اس نے پوچھا کہ تم نے یہ بو محسوس کی ہے؟ حاضرین نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں تمھیں بیان کرتا ہوں، میں ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے ساتھیوں کا سامان لوٹا تھا، میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ گویا لوگ میدان محشر میں جمع کئے گئے ہیں اور پیاس کی حالت میں رو کے ہوئے ہیں، ایک شخص حوض پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں، میں نے غور کیا تو محسوس ہوا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بھی پانی پلائیں، آپ نے حکم دیا کہ اسے پانی پلاؤ، ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ اِن لوگوں میں سے ہے جنھوں نے حضرت حسین رضی اللہ

❶ سير أعلام النبلاء: الطبقة الأولى، ترجمة: الحسين الشهيد، ج۴ ص ۳۷۰

عنہ کا سامان لوٹا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسین کا مال لوٹنے والے کو لے جا کر کالا تیل پلاؤ۔ اس شخص نے بتایا کہ میں نے صبح کی تو کالے تیل کی بو مجھ پر غالب تھی، میں قیمتی سے قیمتی اور مہنگے عطر استعمال کرتا ہوں، لیکن کالے تیل کی بو مجھ پر غالب رہتی ہے۔ ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والے کو سانپ نے ڈس لیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اشْتَرَى غَنَمًا مُصَرَّاةً، فَاحْتَلَبَهَا، فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ. ❷

ترجمہ: جس نے دودھ روکے ہوئے بکری خریدی پھر لے جا کر اس کا دودھ نکالا، پس اگر وہ اس کے دودھ سے راضی ہو تو رکھ لے، ورنہ واپس کردے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جو کہ قاضی ابی الطیب الطبری رحمہ اللہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ ہم بغداد کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس ایک خراسانی شخص آیا اور مصراۃ کا مسئلہ دریافت کیا، ہم نے اسے جواب دیا اور مسئلہ مذکورہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے استدلال کیا، تو اس شخص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر طعن کیا:

فَوَقَعَتْ حَيَّةٌ مِنَ السَّقْفِ وَجَاءَتْ حَتَّى دَخَلَتِ الْحَلْقَةَ وَذَهَبَتْ إِلَى

❶ مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الأنام فی الیتقظة والمنام: ص ۷۲، ۷۳

❷ صحیح البخاری: کتاب البیوع، باب إن شاء ردّ المصراة وفی حلبتها صاع من تمر، رقم الحدیث: ۲۱۵۱

ذٰلِکَ الْأَعْجَمِیِّ فَضَرَبَتْهُ فَقَتَلَتْهُ. ❶

ترجمہ: اس کا یہ طعن کرنا تھا کہ چھت سے ایک سانپ گرا، جو مجلس میں دیگر لوگوں کو پھلاندتے ہوئے اس خراسانی شخص کے پاس آیا، اسے ڈسا جس سے اس کی وہیں موت واقع ہوگئی۔

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ نے گستاخ صحابہ کو مجلس سے نکال دیا

محمد بن حاطب رحمہ اللہ حضرت زین العابدین رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

میرے پاس عراق سے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازیبا باتیں کیں، جب وہ کہہ چکے تو حضرت زین العابدین رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا:

کیا تم مجھے بتلاؤ گے کہ اس آیت کے مصداق تم تھے:

﴿الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ (الحشر: ۸)

ترجمہ: جنہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے بے دخل کیا گیا ہے، وہ اللہ کی طرف سے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو راست باز ہیں۔

تو انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر ان سے پوچھا: کیا اس آیت کے مصداق تم ہو:

﴿وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الحشر: ۹)

❶ مجموع الفتاوی لابن تیمیة: مفصلاإعتقادالسلف، ج۴ ص ۵۳۸، ۵۳۹

ترجمہ: (اور یہ مال فیٔ) ان لوگوں کا حق ہے جو پہلے ہی سے اس جگہ (یعنی مدینہ میں) ایمان کے ساتھ مقیم ہیں، جوکوئی ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں، اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے، یہ اپنے سینوں میں اس کی کوئی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے، اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو اور جو لوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں، وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

انہوں نے کہا: نہیں۔

پھر کہا: تم لوگوں نے خود ہی انکار کر دیا ہے کہ تم ان دونوں فریقوں میں سے کسی ایک سے ہو، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان میں سے نہیں ہو، اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوْفٌ رَحِيْمٌ﴾ (الحشر: ١٠)

ترجمہ: اور (یہ مال فیئ) ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان (مہاجرین اور انصار) کے بعد آئے، وہ یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمائیے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رکھیے۔ اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔

پھر فرمایا میری مجلس سے اٹھو اور نکل جاؤ! اللہ تم کو سمجھائے۔ (١)

---

(١) حلية الأولياء: ترجمة: زين العابدين علي بن الحسين، ج٣ص١٣٧

اسلافِ امت اور علماء کی گستاخی کرنے والوں کا بھیانک انجام

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی گستاخی کرنے والا مرتد ہو گیا

مفتی محمد حسن رحمہ اللہ نے ایک بار مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ کی ولایت کا ایک واقعہ سنایا، وہ واقعہ یوں تھا کہ امرتسر میں ایک محلّہ تیلیاں تھا، جسمیں اہل حدیث حضرات کی کثرت تھی، اس محلے کی مسجد اسی مناسبت سے مسجد تیلیاں کہلاتی تھی، وہاں عبد العلی نامی ایک مولوی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے، وہ مدرسہ غزنویّہ میں مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ سے پڑھا کرتے تھے، ایک بار مولوی عبد العلی نے کہا کہ ابوحنیفہ سے میں اچھا اور بڑا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھی اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔

اس بات کی اطلاع مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ کو پہنچی، وہ بزرگوں کا نہایت ہی ادب واحترام کیا کرتے تھے، انہوں نے یہ بات سنی تو انکا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، انہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبد العلی) کو مدرسے سے نکال دو۔ وہ طالب علم جب مدرسے سے نکالا گیا تو مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو گا''

مفتی محمد حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اُسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا۔

اس واقعہ کے بعد کسی نے مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ سے سوال کیا؟ حضرت! آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہو جائے گا۔

فرمانے لگے کہ جس وقت مجھے اسکی گستاخی کی اطلاع ملی، اسی وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آ گئی:

إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ. ❶

میری نظر میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ولی اللہ تھے، جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہوگیا، تو جنگ ہر فریق دوسرے کی اعلی چیز کو چھینتا ہے، اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلی کوئی چیز نہیں، اس لئے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا ہے۔ ❷

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو ستانے پر خلیفہ منصور عباسی کا انجام

خلیفہ منصور کو یہ اطلاع ملی کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ اس پر حق کو قائم نہ کرنے کی وجہ سے طعن و تشنیع کرتے ہیں، جب منصور حج کے لیے گیا اور اسے یہ معلوم ہوا کہ سفیان رحمہ اللہ مکہ میں ہیں تو اس نے اپنے آگے ایک جماعت بھیجی اور ان سے کہا کہ تم جہاں بھی سفیان رحمہ اللہ کو پاؤ پکڑ کر سولی دے دو، چنانچہ انہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو سولی دینے کے لیے لکڑی کھڑی کر دی، اس وقت حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ مسجد حرام میں بایں حالت تشریف فرما تھے کہ آپ کا سر حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کی گود میں تھا اور پاؤں حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی گود میں، آپ کے بارے میں کسی بھی اندیشے کے پیش نظر آپ سے کہا گیا کہ آپ ہمارے دشمنوں کو اپنے اوپر قابو پانے کا موقع دے کر خوش نہ کیجیے، یہاں سے اٹھ کر کہیں چھپ جایئے، چنانچہ آپ اٹھے اور ملتزم کے پاس جا کر ٹھہر گئے اور فرمایا کعبہ کے رب کی قسم! منصور مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ حالانکہ منصور جبل حجون (مکہ مکرمہ کی ایک پہاڑی) کے پاس پہنچ چکا تھا، جب وہ جبل حجون پہنچا تو اس کی سواری پھسل گئی اور منصور سواری کی پیٹھ سے گرتے ہی مر گیا۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ مسجد حرام سے باہر تشریف

---

❶ صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب التواضع، رقم الحديث: ٦٥٠٢

❷ سوانح مولانا عبدالجبار غزنوی: ص ۱۹۱

لائے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ❶

حضرت مجدد الف ثانی کے والد کی گستاخی کرنے والی عورت کی موت

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ بڑے اللہ والے انسان گزرے ہیں، ان کے والد کا نام شیخ عبد الاحد رحمہ اللہ ہے، تو ایک شخص نے مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ کے والد کو بُرا بھلا کہا، ان کے والد نے اس کو کوئی جواب نہ دیا، لیکن جب آسمان کی طرف نگاہ ڈالی، تو قریب میں ایک شخص تھا، اس سے کہا کہ اس عورت کو تھپڑ مارو، تو وہ تھوڑا تذبذب میں تھا کہ کیوں تھپڑ ماروں، تو اس نے تھپڑ نہ مارا، اچانک وہ عورت گر کر مرگئی، تو مجدد کے والد نے اس شخص سے کہا میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم تھپڑ مارو، تو تم نہ مارا، اللہ نے اس کو اپنی گرفت میں لے لیا، مجھے اچانک کشف ہوا کہ اس پر اللہ کی طرف سے عذاب آئیگا، تو میں نے چاہا کہ تم بدلہ لو تا کہ اللہ کے عذاب سے بچ جائے، تو عورت گستاخی کے سبب عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگئی۔ ❷

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے پر حسنِ جواب

کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ میں سے کون افضل ہے؟ سائل کا منشا ظاہر تھا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ وہ شخصیت ہیں کہ جن کے زمانہ خلافت کو خلافتِ راشدہ کے مشابہ سمجھا جاتا ہے، جب کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اجتہادی اختلاف ہوا، یہاں تک کہ غلطی سے جنگ کی نوبت بھی

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: سفیان بن سعیدبن مسروق، ج ۹ ص ۱۶۰/المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: ج ۸ ص ۲۰۴/تهذیب الکمال فی أسماء الرجال: ج ۱۱ ص ۱۶۷

❷ الاعتدال فی مراتب الرجال: ص ۲۷، ۲۸

آ گئی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے جوخوبصورت جواب دیا وہ یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ناک میں جوگردوغبار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں داخل ہوا وہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے افضل ہے۔ ❶

علماء پر اعتراضات کے سبب کفر پر موت آئی

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ نے امام یوسف بن وہرہ ہمدانی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرمانے کے لیے بیٹھے۔ آپ کا وعظ سننے کے لیے ایک مجمع جمع تھا، مجمع میں ایک شخص جو ابن سقاء کے نام سے مشہور تھا اٹھا اور اعتراضات کرنے شروع کردیئے اور آپ کو اذیت دینے کے لیے کسی مسئلہ پر بحث شروع کردی۔ امام یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا:

اِجۡلِسۡ فَإِنِّیۡ أَجِدُمِنۡ کَلَامِکَ رَائِحَةَ الۡکُفۡرِ، وَلَعَلَّکَ تَمُوۡتُ عَلٰی غَیۡرِ دِیۡنِ الۡإِسۡلَامِ.

ترجمہ: بیٹھ جا! مجھے تیرے کلام سے کفر کی بو آتی ہے، شاید تیری موت اسلام پر نہ ہو۔

چنانچہ ایسا ہوا کہ شاہِ روم کا ایک سفیر خلیفہ وقت کے پاس آیا اور وہ واپس جانے لگا تو ابن سقاء اس کے ساتھ چلا گیا اور قسطنطنیہ پہنچ کر وہ عیسائی ہوگیا اور اسی مذہب پر اس کی موت ہوئی۔

ایک شخص اس کے قسطنطنیہ جانے کے بعد اس سے قسطنطنیہ میں ملا تو دیکھا کہ ابن سقاء بیمار ہے اور ایک پنکھا ہاتھ میں لیے مکھیاں ہٹا رہا ہے۔ ابن سقاء قرآن کریم کا جید حافظ تھا اور خوش الحانی سے تلاوت کرتا تھا، اس شخص نے ابن سقاء سے دریافت کیا کہ کیا

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: معاویةبن صخر أبی سفیان بن حرب، ج۵۹ ص۲۰۷، ۲۰۸/البدایة والنہایة: سنة ستین من الهجرة، ج۸ ص۱۴۸

اب بھی تم کو قرآنِ مجید یاد ہے؟ ابن سقاء نے جواب دیا کہ میں پورا کلام پاک بھول چکا ہوں صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے:

﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ (الحجر: ۲)

ترجمہ: ایک وقت آئے گا جب یہ کافر لوگ بڑی تمنائیں کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

علامہ دمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ نے دیکھا کہ بے ادبی اور ترکِ اعتقاد کی بدولت یہ شخص کیسا ذلیل وخوار ہو کر ہلاک ہوا، لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مشائخ عارفین، علماء عاملین اور مؤمنین صالحین کے بارے میں حسن ظن رکھیں اور ان کا امتحان لینے کی غرض سے بحث ومباحثہ نہ کریں۔ کیوں کہ بہت کم دیکھنے میں آیا کہ ہے ایسے حضرات سے تعرض کر کے کوئی شخص صحیح وسالم رہا ہو۔ اس لیے سلامتی اسی میں ہے کہ ان کے ساتھ حسن اعتقاد سے پیش آئے ورنہ ندامت اور شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ''فَإِنَّ حِرَابَهُمْ مَسْمُومَةٌ'' اِن سے جنگ کرنا زہر آلود ہے۔ ❶

نماز کے دوران امام کا مذاق اڑانے والے خنزیر کی صورت میں مسخ ہو گیا

ایک امام نے حلب کی جامع مسجد میں لوگوں کو نماز پڑھائی، پس ایک شخص آیا اور امام سے نماز کے دوران بطورِ مذاق کھیلنے لگا لیکن امام نے نماز نہ توڑی یہاں تک کہ سلام پھیر کر فارغ ہوا، دیکھا کہ مذاق کرنے والے کا چہرہ خنزیر کی طرح مسخ گیا، پھر وہ بھاگ کر پاس ہی جنگل میں جا گھسا، لوگوں کو اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے اسکی روداد لکھی۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی غیرت اور سزا ہے جو ہر اُس آدمی پر نازل ہوتی ہے جو بے ادبی اور

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: يوسف بن وهرة، ج۷ ص ۷۸، ۷۹، رقم الترجمة: ۸۴۰/ حياة الحيوان: الذباب، ج ۱ ص ۴۹۰

استہزاء میں وقت گزارتا ہے۔ ❶

استہزاء کے سبب مال ودولت اور رفیقہ حیات سے محروم ہوگیا

ایک مرتبہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا، سامنے بھنی ہوئی مرغی بھی رکھی تھی، اچانک ایک فقیر نے دروازے پر آکر صدا لگائی، وہ شخص دروازے کی طرف گیا اوراس فقیر کو خوب جھڑ کا فقیر یونہی واپس چلا گیا، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ عرصے بعد یہ شخص خود فقیر ہوگیا، سب نعمتیں ختم ہوگئیں، بیوی کو بھی طلاق دے دی، اس نے کسی اور سے نکاح کرلیا، پھر ایک دن ایسا ہوا کہ یہ میاں بیوی اکٹھے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور بھنی ہوئی مرغی سامنے تھی کہ کسی فقیر نے دروازہ کھٹکھٹایا، میاں نے بیوی سے کہا کہ یہ مرغی اس فقیر کو دے آؤ، چنانچہ وہ مرغی لے کر دروازے کی طرف گئی تو کیا دیکھتی ہے کہ فقیر اس کا پہلا شوہر ہے، خیر مرغی اسے دے کر واپس لوٹی تو رو رہی تھی، میاں نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہو؟ بولی کہ فقیر تو میرا پہلا شوہر تھا، غرض پھر سارا قصہ اسے سنایا جو ایک فقیر کو جھڑکنے سے پیش آیا تھا، اس کا میاں بولا خدا کی قسم وہ فقیر میں ہی تھا۔ ❷

گستاخ پادری کی عبرتناک موت اور چار بستیوں کا قبولِ اسلام

عمر غیمو رنائجیریا کے شمال میں اسٹیٹ کانگو کے گاؤں موب کا رہنے والا تھا۔ وہ دین مسیحی کا واعظ ومبلغ اور بڑا مغرور پادری تھا، اکثر قرآنِ کریم اور دین اسلام کا مذاق اُڑایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ چند عیسائیوں کی ایک جماعت کے سامنے وعظ ونصیحت کر رہا تھا، اس نے اپنی تقریر کے دوران کہا: اگر قرآن اور دین اسلام برحق ہیں تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے زندہ میرے گھر واپس نہ کرے۔

❶ تاریخ الخلفاء: العباسیون فی مصر، المتوکل علی اللّٰہ، ج ۱ ص ۳۵۲/شذرات الذھب: سنة اثنتین وثمانین وسبعمائة، ج۸ ص ۴۷۱

❷ المستطرف فی کل فن مستظرف: الفصل الثالث فی الزکاة وفضلھا، ص ۱۷

یہ بات اس نے بابتیس کے گرجا گھر میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہی تھی۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ گرجا گھر سے تن تنہا نکلا، راستے میں اس کے گھر سے پہلے ایک چھوٹا سا پانی کا نالا تھا، جوں ہی اس نے نالا پار کرنا چاہا، اس کا پاؤں پھسل گیا اور گر کر اسی کے اندر مر گیا۔ اگلے دن ایک اور آدمی کی موت ہوگئی جو نالے سے اس پادری کی لاش کو نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

لوگوں کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ پادری کی موت واقع ہو چکی ہے، اِن کا خیال تھا کہ اس پر سکتہ طاری ہوا ہے، ایک ہسپتال میں لاش لے کر گئے، ڈاکٹروں نے بتایا کہ یہ مر چکا ہے۔ وہ دوسرے ہسپتال لے گئے، وہاں بھی پہلے ہسپتال کی رپورٹ کی تصدیق کی گئی، مگر عیسائیوں کو یقین نہ آیا۔ اب انہوں نے اسے عیسائی مشنری سے منسلک ہسپتال سے رجوع کیا، وہاں بھی پادری کی موت کی تصدیق ہوئی۔ تب جا کر لوگوں نے اس کی موت کو تسلیم کیا اور اسے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔

عمر غیمور نامی یہ پادری پہلے عیسائی تھا، پھر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور مسلمانوں کے درمیان زندگی گزارنے لگا، اس کا مسلمانوں کے ساتھ میل جول اور لین دین ہوا کرتا تھا۔ اس نے اسلامی تعلیمات حاصل کیں، قرآن مجید پڑھا اور اسلامی تاریخ میں واقفیت پیدا کی، دائرہ اسلام میں جب اس کی مدت کچھ طویل ہوگئی تو شیطان نے اسے بہکایا، چنانچہ وہ اسلام سے مرتد ہو کر دوبارہ عیسائی بن گیا اور گرجا گھروں میں جا جا کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو ابھارنے لگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے:

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ﴾ (الأنعام: ١١)

ترجمہ: آپ فرما دیجیے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والوں کا

کیاانجام ہوا۔

دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ﴾(البقرة: ۹)

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ کواور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں، مگر سمجھتے نہیں۔

مزید ارشاد ہے:

﴿وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾(الأنفال: ۳۰)

ترجمہ: وہ تو اپنی تدبیریں کررہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کررہا تھا اور اللہ سب سے زیادہ مستحکم تدبیر کرنے والا ہے۔

اس حادثے کے بعد چار بستیوں کے باشندگان نے اسلام قبول کیا، وہ چار بستیاں یہ ہیں:

۱۔فال ۲۔ویلوا ۳۔غواتی ۴۔موب

اور یہ چاروں بستیاں ایک ہی صوبے کانگو میں واقع ہیں۔ ❶

بے ادبوں سے علم کا فیض نہیں پھیلتا

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہت سے ایسے فضلاء ہماری نگاہوں میں ہیں جنہوں نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی، اچھے ذی استعداد تھے، مگر اساتذہ سے بے ادبی کا معاملہ تھا، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد علم کی خدمت سے محروم رہے، کوئی دکانداری کررہا ہے، کوئی گاڑی چلارہا ہے، یہ

❶ سنہرے اوراق: ص۳۴۴ تا ۳۴۶

نصیب نہیں ہوا کہ محدث یا مفسر بن کر بیٹھیں، اور ایسے بھی ہماری نگاہوں میں ہیں کہ استعداد اور علمی قوت بہت محدود تھی لیکن ادب اور خدمت اتنی تھی کہ رات دن اساتذہ کی خدمت میں ادب کے ساتھ لگے رہتے، اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ اتنی خدمت کر رہے ہیں کہ بڑے بڑے ذی استعداد فضلاء اتنی نہیں کر رہے ہے، تو مقبولیت ان کے اندر ادب کی وجہ سے پیدا ہوگئی۔ ❶

گستاخی کے سبب طالب علم باؤلا ہوگیا

حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمہ اللہ (والد گرامی شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس حدیث پڑھتا تھا اور تہیہ کر رکھا تھا کہ غیر حاضری نہ کروں گا، ایک مرتبہ والدہ نے حضرت گنگوہی کے پاس پیغام بھیجا کہ ان کو ایک دن کے لئے بھیج دو، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے مجھے جانے کا حکم دیا، میں نے سبق کا عذر کیا، فرمایا ہو جائے گا، میں چلا گیا، حضرت نے سبق پڑھا دیا مجھے سبق سے غیر حاضری کا بہت قلق ہوا، کچھ عرصہ بعد والدہ کا پھر پیغام آیا اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے جانے کا حکم دیا، میں نے کہا پہلا سبق بھی رہتا ہے، فرمایا کون سا تھا؟ میں نے بتایا تو حضرت نے اسی سبق کی تقریر شروع فرما دی اور ایسی تقریر فرمائی کہ پہلے کبھی نہ سنی تھی، اس دن جس طالب علم کی عبارت کی باری تھی، اس کو بہت طیش آیا، وقت ختم ہوا تو اس نے غصہ میں کہا کہ ''کوئی اور سبق رہتا ہو تو اس کی بھی دہرائی کرالو'' حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے اس کی یہ بات سنی، زبان سے تو کچھ نہ کہا مگر دل میں رنجیدہ ہوئے، سنا ہے کچھ دنوں بعد وہ طالب علم باؤلا ہوگیا۔ ❷

❶ خطبات حکیم الاسلام: ادب اور اختلافِ رائے، ج ۳ ص ۲۷۷

❷ تذکرۃ الخلیل: حضرت گنگوہی سے دورہ حدیث کی تکمیل، ص ۲۰۳

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی گستاخی کرنے والا طالب علم پاگل ہوگیا

مولانا ظل الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دارالعلوم میں طلباء اور علماء کا جلسہ ہوا، ایک طالب علم نے جوش میں آکر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کیے۔

حضرت نے فوراً ہی اس کو ڈانٹا اور منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا، نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت نے اس سے فرمایا: تو علم سے محروم ہوگیا، مولانا ظل الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ اس طالب علم کو میں نے دہلی میں دیکھا ہے کہ سر پر دیوانوں کی طرح خاک اڑاتا پھرتا ہے۔ ❶

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی گستاخی کرنے والوں کا انجام

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ایک مرتبہ بہاولپور سے حضرت کے یہاں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب تشریف لائے، وہ حضرت سے عرض کر رہے ہیں کہ حضرت امرتسر کے ایک صاحب مجھے اپنا بیتا واقعہ سنا رہے تھے کہ ہم نے حضرت مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ جو گستاخیاں کی ہیں ان کی سزا دنیا ہی میں مل گئی کہ جس طرح ہم نے حضرت کے ساتھ ننگا ناچ ناچا تھا ہماری بہو بیٹیوں کو ہمارے سامنے بالکل برہنہ کر کے سر بازار نچایا گیا۔ ہائے افسوس اگر اللہ تعالیٰ مجھے پَر دے دیتا تو اڑ کر جاتا اور حضرت مدنی رحمہ اللہ سے معافی طلب کرتا۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی گستاخی کرنے والے شخص کے چہرے پر آبلے پڑ گئے

آج بھی ایک بستی میں ایک صاحب حیات ہیں، یہ صاحب حضرت مدنی رحمہ اللہ کو ایسی سڑی سڑی گالیاں دیا کرتے تھے کہ دل لرزنے لگتا تھا، قدرت نے ان سے انتقام لیا کہ اب سے ایک سال پیشتر ان کے چہرے پر آبلے ایسے پڑے کہ تمام منہ سوج گیا

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۳۵۸، ۳۵۷

اور بالکل توے کی مانند سیاہ ہوگیا، آج بھی یہ صاحب باوجود طبیب ہونے کے اپنے سیاہ چہرے کو عبرت کا منظر بنائے ہوئے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ مجھے مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو گالیاں دینے کی سزا ملی ہے۔ ﴿فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ﴾ ❶

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی گستاخی کرنے والے شخص کو نہ کفن ملا نہ قبر ملی

مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی تحریر فرماتے ہیں (اس) واقعہ کے راوی جالندھر کے ایک نوجوان مولوی محمد اکرام صاحب قریشی ہیں جو حمید نظامی مرحوم کے جگری دوست، مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن میں ان کے دست و بازو، اسلامیہ کالج کے فارغ اور لیگ کے آغاز سے آج تک اس کے حامی چلے آتے ہیں، وہ حضرت مدنی رحمہ اللہ اور ان کے مدرسہ فکر کے کبھی ہم خیال نہیں رہے بلکہ ان نوجوانوں میں سے تھے جنھیں جالندھر میں لیگ کا ہراول دستہ کہا جاتا تھا، اس واقعہ کے راوی یہی محمد اکرام قریشی ہیں جن کو لاہور کے احباب ڈاکٹر بھی کہتے ہیں اور آجکل بیڈن روڈ لاہور میں رہ رہے ہیں، ان کی روایت کے مطابق اس واقعہ کے کئی راوی اب تک بقید حیات ہیں (ان کا بیان ہے کہ) ابھی پاکستان نہیں بنا تھا اور ۱۹۴۶ء کے انتخابات کا زمانہ تھا، مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ پنجاب یا سرحد کے سفر سے واپس جارہے تھے، جالندھر کے اسٹیشن پر یہی نوجوان مسٹر شمس الحق کی ہمراہی میں اپنے رہنماؤں کے استقبال کے لیے گئے ہوئے تھے۔ رہنما کسی وجہ سے نہ پہنچ سکے، شمس الحق کی نظریں مولانا مدنی رحمہ اللہ پر پڑ گئیں وہ اپنے ساتھ کے نوجوانوں کو لے کر ان کے ڈبے پر چڑھ دوڑا، نعرے لگائے سب وشتم کیا حتی کہ داڑھی کو پکڑ کر کھینچا، ایک بیان کے مطابق رخسار پر طمانچہ مارا، مولانا صبر کی تصویر تھے آہ تک نہ کی۔ اس کارنامہ کے بعد شمس الحق یا اس کے کسی ساتھی نے یہ واقعہ

❶ جواہر پارے: ج ۱ ص ۵۹، ۶۰ / انفاس قدسیہ: ص ۱۸۷

مولانا عظامی رحمہ اللہ سے بیان کیا جو جالندھر لیگ کے نائب صدر تھے، انہوں نے سنتے ہی کانپ کر پوچھا کیا یہ صحیح ہے؟ جب تصدیق کی گئی توان پر رعشہ سا طاری ہو گیا۔ اکرام قریشی کہتے ہیں کہ وہ کانپ رہے تھے اور انہوں نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اگر یہ سچ ہے تو جس نے حضرت مدنی رحمہ اللہ کی داڑھی پر ہاتھ ڈالا ہے اس کی لاش نہیں ملے گی، اس کو زمین جگہ نہیں دے گی، عظامی کانپ رہے تھے ان کا چہرہ اشکبار تھا اور آنکھیں پرنم تھیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ شمس الحق کون تھا؟ یہ وہی نوجوان ہے جو لائل پور میں قتل وخون کا شکار ہو گیا جس کی نعش کا پتہ نہ چلا، نہ کفن ملا نہ قبر، اس واقعہ کو تقریباً گیارہ بارہ سال ہو چکے ہیں، روایتوں پر روایتیں آتی رہیں، خود لیگ کے زعماء مہر بلب رہے، کسی نے کہا بھتہ میں زندہ جلا دیا گیا، کسی نے کہا لاش کے ٹکڑے کر دیئے گئے، جتنے منہ اتنی باتیں۔ پولیس نے انعام بھی رکھا، سب کچھ کیا لیکن شمس الحق کا سراغ نہ ملا۔ ❶

گستاخی کرنے والا قادیانی ہو گیا

حضرت مدنی رحمہ اللہ ایک جلسہ گاہ میں تشریف فرما تھے، مولوی ممتاز الدین نے آپ کی پیشانی پر سجدہ کا نشان دیکھ کر اَز راہِ تمسخر کہا کہ یہ تو جوتے کا نشان معلوم ہوتا ہے، (نعوذ باللہ من ذلک) لوگوں نے دیکھا کہ ابھی ایک مہینہ بھی نہیں گذرا تھا کہ اس گستاخ نے قادیانیت اختیار کر لی اور ''خسر الدنیا و الآخرۃ'' کا مصداق بن گیا۔ ❷

گستاخی کے سبب علم سے محروم ہو گیا

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دار العلوم دیوبند میں ایک طالب علم تھا، اس کی قابلیت، ذہانت اور استعداد کا بڑا چرچا تھا، ویسے

❶ ہفت روزہ چٹان لاہور، مارچ ۱۹۶۳ء/ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے حیرت انگیز واقعات: ص ۲۵، ۲۶

❷ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۳۵۹

تو وہ سبق میں آتا ہی نہیں تھا اور اگر کبھی آجاتا اور ارادہ ہوتا کہ آج عبارت پڑھوں گا اگر اس کو موقع نہ ملتا اور کوئی دوسرا عبارت شروع کرتا تو وہ کتاب بغل میں اُٹھا کر چلا جاتا تھا، بے ادبی کی انتہا تھی، استاذ کی بھی اور کتاب اور ساتھیوں کی بھی، ایک کام اور کرتا تھا کہ اگر ارادہ کرتا کہ آج سبق نہیں ہونے دینا، تو وہ آتا اور اشکال پر اشکال کرتا اور اس طرح گھنٹہ ختم ہو جاتا۔ جیسے طلبہ عصر کے بعد نکلتے ہیں ایسے اس کے ساتھ بھی نکلتے وہ بھی ساتھ ہوتا تھا تو جہاں جاتے کھیت اجاڑ دیتے تھے اور شرارتیں کرتے تھے، اور وہ کبھی یہ حرکت کرتا تھا کہ حقہ لیا ہوا ہے منہ سے لگا کر دارِ جدید کا چکر لگا رہا ہے، تو انجام یہ ہوا کہ میزان سے لے کر دورہ تک اسی دارالعلوم میں پڑھا لیکن دورہ کے سال سہ ماہی میں اس کا اخراج ہو گیا، یقیناً کوئی ناقابلِ برداشت حرکت کی ہوگی، جس کی وجہ سے اخراج ہو گیا۔

دارالعلوم دیوبند کے اجلاس صدسالہ کے موقع پر ۱۹۸۱ء میں دستار بندی تھی، ممتاز لوگوں کی بھی دستار بندی ہوئی، جب ہم اجلاس صدسالہ کے لئے جارہے تھے تو لاہور کے اسٹیشن پر اس طالب علم سے ملاقات ہوگئی، وہ اپنی صلاحیتوں کے ساتھ اس طرح دفن ہوا کہ نام ونشان نہ رہا:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے ہستی سے
تمہارا نام تک نہ ہوگا داستانوں میں

معلوم ہوا کہ ایک ہائی اسکول میں ٹیچر ہے، لوگ سارے دیوبند جارہے ہیں اور خوش ہیں اور وہ رو رہا ہے تو ’’با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب‘‘۔

کبھی اس پر فخر نہ کرو کہ ہمارا ذہن تیز ہے، حافظہ عمدہ ہے، میں نے دیوبند میں ایسے طالبِ علم دیکھے کہ قلم برداشتہ عربی کا قصیدہ شروع کیا اور فی البدیہہ لکھا لیکن ان میں

بھی اساتذہ کا ادب نہیں تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے علم سے نہ ان کو فائدہ ملا نہ دوسروں نے فائدہ اُٹھایا، اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ ادب کا پاس رکھنا بہت ضروری ہے۔ ❶

گستاخی کے سبب جوتے گانٹھنا اور پالش کرنا

ایک طالب علم تھا جو دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا تھا، وہ عموماً اساتذہ کی شان میں گستاخیاں اور بدزبانی کرتا تھا، ایک دن اس طرح کی حرکت کی کہ استاذ کی بڑی بے ادبی کردی، جس سے اساتذہ کا دل دکھ گیا، چنانچہ استاذ نے اس کو ناراضگی کی حالت میں یہ کہہ دیا ''جا! تو اب جوتے ہی گانٹھے گا'' چنانچہ دیکھنے والوں نے بتایا کہ کچھ عرصہ بعد وہ شخص دیوبند کی جامع مسجد کے پاس فٹ پاتھ پر بیٹھا لوگوں کے جوتے چپل پالش کررہا ہے اور موچی کا کام کررہا ہے، چنانچہ وہ عالم بھی نہ بن سکا۔ ❷

گستاخی کرنے والے کا منہ ٹیڑھا ہوگیا

ایک صاحب نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ بھٹو مرحوم کے دور میں الیکشن کی گرما گرمی تھی، بازار میں جلسہ ہورہا تھا، میں ادھر سے گزرا تو ایک سرکاری مولوی تقریر کررہا تھا، چونکہ وہ اس وقت جمعیت علمائے اسلام پر برس رہا تھا، میں ذرا رک گیا کہنے لگا: لوگو! تم نے ان دیوبندیوں کا '' گالڑوی کنڈورگا'' جھنڈا دیکھا ہے (گلہری کی پیٹھ کی طرح) کہتے ہیں یہ پرچم نبوی ہے، مجھے اِس کے استہزاء پر سخت کوفت ہوئی، کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضورِ سرسرکائنات کا پرچم ایسی ہی شکل کا تھا، (کالی اور سفید دھاریوں والا) جب یہ الفاظ سنے تو میں بیزار ہوکر چل پڑا، کچھ ہی دن گزرے ہونگے کہ وہ مولوی مجھے راستے میں مل گیا، میں نے دیکھا اس کا منہ ٹیڑھا ہو چکا تھا۔ ❸

---

❶ مجالس علم وذکر: ادب کی اہمیت، ج ۲ ص ۶۱، ۶۲

❷ اہل علم کی زندگی: ص ۲۷۳

❸ ناقابل فراموش کے سچے واقعات: ص ۳۵۹، ۳۶۰

انسان کی بدبختی کی علامت یہ ہے کہ وہ اسلافِ امت، علمائے کرام اور صلحاء پر طعن تشنیع شروع کردیتا ہے اور یوں اپنے اعمال کو ضائع کردیتا ہے، ایسے لوگوں کی اولادیں بھی عموماً دین سے محروم ہوجاتی ہیں، اور بسااوقات ایسے لوگ ایمان سے بھی محروم ہوجاتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو حضراتِ صحابہ کرام، اسلافِ امت اور علماء وصلحاء سے محبت نصیب فرمائے، گستاخی اور بے ادبی سے ہمیں اور ہماری اولادوں کو محفوظ فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

۴۸......نکاح کی اہمیت وفضیلت، فوائد وثمرات اور اسلاف کے پرتاثیر واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُوْلُوْا﴾(النساء:۳)

وَفِىْ مَقَامٍ آخَرَ:

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾(النور: ۳۲)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ،مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ،فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ،وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ.❶

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

تُنْكَحُ الْمَرْأَةُلِأَرْبَعٍ:لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا،فَاظْفَرْ بِذَاتِ

❶صحيح البخارى: كتاب النكاح،باب من لم يستطع الباءة فليصم، رقم الحديث: ٥٠٦٦

الدِّینِ،تَرِبَتْ یَدَاکَ.❶

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الدُّنْیَا کُلَّھَا مَتَاعٌ،وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَاالْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ.❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صداحترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

اسلام میں نکاح کی بڑی اہمیت ہے، اسلام نے نکاح کے تعلق سے جو فکرِ اعتدال اور نظریہ توازن پیش کیا ہے وہ نہایت جامع اور بے نظیر ہے۔ اسلام کی نظر میں نکاح محض انسانی خواہشات کی تکمیل اور فطری جذبات کی تسکین کا نام نہیں ہے۔ انسان کی جس طرح بہت ساری فطری ضروریات ہیں بس اسی طرح نکاح بھی انسان کی ایک اہم فطری ضرورت ہے۔ اس لیے اسلام میں انسان کو اپنی اس فطری ضرورت کو جائز اور مہذب طریقے کے ساتھ پورا کرنے کی اجازت ہے اور اسلام نے نکاح کو انسانی بقاء وتحفظ کے لیے ضروری بتایا ہے، اسلام نے تو نکاح کو احساسِ بندگی اور شعورِ زندگی کے لیے عبادت سے تعبیر فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔

قرآنِ کریم اور احادیث مبارکہ میں نکاح کی اہمیت وفضیلت، فوائد وثمرات کو بڑی تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں نکاح کی اہمیت وترغیب

جو تمہیں پسند ہو اُس سے نکاح کریں

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتَامٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَۃً أَوْ مَا مَلَکَتْ أَیْمَانُکُمْ

❶صحیح البخاری: کتاب النکاح، باب الأکفاء فی الدین، رقم الحدیث: ۵۰۹۰

❷سنن النسائی: کتاب النکاح، باب المرأۃ الصالحۃ، رقم الحدیث: ۳۲۳۲

ذٰلِکَ أَدْنَی أَلَّا تَعُوْلُوْا ﴾ (النساء: ۳)

ترجمہ: اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف سے کام نہیں لے سکو گے تو (ان سے نکاح کرنے کے بجائے) دوسری عورتوں میں سے کسی سے نکاح کرلو جو تمہیں پسند آئیں، دو دو سے، تین تین سے، اور چار چار سے، ہاں! اگر تمہیں یہ خطرہ ہو کہ تم (ان بیویوں) کے درمیان انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرو، یا ان کنیزوں پر جو تمہاری ملکیت میں ہیں۔ اس طریقے میں اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ تم بے انصافی میں مبتلا نہیں ہو گے۔

جاہلیت کے زمانے میں بیویوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں تھی، ایک شخص بیک وقت دس دس بیس بیس عورتوں کو نکاح میں رکھ لیتا تھا، اس آیت نے اس کی زیادہ سے زیادہ حد چار تک مقرر فرمادی اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ انسان تمام بیویوں کے درمیان برابری کا سلوک کرے اور اگر بے انصافی کا اندیشہ ہو تو ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ایسی صورت میں ایک سے زیادہ نکاح کرنے کو منع فرمادیا گیا ہے۔ (۱)

نکاح کریں اللہ اپنے فضل سے غنی کردے گا

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ (النور: ۳۲)

ترجمہ: تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا اس وقت نکاح نہ ہو، ان کا بھی نکاح کراؤ، اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں، ان کا بھی۔ اگر وہ تنگ دست ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں بے نیاز کردے گا۔ اور اللہ بہت

(۱) آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۸۵

وسعت والا ہے، سب کچھ جانتا ہے۔

اس سورت میں جہاں بے حیائی اور بدکاری کو روکنے کے لیے مختلف احکام دیئے گئے ہیں، وہاں انسان کی فطرت میں جو جنسی خواہش موجود ہے، اس کو حلال طریقے سے پورا کرنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے، چنانچہ اس آیت میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ جو بالغ مرد وعورت نکاح کے قابل ہوں، تمام متعلقین کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ان کا نکاح ہو جائے، اور یہ اندیشہ نہ کرنا چاہیے کہ اگرچہ اس وقت تو وسعت موجود ہے، لیکن نکاح کے نتیجے میں بیوی بچوں کا خرچ زیادہ ہونے کی وجہ سے کہیں مفلسی نہ ہو جائے، بلکہ جب اس وقت نکاح کی وسعت موجود ہے تو اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر نکاح کر لینا چاہیے۔ پاک دامنی کی نیت سے نکاح کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ آئندہ اخراجات کا بھی مناسب انتظام فرما دے گا۔ البتہ اگلی آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کے پاس اس وقت بھی نکاح کی وسعت نہیں ہے، اِن کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان میں وسعت پیدا کرے، اس وقت تک وہ پاک دامنی کے ساتھ رہیں۔ ❶

نکاح سکون وراحت کا ذریعہ ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (الروم: ۲۱)

ترجمہ: اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم میں سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان کے پاس جا کر سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیے، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۷۵۱

سے کام لیتے ہیں۔

عام طور پر نکاح سے پہلے میاں بیوی الگ الگ ماحول میں پرورش پاتے ہیں، لیکن نکاح کے بعد ان میں ایسا گہرا رشتہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے پچھلے طرزِ زندگی کو خیر باد کہہ کر ایک دوسرے کے ہو کے رہتے ہیں، پھر ان کے درمیان وہ محبت پیدا ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر رہنا ان کے لئے مشکل ہو جاتا ہے، جوانی میں ان کے درمیان محبت کا جوش ہوتا ہے اور بڑھاپے میں اس پر رحمت اور ہمدردی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ❶

احادیث مبارکہ کی روشنی میں نکاح کی اہمیت وفضیلت

نکاح نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَـامَعْشَرَ الشَّبَابِ،مَنِ اسْتَطَاعَ البَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ،فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ،وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. ❷

ترجمہ: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھے وہ شادی کر لے اور جس میں طاقت نہ ہو وہ روزے رکھے، روزہ اس کی شہوت وخواہش کو کم کر دے گا۔

نکاح انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۸۵۶

❷ صحيح البخاری: كتاب النكاح، باب من لم يستطع الباءة فليصم، رقم الحديث: ٥٠٦٦

أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ: اَلْحَيَاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاكُ، وَالنِّكَاحُ. ❶

ترجمہ: چار چیزیں رسولوں کے طریقہ میں سے ہیں (۱) حیاء دار ہونا۔ (۲) خوشبو لگانا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) نکاح کرنا۔

نکاح نہ کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض صحابہ کو تنبیہ کرنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تین آدمی آپ کی عبادت کا حال پوچھنے آئے، جب اِن سے بیان کیا گیا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو بہت کم خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کس طرح کر سکتے ہیں، آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو گئے ہیں، اسکے بعد ایک نے کہا میں رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تیسرے نے کہا میں نکاح نہیں کروں گا اور عورتوں سے ہمیشہ الگ رہوں گا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر آئے تو ازواجِ مطہرات نے یہ سارا حال بتایا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم لوگوں نے یوں یوں کہا ہے؟

أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي. ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری بہ نسبت بہت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کھانے والا ہوں، لیکن پھر بھی روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور ساتھ ساتھ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یاد رکھو! جو میری سنت سے روگردانی کرے گا، وہ میرے طریقے پر نہیں۔

❶ سنن الترمذی: أبواب النكاح، باب ماجاء فی فضل التزويج والحث عليه، رقم الحديث: ۱۰۸۰

❷ صحيح البخاری: كتاب النكاح، باب الترغيب فی النكاح، رقم الحديث: ۵۰۶۳

اِس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کرنے کی بڑی ترغیب دی اور مسنون اعمال سے اعراض کرنے پر وعید بیان فرمائی کہ ایسے شخص کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں جو میرے طریقوں سے پہلو تہی کرے۔

بے نکاح مرد اور عورت محتاج اور مسکین ہیں

ابن ابی نجیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِسْكِينٌ مِسْكِينٌ مِسْكِينٌ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ امْرَأَةٌ وَإِنْ كَانَ كَثِيرَ الْمَالِ مِسْكِينَةٌ مِسْكِينَةٌ مِسْكِينَةٌ امْرَأَةٌ لَيْسَ لَهَا زَوْجٌ وَإِنْ كَانَتْ كَثِيرَةَ الْمَالِ. ❶

ترجمہ: مسکین ہے، مسکین ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو، اگرچہ وہ بہت مال والا ہو۔ پھر فرمایا: مسکین ہے، مسکین ہے وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو، اگرچہ مال والی ہو۔

نکاح کرنے سے دین اور دنیا کے بہت سے کام درست ہو جاتے ہیں اور مال کا جو مقصود اصلی ہے، یعنی راحت اور بے فکری، وہ اس مرد کو نصیب نہیں ہوتی جس کی بیوی نہ ہو اور اس عورت کو بھی یہ راحت و آرام نصیب نہیں ہوتا جس کا خاوند نہ ہو۔ اس لیے مال ہونے کے باوجود شادی نہ کرنے والے مرد و عورت کو اس حدیث میں مسکین کہا گیا ہے۔

تین چیزوں میں تاخیر نہ کریں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین باتوں کی نصیحت فرمائی:

يَا عَلِيُّ! ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرُهَا

ترجمہ: اے علی! تین چیزوں میں کبھی تاخیر نہ کرنا۔

---

❶ المعجم الاوسط: باب الميم، ج۶ ص ۳۴۸، رقم الحديث: ۶۵۸۹/قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ إِلَّا إِنَّ أَبَا نَجِيحٍ لَا صُحْبَةَ لَهُ. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب النكاح، باب الحث على النكاح وما جاء في ذلك، ج۴ ص ۲۵۲، رقم الحديث: ۷۳۱۱)

۱ ......اَلصَّلَاةُ إِذَا آنَتْ.

ترجمہ: نماز کا جب وقت ہو جائے۔

۲ ......وَالجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ.

ترجمہ: اور جنازہ جب حاضر ہو جائے۔

۳......وَالأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُئًا. ❶

ترجمہ: اور جب غیر شادی شدہ کیلئے کفو (یعنی برابری کا رشتہ) مل جائے۔

بہترین ساز وسامان نیک بیوی ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الدُّنيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ، وَخَيرُ مَتَاعِ الدُّنيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. ❷

ترجمہ: بیشک تمام دنیا ساز وسامان ہے، اور دنیا کا بہترین ساز سامان نیک بیوی ہے۔

نکاح میں دین داری اور حسنِ اخلاق کو ترجیح دیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تُنكَحُ الْمَرْأَةِ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ. ❸

ترجمہ: عورت سے نکاح کرنے کے بارے میں چار چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، اول اس کا مالدار ہونا، دوم اس کا حسب نسب والی ہونا، سوم اس کا حسین وجمیل ہونا، اور چہارم

❶ سنن الترمذی: أبواب الصلاة، باب ماجاء فی الوقت الأول من الفضل، رقم الحديث: ۱۷۱

❷ سنن النسائی: كتاب النكاح، باب المرأة الصالحة، رقم الحديث: ۳۲۳۲

❸ صحيح البخاری: كتاب النكاح، باب الأكفاء فی الدين، رقم الحديث: ۵۰۹۰

اس کا دین دار ہونا، لہذا دیندار عورت کو اپنا مطلوب قرار دو اور خاک آلودہ ہو تیرے دونوں ہاتھ۔

خاک آلودہ ہو تیرے دونوں ہاتھ! ویسے تو یہ جملہ لفظی مفہوم کے اعتبار سے ذلت وخواری اور ہلاکت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہاں اس جملہ سے یہ بددعا مراد نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد دین دار عورت کو اپنا مطلوب قرار دینے کی ترغیب دلانا ہے، اور یہ بتلانا ہے کہ بظاہر اگر تمہاری رغبت نہ بھی ہو تب بھی دین دار عورت کو ترجیح دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ، وَفَسَادٌ عَرِيضٌ. ❶

ترجمہ: جب تمہیں کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین سے اور اس کے اچھے اخلاق سے تم راضی ہو، تو تم اپنی بچی کا اس سے نکاح کر دو، اگر تم نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ پھیل جائیگا، اور زمین میں فساد پھیلے گا۔

حدیث میں دو چیزیں بیان کی ہیں دیندار ہو اور اچھے اخلاق والا ہو تو نکاح کر دو، اس لئے کہ جب دینداری کا انتخاب ہوگا تو اولاد بھی نیک صالح اور متقی ہوگی، اور خود گھر والی کی زندگی بھی اطمینان سے گزرے گی۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رشتے کے انتخاب میں دین داری کو ترجیح دیتے، آپ نے اپنی بیٹی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی، تو دیکھئے! حضرت علی کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ وہ مہر ادا کرسکیں، کوئی ان کے پاس دولت نہیں تھی، مہر کا بندوبست کرنے کیلئے اپنی زرہ فروخت کرنے کیلئے جارہے

❶ سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ما جاء إذا جاء کم من ترضون دینه فزوجوه، رقم الحدیث: ۱۰۸۴

تھے، راستے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ملے، پوچھا: علی کہاں جا رہے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: فاطمہ سے میرا نکاح ہوا ہے لیکن میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ مہر ادا کرسکوں، اس لئے زرہ بیچنے جا رہا ہوں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علی! زرہ مت بیچو! نکاح تمہارا ہوگا اور مہر کا خرچہ عثمان کی طرف سے ہوگا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مہر کا خرچہ دیا۔

دیکھئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتے کے انتخاب میں دینداری کو دیکھا، دولت کو نہیں دیکھا، ورنہ عرب کے اندر بڑے بڑے دولت مند لوگ موجود تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دینداری کو دیکھ کر رشتہ دیا ہے۔

لسانِ نبوت سے بہترین عورت کی تین صفات

پسندیدہ عورت کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مال واسباب کی اور اپنے نفس کی حفاظت کرنے والی ہو، یہ صفت عورت کی دیانت امانت اور کردار پر دلالت کرتی ہے، ایک عورت کو چاہیے کہ وہ نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال واسباب اور گھر بار کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے نیک عورتوں کی جو خصوصیات بیان کی ہیں ان میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے:

﴿حٰفِظٰتٌ لِلغَيبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النساء: ۳۴)

اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہترین عورت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

الَّتِي تُطِيعُ إِذَا أَمَرَ، وَتَسُرُّ إِذَا نَظَرَ، وَتَحفَظُهُ فِي نَفسِهَا وَمَالِهِ. (۱)

ترجمہ: (بہترین عورت وہ ہے) جسے شوہر حکم دے تو وہ اُس کی بات مانتی ہو، جب

(۱) السنن الکبری للنسائی: کتاب عشرة النساء، طاعة المرأة وزوجها، ج۸ ص ۱۸۴، رقم الحدیث: ۸۹۱۲

شوہراُسے دیکھےتو وہ اُسے خوش کردیتی ہو، وہ عورت اپنی (عزت) اورشوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہو۔

بیوی شوہر کے احسانات کوفراموش نہ کرے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں کو دیکھا ہے۔عورتوں نے پوچھا کس وجہ سے،آپ نے فرمایا: ناشکری کی وجہ سے۔ پوچھا گیااللہ کی ناشکری کی وجہ سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَكْفُرْنَ العَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ. ❶

ترجمہ:شوہر کی ناشکری کی وجہ سے،ان کے احسان کی ناشکری کرتی ہیں کہ تم پوری زندگی احسان کرتے رہو، پھرتم سے کوئی (ناراضگی والی) بات ہوجائے تو کہہ دیں گی میں نے ان سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔

متعدداحادیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول ہے کہ آپ نے جہنم کودیکھا تواس میں اکثر امراءاورزیادہ ترعورتوں کو پایا۔ان کا سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا کہ اکثرعورتیں شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اورشوہر کے احسان کو ذراسی بات پر بھول جاتی ہیں یعنی ناشکری اوراحسان فراموشی کا مادہ ان میں زائد ہوتا ہے۔

بلاوجہ مطالبہ طلاق والی جنت کی خوشبو بھی نہیں پائی گی

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

❶صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب كفران العشير وكفر دون كفر، رقم الحديث: ٢٩

أَيُّمَا إِمْرَءَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَآئِحَةُ الْجَنَّةِ.

ترجمہ: جوعورت اپنے شوہر سے بلا کسی ضرورت شدیدہ وپریشانی کے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔(یعنی جنت میں جانا تو دور کی بات جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوگی۔)

طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے کہ اس سے دو خاندانوں کے درمیان عناد اور مخالفت پیدا ہوتی ہے، لڑائی جھگڑے کے علاوہ بہت سے گناہوں کا سبب ہے، تعلقات ٹوٹتے اور خراب ہوتے ہیں، جوڑ اور ربط محمود ہے اور اس کی تاکید ہے، توڑ مذموم ہے اور اس پر سخت وعید ہے۔ اسی وجہ سے طلاق کے مطالبہ پر سخت وعید ہے کہ ایسی عورت جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گی، جب کہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی دوری سے محسوس ہوگی۔

عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ شوہر اور بیوی میں لڑائی ہوگئی، گھریلو زندگی میں ایسی باتیں پیش آجاتی ہیں، سو عورت مارے غصہ کے کہتی ہے کہ ہمیں چھوڑ دیجیے، ہمارا رشتہ ختم کر دیجیے۔ بسا اوقات شوہر غصہ اور غیظ میں ہونے کی وجہ سے کہتا ہے جاؤ۔ بیوی کو ہرگز زبان سے ایسی بات نہ نکالنی چاہیے کہ جہاں مرد کو پریشانی بھگتنی پڑتی ہے وہاں عورت کی زندگی بھی اجیرن بن جاتی ہے، چھوٹے بچے ہوں تو اور پریشانی بڑھ جاتی ہے۔ بیوی کے لیے دوبارہ شادی کرنا ہندوستان اور پاکستان کے ماحول میں تو بہت ہی مشکل ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عورت ہر اعتبار سے پریشان ہوجاتی ہے اور بہت سے دوسرے گناہوں کا راستہ نکل جاتا ہے، دین ودنیا دونوں خراب ہوتے ہیں۔ اسی لیے شیطان کوشش کرتا ہے کہ طلاق کی نوبت آجائے اور گناہوں کا دروازہ کھل جائے۔ سو

جہاں تک ہو سکے طلاق کی صورت پیدا نہ ہونے دیں۔ ❶

تو قرآن مجید اوراحادیث کی ان تعلیمات میں اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ ہرامتی نکاح کی سنت کواپنائے اوراس میں تاخیر نہ کرے، نکاح میں دینداری کوترجیح دے، رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے عملی طور پرخود بھی نکاح کئے، اوراپنی بیٹیوں کے بھی نکاح کروائے۔

نکاح کی اہمیت،فوائد وثمرات سے متعلق سلف کے اقوال

نیک بیوی بہترین نعمت الٰہی ہے

ا......حضرت عمربن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا أَعْطَى الْعَبْدُ بَعْدَ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ خَيْرًا مِّن امْرَأَةٍ صَالِحَةٍ، وَإِنَّ مِنْهُنَّ غَنَمًا لَا يُحْذَى مِنْهُ، وَمِنْهُنَّ غِلَالًا يُفْدَى مِنْهُ. ❷

ترجمہ: ایمان کے بعد بندے کونیک بیوی سے بہتر کوئی نعمت حاصل نہیں ہوتی، ان میں سے بعض عورتیں اتنی اچھی ہوتی ہیں کہ دنیا کی کوئی چیزان کا بدل نہیں بن سکتی اوربعض گردن کا طوق ہوتی ہیں، کسی بھی فدیہ کے عوض ان سے رہائی نصیب نہیں ہوتی۔

نکاح کے بغیر عبادت مکمل نہیں ہوتی

۲......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا يَتِمُّ نُسُكُ النَّاسِكِ حَتَّى يَتَزَوَّجَ. ❸

ترجمہ: عابد کی عبادت نکاح کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

---

❶ سنن أبي داود: كتاب الطلاق، باب فى الخلع، رقم الحديث: ۲۲۲۶

❷ إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج۲ ص ۳۱

❸ إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج۲ ص ۲۳

اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ نکاح عبادت کا تتمہ ہے، دوسرا مطلب یہ ہے کہ آدمی پر شہوت غالب رہتی ہے، اس صورت میں دل کی سلامتی نکاح کے بغیر مکمل نہیں ہے اور عبادت اس وقت تک مکمل نہیں قرار دی جاسکتی جب تک دل اس کے لیے پوری طرح فارغ نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ جب آپ کے غلام حضرت عکرمہ اور حضرت کریب رحمہما اللہ وغیرہ بالغ ہوئے تو حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا کر کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہاری شادی کردوں، اس لیے کہ بندہ جب زنا کرتا ہے تو اسکے دل سے ایمان نکل جاتا ہے۔

زندگی کے دس دن باقی ہوں تب بھی نکاح کروں گا

۳......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنْ عُمُرِیْ إِلَّا عَشَرَةَ أَیَّامٍ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ لِکَیْ لَا أَلْقَی اللّٰهَ عَزَبًا. ❶

ترجمہ: اگر میرے زندگی کے دس دن بھی باقی ہوں تو میں نکاح کرنا بہتر سمجھتا ہوں تا کہ اللہ کے سامنے اس حال میں پیش نہ ہوں کہ میری بیوی موجود نہ ہو۔

میں مجرد حالت میں اللہ سے ملنا نہیں چاہتا

۴......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں، طاعون کی وبا میں دونوں کا انتقال ہوگیا، خود بھی اسی وبائی صورت میں مبتلا تھے مگر اپنے عزیزوں سے فرمایا:

زَوِّجُونِی، فَإِنِّی أَکْرَهُ أَنْ أَلْقَی اللّٰهَ أَعْزَبَ. ❷

ترجمہ: میری شادی کردو، اس لیے میں ناپسند کرتا ہوں کہ اللہ کے سامنے مجرد ہونے کی حالت میں پیش ہوں۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج ۲ ص ۲۳

❷ معرفة السنن والآثار: كتاب الوصايا، باب نكاح المريض، ج ۹ ص ۱۹۴، الرقم: ۱۲۸۵۲ / إحياء علوم الدين: ج ۲ ص ۲۳

تجرد کی حالت میں رات گزارنا مجھے پسند نہیں

۵......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی اہلیہ کے وفات کے دوسرے روز نکاح کرلیا اورفرمایا:

أَكْرَهُ أَنْ أَبِيتَ عَزَبًا. ❶

ترجمہ: مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ رات تجرد کی حالت میں گزاروں۔

نامرداور بدکار نکاح سے اعراض کرتا ہے

۶......حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھےامام طاؤس رحمہ اللہ نے کہا:

لَتَنْكِحَنَّ أَوْ لَأَقُولَنَّ لَكَ مَا قَالَ عُمَرُ لِأَبِي الزَّوَائِدِ: مَا يَمْنَعُكَ مِنَ النِّكَاحِ إِلَّا عَجْزٌ أَوْ فُجُورٌ. ❷

ترجمہ:تم ضرور نکاح کرو، یا میں تمہیں وہی کہوں گا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو الزوائد سے کہا تھا کہ تجھ سے نکاح مانع نہیں مگر نامردی یا بدکاری کی وجہ۔

نکاح فضیلت کا سبب ہے

۷......حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَضُلَ عَلَيَّ أَحْمَدُ بْنُ حَنبلٍ بِثَلَاثٍ: بِطَلَبِ الْحَلَالِ لِنَفْسِهِ وَلِغَيْرِهِ وَأَنَا أَطْلُبُهُ لِنَفْسِي فَقَطْ ،وَلاتِّسَاعِهِ فِي النِّكَاحِ وَضِيقِهِ عَنْهُ،وَلأَنَّهُ نَصَبَ إِمَامًا لِلْعَامَّةِ. ❸

ترجمہ:امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ مجھ سے تین باتوں میں افضل ہیں :ایک یہ ہے کہ وہ رزق حلال اپنے لیے اور اپنے غیر (اہل وعیال) کے لیے تلاش کرتے ہیں اور میں صرف اپنے لیے۔دوسری بات یہ ہے کہ ان کے لیے نکاح کی گنجائش ہے مجھے اسمیں

❶إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح ،ج ۲ ص ۲۳

❷سنن سعيد بن منصور : كتاب الوصايا ،باب الترغيب فى النكاح ، ج ۱ ص ۱۶۴ ،الرقم : ۴۹۱

❸إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح ،ج ۲ ص ۲۳

وسعت نہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ وہ اہل دنیا کے امام ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو بغیر نکاح والا بندہ پسند نہیں

۸...... جب حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں انکی زیارت کی اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا:

رُفِعتُ سَبعِينَ دَرَجَةً فِي عِلِيِّينَ، وَأَشْرَفَ بِيُ عَلَى مَقَامَاتِ الأَنْبِيَاءِ وَلَمُ أُبْلِغْ مَنَازِلَ المُتَأَهِّلِينَ.

ترجمہ: جنت میں میرے ستر درجے بلند کیے گئے ہیں، انبیاء کے مقامات تک مجھے دکھلا دیے گئے ہیں، مگر شادی شدہ کے درجات تک پہنچنا نصیب نہیں ہوا۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بشر رحمہ اللہ سے فرمایا:

يَا بَشَرُ مَا كُنتُ أُحِبُّ أَنْ تَلْقَانِي عَزَبً

ترجمہ: اے بشر! ہمیں تیرا مجرد آنا پسند نہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابونصر تمار رحمہ اللہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتلایا کہ وہ مجھ سے ستر درجے افضل ہیں، میں نے عرض کیا: اسکی کیا وجہ ہے؟ دنیا میں تو آپ ان سے افضل تھے، بشر نے جواب دیا:

بِصَبْرِهِ عَلَى بَنَاتِهِ وَالْعِيَالِ. ❶

ترجمہ: اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کی کثرت پر صابر وشاکر تھے۔

کثرتِ نکاح دنیاوی اور معیوب عمل نہیں

۹...... حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَثْرَةُ النِّسَاءِ لَيْسَتْ مِنَ الدُّنْيَا لِأَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ أَزْهَدَ

❶ قوت القلوب: الفصل الخامس والأربعون ذكر التزويج، ج ۲ ص ۴۰۱

أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ لَهُ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَسَبْعَ عَشَرَةَ سَرِيَّةً. ❶

ترجمہ: بیویوں کی کثرت دنیاوی عمل نہیں ہے، اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سب سے زیادہ بے رغبت تھے اور اس کے باوجود آپ کی چار بیویاں اور سترہ باندیاں تھیں۔

اہل وعیال والے مجھ سے افضل ہیں

۱۰......حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے ایک شخص نے کہا: واقعی آپ خوش نصیب انسان ہیں، اپنے تجرد کے باعث عبادت کے لیے اچھی طرح فارغ ہیں۔ فرمایا:

لِرَوْعَتِهِ مِنْكَ بِسَبَبِ الْعِيَالِ أَفْضَلُ مِنْ جَمِيعِ مَا أَنَا فِيهِ. ❷

ترجمہ: وہ تمام خصلتیں جو میرے اندر موجود ہیں اس کے باوجود تم اپنے اہل وعیال کی بناء پر مجھ سے افضل ہو۔

اہل وعیال والا مستغنی انسان ہم سے افضل ہے

۱۱......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ جنگ میں شریک تھے، ایک روز انہوں نے اپنے رفقاء سے دریافت فرمایا: کیا تم ایسے عمل سے واقف ہو جو ہمارے اس جہاد سے بھی افضل ہے؟ رفقاء نے لاعلمی کا اظہار کیا، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: میں جانتا ہوں، رفقاء نے کہا: وہ کیا ہے؟ فرمایا:

رَجُلٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عَائِلَةٍ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ إِلَى صِبْيَانِهِ نِيَامًا مُتَكَشِّفِينَ فَسَتَرَهُمْ وَغَطَّاهُمْ بِثَوْبِهِ فَعَمَلُهُ أَفْضَلُ مِمَّا نَحْنُ فِيهِ. ❸

---

❶ قوت القلوب: الفصل الخامس والأربعون ذكر التزويج، ج ۲ ص ۴۰۱

❷ إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج ۲ ص ۲۳

❸ إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج ۲ ص ۳۲

ترجمہ: جوشخص عیالدار ہواور انکی پرورش کے لیے کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرتا ہو، وہ رات کواٹھ کر دیکھے کہ اس کے بچے کھلے پڑے ہیں توان پر کپڑا ڈال دے تواسکا یہ عمل ہمارے جہاد سے افضل ہے۔

مسکین اور یتیم لڑکیوں سے نکاح میں عافیت ہے

۱۲...... مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَتْرُكُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَزَوَّجَ يَتِيمَةً فَيُؤْجَرُ فِيهَا إِنْ أَطْعَمَهَا وَكَسَاهَا تَكُونُ خَفِيفَةَ الْمُؤْنَةِ تَرْضَى بِالْيَسِيرِ وَيَتَزَوَّجُ بِنْتَ فُلَانٍ وَفُلَانٍ يَعْنِي أَبْنَاءَ الدُّنْيَا فَتَشْتَهِي عَلَيْهِ الشَّهَوَاتِ وَتَقُولُ اكْسُنِي كَذَا وَكَذَا. [1]

ترجمہ: تم لوگ یتیم اور مفلس لڑکی سے شادی نہیں کرتے، حالانکہ اسے اپنانے میں اجر وثواب کے علاوہ دنیاوی نقطہ نظر سے بھی بڑی سہولت ہے، اگر تم اِسے معمولی کھانا کھلا دو، معمولی کپڑے پہنا دو تو کوئی شکایت نہیں کرے گی۔ اس کے برعکس تم دنیادار امراء اور ذی حیثیت لوگوں کی بیٹیوں سے شادی کرتے ہو، حالانکہ وہ تمھیں اپنی خواہشات کے بوجھ میں دبا دیتی ہیں اور نئے سے نئے کپڑے اور اچھے سے اچھے کھانے کی فرمائش کر کے تمہارا ناطقہ بند کر دیتی ہیں۔

نکاح کے چھ بڑے فوائد

نکاح کے چھ بڑے فائدے ہیں:

۱......اولاد کا حصول۔

۲......نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کا سبب ہے۔

۳......راحت وسکون اور اطمینان کا حصول۔

[1] إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج۲ ص ۳۹

۴......گھریلو ذمہ داریوں سے فراغت۔

۵......مجاہدہ نفس کا ذریعہ ہے

۶......دوسروں کی اصلاح وتربیت کا سبب ہے۔

ذیل میں ہم ان پانچوں فوائد کی تفصیل الگ الگ بیان کرتے ہیں۔

پہلا فائدہ: اولاد کا حصول

یہی فائدہ اصل ہے، نکاح بھی اسی لیے وضع ہوا ہے کیوں کہ نکاح کا مقصد یہ ہے کہ نسل کا تسلسل برقرار رہے اور دنیا بھی جنس انسان سے خالی نہ رہے۔

اولاد کی پیدائش چار وجہوں سے اجروثواب کا باعث ہے:

اول......نسل انسانی باقی رکھنے میں رضائے الٰہی کی موافقت ہے۔

دوم......اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی ہے کیوں کہ اولاد کی کثرت سرکارِ دوعالم کے لیے قیامت کے روز باعثِ افتخار ہوگی۔

سوم......اگر بچے نیک ہوگئے تو مرنے کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا کریں گے، اور صدقہ جاریہ بنیں گے۔

چہارم......اگر بچے صغرسنی میں فوت ہوگئے تو وہ قیامت کے روز والدین کی سفارش کا ذریعہ بنیں گے۔

اولاد کا چار وجہوں سے اجروثواب کا باعث ہونا

پہلی وجہ: رضائے الٰہی کی موافقت

ان چاروں وجوہات میں یہ وجہ سب سے اہم اور دقیق ہے، عام لوگ اس حقیقت کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں لیکن لوگ جو باری تعالیٰ کے عجائب صنعت میں غوروفکر کرتے ہیں اور اس کے بحرِ حکمت کے غواص ہیں وہ اس وجہ کو سمجھتے ہیں۔ اس اجمال کی

تفصیل ہم ایک مثال کے ذریعہ پیش کرتے ہیں، فرض کیجیے کوئی آقا اپنے غلام کو کاشت کے لیے زمین دے اور اس کے لیے کھیتی سے متعلق تمام وسائل مہیا کرے، نگرانی کے لیے ایک محافظ بھی مقرر کردے، وہ غلام کھیتی کا فن بھی جانتا ہو اور ہمہ وجوہ اس عمل پر قادر ہو تو اس کے لیے آقا کے حکم کی تعمیل ضروری ہے، اب اگر وہ غلام آقا کا حکم نہ مانے کھیتی کے آلات استعمال نہ کرے، زمین پڑی رہنے دے، بیج ضائع کر دے اور نگران کو کسی بہانے سے رخصت کر دے تو کون نہیں جانتا کہ یہ غلام کتنی بڑی سزا کا مستحق ہے۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ جو شخص نکاح سے اعراض کرے گا وہ یقیناً اس غلام کی طرح باری تعالی کے عتاب کا مستحق قرار پائے گا ،جس نے اپنے آقا کے حکم کی نافرمانی کی اور قدرت کے باوجود کھیتی سے اعراض کیا۔ (1)

دوسری وجہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

نکاح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت اور آپ کی رضا مندی کے حصول کا ذریعہ بھی ہے، کیوں کہ قیامت کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیاء پر اس لیے فخر فرمائیں گے کہ آپ کی امت زیادہ ہوگی ، صحیح روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔نکاح کا مقصد افزائش نسل ہونا چاہیے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ ارشاد بھی دلالت کرتا ہے میں نکاح اس لیے کرتا ہوں کہ بچے پیدا ہوں۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو ایک حسب ونسب والی خاتون ملی ہے لیکن وہ عورت بانجھ ہے (یعنی اس میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے) کیا

(1) إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج ٢ ص ٢٤، ٢٥

میں اس سے نکاح کرسکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے شادی کرنے کو منع فرمادیا، پھر دوسرا شخص حاضر ہوا تو اس کو بھی منع فرمادیا، پھر تیسرا آدمی حاضر ہوا تو اس کو بھی منع فرمادیا اور فرمایا:

تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ الْوَدُودَ،فَإِنِّی مُكَاثِرٌ بِكُمْ. ❶

ترجمہ: تم ایسی خواتین سے نکاح کرو کہ جو اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں اور مرد (یعنی شوہر سے) محبت کرنے والی ہوں، اس لئے کہ میں تم سے امت کو بڑھاؤں گا۔ (یعنی قیامت کے دن امت محمدیہ کے اضافہ پر فخر کروں گا۔)

اِن روایات کا حاصل یہ ہے کہ نکاح کی فضیلت حاصل کرنے میں شہوت کا جوش دبانے کی بہ نسبت اولاد کی طلب کو بڑا دخل ہے۔ چنانچہ سیاہ فام اور بدصورت عورت کو خوبصورت پر ترجیح دی گئی ہے، حالانکہ خوبصورت عورت مرد کی پناہ گاہ ہے، اس کی پارسائی کی نگہبان اور محافظ ہے، اس سے شہوت دور ہوتی ہے اور نگاہیں غیر عورتوں کی طرف نہیں اٹھتیں۔

تیسری وجہ: نیک صالح اولاد کا حصول

اگر بچے نیک اور صالح ہوئے تو والدین کے انتقال کے بعد وہ اس کے حق میں خیر کی دعا کریں گے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ مرنے کے بعد تمام دنیاوی اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا، ان میں سے ایک صالح اولاد کی دعا بھی ہے، اس کا نفع مرنے کے بعد بھی حاصل ہوتا ہے، اولاد کی دعاؤں اور صدقہ جاریہ کے سبب والدین کے لئے آخرت کے مراحل آسان ہوجاتے ہیں، بسا اوقات نیک صالح اولاد مغفرت کا سبب بن جاتی ہے۔

❶ سنن النسائی: کتاب النكاح، باب كراهية تزويج العقيم، رقم الحديث: ۳۲۲۷

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا مَـاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ. ❶

ترجمہ: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوجاتا ہے، مگر تین چیزوں کے ثواب کا سلسلہ باقی رہتا ہے: (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (۳) صالح اولاد جو مرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرے۔

کسی انسان کے لیے سب سے بڑی سعادت اور وجہ افتخار اس کی اولاد صالح ہی ہوتی ہے، اس لئے کہ صالح اولاد نہ صرف یہ کہ ماں باپ کے لیے دنیا میں سکون وراحت کا باعث بنتی ہے، بلکہ ان کے مرنے کے بعد ان کے لیے وسیلہ نجات اور ذریعہ فلاح بھی بنتی ہے، اور اس طرح سے کہ لائق ونیک لڑکا اپنے والدین کی قبروں پر جاتا ہے، وہاں فاتحہ پڑھتا ہے، دعائے مغفرت کرتا ہے، قرآن پڑھ کر ان کو بخشتا ہے، اور ان کی طرف سے خیرات وصدقات کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ سب چیزیں مردہ کے لئے ثواب کا باعث ہیں، جن سے وہ اخروی زندگی بنتی ہے۔

چوتھی وجہ: کمسن بچے سفارش کا سبب ہیں

اگر بچہ کم سنی میں انتقال کر جائے تو وہ قیامت کے روز والدین کے حق میں سفارش کا سبب بنے گا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السِّقْطَ لَيَجُرُّ أُمَّهُ بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ إِذَا احْتَسَبَتْهُ. ❷

ترجمہ: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ناتمام بچہ اپنی

❶ صحیح مسلم: کتاب الهبات، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، رقم الحديث: ۱۶۳۱

❷ سنن ابن ماجة: كتاب الجنائز، باب ما جاء فيمن أصيب بسقط، رقم الحديث: ۱۶۰۹

ماں کو اپنی ناف کے ذریعے جنت میں کھینچ کر لے جائے گا، جب وہ ثواب کی نیت سے اِس پر صبر کرے۔

ایک روایت میں حضرت ابوحسان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے دو بچے فوت ہو گئے ہیں، تو کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی کوئی حدیث بیان کر سکتے ہیں جس سے ہمارے دلوں کو اپنے فوت شدہ کی طرف سے طبعی خوشی مل جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں!

صِغَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ يَتَلَقَّى أَحَدُهُمْ أَبَاهُ أَوْ قَالَ أَبَوَيْهِ-فَيَأْخُذُ بِثَوْبِهِ أَوْ قَالَ بِيَدِهِ -كَمَا آخُذُ أَنَا بِصَنِفَةِ ثَوْبِكَ هَذَا،فَلَا يَتَنَاهَى حَتَّى يُدْخِلَهُ اللَّهُ وَأَبَاهُ الْجَنَّةَ. ❶

ترجمہ: چھوٹے بچے تو جنت کے کیڑے ہیں ان میں سے جو بھی اپنے باپ یا اپنے والدین سے ملے گا تو اس کے کپڑے کو یا اس کے ہاتھ کو پکڑ لیں گے، جیسا کہ میں تیرے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے ہوں، وہ اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گا جب تک کہ اللہ اسے اور اس کے باپ کو جنت میں داخل نہ کر دے گا۔

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلاثَةٌ مِنَ الوَلَدِ، كَانُوا حِجَابًا مِنَ النَّارِ. ❷

ترجمہ: جس عورت کے تین بچے مر گئے ہوں گے تو وہ جہنم کی آگ سے حجاب کا ذریعہ ہوں گے۔

---

❶صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، بَابُ فَضْلِ مَنْ يَمُوتُ لَهُ وَلَدٌ فَيَحْتَسِبُهُ، رقم الحديث: ٢٦٣٥

❷صحيح البخاری: كتاب الجنائز، بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ......الخ، رقم الحديث: ١٢٤٩

ایک عورت نے کہا اگر کسی دو بچوں کا انتقال ہوا ہو، آپ نے فرمایا کہ دو بچوں میں بھی یہی حکم ہے۔

دوسرا فائدہ: نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کا سبب ہے

نکاح کے ذریعہ شیطان سے حفاظت ہوتی ہے، شہوت کا جوش اور ہیجان رفع ہوتا ہے، نگاہیں نیچی رہتی ہیں، شرمگاہیں بدکاری سے محفوظ رہتی ہیں، انسان کی نگاہیں اور شرمگاہ محفوظ رہتی ہیں، انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَـامَعۡشَرَ الشَّبَابِ،مَنِ اسۡتَطَاعَ البَاءَةَ فَلۡيَتزَوَّجۡ،فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلۡبَصَرِ وَأَحۡصَنُ لِلۡفَرۡجِ،وَمَنۡ لَمۡ يَسۡتَطِعۡ فَعَلَيۡهِ بِالصَّوۡمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. ❶

ترجمہ: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھے وہ شادی کرلے اور جس میں طاقت نہ ہو وہ روزے رکھے، روزہ اس کی شہوت وخواہش کو کم کردے گا۔

تیسرا فائدہ: راحت وسکون اور اطمینان کا حصول

نکاح کے ذریعہ دل کو سکون ملتا ہے، جائز جگہ خواہش کے پورا ہونے سے راحت واطمینان نصیب ہوتا ہے، اعمال وعبادت پر تقویت ملتی ہے، دل جسم کا ایک نرم ونازک اور حساس حصہ ہے، یہ بہت جلد اکتا جاتا ہے، مشقت سے گھبراتا ہے، کیوں کہ حق کی اطاعت میں جسم وجان کی مشقت ہے اس لیے یہ اِس سے اعراض کرتا ہے، اگر اِس کو ہر وقت مشقت کے کاموں میں لگایا جائے تو بسا اوقات اِس سے اکتاہٹ ہوگی، ہستی وغفلت

❶ صحیح البخاری: کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءة فلیصم، رقم الحدیث: ٥٠٦٦

ہوگی ،لیکن اگر کبھی کبھی لذتوں سے راحت میسر آجائے تو اِس سے تقویت ملے گی ،نشاط حاصل ہوگا ، جائز جگہ خواہش پورا ہونے سے راحت وسکون نصیب ہوتا ہے،اسی لئے ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا﴾(الأعراف: ١٨٩)

ترجمہ:اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ،اوراسی سے اس کی بیوی بنائی تاکہ وہ اس کے پاس آ کر تسکین حاصل کرے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں :اپنے دلوں کوراحت اورسکون پہنچاؤ چاہے چند لمحوں کے لیے کیوں نہ ہو، دلوں سے زبردستی کام نہ لینا چاہیے، جب دلوں پر جبر کیا جاتا ہے تو وہ اندھے ہوجاتے ہیں۔❶

چوتھا فائدہ: گھریلوذمہ داریوں سے فراغت

نکاح کاایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مرد کو گھر کی ذمہ داریوں سے نجات مل جاتی ہے۔اگر انسان تنہا زندگی گزار رہا ہو تو اس کی ذمہ داری بہت بڑی ہے،گھر کی صفائی سے لے کر کھانا پکانے تک ہر کام اُسے خود کرنا ہوتا ہے۔گھر کے متعلق کام اتنے گوناگوں اور وسیع ہیں کہ اگر آدمی ان میں لگ جائے تو علم وعمل کے لیے کوئی وقت خالی نہ بچے ،اِس لحاظ سے وہ عورت جو نیک ہواور گھر کا نظم باقی رکھنے میں ماہر ہو دین کی معین ومددگار ہے۔ اس نے اپنے شوہر کے قیمتی اوقات کوعلم وعمل کے لیے فارغ کیا، حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نیک عورت دنیا میں سے نہیں ہے، وہ اپنے شوہر کو آخرت کے اعمال کے لیے موقع فراہم کرتی ہے، اسے امور خان داری سے بے فکر بناتی ہے

❶إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج٢ ص ٣٠

اوراس کی جنسی ضرورت کی تکمیل کرتی ہے۔ ❶

پانچواں فائدہ: مجاہدہ نفس کا ذریعہ ہے

نکاح مجاہدہ نفس کا عظیم ترین ذریعہ ہے، گھر کی دیکھ بھال، اہل خانہ کے حقوق کی ادائیگی، بیوی کی عادتوں پر صبر، ان کی اصلاح اور دین کی طرف ان کی رہنمائی کی کوشش، حلال رزق کے لیے جدوجہد اور اولاد کی تربیت وغیرہ کام اتنے اہم اور پر مشقت ہیں کہ ان سے نفس کی خوب تربیت ہوتی ہے، یہ تمام اُمور بڑی فضیلت رکھتے ہیں۔ ان کا تعلق رعایت اور ولایت سے ہے، اہل خانہ رعیت ہیں، رعایا کی حفاظت، نگرانی اور دیکھ بھال کی فضیلت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ صرف وہی لوگ اس اہم منصب سے دامن بچاتے ہیں جو ان اُمور کی ادائیگی میں اپنے عجز کے معترف ہیں، ورنہ اس سلسلے میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی تو یہ ہے:

کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ. ❷

ترجمہ: تم سب راعی ہو اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعایا کے متعلق بازپرس ہوگی۔

چھٹا فائدہ: دوسروں کی اصلاح وتربیت کا سبب ہے

جو شخص اپنے نفس کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کی اصلاح وتربیت میں بھی مشغول ہو یقیناً وہ اس شخص سے بہتر ہے جسے صرف اپنی فکر ہو اور اس کی مشغولیت کا محور خود اس کی اپنی ذات ہو، اسی طرح وہ شخص جو تکلیفیں برداشت کرے، دوسروں کی راحت وآرام کی خاطر جدوجہد کرے اس شخص سے بدرجہا بہتر ہے جو صرف اپنی راحت اور آرام

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج٢ ص ٣١

❷ صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب المرأة راعية في بيت زوجها، رقم الحديث: ٥٢٠٠/إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج٢ ص ٣١

کے لیے جدو جہد کرے، بیوی بچوں کی فکر کرنا اوران کے راحت وآرام کے لیے جدو جہد کرنا راہِ خدا میں جہاد کرنے کے برابر ہے، اسی لیے بشر حافی رحمہ اللہ نے یہ کہا تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو مجھ پر تین امور کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے، اس میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے لیے بھی جدو جہد کرتے ہیں اوراپنے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی جب کہ مجھے صرف اپنی فکر ہے۔ ❶

نکاح کی تکمیل کے لئے چھ اہم امور

نکاح کی تکمیل کے لئے شریعت میں چند امور کا ذکر ہے، ایجاب وقبول، دو گواہوں کی موجودگی، نکاح میں عورت کے لئے ولی (سرپرست) کا موجود ہونا، نکاح کا اعلان، دعوتِ ولیمہ، مہر کی ادائیگی اور خطبہ نکاح۔ اگران امور پر غور وفکر سے کام لیا جائے تو یہ بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ یہ اُمور عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ کس قدر دعوتِ فکر وعمل اور باعثِ ثواب ہیں۔

۱......ایجاب سے مراد ہے ایک فریق (یعنی دلہے) کی طرف سے نکاح کے معاملہ میں پیش کش اور قبول سے مراد ہے دوسرے فریق (یعنی دلہن) کی طرف سے اس پیش کش پر رضا مندی، غرض کہ فریقین کا نکاح پر خوشی سے رضا مند ہو جانا ایجاب وقبول کہلاتا ہے۔

۲......دو گواہوں کا ہونا، نکاح میں دو گواہ کا موجود ہونا بھی شرط ہے۔ نکاح میں شہادت نہایت ضروری ہے۔ اس لئے کہ اس سے بدکاری اور بے حیائی کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔

۳......عورت کے لئے نکاح میں رضا مندی کے ساتھ ولی (سرپرست) کا ہونا بھی ضروری ہے۔ نکاح سرپرستوں کی رضا مندی کے ساتھ ہو، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ سے

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج ۲ ص ۳۲

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ.

ترجمہ: ولی کے بدون نکاح نہیں ہوتا۔ ❶

عورت کا شرف اور مقام اسی میں ہے کہ وہ کسی کی سرپرستی میں نکاح کرے۔ اس طرح بہت سی سماجی اور معاشرتی خرابیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اس میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ اگرچہ نکاح کرنے یا نہ کرنے کا اختیار پورا عورت کو حاصل ہے، ولی اس کی مرضی اور رائے کے بغیر نکاح نہیں کرسکتا۔

۴...... اسی طرح اسلام نے نکاح میں اعلان وتشہیر کی تعلیم دی ہے۔ نکاح کا اعلان کرنا اور مسجد میں نکاح کرنا سنت ہے۔ اس کا بنیادی مقصد نکاح کو عام کرنا اور نسب کو ثابت کرنا ہے۔

۵...... دولہا اپنی شادی کی خوشی وشادمانی کے موقع پر جو دعوت دیتا ہے اسے ''ولیمہ'' کہا جاتا ہے اور ولیمہ کرنا سنت ہے۔ ولیمہ شوہر کے ذمہ ہے اور دعوت ولیمہ نکاح کے بعد ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے نکاح کا ذکر کیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ. ❷

ترجمہ: ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کا کیوں نہ ہو۔

لہٰذا نکاح کے دوسرے یا تیسرے دن ولیمہ کرنا مناسب اور سنت ہے۔ چاروں فقہی مسالک میں ولیمہ کا مستحب وقت عقد کے بعد ہے۔ ولیمہ اپنی حیثیت کے مطابق کیا

❶ سنن أبي داود: كتاب النكاح، باب في الولي، رقم الحديث: ۲۰۸۵

❷ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب إخاء النبي صلى الله عليه وسلم بين المهاجرين والأنصار، رقم الحديث: ۳۷۸۰

جاسکتا ہے۔قرض،تکلف،اسراف اورنمائش سے اجتناب ضروری ہے۔ ولیمہ کی دعوت میں اقارب احباب اور دیگرلوگوں کودعوت دی جائے، اپنی طاقت اورحیثیت سے بڑھ کرخرچ کرنا خلافِ شریعت ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسراف اور غیرضروری اخراجات سے اپنا دامن بچاتے ہوئے تکلّفات اورلوازمات سے بچتے ہوئے ولیمہ کی دعوت حیثیت کے مطابق کی جاسکتی ہے۔

۶......نکاح میں ''مہر'' کاادا کرنا واجب ہے۔مہرعورت کا شرعی حق ہے۔مہراس رقم کوکہا جاتا ہے جومرد شادی کے پرمسرت موقع پرخوشی سے اپنی ہونے والی بیوی کوتحفہ کی شکل میں دیتا ہے۔مہراسلام کےسوا کسی مذہب یاقوم میں نہیں ہے۔ارشاداتِ ربانی ہے:

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾(النساء: ۴)

ترجمہ:اورعورتوں کوان کےمہرخوشی سے دیا کرو۔

﴿وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾(النساء: ۲۵)

ترجمہ:اوران کوقاعدے کےمطابق ان کےمہرادا کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مردکو جومہر زیادہ سے زیادہ مقرر کرتا ہےاور پھر اسے نہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے نہ صرف گناہ گار بتایا ہے بلکہ زانی قرار دیا ہے۔ ارشادِنبوی ہے:

وَأَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى صَدَاقٍ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يُعْطِيَهَا فَهُوَ زَانٍ. ❶

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوشخص کسی عورت سے مہر کے بدلے نکاح کرتا ہے مگروہ اسے ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے تو وہ زانی ہے۔

❶السنن الکبری للبیهقی: کتاب الصداق،باب ماجاء فی حبس الصداق عن المرأة، ج۷ص ۳۹۴،رقم الحدیث: ۱۴۳۹۶

مہر کی ادنیٰ رقم دس درہم یا اس کے بقدر قیمت ہے۔ قیمت کا اعتبار عقد کے وقت کا ہوگا ادائیگی کے وقت کا نہیں۔ اور مہر میں زیادہ سے زیادہ کی کوئی تعیین نہیں ہے۔ شوہر کی حیثیت اور آمدنی پر انحصار ہے۔ اگر زیادہ مہر مقرر کرتا ہے تو اِسے ادا کرنا ضروری ہے۔ مہر کی فوری ادائیگی مناسب اور مستحب ہے یا کچھ مدت کے بعد کا بھی جواز ہے۔ ان دونوں صورتوں کو اسلام کی اصطلاح میں اول الذکر کو مہر معجّل کہا جاتا ہے اور آخر الذکر کو مہر مؤجل کہتے ہیں۔

نکاح کی اہمیت، ترغیب اور انتخاب سے متعلق پرتاثیر واقعات

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی بیٹی کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کرانا

حضرت موسیٰ علیہ السلام طویل سفر کے بعد تھکے ہارے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی جو فوری قبول ہوگئی۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سائے میں بیٹھے تو فرمایا:

﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ.﴾ (القصص: ۲۴)

ترجمہ: میرے پروردگار! جو کوئی بہتری تو مجھ پر اوپر سے نازل کر دے، میں اس کا محتاج ہوں۔

تو ان خواتین نے یہ بات سن لی، جب وہ والد کے پاس پہنچیں تو انہیں اتنی جلدی واپس جانے پر تعجب ہوا، انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیش آمدہ واقعہ بیان کیا، والد نے ایک کو حکم دیا کہ جاکر ان کو بلا لائے:

﴿فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ.﴾ (القصص: ۲۵)

ترجمہ: تھوڑی دیر بعد ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کے پاس شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔

کہنے لگی:

﴿اِنَّ اَبِیۡ یَدۡعُوۡکَ لِیَجۡزِیَکَ اَجۡرَ مَا سَقَیۡتَ لَنَا.﴾(القصص: ۲۵)

ترجمہ: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں، تا کہ آپ کو اس بات کا انعام دیں کہ آپ نے ہماری خاطر جانوروں کو پانی پلایا ہے۔

اس نے واضح طور پر وجہ بیان کر دی تا کہ اس کی بات سے کوئی غلط فہمی یا شک وشبہ پیدا نہ ہو، یہ بھی اس خاتون کی حیاء اور پاک دامنی کا مظہر ہے۔

﴿فَلَمَّا جَآءَہٗ وَقَصَّ عَلَیۡہِ الۡقَصَصَ.﴾(القصص: ۲۵)

ترجمہ: چنانچہ جب وہ عورتوں کے والد کے پاس پہنچے اور ان کو ساری سرگزشت سنائی۔ اور بتایا کہ مصر کے بادشاہ فرعون کے ڈر سے اپنا وطن مصر چھوڑ کر نکلے ہیں، تو حضرت شعیب علیہ السلام فرمانے لگے:

﴿نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ.﴾(القصص: ۲۵)

ترجمہ: کوئی اندیشہ نہ کرو، تم ظالم لوگوں سے بچ آئے ہو۔

یعنی آپ ان کے دائرہ اختیار سے باہر آ گئے ہیں، کیونکہ اب آپ ان کی سلطنت کے حدود میں نہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے آپ کی مہمان نوازی کی، اور عزت واحترام سے رکھا اور آپ کا واقعہ سن کر خوشخبری دی کہ آپ ان سے نجات پا چکے ہیں، تب ایک لڑکی نے اپنے والد سے کہا:

﴿یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡہُ.﴾(القصص: ۲۶)

ترجمہ: ابا جان! آپ ان کو اجرت پر کوئی کام دے دیجیے۔

تا کہ وہ آپ کی بکریاں چرائیں۔ پھر آپ کی یہ خوبی بیان کی کہ وہ طاقتور اور دیانت دار ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے والد نے پوچھا: ”تجھے اس کی قوت وامانت

کی کیا خبر؟''اس نے کہا:''جو بھاری پتھر دس آدمی اُٹھاتے ہیں انہوں نے اکیلے ہی اٹھالیا(اس سے مجھے ان کی طاقت کا اندازہ ہوا)اور جب میں انہیں لے کر آرہی تھی تو میں آگے چل رہی تھی۔انہوں نے کہا:میرے پیچھے چلو، جب راستہ مڑنا ہوتو مجھے بتانے کے لئے اس طرف کنکری پھینک دینا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے گھر پہنچے تو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

﴿اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ هٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِکَ وَمَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اَشُقَّ عَلَیۡکَ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ.﴾(القصص:۲۷)

ترجمہ:میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دولڑکیوں میں سے ایک سے تمہارا نکاح کردوں۔ بشرطیکہ تم آٹھ سال تک اجرت پر میرے پاس کام کرو، پھر اگر تم دس سال پورے کردو تو یہ تمہارا اپنا فیصلہ ہوگا،اور میرا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ تم پر مشقت ڈالوں،ان شاءاللہ تم مجھے ان لوگوں میں سے پاؤ گے جو بھلائی کا معاملہ کرتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالَ ذٰلِکَ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکَ اَیَّمَا الۡاَجَلَیۡنِ قَضَیۡتُ فَلَا عُدۡوَانَ عَلَیَّ وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوۡلُ وَکِیۡلٌ.﴾(القصص:۲۸)

ترجمہ:(حضرت)موسیٰ(علیہ السلام)نے کہا:یہ بات میرے اورآپ کے درمیان طے ہوگئی۔دونوں مدتوں میں سے جو بھی میں پوری کردوں،تو مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہوگی،اور جو بات ہم کررہے ہیں،اللہ اس کا رکھوالا ہے۔

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سسر سے فرمایا:

آپ نے جو بات کہی وہ درست ہے، میں جونسی مدت پوری کروں مجھے اس کا حق ہوگا۔

اس سلسلے میں مجھ پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ ہماری مفاہمت پر اللہ گواہ ہے جو سب کچھ سن رہا ہے۔تاہم حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زیادہ مدت پوری کی،یعنی پورے دس سال ان کی خدمت کی۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: مجھ سے حیرہ کے ایک یہودی نے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی؟ میں نے کہا: مجھے تو معلوم نہیں، البتہ میں عرب کے بڑے عالم کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے دریافت کروں گا۔تو میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا: آپ نے زیادہ اور بہتر مدت مکمل کی تھی۔اللہ کا رسول جب کوئی بات کہہ دے تو اُسے پوری کرتا ہے۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹے کے لیے رشتے کے انتخاب میں دینداری کو دیکھا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں رات کی تاریکی میں گشت فر رہے تھے، میں بھی ساتھ تھا، آپ جب گشت کرتے کرتے تھک گئے تو ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔اچانک گھر سے آواز آئی کوئی عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے بیٹی اٹھو! دودھ میں پانی ملا دو، بیٹی کہتی ہے اماں آپ کو امیر المؤمنین کا حکم معلوم نہیں؟ ماں بولی امیر المؤمنین نے کیا حکم دیا ہے؟ بیٹی نے کہا کہ امیر المؤمنین نے حکم دیا ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے، ماں بولی تو پانی ملا دے تجھے کونسا امیر المؤمنین اس وقت دیکھ رہا ہے؟ بیٹی بولی: ”یَا أُمَتَاهُ مَا كُنْتُ لِأُطِيعَهُ فِي الْمَلَأِ وَأَعْصِيَهُ فِي الْخَلَاءِ“ ماں ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں

❶ تفسیر ابن کثیر: سورة القصص، آیت نمبر ۲۸ کے تحت، ج ٦ ص ۲۰٦، ۲۰۷

لوگوں کے سامنے تو امیر المؤمنین کی اطاعت کروں اور خلوت میں ان کی نافرمانی کروں۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ ماں بیٹی کی باتیں سن رہے تھے، غلام سے فرمایا، اسلم رحمہ اللہ اس دروازے پر نشان لگا دو اور اس جگہ کو یاد رکھو، صبح ہوئی تو آپ نے اسلم سے کہا کہ جاؤ دیکھ کر آؤ یہ باتیں کرنے والی عورتیں کون تھیں اور آیا ان کے شوہر ہیں یا نہیں؟ حضرت اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے اس جگہ آ کر معلومات حاصل کیں، تو پتہ چلا کہ دودھ میں پانی ملانے کا مشورہ دینے والی عورت ماں ہے، اور منع کرنے والی بیٹی ہے جو غیر شادی شدہ ہے، اور گھر میں مرد کوئی نہیں ہے، یہ معلومات حاصل کر کے میں نے امیر المؤمنین کو اطلاع دی، آپ نے اپنے صاحبزادوں کو جمع کیا اور فرمایا تم میں سے کسی کو شادی کی ضرورت ہو تو بتلائے میں اس کی شادی اس لڑکی سے کر دیتا ہوں، اگر مجھے نکاح کی ضرورت ہوتی تو میں خود اس لڑکی سے نکاح کرتا، حضرت عبداللہ اور حضرت عبدالرحمٰن دونوں نے عرض کیا کہ ہماری تو پہلے ہی بیویاں موجود ہیں مزید کی ضرورت نہیں، حضرت عاصم بولے ابا جان میری شادی نہیں ہوئی اس لیے اس سے میری شادی کر دیں، چنانچہ آپ نے اپنے صاحبزادے عاصم کی شادی اس لڑکی سے کر دی، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹی عطا کی، اس بیٹی سے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے وہ لڑکی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی نانی ہوئی، حضرت عاصم نانا ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑنانا ہوئے۔ [1]
دیکھیں! بارہ لاکھ مربع میل کا بادشاہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نکاح کس سے کروایا کہ مدینہ میں ایک غریب خاندان ہے، بیوہ عورت ہے اور اس کی ایک بچی

[1] صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات المدينة، ج ١ ص ٤٠٩، ٤١٠، رقم الترجمة: ٢٠٢/ مسند الفاروق لابن كثير: ج ١ ص ٣٩٢/ تاريخ مدينة دمشق: ج ٧٠ ص ٢٥٣

ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نکاح اس بچی سے کروایا، صرف اس کی دینداری اورتقوی کی وجہ سے۔ ماں باپ نیک صالح تھے تو اللہ نے آگے اولاد بھی نیک صالح عطا کی، حضرت عاصم رحمہ اللہ بھی نیک صالح تھے، اور یہ لڑکی بھی نیک صالحہ متقیہ تھی اوراِس سے ایک بچی پیدا ہوئی اوراس سے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جیسا نیک صالح حکمران پیدا ہوا، دینداری کے اثرات اولاد میں منتقل ہوتے ہیں۔

حضرت عثمان اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہما کی بے مثال ازدواجی زندگی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اوراُن کی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے درمیان محبت، الفت اورانس بدرجہ اتم موجود تھا۔آپ دونوں مکہ مکرمہ میں خوشگوار زندگی کے دن بسر کررہے تھے مگر دشمنانِ اسلام کوکب یہ گوارا تھا کہ مسلمان امن وسکون کی فضا میں سانس لے سکیں۔ وہ مسلمانوں کا روز بروز عرصہ حیات تنگ کرتے چلے جارہے تھے۔ ہرروز ایک نئ مصیبت کھڑی کردیتے۔مسلمانوں پرظلم وستم کا کوئی موقع اورکوئی بہانہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے پائے استقلال میں ذرا بھی جنبش نہ ہوئی، بلکہ آپ دونوں میاں بیوی مستقل مزاجی، ثابت قدمی اوراولوالعزمی کے ساتھ اسلام کی ترویج واشاعت، خدمت، اعانت میں مصروفِ عمل رہے۔

سرورِکائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض اوقات اپنی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کے لئے ان کے گھر تشریف لے جاتے۔قریش میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ایک مثالی حسین میاں بیوی کے طور پر جانے پہچانے جاتے تھے۔

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تھوڑا سا بھنا ہوا گوشت دیا اور فرمایا کہ اسے عثمان کے گھر دے آؤ۔ میں وہاں گیا تو دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ایک ہی چٹائی پر بیٹھے ہیں:

فَجَعَلْتُ مَرَّةً أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ رُقَيَّةَ وَمَرَّةً إِلَى وَجْهِ عُثْمَانَ فَلَمَّا رَجَعْتُ سَأَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي دَخَلْتَ عَلَيْهِمَا؟قُلْتُ نَعَمْ،قَالَ فَهَلْ رَأَيْتَ زَوْجًا أَحْسَنَ مِنْهُمَا،قُلْتُ لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. ❶

ترجمہ: (یہ دونوں میاں بیوی اس قدر حسین تھے کہ) میں کبھی حضرت رقیہ کے چہرہ کو دیکھتا کبھی حضرت عثمان کے چہرے کو دیکھتا۔ پھر جب میں واپس آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم اندر گئے تھے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم نے ان دونوں میاں بیوی سے اچھا کوئی اور جوڑا بھی دنیا میں دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی جی نہیں یارسول اللہ! (اِس وقت پردے کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے۔)

جب ایک لڑکی حضور کے انتخاب پر راضی ہوئی تو اللہ نے کیسے نوازا؟

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ ایک انصاری صحابی تھے، نہ مالدار تھے نہ کسی معروف خاندان سے تعلق تھا، صاحب منصب بھی نہ تھے، رشتہ داروں کی تعداد بھی زیادہ نہ تھی، رنگ بھی سانولا تھا لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھے، بھوک کی حالت میں پھٹے پرانے کپڑے پہنے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان بن أبي العاص بن أمية، ج ۳۹ ص ۲۱/
تاریخ الخلفاء: الخلیفة الثالث، ص ۱۱۹

ہوئے، علم سیکھتے اور فیض یاب ہوتے، ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت کی نظر سے دیکھا اور ارشاد فرمایا:

یَاجَلَیبِیبُ أَلا تتزَوَّجُ؟

ترجمہ: اے جلیبیب! تم شادی کیوں نہیں کرتے؟

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ جیسے آدمی سے بھلا کون شادی کرے گا؟ اللہ کے رسول نے پھر فرمایا جلیبیب! تم شادی نہیں کروگے؟ اور وہ جواباً عرض گزار ہوئے کہ اللہ کے رسول بھلا مجھ سے کون شادی کرے گا؟ نہ مال، نہ جاہ وجلال۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ بھی ارشاد فرمایا جلیبیب! تم شادی نہیں کروگے؟ جواب میں انہوں نے پھر وہی کہا، اللہ کے رسول! مجھ سے شادی کون کرے گا؟ کوئی منصب نہیں، میری رنگت بھی اچھی نہیں، نہ میرا خاندان بڑا ہے اور نہ مال ودولت رکھتا ہوں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فلاں انصاری کے گھر جاؤ اور ان سے کہو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں سلام کہہ رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ اپنی بیٹی سے میری شادی کردو۔

جلیبیب خوشی خوشی اس انصاری کے گھر گئے اور دروازہ پر دستک دی، گھر والوں نے پوچھا کون؟ کہا جلیبیب، گھر والوں نے کہا ہم تو تمہیں نہیں جانتے، نہ تم سے کوئی غرض ہے، خیر گھر کا مالک باہر نکلا، ادھر جلیبیب کھڑے تھے، پوچھا کیا چاہتے ہو؟ کدھر سے آئے ہو؟ کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام بھجوایا ہے، یہ سننے کی دیر تھی کہ گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کا پیغام بھجوایا ہے، ارے یہ تو بہت ہی خوش بختی کا مقام ہے کہ ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہلا بھیجا ہے، جلیبیب کہنے لگے آگے بھی سنو، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم نے تمھیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کردو۔

صاحب خانہ نے کہا ذرا انتظار کرو، میں لڑکی کی ماں سے مشورہ کرلوں، اندر جا کرلڑکی کی ماں کو پیغام پہنچایا اور مشورہ پوچھا، وہ کہنے لگی: نہ نہ، نہ نہ، قسم اللہ کی میں اپنی بیٹی کی شادی ایسے شخص سے نہیں کروں گی، نہ خاندان، نہ شہرت، نہ مال ودولت، ان کی نیک سیرت بیٹی بھی گھر میں ہونے والی گفتگو سن رہی تھی اور جان گئی تھی کہ حکم کس کا ہے؟ کس نے مشورہ دیا ہے، سوچنے لگی اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہے تو اس میں یقیناً میرے لئے بھلائی اور فائدہ ہے، اس نے والدین کی طرف دیکھا اور مخاطب ہوئی:

أَتَـرُدُّونَ عَـلَـى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَهُ؟ ادْفَعُونِي، فَإِنَّهُ لَمْ يُضَيِّعْنِي.

ترجمہ: کیا آپ لوگ اللہ کے رسول کا حکم ٹالنے کی کوشش میں ہو؟ مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردیں (وہ اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہیں میری شادی کردیں) کیونکہ وہ ہرگز مجھے ضائع نہیں ہونے دیں گے۔

پھرلڑکی نے اللہ تعالی کے اس فرمان کی تلاوت کی:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ.﴾ (الأحزاب: ٣٦)

ترجمہ: کسی مؤمن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے امور میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔

لڑکی کا والد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اللہ کے رسول! آپ کا حکم سر آنکھوں پر، آپ کا مشورہ، آپ کا حکم قبول، میں شادی کے لئے راضی ہوں، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لڑکی کے پاکیزہ جواب کی خبر ہوئی

تو آپ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ صُبَّ عَلَیْھَا الْخَیْرَ صَبًّا، وَلَا تَجْعَلْ عَیْشَھَا كَدًّا. ❶

ترجمہ: اے اللہ! اس بچی پر خیر اور بھلائی کے دروازے کھول دے اور اس کی زندگی کو مشقت و پریشانی سے دور رکھ۔

پھر جلیبیب کے ساتھ اس کی شادی ہوگئی، مدینہ منورہ میں ایک اور گھرانہ آباد ہوگیا جس کی بنیاد تقوی اور پرہیزگاری پر تھی، جس کی چھت مسکنت اور محتاجی تھی، جس کی آرائش وزیبائش تہلیل، تسبیح اور تحمید تھی، اس مبارک جوڑے کی راحت نماز میں اور دل کا اطمینان تپتی دوپہروں کے نفلی روزوں میں تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے یہ شادی خانہ آبادی بڑی ہی برکت والی ثابت ہوئی، تھوڑے ہی عرصے میں ان کے مالی حالات اس قدر اچھے ہوگئے کہ راوی کا بیان ہے:

فَكَانَتْ مِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ نَفَقَةً وَمَالًا.

انصاری گھرانوں کی عورتوں میں سب سے زیادہ خرچ کرنے والا گھرانہ اس لڑکی کا تھا۔

ایک جنگ میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا:

هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟

دیکھو تمہارا کوئی ساتھی بچھڑ تو نہیں گیا؟

مطلب یہ تھا کہ کون کون شہید ہوگیا ہے، صحابہ نے عرض کیا ہاں فلاں فلاں حضرات موجود نہیں ہیں، پھر ارشاد ہوا:

❶ مسند أحمد: مسند البصريين، حديث أبي برزة الأسلمي، ج۳۳ ص۲۸، ۲۹، رقم الحديث: ۱۹۷۸۴ / شعب الإيمان: تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم وإجلاله وتوقيره، ج۳ ص۱۱۴، رقم الحديث: ۱۴۴۶

هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟

کیا تم کسی اور کو گم پاتے ہو؟

صحابہ نے عرض کیا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا، فَاطْلُبُوهُ.

لیکن مجھے جلیبیب نظر نہیں آرہا، اس کو تلاش کرو۔

چنانچہ ان کو میدان جنگ میں تلاش کیا گیا، وہ منظر بڑا عجیب تھا، ایک میدان جنگ میں ان کے ارد گرد سات کافروں کی لاشیں تھیں، گویا وہ ان ساتوں سے لڑتے رہے اور پھر ساتوں کو جہنم رسید کر کے شہید ہوئے، اللہ کے رسول کو خبر دی گئی، رؤف ورحیم پیغمبر تشریف لائے، اپنے پیارے ساتھی کی نعش کے قریب کھڑے ہوئے، منظر کو دیکھا پھر فرمایا:

قَتَلَ سَبْعَةً، ثُمَّ قَتَلُوهُ هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ.

ترجمہ: اس نے سات کافروں کو قتل کیا، پھر دشمنوں نے اسے قتل کر دیا، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

فَوَضَعَهُ عَلَى سَاعِدَيْهِ لَيْسَ لَهُ إِلَّا سَاعِدَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❶

ترجمہ: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے ساتھی کو اپنے ہاتھوں میں اٹھایا اور شان یہ تھی کہ اکیلے ہی اس کو اٹھایا ہوا تھا، صرف آپ کے دونوں بازوؤں کا سہارا اُسے میسر تھا۔

جلیبیب کے لئے قبر کھودی گئی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے انہیں قبر میں رکھا۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل جليبيب رضى الله عنه، رقم الحديث: ۲۴۷۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو نکاح کی ترغیب اور تعاون

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

يَا رَبِيعَةُ، أَلَا تَزَوَّجُ؟

ترجمہ: اے ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟

میں نے عرض کیا:

وَاللّٰهِ لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ، مَا عِنْدِي مَا يُقِيمُ الْمَرْأَةَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ يَشْغَلَنِي عَنْكَ شَيْءٌ.

ترجمہ: یارسول اللہ! واللہ میں تو شادی نہیں کرنا چاہتا کیونکہ ایک تو میرے پاس اتنا نہیں ہے کہ عورت کی ضروریات پوری ہوسکیں اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ کوئی چیز مجھے آپ سے دور کر دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر مجھ سے اعراض فرمالیا اور میں آپ کی خدمت کرتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ مجھ سے یہی فرمایا کہ ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ میں نے حسب سابق وہی جواب دے دیا، لیکن پھر میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ مجھ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ دنیا وآخرت میں میرے لئے کیا چیز بہتر ہے، اس لئے اب اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا تو میں کہہ دوں گا ٹھیک ہے یارسول اللہ! آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں۔ چنانچہ جب تیسری مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ربیعہ تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ تو میں نے عرض کیا کیوں نہیں! آپ مجھے جو چاہیں حکم دیجئے، آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک قبیلے کا نام لے کر جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق تھا، فرمایا: ان کے پاس چلے جاؤ اور جا کر کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آپ لوگوں کے پاس بھیجا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ لوگ فلاں عورت کے ساتھ میرا نکاح کر دیں۔ چنانچہ میں ان کے پاس چلا گیا اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام سنا دیا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد اپنا کام مکمل کئے بغیر نہیں جائے گا، چنانچہ انہوں نے اس عورت کے ساتھ میرا نکاح کر دیا اور میرے ساتھ خوب مہربانی کے ساتھ پیش آئے اور مجھ سے گواہوں کا بھی مطالبہ نہ کیا، وہاں سے لوٹ کر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غمگین ہو کر حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ربیعہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ایک شریف قوم کے پاس پہنچا، انہوں نے میرا نکاح کرا دیا، میرا اکرام کیا اور مہربانی سے پیش آئے اور مجھ سے گواہوں کا بھی مطالبہ نہیں کیا (ایسے شریف لوگوں کی عورت کو دینے کے لئے) میرے پاس مہر بھی نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بریدہ اسلمی! اس کے لئے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا جمع کرو، انہوں نے اسے جمع کیا اور میں وہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سونا ان لوگوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ یہ اس لڑکی کا مہر ہے، چنانچہ میں نے ان کے پاس پہنچ کر یہی کہہ دیا کہ یہ اس کا مہر ہے، انہوں نے رضامندی سے اسے قبول کر لیا اور کہنے لگے کہ بہت ہے اور پاکیزہ (حلال) ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غمگین ہو کر واپس آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ربیعہ! اب کیوں غمگین ہو؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ان لوگوں سے زیادہ شریف لوگ کہیں نہیں

دیکھے، میں نے انہیں جو دے دیا وہ اسی پر راضی ہوگئے اور تحسین کرتے ہوئے کہنے لگے کہ بہت ہے اور پاکیزہ (حلال) ہے، ایسے لوگوں کو دعوت ولیمہ کھلانے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کے لئے ایک بکری لاؤ، چنانچہ وہ ایک نہایت صحت منداور بہت بڑا مینڈھا لے کر آئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ عائشہ کے پاس جاؤ اوران سے کہو کہ وہ تھیلی دے دیں جس میں غلہ رکھا ہوا ہے، چنانچہ میں نے ان کے پاس جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچادیا، انہوں نے فرمایا کہ یہ تھیلی ہے، اس میں نو صاع جَو ہے اور بخدا! اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، یہی لے جاؤ، چنانچہ میں وہ تھیلی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت عائشہ کا پیغام پہنچادیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں چیزیں ان لوگوں کے پاس لے جاؤ اوران سے کہو کہ اس کی روٹیاں بنالیں، چنانچہ میں ان کے پاس چلا گیا اور وہ مینڈھا بھی ساتھ لے گیا، میرے ساتھ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگ تھے، وہاں پہنچ کر ان لوگوں سے کہا کہ اس آٹے کی روٹیاں پکالیں اوراس مینڈھے کا گوشت پکالیں، وہ کہنے لگے کہ روٹیوں کے معاملے میں ہم آپ کی کفایت کریں گے اور مینڈھے کے معاملے میں آپ ہماری کفایت کرو، چنانچہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے مل کر مینڈھے کو پکڑا، اسے ذبح کیا، اس کی کھال اتاری اوراسے پکانے لگے، اس طرح روٹی اور گوشت تیار ہوگیا اور میں نے اپنا ولیمہ کر دیا اوراس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دعوت دی۔ ❶

❶ مسند أحمد: مسند المدنيين، ج۲۷، ص ۱۱۱ تا ۱۱۴، رقم الحديث: ۱۶۵۷۷/قال الهيثمي رواه أحمدوالطبراني وفيه مبارك بن فضالة وحديثه حسن وبقية رجال أحمدرجال الصحيح(مجمع الزوائد: كتاب النكاح، باب الأمربالتزويج والإعانة عليه، ج۴ص ۲۵۵، رقم الحديث: ۷۳۳۴)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کی اپنے شوہر کے ساتھ محبت اور وفاداری

خولہ بنت منظور بن زیاد فزاری یہ خاتون حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور اس کی بہن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاں تھی، اور یہ لوگوں میں سب سے خوبصورت دانتوں والی تھی اور سب سے کامل حسن والی تھی، تو جب خلیفہ وقت عبدالملک بن مروان کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے ان کے شوہر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کروادیا پھر اس لڑکی کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا:

فَكَرِهَتُ أَنُ تَتَزَوَّجَهُ وَهُوَ قَاتِلُ زَوُجِهَا، فَأَخَذَتُ فِهُرًا وَكَسَّرَتُ بِهِ أَسُنَانَهَا. ❶

ترجمہ: تو اس نے ناپسند کیا کہ اپنے شوہر کے قاتل سے شادی کرے، تو اس نے پتھر لیا اور اپنے دانتوں کو توڑ دیا۔

پھر عبدالملک خلیفہ وقت کا قاصد آیا اور ان کو نکاح کا پیغام دیا تو اس کو بلایا تا کہ چہرہ دیکھ لے اور کہا مجھے کوئی حق نہیں کہ میں امیر المؤمنین سے اعراض کروں لیکن اُن کو ہماری یہ حالت بتلا دیں کہ میں نے اپنے دانت توڑ دیئے ہیں، جب قاصد نے عبد الملک کو یہ بات بتلائی، تو عبدالملک نے کہا واللہ ان دانتوں کی وجہ سے تو پیغام بھیجا تھا اب کوئی حاجت نہیں ہے۔

شوہر بیوی سے چار ماہ سے زیادہ دور نہ رہے

سحری کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلی کوچوں میں گھوم رہے تھے اور لوگوں کے حالات معلوم کررہے تھے کہ اچانک آپ کے کان میں ایک پریشان حال عورت

❶ أخبار النساء: باب ما جاء في وفاء النساء، ص ۱۳۳

کی آواز پڑی، جو اپنے جذبات کا ان دو شعروں میں اظہار کر رہی تھی:

تَطَاوَلَ هَذَا اللَّيْلُ وَاخْضَلَّ جَانِبُهُ ۔۔۔ وَأَرَّقَنِي إِذْ لَا خَلِيلَ أُلَاعِبُهُ

فَلَوْلَا حَذَارُ اللَّهِ لَا شَيْءَ مِثْلُهُ ۔۔۔ لَزُعْزِعَ مِنْ هَذَا السَّرِيرِ جَوَانِبُهُ

ترجمہ: رات طویل ہوگئی اور اس کے اطراف میں تاریکی پھیل گئی، اگر خدا کا خوف نہ ہوتا جس کے مثل کوئی نہیں، تو اس چارپائی کی جوانب ہلائی جاتیں۔

ان دو شعروں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بڑا اثر کیا، اس عورت سے اجازت لی، پھر اس سے پوچھا تو کیوں پریشان ہے؟ اس نے غمگین ہو کر کہا کہ آپ نے میرے خاوند کو اتنے مہینوں سے گھر سے دور رکھا ہے، حالانکہ مجھے اس کا اشتیاق ہو رہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنجیدگی سے پوچھا کہ کیا تمہارا ارادہ کسی برائی کا ہے؟ اس عورت نے کہا معاذ اللہ! ہرگز نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حوصلہ رکھو، تمہارے شوہر تک پیغام پہنچ جائے گا، بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک اہم بات پوچھنا چاہتا ہوں، تم اس کی وضاحت کر دو، پھر دھیمی آواز میں پوچھا کہ عورت کتنے عرصہ تک اپنے خاوند سے صبر کر سکتی ہے؟ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سر شرم کے مارے نیچے کر لیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ بیٹی! بے شک اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے شرم نہیں فرماتے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حیا و شرم کی وجہ سے زبان سے تو جواب نہیں دیا، البتہ ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ تین ماہ تک یا زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر یہ فرمان جاری کر دیا کہ کوئی لشکر چار ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے۔ (۱)

(۱) مصنف عبد الرزاق: كتاب الطلاق، باب حق المرأة على زوجها...... إلخ، ج۷ ص ۱۵۱، رقم: ۱۲۵۹۳ / سنن سعيد بن منصور: ج۲ ص ۲۱۰، رقم: ۲۴۶۳

بیوی کا حسن اسلوب میں اپنے شوہر کی شکایت اور حضرت کعب کا فیصلہ کرنا

ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا: امیر المؤمنین! میرا شوہر دن میں روزے رکھتا اور رات کو نمازیں پڑھتا ہے، مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ وہ اللہ کی فرماں برداری کرے اور میں اس سے کوئی شکوہ شکایت کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تیرا شوہر تو بہت ہی اچھا ہے وہ خاتون بار بار اپنی بات دہراتی رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا جواب دہراتے رہے، دریں اثناء حضرت کعب الاسدی بولے: امیر المؤمنین! یہ عورت اپنی شوہر کی شکایت کررہی ہے کہ وہ بستر میں اس سے دور رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے شوہر کو میرے پاس لاؤ، شوہر کو پیش کیا گیا، اس سے آپ نے فرمایا: آپ کی بیوی آپ کے متعلق شکایت کررہی ہے، اس نے کہا: کیا کھانے پینے کے متعلق؟ آپ نے فرمایا: نہیں اتنے میں عورت بولی:

يَاأَيُّهَاالْقَاضِيُ الْحَكِيُمُ أُرْشِدُهٗ أَلْهٰى خَلِيُلِي عَنُ فِرَاشِيُ مَسْجِدُهٗ
زَهَّدَهٗ فِيُ مَضُجَعِيُ تَعَبُّدُهٗ وَلَسْتُ فِيُ أَمْرِ النِّسَاءِ أَحْمَدُهٗ

ترجمہ: اے دانا فیصلہ کرنے والے! میں آپ کی رہنمائی کرتی ہوں، میرے شوہر کو اس کے سجدوں نے بستر سے غافل کردیا۔ عبادت کے شوق نے اسے میرے پہلو میں سونے سے دور پھینکا ہے اور میں عورتوں کے معاملات میں اس کی تعریف نہیں کرتی (مطلب یہ کہ ویسے یہ بہت اچھے ہیں لیکن عورتوں کے حقوق ادانہیں کرتے۔)

شوہر نے جواب دیا:

زَهِدْتُّ فِيُ فِرَاشِهَا وَفِيُ الْحَجَلُ إِنِّيُ امْرُؤٌ أَذْهَلَنِيُ مَا قَدْ نَزَلُ
فِيُ سُوْرَةِ النَّمْلِ وَ فِيُ السَّبْعِ الطِّوَلُ وَفِيُ كِتَابِ اللّٰهِ تَخْوِيُفٌ جَلَلُ

ترجمہ: میں نے اس کے بستر اور عورتوں سے اعراض کیا، میں ایک ایسا انسان ہوں

جسے وحی خداوند نے سب کچھ بھلا دیا۔یعنی جو وحی سورۂ نمل اور سات لمبی سورتوں (بقرۃ، آل عمران، نساء، المائدہ، الانعام، الاعراف، الانفال) میں اتری ہے اور اللہ کی کتاب میں (انسان کو) بہت ڈرایا گیا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنا فیصلہ سنایا:

إِنَّ لَهَا عَلَيْكَ حَقًّا يَا رَجُلُ تُصِيبُهَا فِي أَرْبَعٍ لِمَنْ عَقَلْ

فَأَعْطِهَا ذَاكَ وَدَعْ عَنْكَ الْعِلَلْ.

ترجمہ: اے جوان! تجھ پر عورت کا حق ہے، اگر عقل ہے تو ہر چار دن میں ایک دن اس کے پاس جایا کرو۔لہٰذا باتیں بنانا چھوڑو، اسے اس کا حق دو۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے چار عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دی ہے، پس تین دن تین راتیں تیری ہیں (ان میں جتنی چاہو عبادت کرو) ایک دن ایک رات اس کا حق ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا أَدْرِي مِنْ أَيِّكُمْ أَعْجَبُ، أَمِنْ كَلَامِهَا أَمْ مِنْ حُكْمِكَ بَيْنَهُمَا، إِذْهَبْ فَقَدْ وَلَّيْتُكَ. ❶

ترجمہ: مجھے نہیں معلوم تمہاری کون سی بات زیادہ تعجب خیز اور حیران کن ہے، عورت کی بات سمجھنا یا ان کے درمیان آپ کا فیصلہ فرمانا؟ جاؤ میں نے تمہیں (یعنی کعب الاسدی کو) والی (حاکم و گورنر) بنایا۔

اُم ابان کا نکاح کے لئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ترجیح دینا

ام ابان بن عتبہ بن ربیعہ کے شوہر ابان بن سعید بن العاص بن امیہ تھے، جو جنگ اجنادین

❶ الأذكياء لابن الجوزي: الباب الحادي والثلاثون، ص ۲۰۸، ۲۰۹

میں شہید ہو گئے۔ان کے شوہر کو ان کے ساتھ صرف دوراتیں بسر کرنے کا موقع ملا اور پھر شہید ہو گئے۔تو جب ان کی عدت پوری ہوگئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے انکار کر دیا۔پوچھا گیا کس وجہ سے انکار کر دیا ہے؟ تو کہا ''وہ ترش روآتے ہیں،اسی طرح جاتے ہیں،ان کے دروازے بند رہتے ہیں اوران کا مال بھی کم ہے''

پھران کو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا تو ان کو بھی انکار فرما دیا۔پوچھا کیوں؟ تو کہا کہ ''ان کا ایک ہاتھ عورت کی چوٹی میں اور دوسرا کوڑے میں رہتا ہے''۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو نکاح کا پیغام دیا تو بھی انکار کر دیا، پھر پوچھا گیا کیا وجہ ہے؟ تو کہا ''عورتوں کو ان سے صرف مباشرت ملتی ہے اور کچھ نہیں''۔

پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا تو کہا یہ میرے لئے صحیح شوہر بننے کے حقدار ہیں، پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا:

إِنِّـي عَـارِفَةٌ بِخَلَا ئِقِهِ إِنْ دَخَلَ دَخَلَ ضَحَّاكًا وَإِنْ خَرَجَ خَرَجَ بَسَّامًا،إِنْ سَأَلْتُ أَعْطَى وَإِنْ سَكَتُّ إِبْتَدَأَ،وَإِنْ عَمِلْتُ شَكَرَ وَإِنْ أَذْنَبْتُ غَفَرَ. ❶

ترجمہ: میں ان کے اخلاق سے باخبر ہوں، اگر آتے ہیں تو مسکراتے، اور جاتے ہیں تو مسکراتے ہوئے۔اگر بیوی سوال کرے تو عطا کرتے ہیں اور اگر چپ رہیں تو وہ خود ہی ابتداء کرتے ہیں، اور اگر کام کریں تو شکرادا کرتے ہیں اور اگر کوئی خطا سرزد ہو جائے تو معاف کرتے ہیں۔

❶ تاریخ مدینة دمشق:ترجمة:أم أبان بنت عتبة بن ربيعة بن عبد شمس، ج ۷۰ ص ۱۹۷ تا ۱۹۹ / مختصر تاريخ مدينة دمشق: ترجمة:أم أبان بنت عتبة بن ربيعة، ج ۲۸ ص ۱۳۳، ۱۳۴

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا ولی عہد کے رشتے کو ٹھکرا کر ایک طالب علم سے بیٹی کا نکاح کروانا

عبداللہ بن سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی بیٹی کو خلیفہ وقت عبدالملک اپنی بہو بنانا چاہتا تھا، اس نے اپنے ولی عہد ولید بن عبدالملک کے ساتھ اس کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے دوٹوک الفاظ میں انکار کردیا۔ عبدالملک نے ان پر بہت دباؤ ڈالا اور مختلف قسم کی سختیاں کیں مگر حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ برابر انکار پر قائم رہے، حتی کہ عبدالملک نے ناامید ہو کر انہیں سو کوڑے لگوائے، سخت سردی کے دن ان پر ٹھنڈے پانی کا مٹکا بہایا اور اہانت کی غرض سے اون کا بنا ہوا جبہ انہیں پہنوایا۔

ابن ابی وداعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس پابندی سے جا کر بیٹھتا تھا، اور آپ سے قرآن وسنت کا علم سیکھتا تھا، ایک مرتبہ چند دن غیر حاضری کے بعد جانے کا اتفاق ہوا، حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے پوچھا: اتنے دن تک کہاں غائب رہے؟ میں نے کہا: میری بیوی کا انتقال ہوگیا تھا اس لیے حاضر نہ ہوسکا، فرمایا: مجھے کیوں نہ خبر دی! میں بھی تجہیز وتکفین میں شریک ہوتا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد جب میں اٹھنے لگا تو انہوں نے کہا: کیا تم نے دوسری بیوی کا کوئی انتظام کیا؟ میں نے جواب دیا: میں غریب نادار اور دوچار پیسے کی حیثیت کا آدمی ہوں، میرے ساتھ کون شادی کرے گا؟ فرمایا میں کرواؤں گا، تم تیار رہو، میں نے کہا بہت خوب۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اسی وقت حمد وصلوٰۃ اور مختصر سا خطبہ نکاح پڑھا اور اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے معمولی مہر کے عوض کردیا۔ میں وہاں سے اٹھا تو فرطِ مسرت میں میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کروں گھر پہنچ کر رخصتی کے لیے قرض کی فکر میں پڑ گیا۔

شام کے وقت حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ پہلے دو رکعت خود پڑھیں اور دو رکعت بیٹی سے پڑھوائیں، اس کے بعد بیٹی کو لے کر خود ہی میرے گھر تشریف لائے، میں مغرب کے بعد روزہ افطار کرنے کے لیے جا رہا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی، میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا: سعید! میں نے سعید نام کے جتنے حضرات بھی مدینہ میں موجود تھے سوچے، مگر کچھ سمجھ نہ آیا کہ کون سعید ہیں؟ جب کہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی طرف میرا خیال بھی نہیں گیا، چونکہ وہ اپنے گھر اور مسجد کے علاوہ کہیں بھی آتے جاتے نہیں تھے۔ اسی تذبذب میں اٹھ کر دروازہ کھولا، دیکھا تو سامنے حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کھڑے تھے۔ انہیں دیکھ کر میں نے کہا: آپ نے کیوں زحمت گوارا کی؟ مجھے بلا لیا ہوتا، فرمایا: نہیں مجھے تمہارے پاس آنا چاہیے تھا، میں نے عرض کیا فرمائیے کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: تم تنہا آدمی تھے اور تمہاری بیوی موجود تھی، میں نے خیال کیا کہ تنہا تم کیوں رات بسر کرو، اس لیے تمہاری بیوی کو لے کر آیا ہوں، وہ ان کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی، انہوں نے اس کو دروازے کے اندر کر کے باہر سے دروازہ بند کر دیا، میری بیوی شرم سے گر پڑیں، میں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اس کے بعد چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں میں اعلان کیا کہ آج سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کا عقد میرے ساتھ کر دیا ہے اور اسے میرے گھر پہنچا گئے ہیں، میری والدہ نے تین دن تک دستور کے مطابق اس کو خوب سنوارا، جب میں نے اس کو دیکھا تو وہ نہایت حسین وجمیل، کتاب اللہ کی حافظہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمہ اور حقوق شوہر سے باخوبی واقف عورت تھی۔

ابن ابی وداعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے بعد تقریباً ایک مہینے تک میں حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے پاس نہ گیا اور نہ ہی وہ میرے پاس تشریف لائے۔ بالآخر میں

نے ہی ان کے پاس جانے کی جسارت کی، جب ان کے پاس گیا تو وہ اپنے شاگردوں میں تشریف فرماتھے۔ میں نے انہیں سلام کیا اورانہوں نے سلام کے جواب سے مجھے ممنون فرمایا اوراس سے زیادہ مجھ سے کوئی بات نہ کی حتی کہ اہل مجلس منتشر ہوگئے اور جب میرے علاوہ ان کے پاس کوئی نہ رہا، فرمایا: اہلیہ کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: اے ابومحمد! خیریت ہے، بایں حال کہ دوست خوش ہوں اور دشمن رنجیدہ۔ فرمایا: اگر تمہیں کسی قسم کی تکلیف کا شبہ ہوتو یہ عصاء ساتھ لیتے جاؤ۔ (یعنی اگر میری بیٹی تمہاری فرماں برداری میں کوئی کمی کرے تو اس لکڑی سے خبر لینا) اس کے بعد میں اپنے گھر کو واپس لوٹ آیا اور دوسرے دن سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے بیس ہزار درہم میری طرف بھیجوا دیئے۔ ❶

ایک وہ دور تھا باپ بیٹی کی اصلاح کیلئے داماد کو لاٹھی دیتا تھا اور آج کے دور میں باپ بیٹی کو ساتھ موبائل دیتے ہیں کہ بیٹی! ذراسی بات ہوتو ہمیں کال کرنا، اب جب ذراسی بات گھر میں ہوجائے تو بیٹی تین، چار باتیں اور لگا کر اپنے گھر رپورٹ پہنچا دیتی ہے، پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مہینے کے بعد گھر اجڑ جاتے ہیں، طلاقیں ہوجاتی ہے، زندگی بھر پچھتاوا ہوتا ہے۔

دیکھیں انہوں نے کتنی سادگی سے نکاح کیا اور خود داماد کو پیسے بھی دیئے کہ اس سے کاروبار شروع کرو، ہم تو بیٹیوں کو چار چار لاکھ کا جہیز دیدیتے ہیں، وہاں اس لڑکے کے پاس جہیز رکھنے کی جگہ نہیں ہوتی، اگر یہی رقم داماد کو بالفرض قرض کے طور پر دیدو اور وہ اس سے کاروبار شروع کرے، اور پاؤں پر کھڑا ہوجائے تو آپ کی بیٹی کو بھی خوش

❶ حلية الأولياء: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج ٢ ص ١٦٧، ١٦٨ / وفيات الأعيان: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج ٢ ص ٣٧٦ / سير السلف الصالحين: ذكر سعيد بن المسيب رحمه الله، ج ١ ص ٧٧٥، ٧٧٦

حال رکھے گا اورآپ کی رقم بھی آپ کوواپس لوٹادے گا، یایہ جولاکھوں روپے جہیز یارسومات پر لگتے ہیں اگراِس سے بیٹی کومکان خریدکراُس کے نام پرکردوتو ساری زندگی اُس کے پاس سر چھپانے کی اپنی جگہ ہوگی۔

بغیرنکاح کے زندگی گزارنے والے منحوس لوگ ہیں

ایک عبادت گزارشخص کا قصہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرتے تھے اور یہ کوشش کرتے تھے کہ کسی بھی صورت میں اس کی حق تلفی نہ ہو، چندسال کے بعد بیوی کا انتقال ہوگیا، لوگوں نے نکاح کی تجویز پیش کی، مگرانہوں نے یہ کہتے ہوئے انکارکردیا کہ میرے دل کی راحت اورسکون کے لیےایک ہی بیوی کافی ہے، میں اس کے تصور سے اپنادل بہلالیا کروں گا، لوگ خاموش ہوگئے، ہفتے بعدانہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور کچھ لوگ یکے بعد دیگرے ان دروازوں کے راستے آسمان سے باہرآرہے ہیں۔ جب بھی ان میں سے کسی شخص کی نظران بزرگ پر پڑتی ہے وہ دوسرے سے کہتا ہے یہی ہے وہ منحوس اور بدبخت انسان، بزرگ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی بات سن کر مجھے بہت زیادہ ڈرلگالیکن یہ پوچھنے کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ کس شخص کواس خطاب سے نوازرہے ہیں۔آخر میں ایک لڑکا نیچے آیا، میں نے اس سے دریافت کیا کہ آخرتمہاری مرادکون شخص ہے؟ اس لڑکے نے جواب دیا: وہ منحوس تم ہی تو ہو، ہم تمہارے اعمال ان لوگوں کے ساتھ ساتھ آسمان پر لے جایا کرتے تھے جوراہِ خدا میں جہادکرتے ہیں۔لیکن چندروز سےہمیں یہ حکم ملا کہ اِسے اِن لوگوں میں شمارکروجودین کے مخالفین میں سے ہیں،ہمیں نہیں معلوم تم نے کون ساقصورکیا ہےجس کی باری تعالی نے یہ سزاتجویز کی ہے، وہ بزرگ کہتے ہیں کہ صبح جب میری آنکھ کھلی تومیں نے اپنے احباب کو بلایااوران سے یہ کہا کہ میرانکاح

کردو۔اس واقعہ کے بعدانہوں نے ایک وقت میں دوتین نکاح بھی کیے۔ ❶

خلیفہ وقت کی اہلیہ کا گھریلو کام کاج خود کرنا

ایک عورت عراق سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ہاں آئی، جب وہ ان کے دروازے پر پہنچی تو لوگوں سے پوچھا کہ امیر المؤمنین کے دروازے پر دربان ہیں؟ لوگوں نے کہانہیں، وہ عورت اندرگئی، فاطمہ اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی روئی دھن رہی تھیں، اس نے سلام کیا، فاطمہ بنت عبدالملک نے سلام کا جواب دیااور فرمایا کہ داخل ہوجاؤ۔ جب وہ عورت بیٹھ گئی تو اس نے اپنی نظریں اٹھائیں تو گھر میں کوئی قیمتی یا متوجہ کرنے والی چیز نہیں تھی، وہ حیران ہوکر کہنے لگی کہ میں تو یہاں اپنا گھر بنوانے آئی تھی اور یہ اتنا ویران گھر ہے،تو فاطمہ نے کہارعایا کی تم جیسی عورتوں کے گھروں کوآبادکرتے کرتے یہ گھر ویران ہوگیا،اتنے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ گھر میں آئے اور گھر کے کونے میں بنے کنوئیں پر جاکر ڈول سے پانی نکالنے اورمٹی کے گارے میں ڈالنے لگے، وہ فاطمہ کی طرف دیکھے جارہے تھے،تو وہ عورت کہنے لگی کہ تم اس مزدور سے پردہ کرلو، میں دیکھ رہی ہوں کہ یہ مسلسل تمہاری طرف دیکھے جارہا ہے، فاطمہ نے کہا یہ مزدورنہیں بلکہ امیر المؤمنین ہیں، پھرحضرت عمرآئے اوراس عورت کی ضرورت کو پورا کیا، وہ دعائیں دیتی ہوئی لوٹی اوران کی بیوی فاطمہ پرتعجب کرنے لگی کہ وہ کپڑا اپنے ہاتھ سے بنارہی ہے،حالانکہ وہ دنیا کی آسائشوں میں سے جوچاہے حاصل کرسکتی ہے۔ ❷

حضرت شجاع کرمانی رحمہ اللہ کی اپنی متوکلہ بیٹی کا سادگی کے ساتھ نکاح کرنا

حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ شاہی خاندان سے تعلق رکھنے کے باوجود بہت ہی عظیم

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج٢ ص ٣٢

❷ سيرة عمر بن عبد العزيز لابن عبد الحكم: ص ١٤٩، ١٥٠

المرتبت بزرگ ہوئے۔ آپ چونکہ شاہی خاندان سے تھے اس لئے شاہِ کرمان نے آپ کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا، تو حضرت شجاع کرمانی رحمہ اللہ نے شاہ سے تین دن کی مہلت طلب کی، ادھر تین روز مسلسل مسجد کے اطراف اس نیت سے چکر کاٹتے رہے کہ کوئی اللہ والے درویش کامل مل جائیں تو میں اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کردوں، چنانچہ تیسرے دن ایک بزرگ خلوصِ قلب کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے مل گئے، تو آپ نے ان کے قریب جا کر دریافت کیا کہ کیا آپ نکاح کے خواہشمند ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں تو بہت ہی غریب اور تنگ دست آدمی ہوں، مجھ سے کون اپنی لڑکی کا نکاح کرسکتا ہے؟ یہ سن کر حضرت شجاع کرمانی نے فرمایا کہ میں اپنی لڑکی کو آپ کے نکاح میں دیتا ہوں، چنانچہ باہم رضامندی سے نکاح ہوگیا، اور جب صاحبزادی اپنے شوہر کے گھر پہنچیں تو دیکھا کہ ایک کوزے میں پانی ہے اور سوکھی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا ہے، اور جب شوہر سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ آدھی روٹی اور آدھا پانی کل میں نے کھا لیا تھا، اور آدھی روٹی آج کے لئے بچا رکھی تھی، یہ سن کر جب بیوی نے اپنے والدین کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی، تو اس درویش شوہر نے کہا کہ میں تو پہلے ہی سے یہ بات سوچ رہا تھا کہ شاہی خاندان کی لڑکی ایک فقیر اور مفلس کے ساتھ کس طرح گزارا کرے گی؟ میرے ساتھ تمہاری نہیں بنے گی، بیوی خاموشی سے یہ سن کر کہنے لگی: جنابِ من یہ بات قطعاً نہیں ہے، بلکہ میں تو اپنے باپ سے یہ شکایت کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تیرا نکاح کسی متقی اور متوکل کے ساتھ کر رہا ہوں، مگر اب مجھے آپ کے گھر آنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ میرا نکاح تو ایسے شخص سے کر دیا گیا ہے جو خدا پر قانع نہیں ہے اور دوسرے دن کے لئے کھانا بچا کر رکھتا ہے جو کہ توکل کے قطعی منافی ہے، لہذا اب اس گھر میں یا تو

میں رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی۔ چنانچہ انہوں نے وہ روٹی کا ٹکڑا صدقہ کر دیا۔ ❶
دیکھیں شاہِ کرمان کو رشتہ نہیں دیا، بلکہ ایک دیانت دار متقی، عبادت گزار شخص کے ساتھ بیٹی کا نکاح کر دیا، اسلافِ امت نکاح کے وقت دولت، پیسہ، منصب اور جائیداد کو نہیں بلکہ تقوی اور سیرت کو دیکھتے تھے۔

کتاب کی عمدہ شرح لکھنے پر اپنی فقیہ بیٹی کا نکاح مصنف سے کیا

شیخ علاؤالدین سمرقندی رحمہ اللہ نے ایک کتاب "**تحفة الفقهاء**" لکھی۔ اس کتاب کی شرح ان کے شاگرد رشید امام ابوبکر بن مسعود کاسانی رحمہ اللہ نے لکھی۔ جس کا نام "**بدائع الصنائع**" ہے۔ بقول علامہ شامی رحمہ اللہ کے یہ کتاب فقہ میں بے نظیر ہے۔ جب شرح مکمل کر چکے تو اپنے استاذِ محترم کی خدمت میں پیش کی، وہ شرح کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے، اور اپنی لختِ جگر مسماۃ فاطمہ کا نکاح ان سے کر دیا۔ یہ وہی خاتون ہیں کہ بادشاہوں نے ان کے نکاح کے لئے پیغام دیا تھا، لیکن شیخ نے ان کی پیشکش کو ٹھکرا دیا تھا۔ اس خاتون کو فقہ وافتاء میں اس قدر مہارت تھی کہ فتوی نویسی بھی کیا کرتی تھیں۔ چنانچہ جب لوگ دینی مسائل کے جوابات ان کے گھر سے لکھوا کر لے جاتے تو بعض اوقات یہ ہوتا کہ جواب کا کچھ حصہ خاتون کا لکھا ہوا ہوتا اور کچھ حصہ ان کے والد کا اور کچھ حصہ اِن کے خاوند کا:

بَدَائِعُ الصَّنَائِعِ تَفَقَّهَ عَلٰى عَلَاءِ الدِّينِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدِ بْنِ أَبِى أَحْمَدَ السَّمَرْقَنْدِيِّ وَتَزَوَّجَ ابْنَتَهُ فَاطِمَةَ الْفَقِيهَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ شَرَحَ كِتَابَ التُّحْفَةِ لِلسَّمَرْقَنْدِيِّ هَذَا وَسَمَّاهُ الْبَدَائِعَ فَجَعَلَهُ مَهْرَ ابْنَتِهِ فَقَالَ فُقَهَاءُ

---

❶ روض الرياحين: الحكاية الثانية والتسعون بعد المائة، ص ۱۹۲، ۱۹۳ / تذکرۃ الالیاء: حالات از حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ، ص ۲۶۰، ۲۶۱

الْعَصْرِ شَرَّحَ تُحُفَتَهُ وَزَوَّجَ اِبُنَتَهُ. (1)

والد نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک عظیم فقیہ کے ساتھ کیا، سسر، داماد اور بیٹی سے خوب دین کا فیض پھیلا۔

ایک شہزادی کا ایک عبادت گزار زاہد تنگدست شخص کے ساتھ نکاح کرنا

ایک عورت بنی اسرائیل میں بڑی عبادت گزار تھی، اور وہ ان کے بادشاہ کی لڑکی تھی، ایک شاہزادہ نے اس سے منگنی کی درخواست کی، اس نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کیا، پھر اپنی ایک لونڈی سے کہا کہ میرے واسطے ایک عابد زاہد نیک آدمی تلاش کرو جو فقیر ہو، وہ لونڈی گئی اور ایک فقیر عابد زاہد ملا، اسے لے آئی اس سے پوچھا کہ اگر تم مجھ سے نکاح کرنا چاہو تو میں تمہارے ساتھ قاضی کے یہاں چلوں تاکہ نکاح کردے، اس فقیر نے منظور کرلیا اور نکاح ہوگیا، پھر اس سے کہا: مجھے اپنے گھر لے چل، اس نے کہا: واللہ اس کمبل کے سوائے کوئی چیز میری ملکیت میں نہیں ہے، اس کو رات کے وقت اوڑھتا ہوں اور یہی دن میں پہنتا ہوں، اس نے کہا: میں اس حالت پر تیرے ساتھ راضی ہوں، چنانچہ وہ فقیر اس کو اپنے گھر لے گیا، وہ دن بھر محنت کرتا تھا اور رات کو اتنا کمالیتا تھا جس سے افطار ہوجائے، وہ دن کو نہیں کھاتی تھیں بلکہ روزہ رکھتی تھیں، جب ان کے پاس کوئی چیز لاتے تو افطار کرتی تھیں اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی تھیں اور کہتی تھیں اب میں عبادت کے واسطے فارغ ہوگئی ہوں۔ ایک دن فقیر کو کوئی چیز نہ ملی جو ان کے واسطے لے جاتے، یہ امر ان پر شاق گزار ہوا اور بہت

(1) تاج التراجم في طبقات الحنيفة: في ذكر من اشتهر بالكنية، ج۲ ص ۱۳۶/ الجوهر المضية فى طبقات الحنفية: ج۲ ص ۲۴۴/سلم الوصول إلى طبقات الفحول: ج ۱ ص ۸۹

گھبرائے اور جی میں کہنے لگے کہ میری اہلیہ روزہ دار گھر میں بیٹھی انتظار کر رہی ہے کہ میں کچھ لیکر آؤں گا اور وہ اِس سے افطار کرے گی، یہ سوچ کر وضو کیا اور نماز پڑھ کے دعا مانگی:

يَا رَبِّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّى مَا أَسْأَلُكَ لِدُنْيَايَ وَإِنَّمَا ذٰلِكَ لِرِضَاءِ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِى رِزْقًا مِّنْ لَّدُنْكَ فَإِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ قَالَ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ لُؤْلُؤَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ، فَأَخَذَهَا وَذَهَبَ بِهَا إِلَى امْرَأَتِهِ.

ترجمہ: اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں دنیا کے واسطے کچھ طلب نہیں کرتا، صرف اپنی نیک بیوی کی رضامندی کے واسطے مانگتا ہوں، اے اللہ! تو مجھے اپنے پاس سے رزق عطا فرما، تو ہی سب سے بہترین رزق دینے والا ہے، اسی وقت آسمان سے ایک موتی گر پڑا، اور یہ اِسے لیکر اپنی اہلیہ کے پاس گیا۔

جب انہوں نے اسے دیکھا تو ڈر گئیں اور کہا: یہ موتی تم کہاں سے لائے ہو کہ جس کا مثل میں نے کبھی اپنے اہل میں بھی نہیں دیکھا؟ کہا: آج میں نے رزق کے واسطے محنت کوشش بہت کی، لیکن کہیں روزگار نہ ملا، تو میں نے کہا کہ میری اہلیہ گھر میں بیٹھی انتظار کر رہی ہے اور وہ شہزادی روزے کی حالت میں ہے، میں اس کے پاس خالی ہاتھ نہیں جا سکتا۔ میں نے اللہ سے دعا کی تو حق تعالیٰ نے یہ موتی عنایت فرمایا، اور آسمان سے نازل کیا۔ کہا: اس جگہ جا جہاں تم نے اللہ سے دعا کی تھی اور اس سے گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرو اور کہو کہ اے اللہ! میرے مالک! اے میرے مولا! اگر یہ شئی تو نے ہمیں دنیا میں بطورِ رزق کے اتاری ہے تو اس میں ہمیں برکت دے اور اگر ہمارے آخرت کے ذخیرہ میں سے عطا فرمائی ہے تو اِسے اٹھالے، (تاکہ آخرت میں ہمیں پورا پورا اجروثواب ملے) اس شخص نے ایسا ہی کیا، تو موتی اٹھا لیا گیا، فقیر نے

واپس آکر اس کے اٹھا لئے جانے کا قصہ بیان کیا، تو کہا:

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِی أَرَانَا مَا ادَّخَرَ لَنَا فِی الْآخِرَةِ. ❶

ترجمہ: تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے جس نے ہمیں وہ ذخیرہ دکھادیا جو ہمارے واسطے آخرت میں ذخیرہ کیا گیا ہے۔

پھر کہا: میں اس دنیائے فانی کی کسی شئی کی پرواہ نہیں کرتی، اللہ آخرت میں ہمیں بدلہ عطا فرمائے، دنیا کی چندروزہ زندگی گزر جائے گی، اور اللہ کی نعمتوں پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے لگی۔

حضرت قاضی شریح رحمہ اللہ کی نیک صالح مزاج شناس بیوی

حضرت قاضی شریح رحمہ اللہ آپ ایک مشہور تابعی اور تاریخ اسلام کے مایہ ناز قاضی یعنی چیف جسٹس تھے۔ انکے علمی مقام کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی قاضی تھے، قاضی شریح رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ نکاح کے بعد جب میری شادی ہوئی تو بنو تمیم کی عورتیں میری اہلیہ کو بڑی سادگی کے ساتھ میرے گھر پہنچا گئیں، میں اس کے پاس گیا تو مجھے خیال آیا سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی جب پہلی دفعہ بیوی کے پاس جائے تو دو رکعت نفل پڑھے اور اللہ سے نئی بیوی کی خیر کی دعا کرے، اس کے شر سے پناہ مانگے، چنانچہ میں وضو کرنے لگا دیکھا تو وہ بھی وضو کر رہی ہے، پھر میں نے نماز پڑھی تو اس نے بھی نماز پڑھی، جب میں نماز پڑھ چکا تو میں اس کے قریب گیا، میں نے اس کی پیشانی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے کہا: ابو امیہ ٹھہرو! پھر وہ کہنے لگی: میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتی ہوں اور اسی سے معاونت کی خدمات گار ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود

---

❶ روض الریاحین: الحکایة التاسعة والسبعون بعدالأربع مئة، ص ۳۸۱

بھیجتی ہوں، اس کے بعد بات یہ ہے کہ میں اجنبی عورت ہوں، مجھے آپ کے اخلاق و عادات کا کوئی علم نہیں ہے، لہذا آپ اپنی پسند مجھے بتا دیں تا کہ میں اس پر عمل کروں اور ناپسند بھی بتلا دیں تا کہ میں اس سے پرہیز رکھوں، یقیناً آپ کیلئے بھی اپنے قبیلہ میں نکاح کے مواقع موجود تھے اور میرے لئے بھی اپنے قبیلہ میں نکاح کے مواقع موجود تھے لیکن اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا فیصلہ کرتے ہیں تو ہو کر ہی رہتا ہے، بہر حال اب آپ میرے مالک ہو گئے ہیں، لہذا اب میرے ساتھ وہی معاملہ کریں جس کا آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا تو اچھے طریقے سے مجھے اپنے پاس رکھیں یا حسن سلوک کے ساتھ چھوڑ دیں، بس میں اپنی یہ بات کہہ کر اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے اللہ عظیم سے بخشش کی دعا کرتی ہوں۔

پھر میں نے اس سے کہا: میں بھی اللہ ہی کی حمد بیان کرتا ہوں اور اسی سے مدد چاہتا ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد پر درود بھیجتا ہوں اور اس کے بعد یہ کہ آپ نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر آپ اس پر قائم رہیں تو یہ میرے لئے بڑی خوشدلی ہوگی اور اگر آپ نے اس کو چھوڑ دیا تو آپ کا یہی کام آپ کے خلاف دلیل ہوگا، بہر حال میں فلاں فلاں چیز کو پسند کرتا ہوں اور فلاں کو ناپسند کرتا ہوں، پس آپ میری طرف سے کوئی بھلائی دیکھیں تو اسے پھیلائیں، اور اگر کوئی بُرائی دیکھیں تو اس کی پردہ پوشی کرنا، پھر وہ پوچھنے لگی: میرے گھر والوں کی ملاقات کے بارے میں آپ کی پسند کیا ہوگی؟ میں نے کہا: بس میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے سسرال والے مجھے کوفت میں نہ ڈال دیں، پھر میں نے پوچھا کہ آپ کے کون سے ہمسائے ایسے ہیں جن کا آپ گھر آنا پسند کرتے ہیں تا کہ میں ان کو آنے دوں اور کون سے ایسے ہیں جن کا آنا آپ کو پسند نہیں تا کہ میں بھی ان کو ناپسند ہی رکھوں، میں نے کہا: فلاں قبیلہ والے

صالح ہیں اور فلاں اچھے نہیں۔

پس شعبی! وہ رات میں نے اس کے ساتھ گزاری گویا وہ رات میری زندگی کی خوشگوار ترین رات تھی اور پھر ایک سال گزر گیا، میں نے اپنی پسند کے خلاف اس کا کوئی عمل نہیں دیکھا، جب سال گزرنے والا تھا، ایک دن میں عدالت سے اٹھ کر گھر آیا کہ اس کے پاس ایک بوڑھیا بیٹھی ہے جو اس کو کچھ سمجھا رہی ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو اس نے بتایا یہ آپ کی ساس ہے، میں نے اس کا خیر مقدم کیا، جب میں بیٹھا تو بوڑھیا نے مجھے سلام کیا اور میں نے وعلیکم السلام کہا، پھر اس نے مجھ سے پوچھا: آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ میں نے کہا بہت ہی اچھی بیوی ہے اور بہت ہی خیر خواہ رفیقہ حیات ہے، آپ نے اس کی بہترین تربیت کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ اس کے بعد اس نے مجھے نصیحتیں کیں، پھر پوچھا آپ کیا پسند کرتے ہیں کہ آپ کے سسرال کب ملنے آیا کریں، میں نے کہا جیسے وہ چاہیں صحیح ہے، پھر وہ ہر سال کے اختتام پر آتی تھی اور مجھے نصحتیں کرتی تھی، اے شعبی! وہ بیوی میرے ساتھ بیس سال رہی میں نے کبھی اس میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں دیکھی۔ ❶

وقت کے پیغمبر کی نگاہ میں افضل انسان کون ہے

پچھلی امتوں میں سے کسی امت کے ایک عبادت گزار شخص کا قصہ ہے کہ وہ عبادت کے سلسلے میں اپنے ہم عصروں پر فائق تھا، اسکی کثرتِ عبادت کا ذکر اس وقت کے پیغمبر کے سامنے کیا گیا، انہوں نے فرمایا:

نِعۡمَ الرَّجُلُ هُوَ لَوۡلَا أَنَّهُ تَارِكٌ لِشَيۡءٍ مِّنَ السُّنَّةِ.

ترجمہ: وہ اچھا شخص ہے بشرط یہ کہ ایک سنت ترک نہ کرتا۔

❶ نیک بیوی کی اعلیٰ صفات: ص ۳۲ تا ۳۴/ تحفہ دلہن: ص ٦٦ تا ٦٩/ المرأة المثالية فی أعين الرجال: ص ۳۴

عابد کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے بتلایئے میں نے کونسی سنت ترک کی ہے؟ وقت کے پیغمبر نے فرمایا:

أَنتَ تَارِکٌ لِلتّزْوِیجِ. ❶

ترجمہ: تم نے نکاح نہیں کیا۔

عابد نے کہا: میں نکاح ضرور کرتا لیکن میری مفلسی اور تنگ دستی کی وجہ سے کوئی شخص اپنی لڑکی دینا پسند نہیں کرتا، پیغمبر نے کہا: اگر یہ بات ہے تو میں تیرا نکاح اپنی لڑکی سے کرتا ہوں، پس نبی نے اسکا نکاح اپنی لڑکی سے کرایا۔

بیوی نے شوہر کی وفاداری میں خلیفہ وقت کے رشتے کو ٹھکرا کر جان دیدی

امام اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے خلیفہ ہارون رشید نے کہا بصرہ کے دیہات میں جاؤ وہاں کی عمدہ باتیں اور اچھی گفتگو حاصل کر کے آؤ، تو میں چلا گیا اور بصرہ میں ایک دوست کے پاس ٹھہر گیا، پھر ہم صبح کو دونوں کا قبرستان پر سے گزر ہوا، وہاں ایک لڑکی تھی جس کی تیز خوشبو نے ہمیں اس کی طرف متوجہ کر دیا، ہم اس کے قریب ہوئے اس پر انتہائی عمدہ کپڑے اور زیورات تھے لیکن بڑی آہ وزاری کے ساتھ رو رہی تھی، میں نے کہا اے اللہ کی بندی! تیری کیا حالت ہے، تو وہ گویا ہوئی:

فَإِنْ تَسْأَلَانِیْ فِیمَ حُزْنِیْ فَإِنَّنِیْ رَهِینَةُ هَـذَا الْقَبْرُ یَـا فَتَیَـانِ

أَهَابُکَ إِجْلَالًاوَإِنْ کُنتَ فِی الثَّرَی مَخَافَـةَ یَوْمٍ أَن یَّسُوْکَ مَکَانِیْ

وَإِنِّیْ لَأَسْتَحْیِیْـکَ وَالتُّرَابُ بَیْنَنَا کَمَاکُنْتَ أَسْتَحْیِیْکَ حِیْنَ تَرَانِیْ

ترجمہ: پس اگر تم مجھ سے سوال کرو گے کہ کس چیز میں میرا رنج ہے تو بے شک میں اس قبر کی امانت ہوں، اے جوانو! میں تجھ سے ڈرتی ہوں تیری عظمت کی بناء پر اگر چہ تو

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آداب النكاح، ج۲ ص۲۳

زمین کے نیچے ہے کسی ایسی بات کے خوف سے جو تجھ کو میری جگہ بری لگے۔ اور میں تجھ سے شرم کرتی ہوں حالانکہ مٹی ہمارے درمیان حائل ہے جیسے کہ میں تجھ سے شرم کرتی تھی جب تو مجھے دیکھ رہا ہوتا تھا۔

تو ہم نے اس کو کہا ہم نے تیرے لباس وآرائش اور تیرے رنج کے درمیان اتنا فرق کہیں نہیں دیکھا، تو وہ پھر گویا ہوئی:

يَاصَاحِبَ الْقَبْرِ يَا مَنْ كَانَ يُؤْنِسُنِيْ حَيًّا وَيُكْثِرُ فِي الدُّنْيَا مُوَاسَاتِيْ

أَزُوْرُ قَبْرَكَ فِيْ حُلِيٍّ وَفِيْ حُلَلٍ كَأَنَّنِيْ لَسْتُ مِنْ أَهْلِ الْمُصِيْبَاتِ

فَمَنْ رَآنِيْ رَأَى عَبْرَى مُفَجَّعَةً مَشْهُوْرَةُ الزِّيِّ تَبْكِيْ بَيْنَ أَمْوَاتِيْ.

ترجمہ: اے قبر والے! اے وہ شخص جو مجھ سے انس ومحبت رکھتا تھا زندگی میں اور دنیا میں میری بہت غم خواری کرتا تھا۔ عمدہ جوڑوں اور زیورات میں میں تیری قبر کی زیارت کرتی ہوں گویا کہ میں مصیبت والوں میں سے نہیں ہوں۔ پس جس نے مجھ کو دیکھا میرے غیر کو غم کی حالت میں دیکھا، جو خوب مشہور زینت والی ہے اور مردوں کے درمیان رو رہی ہے۔

ہم نے پوچھا کہ یہ مرد تیرا کون ہے؟ کہا یہ میرا شوہر ہے، یہ مجھ سے بہت محبت کرتا تھا، اور یہ مجھے ہمیشہ زیب وزینت میں دیکھنا پسند کرتا تھا، اس لئے میں نے قسم کھائی کہ اس کی قبر کی زیارت اسی طرح زیب وزینت کے ساتھ کروں گی اور تم مجھ پر تعجب وانکار کرتے ہو۔

امام اصمعی رحمہ اللہ نے اس سے اس کا گھر بار اور دیگر تفصیلات وغیرہ سب پوچھیں، پھر ہارون الرشید کے پاس آیا اور اس کی باتیں سنائیں پھر آخر میں یہ قصہ بھی بعینہ نقل کیا، تو ہارون الرشید نے کہا تو واپس جا اور میری طرف سے اس کے والیوں کو اس کے لئے

پیغام نکاح دو اور پھر میرے پاس آؤ، جب میں خلیفہ کے پاس آیا تو انہوں نے میرے ہمراہ مال و دولت، خدام اور چند اراکین سلطنت کو میرے ساتھ بھیجا، میں اس کی قوم میں گیا اور ساری بات کی، تو انہوں نے لڑکی کی شادی امیر المؤمنین سے کر دی اور اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیا لیکن ابھی تک لڑکی کو کچھ علم نہ تھا، جب مدائن پہنچے تو پھر لڑکی کو خبر مل گئی اُسی وقت اس نے تیز چیخ ماری اور مر گئی، ہم نے وہیں اس کو دفن کیا اور جا کر ہارون الرشید کو خبر دی، تو جب بھی ہارون اس کا ذکر کرتے تو بہت افسوس کرتے تھے۔ ❶

ایک عقلمند والدہ کی رخصتی کے وقت اپنی صاحبزادی کو عمدہ نصائح

اُمامہ بنت حارث کی صاحبزادی کا جب رخصتی کا وقت قریب آیا تو عقلمند ماں نے اپنے تجربات کی روشنی میں اپنی بیٹی کو عمدہ نصیحتیں کیں:

اے بیٹی! اگر تو اچھی نصیحت کو چھوڑ دے گی تو خود کو ضائع کر دے گی، اور یہ نصیحتیں غافل کے لئے یاد دلانے والی ہیں اس کی کامیابی کو اور عاقل کے لئے مددگار ہیں۔ جان لے کہ اگر کوئی لڑکی شادی سے مستغنی (بے پرواہ) ہوتی اپنے والدین کی مالداری اور ان کی حاجت کی وجہ سے تو تو لوگوں میں سب سے زیادہ شادی سے بے پرواہ ہوتی (اس لئے کہ یہ بادشاہ کی بیٹی تھی) لیکن عورتیں مردوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں، اے میری بچی! اس فضاء کو اب تو چھوڑے جا رہی ہے جس میں تو نے پرورش پائی، اور جس گھونسلے میں رہتی تھی اس سے نکل کر انجان گھونسلے میں جا رہی ہے، اور ایسے ساتھی کے پاس جا رہی ہے جس سے ابھی تجھ کو انس و محبت حاصل نہیں ہوئی، لہٰذا تو اس کی باندی اور مملوک بن جا تو وہ تیرا غلام بن جائے گا۔

اور اے میری بیٹی! مجھ سے دس نصیحتیں پلے باندھ لے۔ تیرے لئے ذخیرہ اور اچھے ذکر کا

---

❶ أخبار النساء: باب ما جاء في وفاء النساء، ص ۱۲۶، ۱۲۷

باعث بنیں گی، شوہر کی رفاقت وصحبت قناعت کے ساتھ اور باہمی رہن سہن شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ، اوراس کی نگاہ پڑنے کی جگہوں پرحسن صفائی اوراس کی ناک پڑنے کی جگہ خوشبو۔ لہذا اس کی نگاہ تیری (صفائی نہ ہونے کی وجہ سے) گندی جگہ پر نہ پڑنا چاہیے اور وہ تجھ سے خوشبو کے سوا اور کچھ نہ سونگھ سکے، اور سرمہ سب سے بہتر حسن ہے اور پانی (غسل) بہترین خوشبو ہے، اوراس کے کھانے کے وقت سکون واطمینان کے ساتھ کھانے کی تیاری اوراس کے سونے کے وقت آرام و سکون چاہیے اس لئے کہ بھوک کا کھینچنا نفرت پیدا کرتا ہے اور نیند کو خراب کرنا بغض پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح اس کے گھر و مال کی حفاظت کا خیال رکھ، اوراس کی جان و اولاد اور خدام کا خیال رکھ، اس لئے کہ مال کی حفاظت کرنا بہترین تدبیر وانتظام کی بات ہے، اوراس کے عیال کا خیال رکھنا بھی عمدہ تدبیر کا کام ہے۔ اس کے راز کو کبھی ظاہر نہ کر اور کسی کام میں اس کی نافرمانی نہ کر، اس لئے کہ اگر تو نے اس کے راز کو فاش کر دیا تو اس کے دھوکے سے تو محفوظ نہیں رہ سکتی، اور اگر تو نے اس کی نافرمانی کی تو اس کے سینے کو پراگندہ اور مکدر کر دے گی، اگر وہ غمگین رہتا ہے تو خوشی کے ساتھ ڈرتی رہ اور اگر وہ خوش ہے تو پھر رنج کے ساتھ ڈر۔ کیونکہ پہلی خصلت کوتاہی کی ہے اور دوسری خصلت دل کو خراب کرنے والی ہے۔

اوراس کے لئے جتنا ہو سکے تعظیم کا خیال رکھ تو وہ تیرا اسی طرح اکرام کا خیال رکھے گا، اور جان لے کہ اس کو تو نہیں پا سکتی جس سے تو محبت رکھتی ہے، جب تک اس کی رضا و خوشی کو اپنی خوشی پر فوقیت نہ دے، اوراس کی چاہت کو اپنی چاہت سے آگے نہ رکھ خواہ تجھ کو اچھا لگے یا نہ لگے، اللہ تجھ کو خیر وعافیت میں رکھے۔ (۱)

---

(۱) العقد الفريد: كتاب النساء وصفاتهن، قولهم في المناكح، ابن حجر وابن محلم، ج۷ ص ۸۹، ۹۰

انہیں بالکل سیدھا کرنے کی کوشش مت کرو

مشہور مورخ وسیرت نگار امام واقدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں ایک روز خلیفہ مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے چند احادیث بیان کیں۔ میری بیان کردہ حدیثیں اس نے لکھ لیں، پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے گھر میں داخل ہوا، جب وہ گھر سے نکلا تو غصہ سے اس کا چہرہ سرخ تھا اور وہ غیظ وغضب سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! خیریت تو ہے؟ خلیفہ مہدی کہنے لگا:

دَخَلْتُ عَلَى الْخَيْزُرَانِ فَقَامَتْ إِلَيَّ وَمَزَّقَتْ ثَوْبِي وَقَالَتْ: مَارَأَيْتُ خَيْرًا مِنْكَ.

ترجمہ: میں اپنی بیوی خیزران کے پاس گیا تو اس نے میرا کپڑا اس قدر زور سے کھینچا کہ وہ پھٹ گیا اور کہنے لگی: میں نے تم میں کوئی خیر کا پہلو نہیں دیکھا ہے۔

خلیفہ نے مزید کہا: اے واقدی! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے خیزران کو ایک غلام فروش سے خریدا تھا، پھر میں نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی، چنانچہ اب وہ قصر شاہی میں میری بیوی کی حیثیت سے خوش وخرم زندگی گزار رہی ہے، نیز اس کو ناز ونعم اور آرائش وزیبائش کے لیے وہ چیزیں دستیاب ہیں جو دیگر آزاد عورتوں کو کم ہی نصیب ہوا کرتی ہیں، مگر آج اس کا ذہن اس قدر بدل گیا کہ اس نے میرے سارے کیئے کرائے پر پانی پھیر دیا اور کہنے لگی کہ آج تک میں نے کبھی تم میں خیر نہیں دیکھی!! حالانکہ میں نے اس کے دونوں لڑکوں (ہادی اور ہارون رشید) کے لیے پیشگی بیعت کروا دی ہے، میرے بعد یکے بعد دیگرے وہ دونوں مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے، پھر بھی وہ مجھے طعنے دے رہی ہے کہ میں نے اس کے لیے کوئی بھلائی نہیں کی ہے!!

امام واقدی رحمہ اللہ نے خلیفہ مہدی کی بات سن کر کہا: امیر المؤمنین! آپ ناراض نہ ہوں، کیونکہ کفران نعمت عورتوں کی فطرت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

گرامی ہے:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي. ❶

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہلخانہ کے لیے بہتر ہو، اور میں اپنے اہلخانہ کے حق میں تم سب سے بہتر ہوں۔

ایک اور حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعٍ ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ. ❷

ترجمہ: عورتوں کے بارے میں میری نصیحت کا ہمیشہ خیال رکھنا، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اور میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہوتا ہے۔ اگر تم اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرو گے تو انجام کار توڑ کر رہو گے اور اگر اس ٹیڑھی پسلی کو یونہی چھوڑ دو گے تو ویسے ہی ٹیڑھی رہے گی (اور تم اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو) پس تم لوگ عورتوں کے بارے میں میری نصیحت مانو، عورتوں سے اچھا سلوک کیا کرو۔

امام واقدی رحمہ اللہ نے اس موضوع سے متعلق چند مزید احادیث خلیفہ سے بیان کیں۔ خلیفہ مہدی نے انہیں دو ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔ جب امام واقدی رحمہ اللہ خلیفہ کے پاس سے نکل کر اپنے گھر پہنچے تو اس وقت ملکہ خیزران کا پیغامبر بھی ان کی خدمت میں

❶ سنن الترمذي: أبواب المناقب ،باب في فضل أزواج النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ٣٨٩٥

❷ صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم صلوات الله عليه وذريته، رقم الحديث: ٣٣٣١

حاضر ہو گیا اور ملکہ کا دیا ہوا تقریباً دو ہزار دینار کا عطیہ بھی ان کی خدمت میں پیش کیا، علاوہ ازیں کپڑے اور جوتے بھی تھے۔ ملکہ نے قاصد کے ذریعے ان عطیات کے ساتھ ساتھ اس کارِ خیر اور حسنِ نصیحت پر ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔ ❶

شوہر کی اطاعت گزار عورت کے دو بیٹے دوبارہ زندہ ہو گئے

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو اپنے شوہر سے بہت اچھا سلوک کیا کرتی تھی، ایک دفعہ اس کے دو بیٹے ایک ساتھ کنوئیں میں گر کر انتقال کر گئے، عورت کے کہنے پر ان دونوں لاشوں کو کنوئیں سے نکالا گیا، ان کو پاک صاف کر کے بستر پر رکھ دیا گیا اور ان کے اوپر ایک بڑا سا کپڑا ڈال دیا گیا، اس کے بعد عورت نے اپنے تمام ملازمین اور گھر والوں کو خبردار کیا کہ جب تک میں نہ بتاؤں تم لوگ ان (فوت شدہ بچوں) کے باپ کو کچھ نہ بتاؤ۔

عورت کا شوہر گھر لوٹا تو اس کے سامنے کھانا رکھا گیا، اس نے کہا کہ میرے دونوں بچے کہاں ہیں؟ عورت نے کہا:

قَدْ رَقَدَا وَاسْتَرَاحَا قَالَ لَا لَعَمْرُ اللّٰهِ، يَا فُلَانُ وَفُلَانُ، فَأَجَابَا وَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا أَرْوَاحَهُمَا شُكْرًا لِمَا صَنَعَتْ. ❷

ترجمہ: وہ سو گئے ہیں، آرام کر رہے ہیں، شوہر نے کہا ہرگز نہیں اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہے، یہ کہہ کر اس نے آواز دی: اے فلاں! اے فلاں! تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت کے اس (شوہر کو رنجیدہ نہ کرنے کے) عمل کی قدردانی کرتے ہوئے اس کے بچوں کی روحیں لوٹا دیں اور انہوں نے اپنے ابو کے بلانے پر فوراً جواب دیا۔

❶ سنہری کرنیں: ص۹۸ تا ۱۰۰/ البداية والنهاية: سنة تسع وستين ومائة، ترجمة: المهدی بن المنصور، ج۱۰ ص۱۵۳

❷ من عاش بعد الموت: ص۵۳، الرقم: ۶۱

مامون الرشید کا ایک لڑکی کی فصاحت اور ادبیت سے متاثر ہوکر نکاح کرنا

مامون الرشید ایک دن اپنے چند محافظوں کو ساتھ لے کر شکار اور سیر و تفریح کے لئے نکلا، چلتے چلتے شہر سے دور صحرا میں پہنچ گیا، وہاں کسی شکار کے پیچھے گھوڑا دوڑایا تو اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ شکار تو ہاتھ نہ آیا البتہ ایک چشمے کے قریب ایک دوشیزہ کو دیکھ کر رک گیا۔ اس حسین و جمیل دوشیزہ کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی اچھے عرب خاندان سے تعلق رکھتی ہے، اس کے کندھے پر پانی کا مشکیزہ تھا جس کے بوجھ تلے دبی جارہی تھی۔ نشیب سے فراز پر آتی ہوئے بوجھ سنبھالنا اس کے لئے مشکل ہوگیا اور اس نے مدد کے لئے اپنے باپ کو آواز دی:

يَا أَبَتِ ادْرِكْ فَإِنَّهُ قَدْ غَلَبَنِى وَفُوْهَا لَا طَاقَةَ لِى بِهَا.

ابّا جان دوڑ کر آؤ اور مشکیزے کا منہ تھام لو اس کے دہانے پر میرا زور نہیں چلتا اور یہ میرے قابو سے باہر ہے۔

اس کا باپ کہیں دور تھا اس نے بیٹی کی آواز نہ سنی، البتہ مامون الرشید یہ فصیح و بلیغ جملہ سن کر پھڑک اٹھا اور دوشیزہ کے قریب جا کر کھڑا ہوگیا، پھر اُس سے مخاطب ہوکر کہا:

''اے لڑکی! تم تو بہت خوب عربی بولتی ہو۔''

دوشیزہ: ''کیا میں عرب کی رہنے والی نہیں ہوں۔''

مامون: ''تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے؟''

دوشیزہ: ''بنی قضاعہ سے۔''

مامون: ''بنی قضاعہ کی کس شاخ سے؟''

دوشیزہ: ''بنی کلب سے۔''

مامون: ''ایسے قبیلے میں تم کیوں پیدا ہوئیں؟''

دوشیزہ: ’’کیوں میرے قبیلے کو کیا ہے؟ وہ تو بڑی عزت والا ہے اس پر کوئی الزام نہیں۔ مہمان نواز اور معزز ہے مگر اے شخص تم کس قبیلے سے ہو؟‘‘

مامون: ’’تم کو ان سب سے واقفیت ہے؟‘‘

دوشیزہ: ’’ہاں خوب واقفیت ہے۔‘‘

مامون: ’’میں بنومضر سے ہوں۔‘‘

دوشیزہ: ’’لیکن کون سا مضر؟‘‘

مامون: ’’جو حسب ونسب کے اعتبار سے سب سے معزز اور معظم ہے۔‘‘

دوشیزہ: ’’میں سمجھ گئی تم بنو کنانہ سے ہو لیکن کنانہ کی کس شاخ سے؟‘‘

مامون: ’’جس کے فرزند سب سے شریف اور بردبار ہوتے ہیں۔‘‘

دوشیزہ: ’’(ہنس کر) اچھا تو تم قریش سے ہو لیکن قریش کے کس خاندان سے۔‘‘

مامون: ’’جس کا ذکر سب سے اونچا اور جس کا فخر بے مثال ہے۔‘‘

دوشیزہ: ’’خدا کی قسم! تم بنی ہاشم سے ہو لیکن بنی ہاشم کے کس گھرانے سے۔‘‘

مامون: ’’جس کے گھر سب سے بلند، جس کا قبیلہ سب سے اشرف، جس سے اعداء ہیبت زدہ تھے۔‘‘

دوشیزہ نے یہ سن کر ادب سے سر جھکایا اور کہا: ’’**السلام علیک یا أمیر المؤمنین**‘‘ پھر اس نے فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے:

مَـامُوْنُ ذُوالْمِنَـنِ الشَّرِيْفَـةِ	وَصَاحِبُ الْمَرْتَبَةِ الْمُنِيْفَةِ
وَقَـائِـدُ الْعَسَـاكِرِ الْكَثِيْفَـةِ	هَلْ لَکَ فِیْ أُرْجُوْزَةٍ لَطِيْفَةٍ
أَظْرَفُ مِنْ فِقْهِ أَبِیْ حَنِيْفَةَ	لَا وَالَّذِیْ اَنْتَ لَهُ خَلِيْفَةٌ
مَاظَلَمَتْ فِیْ أَرْضِنَا ضَعِيْفَةً	عَامُ لَنَا مُؤْنَتُهُ خَفِيْفَةٌ

اَللِّصُّ وَالتَّاجِرُ فِيُ قَطِيُفَةٍ   وَالذِّئبُ وَالنَّعجَةُ فِيُ سَقِيُفَةٍ. ❶

ترجمہ:اے شریفانہ احسانات والے مامون ! اے عالی وکامل مرتبے والے،اوراے عظیم الشان لشکروں کی قیادت کرنے والے!ایک پاکیزہ نظم سنئے، جوفقاہتِ ابوحنیفہ سے بھی لطیف ہے،اس دین کی قسم جس کا تو خلیفہ ہے، ہمارے قبیلے میں کبھی کسی کمزور بڑھیا پر ظلم نہیں ہوا،اورآپ کے پُرامن دورِخلافت میں چوراورتاجرایک چادر میں اور بھیڑیااوربکری ایک چھت کے نیچے زندگی گزارتے ہیں۔

مامون الرشیداس دوشیزہ کی وسعتِ معلومات ،حاضر جوابی ، ذہانت اوراشعارسن کر حیرت زدہ رہ گیااوراس نے اس کوملکہ بنانے کاارادہ کرلیا۔واپس آکراس نے دوشیزہ کے والدین کونکاح کے لئے پیغام بھیجا جوانہوں نے فوراً قبول کرلیا۔یوں وہ دوشیزہ شاہی حرم میں داخل ہوگئی۔اسی کے بطن سے مامون الرشید کا بیٹا عباس پیدا ہوا۔ مامون الرشید بہترین علمی وادبی ذوق رکھتا تھااس لئے وہ ام عباس کی بہت قدرکرتا تھا، اوراکثر علمی گفتگوبھی کیا کرتا تھا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی اطاعت گزاراہلیہ کا جذبہ اطاعت

بانی دارالعلوم دیوبند قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کو دیوبند کے کسی رئیس نے اپنی بیٹی نکاح میں دے دی، جب خلوت میں اپنی دلہن کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ سونے کے زیورات سے اَٹی ہوئی ہے،آپ نئی نویلی دلہن پرتوجہ کیئے بغیراسی کمرہ میں اللہ کے حضورسجدہ ریز ہوئے اورنماز پڑھتے رہے، فارغ ہوئے توبیوی کےقریب آکراسے یوں تقریر کی:

❶تاریخ مدینة دمشق:ترجمة:عبد اللّٰه بن هارون بن محمد بن عبد اللّٰه، ج۳۳ ص۳۲۲،۳۲۳/ مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج۱۴ ص۱۱۳، ۱۱۴

دیکھوتم ایک امیر، رئیس کی صاحبزادی ہو اور میں فقیر وغریب اور ایک مسکین انسان ہوں، نکاح کے بعد اب تمہارا اور میرا ایک ساتھ جینا ہوگیا ہے، ہمارا مستقبل ایک دوسرے سے وابستہ ہے مگر یہ نبھاؤ بظاہر مشکل ہوگا کہ تو امیر ہے اور امیر کی بیٹی ہے، میں فقیر ہوں اور فقر کو پسند کرتا ہوں، ہمارا گزارا تب بہتر ہوسکے گا جب دونوں ایک ہوجائیں، یا میں امیر بن جاؤں یا تو فقر اختیار کرلے، جہاں تک میری امارت اور دنیا پسندی کا تعلق ہے وہ تو ناممکن ہے، البتہ آپ کو فقر ومسکنت کی راہ اختیار کرنا آسان ہے، اب آپ جونسی راہ اختیار کریں گی مستقبل کے لحاظ سے ہمارے تعلق کا اس پر نتیجہ مرتب ہوگا۔

بیوی نے ان کی تقریر سن کر بڑی خوشی سے کہہ دیا کہ میں فقر وغربت کی راہ اختیار کرتی ہوں اور میرے سارے زیورات آپ کی ملکیت ہیں، اور آپ کو اختیار ہے جہاں چاہیں استعمال کریں۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تو فقر، زہد اور ورع وتقوی کا پہاڑ تھے، اسی وقت بغیر کسی تاخیر کے اپنی دلہن سے تمام زیورات اتار لئے اور صبح جنگ میں مسلمانوں کی اعانت ونصرت کے لئے چندہ میں جمع کردیئے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی عادت شب کو سوتے وقت دودھ کے استعمال کی تھی، گائے کا دودھ استعمال کرتے تھے، شب کی غذا اکثر یہ ہی ہوتی تھی، جب حضرت مولانا عشاء سے فارغ ہوکر گھر تشریف لائے تو آپ کی اہلیہ محترمہ دودھ کا پیالہ لے کر پہنچ جاتی، حضرت کی اہلیہ محترمہ فرماتی ہیں قاعدہ یہ تھا کہ میرا انتظار اگر کرتے تو یہ علامت خوش دلی کی ہوتی اور اگر انتظار کئے بغیر نوافل میں مشغول ہوگئے تو یہ علامت ناگواری کی ہوتی تھی، کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ حضرت نے نوافل میں پوری شب گزاری اور میں

بھی پوری شب پیالہ لئے کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ ❶

پانی پت کی ایک خاتون کا حسبِ منشا مشکل رکوع سن کر نکاح کرنا

قرآن کریم کی سورۃ النساء کا دوسرا رکوع ﴿یُوصِیکُمُ اللّٰہُ﴾ ہے، اس کی آیتوں میں متشابہات اور باہم ملتے جلتے الفاظ بکثرت پائے جاتے ہیں، مثلاً: ﴿کَانَ لَکُمْ وَلَدٌ. اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّھُنَّ وَلَد. اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّکُمْ وَلَد. فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلَد. فَاِنْ کَانَ لَھُنَّ وَلَد. فَاِنْ کَانَ لَکُمْ وَلَد. فَلِاُمِّہِ الثُّلُثُ. فَلِاُمِّہِ السُّدُسُ. یُوْصِیْ بِھَا. یُوْصِیْنَ بِھَا. تُوْصُوْنَ بِھَا. یُوْصٰی بِھَا﴾ یہ رکوع حفاظ میں خاصہ مشکل شمار کیا جاتا ہے۔ پانی پت میں ایک دوشیزہ نے اعلان کیا کہ جو شخص مجھے ﴿یُوصِیکُمُ اللّٰہُ﴾ والا رکوع اس طرح صحیح اور پختہ سنا دے کہ میں جو لفظ بولوں وہ اس سے آگے صاف صاف پڑھ دے تو میں اس آدمی سے نکاح کرلوں گی، اس پر کئی بڑے بڑے جید حفاظ آئے لیکن ناکام واپس ہوتے رہے، حتیٰ کہ کافی دنوں کے بعد ایک حافظ نے اسے یہ رکوع حسب منشا سنا دیا اور اس خاتون نے اس حافظ مرد سے نکاح کرلیا۔ ❷

شوہر کے عالم بننے کے لئے نیک صالحہ بیوی کا کئی سال انتظار کرنا

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک ساتھی تھے ان کے والد صاحب خود عالم تھے پڑھاتے تھے، جس کی وجہ سے یہ گھر ہی میں رہتے اور والد صاحب سے پڑھتے تھے، بڑے ہوگئے شادی ہوگئی، پڑھنے میں بے توجہی کرتے تھے، ایک دن ان کے والد صاحب رونے لگے اور کہنے لگے میری تمنا تھی کہ تم عالم ہوتے لیکن یہاں رہ کر تم پڑھ نہیں سکو گے، وہ سہارنپور کا سفر کر چکے تھے، غالباً وہ سہارنپوریا

---

❶ سوانح قاسمی: ان سعیکم لشتی کا چوراہہ، ج ۱ ص ۵۰۸ تا ۵۱۸

❷ خواتین اسلام کے کارنامے: ص ۹۰

دیوبند کے پڑھے ہوئے بھی تھے، اس لئے انہوں نے فرمایا کہ تم سہارنپور یا دیوبند میں جاؤ تو پڑھ سکتے ہو، اسی میں میری عین خوشی ہے، اس بات سے ان کے دل پر چوٹ لگی اور تیار ہو گئے، بیوی کے لئے انہوں نے سوچا کہ پتہ نہیں کیا ہو، کیا حالات پیش آئیں، کب واپسی ہو، تو انہوں نے بیوی کو طلاقِ رجعی دی، اس نے کہا کہ مسئلہ کے لحاظ سے مجھ کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ میں عدت کے بعد دوسرا نکاح کر لوں مگر میں آپ کا انتظار کروں گی، جب آپ پڑھ آئیں گے تو آپ سے دوبارہ نکاح کر لوں گی۔ ❶

چنانچہ جب یہ عالم بن کر آئے پھر نکاح کیا، دیکھیں اس نیک صالح بیوی نے اپنے شوہر کے لئے کس قدر انتظار کیا، اگر چاہتی تو نکاح کر سکتی تھی لیکن نہیں کیا۔

سلف صالحین اپنی بیٹیوں کی کامیاب ازدواجی زندگی کے لئے کیسی تربیت کرتے تھے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کی ایک پوری سورت جسے سورہ نساء کہتے ہیں اس میں مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی کے احکام بتلائے ہیں، سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی بیٹیوں کو نکاح سے پہلے سورہ نساء اور سورہ نور ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیا کرتے تھے، ہمیں بھی چاہیے کہ جن کے ہاں بیٹی ہو وہ اس کو اگر پورا قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھا سکتے تو کم از کم سورہ نساء اور سورہ نور کو ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیا کریں تا کہ لڑکی اچھی ازدواجی زندگی گزار سکے۔

بعض سلف صالحین کا تو عجیب معمول تھا کہ جب بچی پڑھ کر جاتی اور ابھی شادی کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا (اس وقت پرنٹنگ پریس نہیں ہوتے تھے) تو یہ بیٹی کے ذمہ لگا دیتے کہ بیٹی اپنے لئے ایک قرآن پاک لکھ لو، تو یہ بچی روزانہ باوضو ہو کر خوش نویسی سے

❶ اصول الفلاح: وعظ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ، ص ۲۹، ۳۰

قرآن پاک لکھتی تھی اور جب قرآن پاک مکمل ہو جاتا تو سنہری جلد باندھ کر باپ اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا کرتا تھا۔

یہ پہلے وقتوں کا جہیز ہوا کرتا تھا، گویا اس کے خاوند کو پیغام مل رہا ہوتا تھا کہ میری بیوی نے گھر میں جو زندگی گزاری ہے اس کا فارغ وقت اس قرآن پاک کو لکھنے میں گزرا ہے۔ ❶

حضرت مولانا احمد لاہوری رحمہ اللہ کا نہایت سادگی کے ساتھ نکاح

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا حتی کہ آپ دورۂ حدیث تک پہنچ گئے۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ اپنے نکاح کا واقعہ خود سنایا کرتے تھے کہ جب میرے سسر کو ان کے گھر والوں نے کہا کہ اب ہماری لڑکی جوان ہے، اس لیے مناسب رشتہ تلاش کر کے نکاح کر دینا چاہیے۔ تو وہ پنجاب کے مدارس کے دورے پر نکلے تاکہ انہیں اپنی بچی کے لیے کوئی عالم فاضل نوجوان مل سکے، چلتے چلتے وہ دارالعلوم دیوبند پہنچ گئے، جب انہوں نے دورۂ حدیث کی کلاس کو دیکھا تو ان کی نگاہیں میرے اوپر ٹک گئیں۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ علیہ سے پوچھا کیا یہ شادی شدہ ہے؟ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں، پھر مجھ سے پوچھا: کیا تم شادی کرنے کیلئے تیار ہو؟ میں نے عرض کیا: حضرت! میں تیار ہوں، میں مسافر اور طالب علم ہوں، مجھکو ن اپنی بیٹی دیگا؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی بیٹی آپ کو دے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: حضرت! میں اس سنت کو ضرور ادا کروں گا۔ چنانچہ میرے سسر صاحب نے فرمایا کہ کل عصر کے بعد نکاح ہوگا۔ اس کے بعد میں اپنے دوستوں کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ کل میرا نکاح ہے، ایک دوست نے کہا: جی! آپ کے کپڑے بڑے میلے ہیں آپ

❶ انمول واقعات: ص ۴۱

اسی سوٹ کو دھو کر دوبارہ پہن لیں، میں نے اپنے دوستوں کی بات مان لی۔ چنانچہ میں نے اگلے دن دھوتی باندھی اور کپڑوں کا ایک ہی جوڑا تھا جو میں نے پہنا ہوا تھا اس کو دھولیا، موسم سردی کا تھا اور اوپر سے آسمان ابر آلود ہو گیا، عصر کا وقت آ گیا، میں نے مسجد کے ایک طرف کپڑے ہوا میں لہرانے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی دُعائیں بھی مانگنی شروع کر دیں کہ اے اللہ! ان کپڑوں کو خشک فرما دے، جبکہ موسم کی خرابی کی وجہ سے کپڑے خشک ہونے پر نہیں آ رہے تھے، حتیٰ کہ عصر کی اذان ہو گئی۔ چنانچہ میں نے سردی کے موسم میں گیلے کپڑے پہنے اور مجمع میں آ کر بیٹھ گیا، لیکن میرے سسر کا دل بھی سونے کا بنا ہوا تھا کہ ان کی نظر ان چیزوں پر بالکل نہیں تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ کل بھی یہی کپڑے تھے اور میلے تھے اور آج بھی وہی کپڑے ہیں اور اس کے پاس کوئی دوسرا جوڑا بھی نہیں ہے، اس کے باوجود انہوں نے نکاح کر دیا اور کچھ عرصے کے بعد رخصتی بھی ہو گئی۔ ابتدائی دنوں میں میرے اوپر فاقے آئے کیوں کہ میں طالب علم تھا، تازہ تازہ پڑھ کر فارغ ہوا تھا، کمائی کا کوئی ایسا سلسلہ بھی نہیں تھا، کبھی کھانے کو ملتا اور کبھی نہ ملتا۔ کچھ عرصے تک میری دُلہن میرے گھر رہی، اسکے بعد وہ اپنے والدین کے گھر گئی، تو اس کی والدہ نے اس سے پوچھا: بیٹی! تو نے اپنے نئے گھر کو کیسے پایا؟ فرماتے ہیں کہ میری بیوی بڑی نیک اور پاک عورت تھی، اس کی نظر ان فانی چیزوں پر نہیں تھی، چنانچہ اس نے اپنی والدہ سے کہا: اماں! میں تو سمجھتی تھی کہ مر کر جنت میں جائیں گے، لیکن میں تو زندگی میں جنت پہنچ گئی ہوں۔ ❶

شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کی بیٹیوں کا سادگی کے ساتھ نکاح

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے خاندانی دستور کے مطابق اپنی

❶ ہمارے اسلاف: ص ۱۲۶ تا ۱۲۸/ گلدستہ سنت: اسلام میں نکاح کی اہمیت: ج ۳ ص ۱۱۲ تا ۱۱۴

سب سے بڑی دو بچیوں کی نسبت مولانا محمد یوسف صاحب اور مولانا انعام الحسن رحمہما اللہ سے طے فرمادی تھی، فرماتے ہیں: چچا جان (مولانا محمد الیاس صاحب) نوراللہ مرقدہ ہر سال مدرسہ مظاہر العلوم کے سالانہ جلسے میں شنبہ کی شام کو تشریف لایا کرتے تھے، حسب معمول مغرب کے وقت تشریف لائے اور فرمایا: ہمارے یہاں میوات میں جلسوں میں نکاحوں کا دستور پڑ گیا ہے، کل کے جلسے میں حضرت مدنی رحمہ اللہ سے یوسف وانعام کا نکاح پڑھوا دوں؟ میں نے کہا: شوق سے ضرور پڑھوا دیجئے، مجھ سے کیا پوچھنا؟ عشاء کی نماز کے کچھ دیر بعد میں نے اہلیہ مرحومہ اور دونوں بچیوں کے کان میں ڈال دیا کہ چچا جان کا ارادہ یہ ہے کہ کل کے جلسے میں دونوں بچیوں کا نکاح پڑھوا دیں، میری اہلیہ مرحومہ نے (اس کے لفظ مجھے خوب یاد ہیں) کہا: تم دو چار دن پہلے کہتے تو میں ایک جوڑا تو ان کے لیے سِلوا دیتی مجھے اپنا جواب بھی خوب یاد ہے اور میرے جواب پر مرحومہ کا سکوت بھی اچھا خبر نہیں تھی یہ ننگی پھر رہی ہیں، میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ کپڑے پہنے پھرتی ہیں، میرے جواب پر مرحومہ بالکل ہی ساکت ہوگئی۔

جامع مسجد آتے ہوئے حضرت مدنی رحمہ اللہ سے میں نے عرض کردیا کہ یوسف، انعام کا نکاح پڑھنے کے لیے چچا جان فرما رہے ہیں، حضرت نے بہت ہی اظہارِ مسرت فرمایا، کہا: ضرور پڑھوں گا، ضرور پڑھوں گا۔ ❶

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کی اہلیہ کا رات بھر شوہر کو پنکھا جھلنا

جن دنوں مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تفسیر لکھ رہے تھے معمول یہ تھا کہ دو بجے رات کو اٹھ بیٹھتے، لکھنا شروع کردیتے۔ موسم گرما ہوتا تو زلیخا پنکھا جھلتی، کئی دفعہ رات کو جاگنے سے نرگسی آنکھوں میں سرخ ڈورے پیدا ہوجاتے۔

❶ آپ بیتی: آپ بیتی نمبر ۳، فصل ثانی تقریبات اور شادیاں، ج ۱ ص ۱۳۴، ۱۳۵

ایک دفعہ حمیدہ سلطان کی والدہ نے پوچھا بھاوج! آنکھیں گلابی ہورہی ہیں۔ جواب دیا رات بھر مولانا کو پنکھا جھلتی رہی ہوں، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ جاگیں، محنت کریں، تفسیر لکھیں اور میں آرام سے سوتی رہوں؟ ❶

نکاح خواہشات اور گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے

ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ پر اس قدر شہوت غالب ہوئی کہ میں متحمل نہ ہوسکا، میں نے بہت دعا اور آہ زاری کی۔ ایک رات ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کہتے ہیں کہ تجھے کیا ہوا؟ ان سے میں نے حال عرض کیا، انہوں نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر دیا جب میں جاگا تو سکون ہوگیا۔ جب ایک سال گذر گیا تو پھر شہوت پیدا ہوئی میں نے پھر بہت آہ وزاری کی، انہیں بزرگ کو پھر خواب میں دیکھا فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ مجھ سے شہوت دفع ہوجائے، میں نے عرض کیا کہ ہاں، فرمایا گردن جھکا میں نے جھکا دی بس ایک تلوار نکالی اور میری گردن پر ماری۔ میں جب جاگا تو سکون ہوگیا، جب ایک سال گذرا تو پھر شہوت پیدا ہوئی پھر میں نے آہ زاری کی اور اِس بزرگ کو پھر خواب میں دیکھا وہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ اس چیز کا دفعہ کہاں تک خود سے چاہے گا جس کے رفع کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے، پھر میں جاگا اور شادی کرلی حتی کہ خواہشات سے محفوظ ہوگیا۔ ❷

بیوی کی ایذاء رسانی پر صبر کرنا

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک بزرگ تھے جن کو ان کی بیوی بہت ستاتی تھی، یہاں تک کہ لوگوں کو بھی معلوم ہوگیا کہ بیوی ان کو بہت دکھ پہنچاتی

❶ سُراغ زندگی: ص۳۳،۳۴

❷ ناقابل یقین سچے واقعات: ص۱۵۸،۱۵۹

ہے۔ بعض لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ایسی بیوی کو طلاق دے دینا چاہیے، فرمایا طلاق تو میرے بس میں ہے، مگر یہ تو سوچو کہ اگر اس نے کسی اور سے نکاح کیا تو اس مسلمان کو تکلیف پہنچے گی، اس سے اچھا یہ ہے کہ میں ہی تکلیف اٹھالوں اور مسلمانوں کا وقایہ (تحفظ کا سامان) بن جاؤں کہ جب تک میں موجود ہوں کسی دوسرے مسلمان کو کیوں تکلیف پہنچے۔ ❶

حضرت مفتی رشید احمد رحمہ اللہ کا اپنی بیٹیوں کا نکاح سادگی کے ساتھ کرنا

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ اپنی اور اپنی اولاد کی شادی کا حال فرمایا کرتے تھے کہ جب میری شادی ہوئی تو بارات میں صرف حضرت والد صاحب، میں اور ایک مجھ سے چھوٹے بھائی تھے، جن کی عمر اس وقت تقریباً دس سال تھی، گویا بارات میں بشمولیت دولہا اڑھائی آدمی تھے، جیسی سادگی بارات میں تھی ویسی ہی سسرال والوں کی طرف سے تھی، بالکل سادگی کے ساتھ نکاح ہوگیا۔ ❷

حضرت نے اپنے تینوں صاحبزادوں اور دونوں صاحبزادیوں کی شادی بھی سنت کے مطابق فرمائی، یہاں تک رشتہ کے ابتدائی معاملات طے کرنے میں بھی فضیلت اور عزیمت پر عمل کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ایک مستقل باب اس پر قائم فرمایا ہے کہ نیک لوگوں کو اپنی بیٹی یا بہن کا رشتہ خود پیش کرنا چاہیے اور اس باب میں حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات ذکر فرمائے ہیں، حضرت فقیہ العصر رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ صحیح بخاری کی تدریس کے زمانے میں جب یہ باب پڑھاتا اور یہ واقعات نظر سے گزرتے تو اس کا خیال آتا رہا

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۱۰

❷ انوار الرشید: ج ۱ ص ۲۲۰

کہ یہ فضیلت ضرور حاصل کی جائے، چنانچہ بڑی بچی کے رشتہ سے متعلق کچھ باتیں سننے میں آئیں اور اندازہ ہوا کہ فلاں جگہ سے بچی کے لیے رشتہ کا پیغام آئے گا، تو میں نے عمل بالحدیث کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے اَز خود پیشکش کر دی اور لڑکے کے دادا اور نانا سے رشتہ کے بارے میں بالمشافہ کہہ دیا، چھوٹی بچی کی شادی کے سلسلہ میں بھی دوسری ہمشیرہ صاحبہ نے اپنے صاحبزادہ کے لیے رشتہ مانگا۔

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس پسندیدگی کا اظہار فرمایا لیکن مجھے بھانجے میں صلاحیت کے آثار نظر نہ آئے تو میں نے ایک دوسرے لڑکے کا انتخاب کر لیا، جسے اس رشتہ کا وہم وگمان بھی نہ تھا، چونکہ اس لڑکے کا کوئی ولی نہیں تھا اس لیے میں نے خود لڑکے کو بلا کر اس سے کہہ دیا۔ ❶

ایک مولوی صاحب کی صاحبزادی کی مجلس نکاح میں حضرت والا رحمہ اللہ کے بننے والے داماد بھی شریک تھے، جن سے صاحبزادی کی نسبت تو طے پا گئی تھی مگر تا حال شادی کی کوئی تاریخ متعین نہیں ہوئی تھی، حضرت والا نے بارات والے دولہا کا نکاح پڑھانے کے بعد دولہا بے بارات کو بلا کر فرمایا: بیٹھ جائیے، آپ کے نکاح کا معاملہ بھی ساتھ ہی نمٹا دوں، ان سے اپنی صاحبزادی کا نکاح پڑھا دیا، نکاح سے پہلے نہ گھر کے اندر کسی کو اس کا علم تھا نہ باہر، بعد میں فرمایا: میں نے یہ طریقہ اس لیے اختیار کیا کہ مولوی صاحب اپنی صاحبزادی کے سلسلے میں کئی روز سے پریشان نظر آ رہے تھے، بار بار مجھ سے مشورے کرتے تھے میں نے عمل سے ثابت کر دیا کہ نکاح کرنا بہت آسان کام ہے، جسے لوگوں نے فضول رسموں اور خرافات میں پڑ کر بہت مشکل بنا رکھا ہے۔ ❷

---

❶ انوار الرشید: ج ۱ ص ۲۳۱، ۲۳۲

❷ انوار الرشید: ج ۱ ص ۲۳۴، ۲۳۵

دیکھیں کتنی سادگی کے ساتھ نکاح ہوا، اسلئے ضرورت ہے کہ نکاح کے عنوان پر گفتگو ہو، اوراسلاف کے یہ واقعات ذکر کئے جائیں، تا کہ نکاح معاشرے میں رائج اورآسان ہوجائے ،اورنسلِ نو پاک دامنی کی زندگی گزارے۔

حضرت نکاح کے موضوع پر بیان کریں

ایک دفعہ جمعہ کی نماز کے بعدایک نوجوان نے مجھے خط دیا ،اس میں لکھا ہوا تھا کہ حضرت آپ نکاح کے موضوع پر زیادہ بیان کریں، ہمارے والد صاحب کہتے ہیں سات لاکھ روپے کماؤ گے، تب نکاح ہوگا،میری تو پندرہ ہزارروپے تنخواہ ہے، میں سات لاکھ روپے کہاں سے جمع کروں گا، اس نے یہ بھی لکھا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سے ہمارے نوجوان ساتھی زنا میں مبتلا ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ پاکدامن رہیں، لیکن نکاح ورخصتی بہت مشکل ہوگئی۔

اسلئے والدین کو چاہیے کہ نکاح میں تاخیر نہ کریں،اورسادگی کے ساتھ نکاح کریں، خدانخواستہ اگراولادتاخیرنکاح کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہوتی ہےتو والدین بھی گناہ میں شریک ہوں گے۔

شادی میں تاخیر کےسبب والدین بھی گناہ میں شریک ہوں گے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهُ وَأَدَبَهُ،فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا،فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى أَبِيهِ. ❶

ترجمہ: جس شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوتو چاہیے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے اوراسے نیک

❶ شعب الإيمان: حقوق الأولاد والأهلين، ج ۱۱ ص ۱۳۷، رقم الحديث: ۸۲۹۹

ادب سکھائے اور پھر جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے۔(اگر لڑکا بالغ ہو اور شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اس کا باپ اس اس کا نکاح کرنے پر قادر ہونے کے باوجود اس کا نکاح نہ کرے)اور پھر وہ لڑکا برائی میں مبتلا ہو جائے (یعنی جنسی بے راہ روی کا شکار ہو جائے) تو اس کا گناہ باپ پر ہوگا۔

آج کل کے والدین کی سوچ

آج غیر مسلموں نے ہمارا ذہن بنا دیا کہ بچہ پاؤں پر کھڑا نہیں ہے اسلئے اس کا نکاح نہ کراؤ، اب یہ پاؤں پہ کب کھڑا ہوگا ؟! اکثر اس میں عمریں بیت جاتی ہیں، نوجوان بدنظری اور گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ہماری نظر مال اور دولت اور اسباب پر ہے، فیکٹری کی نوکری پر نظر ہے ، جہاں سے پندرہ بیس ہزار تنخواہ لے رہا ہے، لیکن اللہ تعالی کے وعدے پر نظر نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالی اور اُس کے رسول کی پیشن گوئی ہے کہ نکاح کے سبب اللہ تعالی فقر کو دور کر دیتا ہے، اور محض اپنے فضل وکرم سے غنی کر دیتا ہے۔ نکاح سے فقر نہیں آتا بلکہ زنا فقر و احتیاج کا سبب ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَامٰى مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾(النور: ۳۲)

ترجمہ:تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا اس وقت نکاح نہ ہو، ان کا بھی نکاح کراؤ، اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں ان کا بھی۔ اگر وہ تنگ دست ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں بے نیاز کر دے گا۔ اور اللہ بہت وسعت والا ہے، سب کچھ جانتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے کہ تم نکاح کرو،تم فقیر ہوتو میں تمہیں غنی کروں گا،خدا کے وعدے پرآج کے مسلمان کا اتنا اعتماد نہیں جتنا ظاہری اسباب پر ہے۔

نکاح غیبی نصرت ومدد کا سبب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ: اَلْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ،وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ،وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ. ❶

ترجمہ: تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالی نے اِن کی مدد کرنا اپنے ذمے لیا ہے، پہلا وہ مجاہد جو اللہ کے راستے میں جہاد کررہا ہو،دوسرا وہ مکاتب غلام جو بدلِ کتابت ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو،تیسرا وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "**اِلْتَمِسُوا الْغِنَى فِي النِّكَاحِ**" مالداری کو نکاح میں تلاش کرو۔ ❷

اس لئے اس سوچ کو ختم کرنا چاہیے کہ پاؤں پہ کھڑا ہوگا تب نکاح کریں گے، بچہ یا بچی جب بالغ ہوجائے تو نکاح کردیا جائے،ان شاء اللہ!اللہ تعالیٰ غیبی مدد فرمائیں گے۔جس گھر میں اگر آٹھ روٹیاں پکتی ہیں،اگر ایک لڑکی آئیگی تو ایک کا اضافہ ہوجائے گا،تو کیا اس کی ایک روٹی سے آپ کے رزق میں کمی آجائیگی؟ رزق دینے والا تو اللہ ہے۔پھر یہ بھی تو دیکھیں کہ وہ لڑکی کتنے کاموں میں آپ کے معاون بنے گی؟ پہلے گھر کا سارا کام ساس کررہی تھی، اب آدھے سے زیادہ کام وہ بہوآکر کررہی ہے،

❶سنن الترمذی:أبواب فضائل الجهاد:باب ماجاء في المجاهد والناكح والمكاتب وعون اللّٰه إياهم،رقم الحديث: ۱۶۵۵

❷تفسیر الطبری:سورة النور آیت نمبر۳۲ کے تحت، ج ۱۹ ص ۱۶۶

گھر کی صفائی ستھرائی، مہمانوں کی خدمت، پھر سب سے بڑھ کر آپ کے بیٹے کی نگاہ کا محفوظ ہونا، اس کی عزت وآبرو کا محفوظ ہونا، یہ ایک بڑی نعمت ہے۔ بیٹے کی نگاہیں جھک جائیں گی، شرمگاہ محفوظ ہوگی، اُسے وقت پر کھانا پینا ملے گا، اولاد کے حصول کا سبب ہوگا، بچہ بری محفل سے محفوظ ہوگا۔ پھر ذمہ دار انسان بنے گا، وقت پر گھر آئے گا، آنے والے وقت میں اُس میں سنجیدگی پُراعتمادی آئے گی، اِس طرح کے بیسیوں فوائد مستقبل میں سامنے آئیں گے ان شاء اللہ۔

رشتے میں دینداری نہ دیکھنے کا وبال

ایک کروڑ وپتی نے ایک اربوں پتی کی لڑکی سے اس ہوس میں شادی کرلی کہ بیوی جو ادھر سے دولتیں لائے گی تو کچھ نہ پوچھئے، دونوں مل کر کیا گل کھلائیں گے، قارون کے خزانے بھی اس کے سامنے کچھ نہ ہوں گے۔ دنیا کی اس ہوس میں اس نے اس سے شادی کرلی۔ لڑکی جب گھر میں آئی تو اس نے شوہر کی دولت لگانی شروع کردی، اس زعم میں کہ ہم تو ہیں اربوں پتی اور یہ ہے کروڑوں پتی، یہ تو ہمارے تابع ہیں۔ ایسا بجانا شروع کیا کہ کچھ نہ پوچھئے اور ادھر لڑکی کے والد نے داماد سے کہا: خبردار! کان کھول کر سن لے، اگر کبھی طلاق کا نام بھی لیا تو میرے کارخانوں کے مزدور اتنے ہیں اگر میں نے تجھ پر چھوڑ دیئے تو انہیں ایک ایک بوٹی بھی نہیں آئے گی۔ تیری بوٹی بوٹی کردیں گے، خبردار طلاق کا نام بھی لیا تو دیکھو کیا حشر کروں گا؟ یہ قصہ خود اس کے رشتہ داروں نے بتایا کہ اس پر یہ حالت گزر رہی ہے۔ ❶

جہیز دینے کی وجہ سے محبت یا خوف؟

کسی نے جہیز کے بارے میں یہ بات بتائی کہ والدین یہ کہتے ہیں کہ ہم تو بیٹی سے

❶ خطبات رشید: جہیز اور داماد، ج ۴ ص ۸۴، ۸۵

محبت کی وجہ سے دیتے ہیں اس میں حرج کیا ہے۔ اس بارے میں یہ سمجھ لیں کہ گھر بیٹھے بیٹھے بات کہہ دینا آسان ہے، ذرا کسی طبیب حاذق کو نبض دکھائیں تو پتا چلے گا کہ حرج ہے یا نہیں؟

ہمیں کہتی ہے دنیا تم ہو دل والے جگر والے
ذرا تم بھی تو دیکھو کہ ہو تم بھی تو نظر والے

گھر میں بیٹھ کر بات بنالینا آسان ہے، کسی صاحب نظر کو نبض دکھائیں وہ بتائے کہ تیرے اندر کون سی خرابی ہے، ایسے بیٹھے بیٹھے باتیں نہ بنالیا کریں۔ اب ذرا اس کی تفصیل بتاتا ہوں، اللہ تعالیٰ صحیح کہنے کی اور سننے والوں کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ یہ جو کہتے ہیں کہ بیٹی سے محبت ہے محبت کی بناء پر جہیز دیتے ہیں ذرا اس کا تجزیہ سنئے، جب بیٹی پیدا ہوئی اس وقت میں بھی محبت تھی، پیدائش سے لے کر شادی کے وقت تک محبت ہے، شادی ہو جانے کے بعد بھی مرتے دم تک محبت رہے گی، سو شادی کے وقت ہی محبت کو جوش کیوں اٹھتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر نہیں دیں گے تو لوگ طعنے دیں گے، ناک کٹ جائے گی، لوگوں میں عزت نہیں رہے گی، لوگ طعنے دیں گے کہ بیٹی کو گھر سے ایسے نکال دیا جیسے مرگئی ہو، کفن دے کر نکال دیا، کچھ دیا ہی نہیں۔

ایک مولوی صاحب کے گھر بہو آئی تو مولوی صاحب کی بیگم بہو کو طعنے دے رہی تھیں اری! تو لائی کیا ہے دو چیتھڑے۔ وہ بے چاری معلوم نہیں کتنا جہیز لائی ہوگی اور ساس کی طرف سے طعنہ پھر بھی وہی کہ لائی کیا ہے دو چیتھڑے۔ یہ حال ہے لوگوں کا، کہتے ہیں کہ اگر ہم نے بیٹی کو جہیز نہیں دیا تو سسرال والے تو اسے طعنے دے دے کر مار دیں گے اور دوسرے لوگ بھی والدین کو طعنے دیں گے، یہ خبریں بہت سننے میں آتی ہیں،

اس کا جواب سنئے آپ ساری دنیا کی دولت بھر کر اپنی بیٹی کو دے دیں ساس پھر بھی کیا کہے گی کہ لائی کیا دو چیتھڑے اور دماغ ایسا۔ بتائیں دنیا میں ایسا کہیں ہوا ہے کہ کسی نے بہت زیادہ جہیز دیا ہو ٹرکوں کے ٹرک بھر کر اور جب بیٹی گئی سسرال تو ساس اس سے نہ لڑی ہو، اسے طعنے نہ دیتی ہو، وہ تو پھر بھی لڑتی ہے، اِس کا تدارک تو ہو ہی نہیں سکتا۔ کہیں ہمیں بھی اس میں شامل نہ سمجھ لیں بحمد للہ تعالی ہمارے ہاں کوئی ایسی بات نہیں، اللہ کا فضل وکرم ہے۔ انوار الرشید میں میری دعا پڑھیں اس کے مطابق عمل کریں، اللہ دعائیں تو سب کی قبول کرتا ہے، ایسا تو نہیں کہ صرف میری قبول کرتا ہے، آپ کی دعائیں بھی قبول کرے گا، اصل چیز دین داری ہے، جہاں دین ہوگا وہاں فساد نہیں ہوگا، اللہ تعالی سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (۱)

بچیوں کی شادی کے لئے سود پر رقم لگادی

ایک بہت بڑی جامع مسجد کی منتظمہ کے صدر صاحب کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ اس نے اپنی رقمیں سود پر لگائی ہوئی ہیں، سود لیتا ہے۔ میں نے اسے خلوت میں بلایا اور سمجھایا کہ سود پر کتنی بڑی لعنتیں اور کیسی کیسی وعیدیں ہیں، یوں تو کسی مسلمان کے لئے بھی یہ کام جائز نہیں پھر آپ تو مسجد کمیٹی کے صدر ہیں آپ کے لئے تو اور بھی زیادہ گناہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ میری آٹھ بچیاں ہیں اور ہمارے ہاں رسم ہے کہ ایک ایک بچی کی شادی پر ایک ایک لاکھ روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ یہ آج سے تقریباً پینتیس سال پہلے کی بات ہے، اس وقت میں ایک لاکھ اب تو معلوم نہیں کتنے لاکھوں کی ضرورت ہوگی۔ اس نے کہا کہ میری آٹھ بچیاں ہیں سو مجھے آٹھ لاکھ روپے کی ضرورت ہے، ورنہ ان بچیوں کی شادی نہیں ہوگی، میں مجبور ہوں، مجبور ہو کر سود پر

(۱) خطبات رشید: جہیز اور داماد، ج ۴ ص ۸۵ تا ۸۷

رقمیں لگا رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ تو بہت آسان سا کام ہے مجھے ان بچیوں کی شادی کا وکیل بنا دیں، ان شاء اللہ تعالی آٹھوں کی آٹھوں آج ہی کے دن میں نمٹا دوں گا اور داماد بھی ایسے منتخب کروں گا کہ آپ ساری عمر منتخب کریں تو بھی ویسے نہیں ملیں گے۔ مگر انہوں نے مجھے وکیل نہیں بنایا۔ اللہ کے نافرمان کے دماغ میں بھس بھرا ہوتا ہے۔ حضرت رومی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ان کے دماغوں میں عقل نہیں، اللہ تعالی نے ان کے دماغوں میں گوبر بھر دیا ہے۔

ایک بار میں نے عام وعظ میں یہ قصہ بتایا تو بہت سے لوگوں نے مجھ سے رجوع کیا کہ ہماری بچی کی شادی کروادیں، ہماری بچی کی شادی کروادیں، ہماری بچی کی شادی کروا دیں۔ مگر قصہ وہی ہے نا! کہ اگر میں نے کروادی تو یہ کہیں گے کہ یا اللہ! اب معاف کر دے اب نہیں کہیں گے۔

لوگوں کے دماغ اتنے بلند ہیں کہ لکھ پتی کو چاہیے کروڑ پتی داماد، اور کروڑ پتی کو اربوں پتی جب کہ میں مسکین مولوی سے کراؤں گا جسے آدھی روٹی صبح کو ملے تو اسے بھی آدھی آدھی کر لے، آدھی بیوی کو کھلا دے اور آدھی خود کھا لے، بیوی اس پر کہے: الحمد للہ! پہلے اپنی لڑکیاں تو ایسے بنائیں پھر میں شادی کرواؤں گا۔ کہیں یہ نہ سمجھتے رہیں کہ میری جیب میں بڑے بڑے سیٹھ پڑے ہوئے ہیں اور جہاں کسی نے کہہ دیا کہ ہماری بچی کی شادی کروا دیں تو بہت بڑا امرغا نکل آئے گا، بہت بڑا سیٹھ نکل آئے گا، ایسی باتیں نہ سوچا کریں، اللہ کے بندے سے شادی کیا کریں۔ (۱)

طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحان کی ایک وجہ

ایک چیز جس کی بڑی کمی آتی جارہی ہے، وہ یہ ہے کہ ہم اس طرف تو آگے بڑھتے

(۱) خطبات رشید: جہیز اور داماد، ج۴ ص ۹۹، ۱۰۰

جارہے ہیں کہ بچی کواچھی سی اچھی تعلیم دیں، تعلیم دینے کیلئے اسکول کی تعلیم دی، کالج کی تعلیم دی، یونیورسٹی کی تعلیم دی، لیکن بچیوں کوگھر کا ماحول نہیں سکھارہے ہیں، گھریلوں زندگی بچیوں کونہیں سکھاتے، اسلئے ہمارے معاشرے میں طلاق کا رجحان بڑھ رہا ہے کہ جہاں نکاح ہوتا ہے بچی کو کھانا پکانا نہیں آتا، ساس سسر کی خدمت وہ نہیں کرتی، شوہر کے حقوق ادانہیں کرتی، بچوں کی صحیح تربیت نہیں کرتی، زبان دراز، بداخلاق ہوتی ہے،اسلئے معاشرے میں طلاق کا رجحان بڑھ رہا ہے،تواس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ بچیوں کوگھریلوں زندگی سکھائیں،انہیں اخلاق وکردار سکھائیں،اورانہیں سکھائیں کہ زبان کوبندرکھیں، زبان کوکنٹرول کریں، ہاتھ کام کاج میں زیادہ چلائیں اورزبان کم چلائیں، پھر ان شاءاللہ زندگی پرسکون گزرے گی۔

فحاشی پھیلانے کے لئے غیروں کی سازش

ایک چیز جوفیس بک اورانٹرنیٹ کے ذریعہ پھیلائی جارہی ہے، وہ یہ کہ کم عمری میں شادی نہ کرو، اس سے نقصانات ہوتے ہیں، عموماً آپ نے دیواروں پربھی لکھا دیکھا ہوگا کہ جب آدمی مانسہرہ، گلگت، چترال یادیگر شہروں کے سفرمیں ہوتو وہاں سڑک کے کناروں پر، پہاڑیوں پر، دیواروں پرلکھا ہوتا ہے کہ ’’کم عمری کی شادی بربادی‘‘یعنی یہ تأثر دیا جارہا ہے کہ کم عمری میں شادی نہ کرو ورنہ بربادی ہوگی۔ بھائی! جب لڑکا اورلڑکی بالغ ہوجائیں تو یہ کم عمری نہیں ہے، شریعت کہتی ہے کہ جب لڑکا،لڑکی بالغ ہوجائیں تو فوراًنکانکاح کردیا جائے، یہ جوذہن بنایا ہے کہ کم عمری میں شادی نہ کرو، یہ غیروں کاذہن ہے، وہ چاہتے ہیں کہ مسلم معاشرے میں زنا پھیل جائے، اس لئے وہ نکاح سے روکنے کیلئے اِس چیز کی تشہیر کررہے ہیں، اوراس کوپھیلارہے ہیں کہ کم عمری میں شادی نہ کرو، جبکہ شریعت کاحکم ہے کہ نکاح میں تاخیر نہ کریں، اس میں کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدے

ہی فائدے ہیں،سب سے بڑا فائدہ نگاہیں جھک جائیں گی،اس لئے جس کا نکاح ہوتا ہے اس کی نظر محفوظ ہوجاتی ہے، اور جب انسان کی نگاہ محفوظ ہو جائے تو اس کا حافظہ قوی ہوتا ہے،اور نماز میں خشوع خضوع نصیب ہوتا ہے۔آج نماز میں خشوع خضوع کیوں نہیں ہے؟ بنیادی وجہ بدنظری ہوجاتی ہے۔نیٹ،کیبل اور فیس بک کا بے تحاشا استعمال ہے،اسلئے ہم حافظے کی نعمت اور عبادت کی لذت سے محروم ہوگئے،آج ہمارے حافظے اتنے کمزور ہیں کہ رات کو کیا کھایا صبح یاد نہیں رہتا،جب نکاح جلد ہو نقصان ہے اس کو ایک واقعہ سے سمجھے۔

قریبی رشتہ داروں میں شادیاں

دوسری چیز جو پھیلائی جارہی ہے، وہ یہ ہے کہ قریبی رشتہ داروں میں شادیاں نہ کرو، آج کل میڈیا کے ذریعہ اس بات کی بڑی تشہیر ہورہی ہے کہ رشتہ داروں میں شادیاں نہ کرو،اسلئے کہ اس سے اولاد بانجھ پیدا ہوتی ہے،معذور واپاہج ہوتی ہے، بچے کم عقل ہوتے ہیں،اولاد میں بیماریاں سرایت کرجاتی ہیں،اسلئے خاندان میں شادیاں نہ کرو، یہ بات آج کل پھیلائی جارہی ہے،اور ایک روایت لکھ کر پھیلاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تنكِحُوا الْقَرَابَةَ الْقَرِيبَةَ،فَإِنَ الْوَلَد يُخْلَقُ ضَاوِيًّا.❶

ترجمہ:قریبی رشتہ داروں سے شادی نہ کرو اس لیے کہ اس سے اولاد ضعیف اور کمزور پیدا ہوتی ہے۔

حالانکہ یہ حدیث نہیں ہے،یہ من گھڑت روایت ہے،کسی نے اپنی طرف سے بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب کی ہے،اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے،

❶البدر المنیر: کتاب النکاح،باب ماجاء فی استحباب النکاح للقادر علی مؤنه،ج۷ص ۴۹۹

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں ’’لَاأَجِدُلَهُ أَصْلًامُعْتَمَداً‘‘ میں اِس روایت کی کوئی قابلِ اعتماد اصل نہیں پاتا۔

علامہ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں ہے:

لَاأَصْلَ لَهُ مَرْفُوعاً. ❶

ترجمہ: اس روایت کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں ہے۔

علامہ طاہر پٹنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِمَرْفُوعٍ. ❷

ترجمہ: یہ روایت مرفوعاً ثابت نہیں ہے۔

یہ غیر مستند روایت نہیں ہے، یہ بات غیروں کی طرف سے پھیلائی جارہی ہے، آخروہ اسکی تشہیر کیوں کررہے ہیں؟ چونکہ مسلم معاشرے میں نکاح ہوتے ہیں، اور خاندان میں نکاح دیرپا ہوتے ہیں، عموماً عرصہ دراز تک رہتے ہیں، طلاقیں کم ہوتی ہے، تو وہ چاہتے ہیں کہ ان معاشروں میں طلاق بڑھے، اولادیں زیادہ نہ ہو، مسلمانوں کی نسل کشی ہو، خاندانی اختلافات پھیلیں، آپس میں محبت ختم ہو، وہ عام کرنا چاہ رہے ہیں کہ (Love,marriage) ہو، محبت کی شادی ہو، خاندانی شادیاں ختم ہوجائیں، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رشتے خاندان میں کیئے، آپ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ کے چچازاد ہیں۔

---

❶سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة: ج ۱۱ ص ۶۰۵، الرقم: ۵۳۶۵

❷تذكرة الموضوعات: ص ۱۲۷

خاندانی رشتے عموماً ماں باپ ہی کرتے ہیں، ماں باپ اور بزرگ جو رشتے کرتے ہیں تو بڑے سوچ سمجھ کر کرتے ہیں، اس لئے وہ رشتے دائمی ہوتے ہیں، غیروں کی سازش ہے کہ (Love,marriage) عام کیا جائے، لڑکی گھر سے بھاگے، کورٹ میں شادی ہو۔ خاندان کی بدنامی ہو، اور شادیاں ناکام ہوں، عموماً ایسی شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں، بعد میں طلاقیں اور ناچاکیاں ہوجاتی ہیں، وہ لڑکی گھر سے بھاگی ہوتی ہے، اِس لئے اب گھر والے بھی قبول نہیں کرتے، اور جو لڑکا لے کر بھاگتا ہے وہ لوگ بھی قبول نہیں کرتے، آخر یا تو لڑکا طلاق دیتا ہے، یا لڑکی کی ساری زندگی بے چینیوں اور الجھنوں میں گزر جاتی ہے، جس کام کی بنیاد اللہ رب العزت کی نافرمانی پر ہو، والدین اور عزیز واقارب خوش نہ ہوں، تو عموماً نتیجہ گھر کی ویرانی، زوجین کے درمیان قلبی محبت کا نہ ہونا ہے، اور اولاد کی نافرمانی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

والدین کوناراض کرکے لومیرج کرنے والے میجر کی بھیانک زندگی

گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ سے تبادلے کے بعد جب میں لاہور منتقل ہوا تو جنوری ۱۹۸۰ء میں میں نے جس بستی میں اقامت اختیار کی وہاں فطری طور پر متنوع اور منفرد رویّوں کے لوگ بستے تھے مگر کم وبیش سب کے سب شریف اور دیندار تھے۔ انہی میں میجر مجید بھی تھے، ساٹھ سے متجاوز تھے، لیکن متشرع صورت کے ساتھ وہ اب بھی ایک باوقار، خوبصورت شخصیت کے حامل تھے اور ان سے مل کر خوشی ہوتی تھی، دینِ اسلام کے ساتھ وہ اتنے کمٹڈ تھے کہ باوثوق ذرائع کے مطابق جب ان کی پوسٹنگ لاہور میں تھی تو ایک بڑے عالم دین کی محفل میں باوردی چلے جاتے تھے، وہ یقیناً بہادر آدمی تھے، مگر افسوس کہ گھر کے محاذ پر انہوں نے شکست فاش کھائی تھی، ان کی چھ بیٹیاں تھی اور چار بیٹے، سبھی خوبصورت تھے، بیٹیاں اس بستی کے کلچر کے برعکس بے پردہ تھیں۔

کھلے منہ، آزادانہ گھومتی رہتی اور میجر صاحب کا ان پر کوئی کنٹرول نہ تھا، بڑی بیٹی کی شادی تو انہوں نے خود قاعدے اصول سے کی، لیکن باقی کے معاملے میں انہیں شدید ترین پریشانیوں بلکہ رسوائیوں کا سامنا کرنا پڑا، ایک نے ریلوے کے ایک ٹکٹ کولیکٹر سے خود ہی شادی رچالی، ایک کا خاوند عین جوانی میں فوت ہوگیا اور وہ ایک بیٹے کو لے کر مستقل طور پر باپ کے سر آپڑی، ایک کو طلاق ہوگئی اور اس کے عقدِ ثانی کے سلسلے میں میجر صاحب غیر معمولی پریشان رہے۔

بیٹوں کا معاملہ اس سے بھی زیادہ ناخوشگوار رہا، بڑا بیٹا آٹھ دس سال پہلے غائب ہوگیا تھا۔ اس کا پتہ ہی نہ تھا کہ کہاں ہے اور کیا کرتا ہے؟ البتہ باپ کی وفات کے بعد وہ ایک بار اپنے سے بڑی عمر کی ایک خاتون کے ساتھ آیا تھا، پتہ چلا کہ یہ سارا عرصہ وہ کراچی میں مقیم رہا اور ایک ترک خاتون کے ساتھ بغیر نکاح کے زندگی گزارتا رہا۔

میجر صاحب کا ایک بیٹا ہیروئن پر لگ گیا اور المناک موت سے دوچار ہوا، تعلیم کسی کی بھی مکمل نہ ہوئی، ایک نے طویل آوارہ گردی کے بعد کیری ڈبہ بنالیا اور زندگی کی گاڑی کو لشتم پشتم کھینچنے لگا، صرف چھوٹا بیٹا ٹھیک انداز میں پاؤں پر کھڑا ہوسکا، یہ الگ بات ہے کہ ایک حادثے میں اس کا ٹخنہ ٹوٹ گیا اور وہ اب قدرے لنگڑا کے چلتا ہے۔

بہرحال اولاد کی بے عملی، بے راہروی اور نالائقی نے میجر مجید کو ذہنی اور عملی اعتبار سے شدید ترین اذیتوں میں مبتلا کئے رکھا، انہیں کبھی بھی سکھ کا سانس لینا نصیب نہ ہوا، میں نے انہیں کبھی مسکراتے ہوئے نہ دیکھا، مسجد کے راستے میں بھی وہ سر جھکائے چپ چاپ چلتے رہتے، افسردگی اور پژمردگی گویا ان کے چہرے پر کھنڈ گئی تھی، چنانچہ پہلے وہ شوگر میں مبتلا ہوئے اور پھر ہارٹ کے مریض بن گئے اور آخر کار اسی بیماری دل کے ہاتھوں وہ زندگی ہار گئے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ میجر مجید اولاد کے ہاتھوں عمر بھر مصائب وآلام میں کیوں مبتلا رہے، یہ بات تسلیم نہیں کرنی چاہیے کہ یہ سب کچھ محض تقدیر کا چکر تھا اور جو کچھ ہوا محض اتفاق سے ہوگیا، ہمیں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اللہ کی یہ دنیا اندھیر نگری نہیں ہے، یہاں جو کچھ ہوتا ہے ہمارے اعمال کے نتیجے میں ہوتا ہے اور خدا اور خلقِ خدا کے ساتھ ہمارا رویّہ ہی ہماری تقدیر کی تشکیل کرتا ہے، چنانچہ مجھے باخبر ذرائع سے پتہ چلا کہ یہ سارا شاخسانہ میجر صاحب کی لومیرج کا تھا۔

ہوا یوں تھا کہ نوعمری میں موصوف کی منگنی اپنی خالہ زاد سے ہوگئی تھی لیکن انٹر کا امتحان دینے کے بعد جب وہ آرمی آفیسر بن گئے اور کمیشن ملنے کے بعد باقاعدہ فیلڈ میں آگئے تو ان کے ایک سینئر آفیسر کی نہایت خوبصورت بیٹی نے انہیں شیشے میں اتار لیا اور انہوں نے اعلان کردیا کہ وہ اپنی منگیتر سے شادی نہیں کریں گے، والد، والدہ اور خالہ نے انہیں بہت قائل کرنے کی کوشش کی، خوشامدیں کیں، منتیں کیں، لیکن نوجوان کیپٹن مجید پر کسی کی بھی آہ وزاری کا اثر نہ ہوا اور انہوں نے اپنی محبوبہ سے بیاہ رچالیا، نتیجہ یہ ہوا کہ والدین نے اور سارے خاندان نے ان کا بائیکاٹ کردیا اور زندگی بھر ان سے تعلق استوار نہ کیا، یوں بھی میجر صاحب کے ضمیر نے اگر کبھی انگڑائی لی بھی اور انہوں نے اپنے خاندان کی شادی غمی میں شریک ہونا چاہا تو ان کی بیگم نے سختی سے منع کردیا، ان کی بیگم یقیناً خوبصورت تھی مگر بہت ہی بداخلاق اور مغرور تھی، اس کے غرور اور خود پرستی کا یہ عالم تھا کہ عین بڑھاپے میں جب اس کی عمر ستر برس سے متجاوز تھی اور کتنے ہی عوارض نے اسے گھیر رکھا تھا، اس نے ایک روز قریبی بیکری کے مالک سے کہا ''مسعود بیٹے جب میری شادی ہوئی تھی اور میں دلہن بن کر میجر صاحب کے گھر آئی تھی تو ساری دنیا مجھے دیکھنے آئے تھی''۔

’’لیکن آنٹی میں تو نہیں آیا تھا‘‘ خوش مزاج مسعود صاحب نے چٹکی لی تھی اور آنٹی چھپ ہو کر رہ گئی تھی۔

کیپٹن مجید نے محبوبہ سے شادی بھی کر لی، اس کے دس بچے بھی ہو گئے، لیکن وہ خاندان سے مکمل کٹ کے رہ گیا، وہ والدین کی خدمت سے، دعاؤں سے عمر بھر کے لئے محروم ہو گیا، نتیجہ یہ کہ زندگی اس کے لئے جہنم بن کر رہ گئی، ہر آنے والا دن اس کے کرب اور اذیت میں اضافہ کرتا رہا، اس نے گھبرا کر دینداری کے حصار میں پناہ لینی چاہی، لیکن یوں لگتا ہے کہ خدا نے اس کی مجبورانہ ’’توبہ‘‘ قبول نہ کی اور اسے اولاد کے حوالے سے بدترین حالات کا سامنا کرنا پڑا جس میں وہ ایک لمبے عرصے تک مبتلا رہا تا آنکہ موت نے اس کی مشکل آسان کر دی شایہ غالب نے میجر مجید ہی کے لئے کہا تھا۔

ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی

میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا ❶

اپنے گھرانے کو ناراض کر کے لو میرج کرنے لڑکی کی عبرتناک آپ بیتی

۲۴ نومبر ۲۰۰۶ء بروز جمعہ کو ساڑھے نو بجے صبح اے ٹی وی چینل سے ’’مارننگ وِد فرح‘‘ پروگرام میں ایک بڑی ہی عبرت ناک کہانی دکھائی اور سنائی گئی تھی، پروگرام کی کمپئر فرح کے قریب موٹی چادر میں مکمل چھپی ہوئی ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھی، فرح نے بتایا کہ اس لڑکی کا نام نویدہ ہے، اس کا تعلق لاہور سے ہے اور یہ ابھی اپنی کہانی اپنی زبانی آپ کو سنائے گی۔

یہ کہہ کر فرح نے چادر اس خاتون کے چہرے سے ہٹائی تو ایک انتہائی دہشت ناک منظر سامنے تھا، کتنے ہی لوگ اس منظر کو دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھے ہوں گے اور

❶ مکافات عمل: ص ۳۳۴ تا ۳۳۶

خواتین نے چیختے ہوئے آنکھوں کے سامنے ہاتھ رکھ لئے ہوں گے، جو چہرہ نظر آیا وہ انسان کی بجائے کسی آسیب کا چہرہ تھا، سرکی اور چہرے کی ساری جلد جل چکی تھی، بال مکمل غائب تھے، آنکھوں کی جگہ دوگڑھے تھے، ناک جل کر اپنا وجود ختم کر چکی تھی اور کان غائب تھے، ہونٹ معدوم ہوگئے تھے اور دانت انتہائی ڈراؤنا منظر پیش کر رہے تھے، صاف محسوس ہورہا تھا کہ کسی سفّاک آدمی نے اس بے چاری عورت پر تیزاب خاصی مقدار میں پھینکا ہے اوراس کے حلیے کو برباد کرکے رکھ دیا ہے۔

اب فرح کے مطالبے پراس خاتون نویدہ نے اپنی کہانی سنائی، اس نے بتایا: میں نے ۱۹۹۵ء میں (Love,marriage) کی تھی، ایک نوجوان سے تعلق قائم ہوگیا اور میں نے اس سے شادی کا فیصلہ کرلیا، سارے خاندان نے روکا، والدین نے، بھائی بہنوں نے اور بہنوئی نے بہت سمجھایا، لیکن مجھ پر عشق کا بھوت سوار تھا، میں نے کسی کی نہ سنی اور زبردستی شادی کرلی۔

لڑکے نے مجھے چکمہ دیا تھا کہ ہمارا بہت اچھا کاروبار ہے، ہم بہت امیر ہیں، لیکن شادی کے بعد پتہ چلا کہ سب کچھ جھوٹ تھا، لڑکا مکمل بے روزگار تھا اور گھر میں امیری یا کشادگی کا نام ونشان نہ تھا، تاہم میں نے حالات سے سمجھوتہ کرلیا اور سلائی کڑھائی کرکے گھر چلانے لگی، اس دوران میرے دو بیٹے بھی ہوگئے۔ میرے خاوند نے مزید دھوکا یہ دیا کہ اپنی خالہ زاد سے شادی کرلی، میں نے احتجاج کیا اور طلاق کا مطالبہ کردیا تو اس ظالم نے کھڑے کھڑے تین طلاقیں دے دیں۔

اس واقعے کو نو سال گزر گئے، ۲۰۰۴ء میں میرے سابق خاوند نے مطالبہ کیا کہ لڑکوں کو میرے حوالے کرویا پھر دس لاکھ روپے دو، میں نے کسی نہ کسی طرح انتظام کرکے چار لاکھ روپے اسے دے دیئے، لیکن اس بدبخت نے پھر بھی میرے چہرے پر تیزاب

پھینک دیا اور وہ حالت بنادی جو آپ دیکھ رہے ہیں، اب میں نہ زندوں میں ہوں نہ مُردوں میں، زندگی میرے لئے ایک عذاب اور تہمت بن گئی ہے۔

آخر میں نویدہ نے فرح کے کہنے پر اپنے ناظرین کو پیغام دیا: میں محبت کے چکر میں پڑنے والی ہر لڑکی سے درخواست کروں گی کہ خدارا اس بکھیڑے میں نہ پڑنا، عشق جتانے والے سب لڑکے دھوکے باز اور جھوٹے ہوتے ہیں، یہ بھی یادرکھیں کہ عشق کا بھوت صرف چھ مہینے زندہ رہتا ہے، پھر زندگی کی حقیقتیں اس کا وجود ختم کردیتی ہیں، نویدہ نے زوردے کر کہا: والدین جو مشورہ دیں، جو نصیحت کریں اس کو رد نہ کرنا، ورنہ پچھتائیں گے، میری طرح ساری عمر روئیں گے۔ (۱)

لو میرج کرنے والے ان واقعات سے نصیحت لے، ورنہ زندگی بھر روئیں گے، شریعت میں ہے کہ ولی نکاح کرائیں، ولی جب نکاح کراتے ہیں تو یہ بڑے سوچ سمجھ کے کرتے ہیں، والدین اِس معاملے میں بڑے سمجھدار اور دانا ہوتے ہیں، یہ جو رشتہ کرتے ہیں مستقبل کے اعتبار سے اولاد کیلئے بڑا مفید ہوتا ہے۔

لڑکیاں گھروں سے بھاگ کر شادی کیوں کرتی ہیں؟

اب یہ سوال کہ آخر لو میرج کیوں ہوتا ہے، اِس کے بنیادی اسباب وعوامل کیا ہیں، تو وہ درج ذیل ہیں:

پہلی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وقت پر شادی نہیں ہوتی، اگر وقت پر شادی کردی جائے تو ایسے واقعات رونما نہ ہوں، دیکھیں! ہر انسان کے ساتھ نفس وخواہشات ہیں، جب اِسے جائز راستے سے پورا نہ کیا جائے تو عموماً ناجائز راستوں کو شیطان مزین کرکے پیش کرتا ہے، اسلئے نکاح میں تاخیر نہ کی جائے۔

---

(۱) مکافات عمل: ص۳۴۲، ۳۴۳

دوسری وجہ بے پردگی، اختلاط اور آزادانہ ماحول، غیر محرموں کی گھروں میں آمد ورفت اور ان سے بلاحجاب گفتگو اور تعلقات ہے۔

تیسری وجہ کالج، یونیورسٹیوں کا آزادانہ ماحول اور اختلاط ہے۔

چوتھی وجہ ٹچ موبائل کا استعمال، فیس بک اور یوٹیوب پر قیمتی اوقات کا ضیاع ہے۔

پانچویں وجہ رزقِ حرام ہے۔

چھٹی وجہ اور اہم وجہ دین سے دوری ہے۔

ساتویں وجہ مساجد ومدارس، علماء، صلحاء اور دین داروں سے دوری ہے۔

آٹھویں وجہ بری مجالس اور برے ہم نشین ہیں، جن کے ساتھ بیٹھنے سے انسان گناہوں پر جری ہوجاتا ہے۔

بیوہ عورتوں سے نکاح کو رواج دیا جائے

ایک اور بات کہ جو ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہے کہ بیوہ عورتوں سے نکاح نہیں کیا جاتا، اگر کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہوجائے، یا خدانخواستہ طلاق ہوجائے، یا خلع ہوجائے، تو اُس سے نکاح نہیں کیا جاتا، اور اِس کو اپنے لئے عیب سمجھتے ہیں، کوئی لڑکا بھی وہاں رشتہ نہیں بھیجتا کہ بھائی! اتنی اچھی ہوتی تو پہلے گھر والے اس کو کیوں طلاق دیتے؟ اسی طرح بہت ساری بیوہ عورتیں گھروں میں زندگی گزار رہی ہیں، اِن کے ساتھ بھی نکاح کو عام کرنا چاہیے کہ کوئی بھی بیوہ عورت ہو، کوئی مناسب رشتہ ملے تو اُس کا رشتہ کروانا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اکثر نکاح بیواؤں سے کئے، صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں، تو آج کے معاشرے میں بہت سے بیوہ عورتیں بھی ہیں، تو ان کے نکاح کو بھی عام کرنا چاہیے، تاکہ ان کی زندگیاں بھی پُرسکون ہوجائیں، اور وہ اطمینان سے تقوی والی زندگی گزار سکیں، اسلاف نے

اس سنت کے احیاء کے لئے بڑی قربانیاں دیں۔

احیائے سنت کے لئے حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا جذبہ

مولانا عبدالقیوم صاحب اور مولانا محمود پھلتی رحمہما اللہ فرماتے تھے کہ مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی بہن کی شادی حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ کے بڑے بیٹے مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے ساتھ ہوئی تھی، مولانا عبدالرحمٰن صاحب کا انتقال ہوگیا۔ ایک مرتبہ مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ قصبہ پُھلت میں منبر پر کھڑے ہوکر نکاح ثانی کی ترغیب دلا رہے تھے، پُھلت کے صاحبوں میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا کہ مولانا صاحب میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، مولانا نے فرمایا: ابھی نہ پوچھو، پھر پوچھو، اور یہ فرما کر وعظ بند کر دیا اور منبر پر سے اُتر گئے اور اسی دن دہلی روانہ ہو گئے اور دہلی پہنچ کر بہن کے پاس پہنچے، ان کی بہن مولانا صاحب سے بھی عمر میں بڑی تھی اور دمہ کے مرض کی وجہ سے کمزور بھی بہت تھیں، آپ نے اپنا عمامہ بہن کے قدموں پر ڈال دیا اور فرمایا: بہن اگر تم چاہو تو میں وعظ کہہ سکتا ہوں ورنہ نہیں کہہ سکتا، انہوں نے کہا: کیا بات ہے؟ فرمایا کہ تم نکاح کرلو، انہوں نے کہا کہ مجھے نکاح سے انکار نہیں لیکن میں تو نکاح کے قابل ہی نہیں، مولانا نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے مگر لوگ نہیں مانتے، وہ یہی سمجھتے ہیں کہ تم رسم کی بناء پر نکاح نہیں کرتیں، اس پر وہ رضامند ہو گئیں اور ان کا نکاح مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ سے کر دیا گیا۔ مولانا عبدالقیوم صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میرے والد سے نکاح ہونے کے بعد بھی وہ بیمار رہیں اور میرے والد کو ان سے محبت کا کبھی اتفاق نہیں ہوا، اور یہ بھی فرمایا کہ جب ہندوستان میں نکاح ثانی بند ہوا تھا اس وقت سے مولانا حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی بہن کا نکاح ثانی سب سے پہلا نکاح ثانی تھا۔ (1)

(1) ارواحِ ثلاثہ: حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی حکایات، حکایت نمبر: ۶۷ ص ۷۰، ۷۱

اولاد سے رزق بڑھتا ہے

اسی طرح یہ سوچ بھی نہیں ہونی چاہیے کہ اگر نکاح سے بچے ہوں گے تو وہ کھائیں گے کہاں سے، رزق کی ذمہ داری رب العالمین نے لی ہے، اولاد کے سبب اللہ رزق کو بڑھا دیتا ہے۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿نَحۡنُ نَرۡزُقُهُمۡ وَإِيَّاكُمۡ﴾ (الإسراء: ۳۱)

ترجمہ: ہم انہیں بھی رزق دیں گے، تمہیں بھی دیں گے۔

مفسرین نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اولاد کا ذکر پہلے کیا اور ماں باپ کا ذکر بعد میں کیا، اس میں اشارہ ہے کہ اولاد کی وجہ سے اللہ تعالی والدین کے رزق کو بڑھا دے گا، اس لئے آپ دیکھو جب اولاد بڑھتی ہے تو وہاں عموماً رزق بھی بڑھ جاتا ہے۔

ہر بچہ کے آنے سے پہلے اُس کے رزق کا انتظام ہو جاتا ہے

مسجد کے ایک ساتھی مجھے کہنے لگے کہ جب تک میرا نکاح نہیں ہوا تھا تو میری سات ہزار تنخواہ تھی، نکاح ہوا تو نو ہزار ہوگئی، ایک بچہ پیدا ہوا تو بارہ ہزار ہوگئی، دوسرا بچہ پیدا ہوا تو چودہ ہزار ہوگئی، تیسرا بچہ پیدا ہوا سترہ ہزار ہوگئی، چوتھا بچہ پیدا ہوا تو اکیس ہزار ہوگئی، پانچواں بچہ پیدا ہو ستائیس ہزار ہوگئی، کہا چھٹے کی امید ہے اور تنخواہ اکتیس تک پہنچ گئی ہے۔

تو جو بچہ آتا ہے تو وہ اپنا رزق لے کر آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے رزق کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی ہے، ہمیں اس بارے میں پریشان نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کہاں سے کھائیگا؟ اللہ تعالی نے اُس کے آنے سے پہلے اُس کے رزق کا انتظام کر دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَمَا مِنۡ دَابَّةٍ فِي الۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ (الھود: ٦)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ نے اپنے ذمے نہ لے رکھا ہو، وہ اس کے مستقل ٹھکانے کو بھی جانتا ہے، اور عارضی ٹھکانے کو بھی۔ ہر بات ایک واضح کتاب میں درج ہے۔

کیا بچے دو ہی اچھے ہیں؟

پھر یہ سوچ کہ بچے دو ہی اچھے، زیادہ بچے ہوں تو یہ کہاں سے کھائیں گے، یہ سوچ غیر شرعی ہے، رزق کی ذمہ داری رب نے لی ہے، جو اللہ ہمیں کھلا رہا ہے وہ ہماری اولاد کو بھی کھلائے گا، نیز کثرتِ اولاد فخر کا سبب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ. ❶

ترجمہ: زیادہ محبت کرنے والی، زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو، میں (قیامت کے دن) دوسری امتوں کے مقابلے میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

اس حدیث میں زیادہ بچے جننے کی ترغیب دی گئی ہے، اِس سے امت میں اضافہ ہوگا جس کی وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن فخر کریں گے۔

البتہ متبع سنت طبیب حاذق کا مشورہ ہو کہ اس سے وقتی طور پر بچے کی ماں یا بچے کی صحت پر اثر ہوگا تو عارضی طور پر وقفہ کیا جا سکتا ہے۔

بچے دو ہی اچھے کی سوچ عقلاً بھی غلط ہے

دیکھو! بچے اگر دو ہوں، اب اگر وہ دونوں بچیاں ہیں اور ان دونوں بچیوں کی شادیاں ہوگئیں، ماں باپ بوڑھے ہوگئے، اب ان کیلئے سہارا کون بنے گا؟ اور اگر ایک بچہ

❶ سنن أبي داود: كتاب النكاح: باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء، رقم الحديث: ٢٠٥٠

اور ایک بچی ہو، بچی کی شادی ہوگئی اور بچہ نافرمان نکل گیا، اس نے الگ گھر لے لیا، ماں باپ کو اسباب کے درجے میں کون سنبھالے گا؟ بچے دو ہی تھے لیکن ایکسیڈنٹ ہوا، دونوں مر گئے، ماں باپ کا مستقبل میں کیا ہوگا؟ بچے دو ہی تھے، دونوں نافرمان نکل گئے، اب ماں باپ کیا کریں گے؟ بچے دو ہی تھے، ایک معذور پیدا ہوا، ایک ٹھیک ہوا لیکن جو ٹھیک تھا اس کی اپنی اولاد زیادہ ہے وہ اپنے کنبہ کو نہیں رکھ سکتا، ماں باپ کو کہاں سے رکھے؟ پھر کیا ہوگا، تو یہ سوچ عقلاً بھی درست نہیں۔

کثرتِ اولاد کے فوائد

بچے مثلاً چھ سات ہیں، اور سب ہی کمانے والے ہیں، ہر ایک کی تنخواہ اگر بیس ہزار روپے بھی ہو تو ماہانا تقریباً لاکھ، سوا لاکھ روپے ہے، اللہ تعالیٰ رزق کو بھی اس طرح بڑھائیگا، انسان کا رزق بھی بڑھے گا، مستقبل کے اعتبار سے سہولت ہوگی، بچے اگر زیادہ ہوں اور بالفرض کوئی نافرمان بھی نکل آئے تو بقیہ تو خدمت گار ہوں گے۔ اگر چار نافرمان ہیں تو چار تو خدمت گار ہوں گے، بچے زیادہ ہوں اور وہ ماں باپ کو اگر ایک ایک دن بھی رکھیں تو ان پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا، ایک دن والدین ایک کے گھر میں، دوسرے دن دوسرے کے گھر میں، تیسرے دن تیسرے کے گھر، یا ایک ہفتہ ایک کے ہاں، ایک ہفتہ دوسرے کے ہاں، اسطرح بچے بھی خوش ہوں گے کہ انہیں خدمت کا موقع مل رہا ہے، ماں باپ بھی پرسکون ہونگے، پھر جب اولاد سے آگے ان کی اولاد ہوگی، تو ایک پوتا ٹانگیں دبا رہا ہے، دوسرا سر کی مالش کر رہا ہے، کوئی نواسی خدمت کر رہی ہے، اس طرح پوتوں کے ساتھ دادا، دادی کی زندگی اور پرسکون ہو جائے گا، اور انہیں مشغولیت کے لئے خوبصورت پھول مل جائیں گے، اسی طرح آگے یہ پوتے بھی کمانے والے ہوں گے تو ذریعہ معاش اور بڑھتا رہے گا۔

بحرحال اللہ کی طرف سے اگر اولاد کی عطا ہوں تو اُس میں خوش ہونا چاہیے اور ان کے حق میں دعا گو ہونا چاہیے کہ اللہ تعالی اِن میں سے ہر ایک کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے، ملک وملت کا پاسبان اور دین کا ترجمان بنائے۔آمین

اس فحاشی اور عریانی کے دور میں ہمہ وقت اللہ تبارک وتعالی سے ہدایت، تقوی اور پاک دامنی کی یہ مسنون دُعا کرنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْهُدَی وَالتُّقَی وَالْعَفَافَ وَالْغِنَی. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے ہدایت، تقوی، پاک دامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں۔

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعاء، باب في الأدعیة، ج۴ ص۲۰۸۷، رقم الحدیث: ۲۷۲۱

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات



Designed By Uk Printers : 0315-2245330

مولانا محمد نعمان صاحب سے علمی تحقیقی بیانات، تعارف کتب، دروس، محاضرات اور تحریری بیانات حاصل کرنے کیلئے ان واٹس ایپ نمبرز پر رابطہ کریں

03112645500 - 03191982676